بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ (یونس: ۶۴)

انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں

جہانِ امام ربّانی

قدس سرہ

مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رضی اللہ عنہ

اقلیم ہفتم

زیر سرپرستی: پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

مرتبین

صاحبزادہ ابو السرور محمد مسرور احمد
مولانا جاوید اقبال مظہری
ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری

نظر ثانی
محمد عالم مختار حق

امام ربانی فاؤنڈیشن، کراچی
اسلامی جمہوریہ پاکستان

۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ (یونس: ۶۴)

اُنھیں خوشخبری ہے دُنیا کی زندگی میں اور آخرت میں

جہانِ امامِ ربّانی

کو عکس

مجدّد الفِ ثانی شیخ احمد سرہندی رضی اللہ عنہ

اقلیم ہفتم

زیرِ سرپرستی : پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

مرتبین
صاحبزادہ ابو السرور محمد مسرور احمد
مولانا جاوید اقبال مظہری
ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری

نظرِ ثانی
محمد عالم مختار حق

امامِ ربّانی فاؤنڈیشن کراچی
اسلامی جمہوریہ پاکستان
۱۴۲۷ھ / ۲۰۰۶ء

(جملہ حقوق طباعت بحق ناشر محفوظ ہیں)

نام .... جہان امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)
مرتبین .... صاحب زادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد
مولانا جاوید اقبال مظہری
ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری
نظر ثانی .... محمد عالم مختار حق
اقلیم .... ہشتم
تصحیح .... علامہ قاری محمد ظفر احمد نقشبندی، ڈاکٹر حافظ عبد الباری، مولانا علی انور
بگھیو مسعودی، محمد عبد الستار طاہر مسعودی، ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری
حروف ساز .... سید شعیب افتخار مسعودی، قاری محمد شریف کمبوہ
طابع .... مولانا جاوید اقبال مظہری
مطبع .... برکت پریس، کراچی
طباعت ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء
اشاعت .... اول (بارہ سو)
ناشر .... امام ربانی فاؤنڈیشن، کراچی
ہدیہ ....

ناشر

امام ربانی فاؤنڈیشن، کراچی

فلیٹ نمبر اے۔۵، پلاٹ نمبر سی۔۷، اسٹیڈیم لین نمبر ۱، فیز 7، ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی، کراچی، فون ۵۸۴۰۳۹۵۔۰۱۲
(اسلامی جمہوریہ پاکستان)

ملنے کے پتے

- ☆ ادارۂ مسعودیہ...... ۶/۲، ۵-ای، ناظم آباد، کراچی۔ فون ۰۲۱_۶۶۱۴۷۴۷
- ☆ ضیاءالاسلام پبلی کیشنز...... ضیاء منزل (شوگن مینشن) محمد بن قاسم روڈ آف ایم۔ اے۔ جناح روڈ، کراچی، فون ۰۲۱-۲۲۱۳۹۷۳
- ☆ ضیاءالقرآن پبلی کیشنز...... اُردو بازار، کراچی۔ فون ۰۲۱-۲۶۳۰۴۱۱
- ☆ مکتبہ غوثیہ ہول سیل...... پرانی سبزی منڈی، یونیورسٹی روڈ، نزد پولیس چوکی محلہ فرقان آباد، کراچی۔ فون ۰۲۱_۴۹۲۶۱۱۰
- ☆ المختار پبلی کیشنز...... ۲۵۔ جاپان مینشن، ریگل، صدر، کراچی۔ فون ۰۲۱_۲۷۲۵۱۵۰
- ☆ فرید بک اسٹال...... ۳۸۔ اُردو بازار، لاہور فون ۰۴۲-۷۲۲۴۸۹۹
- ☆ مکتبہ جامعہ نقشبندیہ بستان العلوم...... کڈہالہ (مجاہد آباد)، براستہ گجرات، آزاد کشمیر، اسلامی جمہوریہ پاکستان

- ☆ Khalifa Muhammad Yahya, Roza Shareef, Sirhind, District Fatehgarh, Pin code-140406. (INDIA) Ph.01763-30144.
- ☆ Dr. Mufti Muhammad Mukarram Ahmad, Nusratul Islam Educational Society, Masjid Fatehpuri, Delhi-6, (INDIA)
- ☆ Mr. Masood Ahmad Ashrafi,Chairman, Global Islamic Mission, 335, Walnut Street # 2, Yonkers New York-10701 (U.S.A)
- ☆ Mr. Munir Hussain Masoodi, 46-Holly Lane Smethwich, West Midlnds B67 7JD. (U.K)
- ☆ Mawlana Muhammad Qamaruddin Rizvi, Maktaba-i-Razvia, 423-Matia Mahal, Jama Masjid Delhi -110006. (INDIA) Ph. 23264524
- ☆ Abdul Aziz Siddiqui, 20 Chatripura, Main Road, Indoor (M.P) INDIA.

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

انتساب

☆☆

محقق علی الاطلاق

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ

کے نام

☆......جو جامع کمالات صوری و معنوی تھے

☆......جو عاشق رسول و محافظ مقام رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تھے

☆......جنہوں نے برصغیر میں حدیث کی شمع روشن کی

☆......جنہوں نے تجدید اسلام، احیاء سنت اور بدعت کی سرکوبی میں اہم کردار ادا کیا

☆......جو غوثِ اعظم کے اشارے پر سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ میں داخل ہوئے

☆......جو حضرت مجدد الف ثانی کے برادر طریقت تھے

☆......جن کے دل میں اُن کا بڑا وقار تھا

☆......اکبر بادشاہ اور جہاں گیر بادشاہ کے وزراء و امراء جن سے عقیدت رکھتے تھے

☆...... جو کلمۂ حق کہنے میں جری و بے باک تھے

☆...... جنہوں نے برصغیر کے علمی ذخیرے میں اپنی تصانیف سے اہم اضافہ کیا

☆...... جو حرمین شریفین میں چار سال رہے اور روحانی و علمی فیوض و برکات حاصل کیے

☆...... جنہوں نے جو کام کیا اللہ کے لیے کیا

☆...... جن کی اولاد و احفاد نے حدیث اور علوم دینیہ کی مسلسل خدمت کی

☆...... جن کی خدمات تاریخی اور ناقابل فراموش ہیں

(مرتبین)

☆......☆......☆

ولقد علموا لمن اشتراه ما له
ولقد علموا لمن اشتراه ما له في الآخرة
خدمت گزار ، ۲۲۵۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جہان امام ربانی

اقلیم ہفتم

ہوا مخمور و بے خود ہر دلِ حق آفریں واللہ!
سرورِ بادہِ عرفاں مجدد الف ثانی ہیں
(فدا حسین فدا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

اقلیم ہفتم

☆☆

نعت شریف ...... امام احمد رضا محدث بریلوی ۱۱
مناقب ...... خواجہ احمد حسین مجددی، ڈاکٹر اقبال سرہندی، مولانا محمد حسن نوہانی، حمید صدیقی، فیض لدھیانی ۱۳
ابتدائیہ ...... ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری ۲۳
تاثرات ...... جسٹس پیر کرم شاہ، علامہ عبدالحکیم شرف قادری، ڈاکٹر مفتی محمد مکرم، پیر سید عاشق حسین مجددی، محمد خالد مجددی، منیر حسین ۲۷

کشور اول

خلیفہء اول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ...... ڈاکٹر ظہور احمد اظہر ۳۳
خواجہ بہاء الدین نقشبند ...... شیخ محمد شعیب ۴۹
تصوف کی ضرورت و اہمیت ...... علامہ رشید احمد مرتضائی ۵۳
تبلیغ دین اور اشاعت تصوف میں خواجہ بہاء الدین نقشبند کا کردار ...... ڈاکٹر محمد شریف سیالوی ۶۹
ارشادات شاہِ نقشبند ...... ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری ۷۹

- ......کرامات شاہ نقشبند — ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری ۱۰۱

کشور دوم

- ......خواجہ محمد باقی نقشبندی اویسی — محمد صادق دہلوی کشمیری ہمدانی
  مترجم: ڈاکٹر محمد سلیم اختر ۱۱۹
- ......تعارف امام ربانی مجدد الف ثانی — علامہ ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر ۱۸۳
- ......امام ربانی اور فیضان کمالاتِ نبوت — ابوالسرور محمد مسرور احمد ۲۳۷

کشور سوم

- ......تفسیر مظہری میں معارف و اذکارِ امام ربانی — علامہ مفتی محمد جان نعیمی ۲۵۱
- ......افکار مجدد الف ثانی اور تفسیر روح المعانی — پروفیسر قاری محمد رفیق مسعودی ۲۷۷

کشور چہارم

- ......تخریج احادیث در مکتوبات (فارسی) — ڈاکٹر محمد بابر بیگ مطالی ۲۹۷
- ......تخریج احادیث مکتوبات امام ربانی — ابوکلیم محمد صدیق فانی ۳۳۹
- ......حضرت مجدد اور تحفظ ناموس رسالت — ڈاکٹر سید ریاض الحسن گیلانی ۴۳۱
- ......حضرت مجدد اور عشق رسول (ﷺ) — ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی ۴۳۵

کشور پنجم

۞ ......حضرت مجدد اور ترویج شریعت پروفیسر محمد احسان قادری ۴۴۳

۞ ......شریعت، طریقت، حقیقت حضرت مجدد کی نظر میں پروفیسر قاری مشتاق احمد نقشبندی ۴۵۳

۞ ......امام ربانی اور تنفیذ شریعت علامہ ذاکر اللہ افغانی ۴۶۹

۞ ......مرقعات ۴۸۱

۞ ......مختصر تعارف اقلیم ہشتم

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

نعتِ رسول مقبول

(صلی اللہ علیہ وسلم)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی

☆☆

لَمْ یَاْتِ نَظِیْرُكَ فِیْ نَظَرٍ، مثل تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج. تورے سر سوہے. تجھ کو شہِ دوسرا جانا

اَلْبَحْرُ عَلَا وَالْمَوْجُ طَغٰی، من بےکس وطوفاں ہوش ربا
منجدھار میں ہوں، بگڑی ہے ہوا، موری نیا پار لگا جانا

یَا شَمْسُ نَظَرْتِ اِلٰی لَیْلِیْ، چو بطیبہ رسی عرضے بکنی
توری جوت کی جھلجھل، جگ میں رچی، مری شب نے نہ دن ہونا جانا

لَكَ بَدْرٌ فِی الْوَجْهِ الْاَجْمَلْ. خط ہالۂ مہ، زُلف ابر اجل
تورے چندن چندر پرو کنڈل. رحمت کی بھرن برسا جانا

اَنَا فِیْ عَطَشٍ وَّسَخَاكَ اَتَمّ ، اے گیسوئے پاک اے ابرِ کرم
برسن ہارے رم جھم رم جھم ، دو بُوند ادھر بھی گرا جانا

یَا قَافِلَتِیْ زِیْدِیْ اَجَلَكْ ، رحمے بر حسرتِ تشنہ لبک
مورا جیرا لرجے درک درک ، طیبہ سے ابھی نہ سُنا جانا

وَاهًا لِّسُوَیْعَاتٍ ذَهَبَتْ ، آں عہدِ حضور بار گہت
جب یاد آوت موہے کر نہ پرت ، دردا وہ مدینہ کا جانا

اَلْقَلْبُ شَجٍ وَّالْهَمُّ شُجُوْنٌ ، دل زار چناں ، جاں زیرِ چنوں
پت اپنی بپت میں کاسے کہوں ، مرا کون ہے تیرے سوا جانا

اَلرُّوْحُ فِدَاكَ فَزِدْ حَرْقًا ، یک شعلہ دگر برزن عشقا
مورا تن من دھن سب پھونک دیا ، یہ جان بھی پیارے جلا جانا

بس خامۂ خام نوائے رضا ، نہ یہ طرز مری ، نہ یہ رنگ مرا
ارشادِ احبا ناطق تھا ۔ ناچار اس راہ پڑا جانا

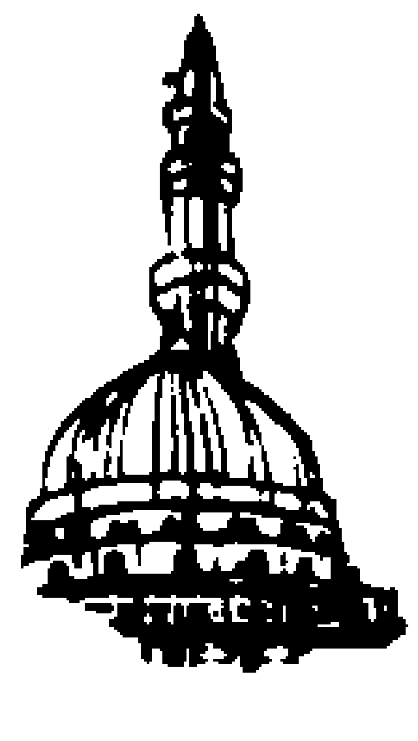

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

قصیدہ در شانِ مجدد الف ثانی

خواجہ احمد حسین خاں نقشبندی مجددی

☆

تعالی اللہ کسے یارا ہے آں حضرت کی مِدحت کا　　ہے نامِ پاک شیخ احمد گلِ باغِ ولایت کا
کہ ہے وہ گوہرِ یکتا خدا کی بحرِ قدرت کا　　لطیفہ ہے رسول اللہ کی نورِ بشارت کا
وہ ہے قطبِ زماں بل قطبِ اقطابِ زمانہ ہے　　ستارہ ہے درخشاں وہ سمائے نورِ وحدت کا
شہِ غوث الورٰی نے نورِ حضرت پر نظر کرکے　　عطا فرما دیا پہلے ہی سے خرقہ خلافت کا
پس انکا دوست مومن ہے عدو ان کا منافق ہے　　ہے یہ قولِ ولی اللہ ولیِ ربِ عزت کا
جہاں پائے مبارک ہیں شہنشاہِ دو عالم کے　　وہاں صدیقِ اکبر کا سرِ شاہِ صداقت کا
قدم صدیق اکبر پر نہایت لطف و خوبی سے　　جھکا سر ہے مجدد آفتابِ ذی جلالت کا
نسب ملتا ہے ان کا حضرتِ فاروقِ اعظم سے　　جہاں کے بادشاہوں پر اثر ہے جن کی دہشت کا
کرے ظاہر میں شرع پاک کی تحقیق اور تصحیح　　طریقِ باطنی سے بھی مٹایا رُخ ضلالت کا
ہے نسب آپ کا اقدم بھی پیروں کی نسبت ہے　　یہ درجہ خاص ہے صدیقِ اکبر ذی وجاہت کا

گیا وہ شاہ ہے شمعِ حریمِ کبریائی تک   کہ تھا وہ مقتدا اقطاب اور اہلِ ولایت کا
طریقہ آپ کا نورِ نبوت اور ولایت ہے   صحابہ تابعین کا اور سرکارِ رسالت کا
کیا الحاد وبدعت اور ضلالت کو جدا دیں سے   معاون شرعِ نبوی کا طریقت اور حقیقت کا
تھا جب دینِ نبی گرداب بحرِ علمِ عقلی میں   کیا در بند ملحد گبر و کافر کی شرارت کا
رہے تابان اخیر الف ثانی تک طریقہ یہ   ہے کیونکہ دورِ حق گو اس زماں تک ان کی صولت کا

☆……☆……☆

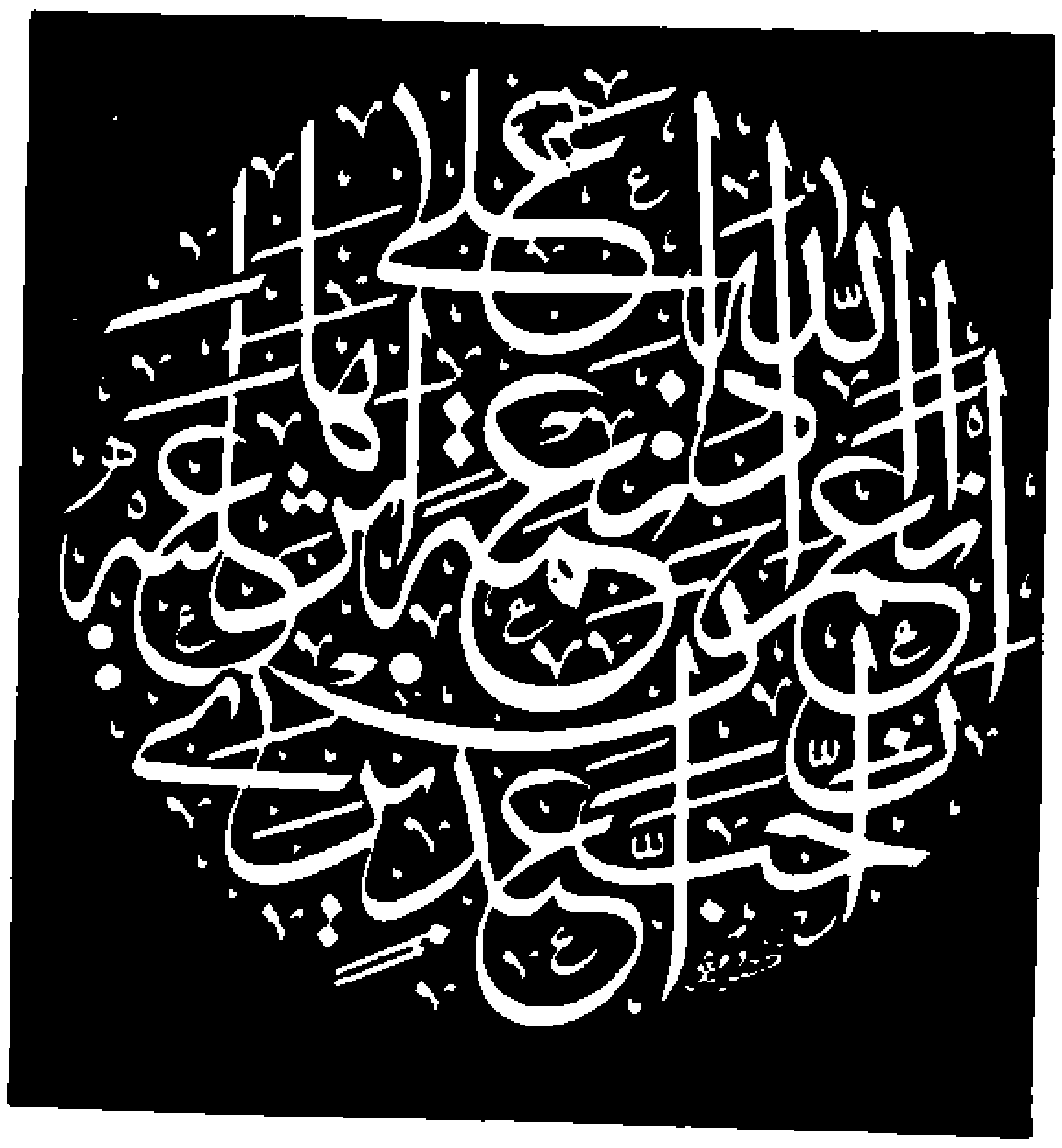

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

منقبت

ڈاکٹر اقبال سرہندی

☆☆

اے مجدد! لاج رکھ لی تھی، ہماری آپ نے
کر کے تجدیدِ وفا کی تاجداری آپ نے
جراتِ ابنِ علی کو پھر سے تازہ کر دیا
دینِ باطل پر لگا کر ضربِ کاری آپ نے
آ پڑے تھے منھ کے بل سب اکبری لات و منات
جب سنائی اپنی لے میں حمدِ باری آپ نے
آ گیا تھا کشتِ حق پہ خشک سالی کا سماں
بارشِ توحید سے کی آبیاری آپ نے
دینِ قرآں ہی فقط ہے، دیں رسول اللہ کا
کی یہیں سے ابتدائے حُسن کاری آپ نے
کر کے خم سیدھا، جہانگیری کلاہ کا فقر سے
دور کی اہلِ دول کی شرمساری آپ نے

یہ تو اک سادہ سے عشق کا فیضان تھا
زندگی کس سادگی سے تھی گزاری آپ نے
نعرۂ حق و صداقت سے خودی میں ڈھال دی
ملّتِ اسلامیہ ساری کی ساری آپ نے
منتخب کرکے زمیں سر ہند کی اپنے لیے
سر زمینِ ہند کی قسمت سنواری آپ نے
ڈاکٹر اقبال سرہندی کو اپنے فیض سے
حاضری کی دے ہی ڈالی ایک باری آپ نے

☆……☆……☆

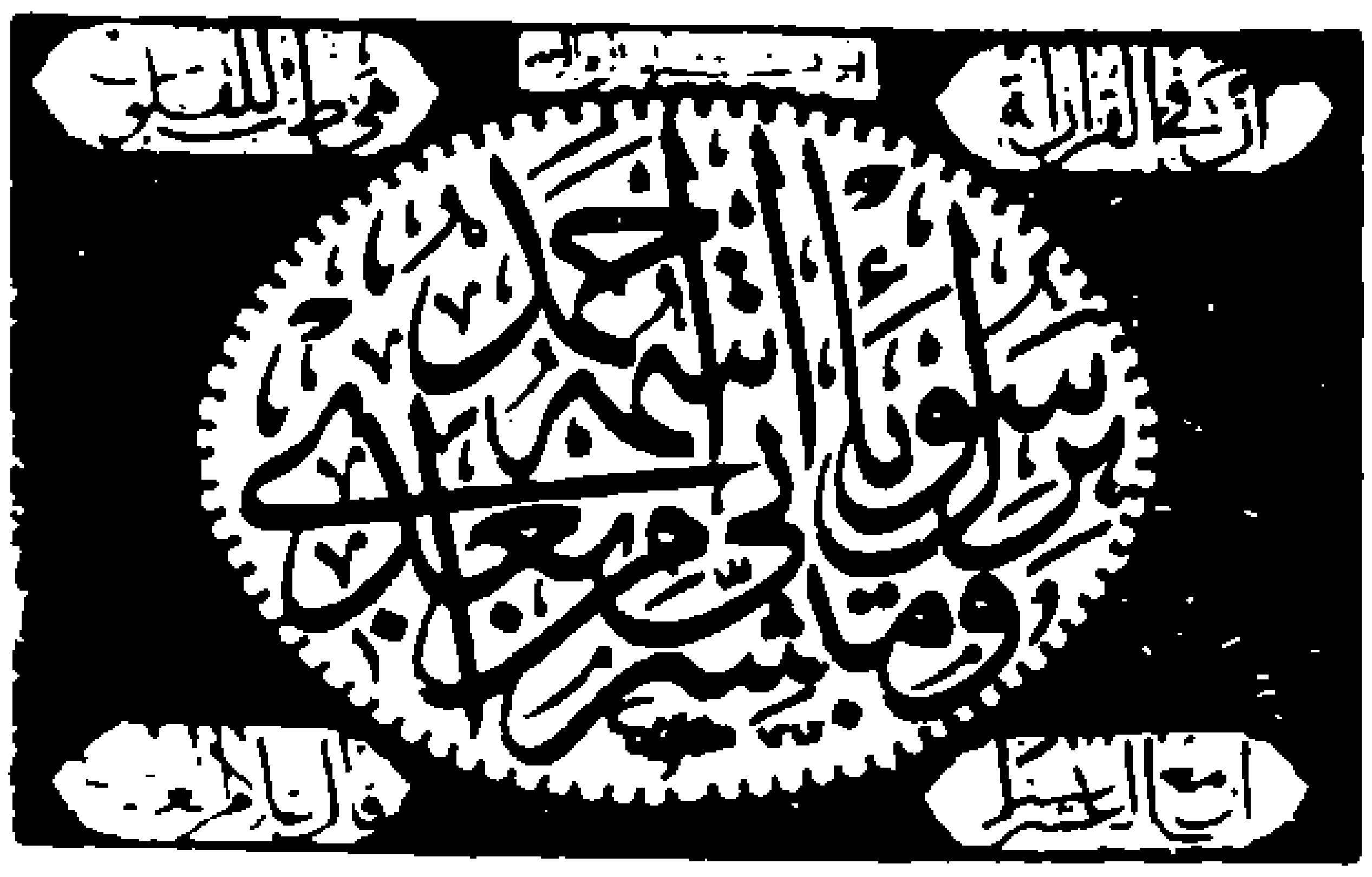

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

قصیدہ در مدح

حضرت خواجہ محمد معصوم بن حضرت مجدد الف ثانی

مولانا محمد حسن نوحانی زکوڑی

☆☆

چراغِ نقشبنداں خواجہ معصوم
ملاذِ مستمنداں خواجہ معصوم

سراجِ اولیاء آن قُطبِ عالم
شفیعِ اہلِ عصیاں خواجہ معصوم

غیاث المسلمین آں غوثِ اعظم
معینِ اہلِ ایماں خواجہ معصوم

شرق تا بمغرب گشتہ جاری
فیوضِ بحر احساں خواجہ معصوم

--- والدش حضرت مجدد
جہان را فیض بخشاں خواجہ معصوم

--- شد قواتینِ طریقت
ازاں محبوبِ رحماں خواجہ معصوم

سلوکِ راہ باطن بود مشکل
ولی کردہ است آساں خواجہ معصوم

بُستانِ طریقت گشتہ سرسبز
ازاں قیومِ دوراں خواجہ معصوم
بترویجِ شریعت برتر آمد
ز فوجِ پاک دیناں خواجہ معصوم
قوانینِ ھدیٰ را رہنمائی
امامِ پیشوایاں خواجہ معصوم
ز دیدارش منور چشمِ آفاق
انیس عشقبازان خواجہ معصوم
چراغِ سنت و دین و ہدایت
دُرِدریائے ایقاں خواجہ معصوم
زوالِ بدعت و کفر و ضلالت
عیونِ فیضِ سبحاں خواجہ معصوم
سپہ سالارِ فوج دوربیناں
رئیس ارجمنداں خواجہ معصوم
ز بعدِ انبیاء و جملہ اصحاب
خیارِ نوعِ انساں خواجہ معصوم
بزرگانِ طریقت بلبلانند
گل گلزارِ عرفاں خواجہ معصوم
حسن از درد ہائے عشقِ رنجور
طبیبِ دردمندان خواجہ معصوم

(سلاسل ستہ: باہتمام رضا خاں مروت، مطبوعہ لاہور، ۱۳۳۲ھ، ص ۳۵۔۳۶)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

دربارِ عالیہ مُجددیہ سرہند شریف

حمید صدیقی لکھنوی

☆☆

سرُور افزا فضا سرہند کی معلوم ہوتی ہے
یہاں کی زندگی میں زندگی معلوم ہوتی ہے
کشش ایسی کہیں کی دیکھنے سننے میں کب آئی
کبھی محسوس ہوتی ہے، کبھی معلوم ہوتی ہے
فضا معمور ہے کیا حُسن کے جلووں کی کثرت سے
ہر اک ذرّے کو جیسے آگہی معلوم ہوتی ہے
تجلّی ضوفگن ہے بالیقیں ماہِ رسالت کا
کہ دِن میں چاندنی چھٹکی ہوئی معلوم ہوتی ہے
تصرّف ہے یہ طینت کا تجلّیِ ہے یہ سُنّت کی
جھلک بالکل دیارِ پاک کی معلوم ہوتی ہے
وہی جمعیتِ خاطر، وہی انوار کی بارش!
مدینے کی سی جیسے حاضری معلوم ہوتی ہے
مسرّت خیز ہے موجِ ہوا کی گُل بدامانی!!
شگفتہ آج کچھ دِل کی کلی معلوم ہوتی ہے

یہاں راہیں دکھائی جاتی ہیں گم کردہ راہوں کو
یہاں آکر خودی بھی بے خودی معلوم ہوتی ہے

زمیں سے آسمان تک موجزن ہے نُور کا دریا
فضا میں روشنی ہی روشنی معلوم ہوتی ہے

شعاعیں عکس افگن ہیں کسی کے جلوۂ رُخ کی
زیادہ دل میں کچھ تابندگی معلوم ہوتی ہے

سکونِ قلب مضطر ہے نشاطِ روح پرور ہے
حقیقت میں یہ جنت کی گلی معلوم ہوتی ہے

سرُور وکیف سے ازخود ہوئی جاتی ہیں بند آنکھیں
پہنچتے ہی یہاں کچھ نیند سی معلوم ہوتی ہے

زبانِ حال سے بھی شرح جس کی ہو نہیں سکتی!
کوئی مخصوص ایسی بات بھی معلوم ہوتی ہے

کچھ ایسا مطمئن ہے جذبۂ بے اختیارِ دل
اسی دَر کی مجھے نسبت قوی معلوم ہوتی ہے

مزارِ حضرت معصوم کے جلوؤں کا کیا کہنا
اُدھر اک بات کوئی دوسری معلوم ہوتی ہے

حمید اللہ ' اکبر! کس قدر شانِ جلالت ہے
دُعا کرتے ہوئے بھی کپکپی معلوم ہوتی ہے

☆……☆……☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

شانِ مجدد

فیض لدھیانوی

☆☆

جو آنکھیں ہیں تو پڑھ شیخِ مجدد کی وہ تحریریں
نہاں ہیں جن کے ہر نقطے میں دین و دل کی تفسیریں

اگر تُو ان کے مکتوبات پر کچھ بھی عمل کر لے
تو کٹ سکتی ہیں پھر تیری غلامی کی یہ زنجیریں

یہ وہ اللہ والے ہیں کہ پلکوں کے اشارے سے
بدل دیتے ہیں پل بھر میں ''جہانگیروں'' کی تقدیریں

انہی کے دم سے ہند میں اسلام چمکا ہے!!
انہیں کے نام سے ہیں ملتِ بیضا کی توقیریں

انہیں کے عشق سے یوں جلوہ گر ہے نقش وحدت کا
کہ یکسر محو ہو کر رہ گئیں کثرت کی تصویریں

جہاں مامور حق کا جوشِ ایماں کام کرتا ہو!
وہاں بے کار ہوتی ہیں ستم رانوں کی شمشیریں

اسیری جذبۂ تبلیغ میں حائل نہیں ہوتی!
در و دیوارِ زنداں سے بھی گونج اٹھتی ہیں تکبیریں

حیاتِ جاوداں پاکر وہ اب مرقد میں سوتے ہیں
بشر کے فہم سے بالا ہیں ان خوابوں کی تعبیریں

زیارت گاہ پر ان کی تجلّی کا یہ عالم ہے
کہ اس کے روبرو بے آب ہیں گردوں کی تنویریں

جو اس دنیا میں چاہے سیر جنّت کے مکانوں کی
وہ جاکر دیکھ لے ''سرہند'' کے روضوں کی تعمیریں

الٰہی واسطہ ''معصومؒ'' کے زہد و تقدّس کا
نظر انداز کردے ہم گنہگاروں کی تقصیریں

چراغِ ''شیخ احمدؒ'' سے ہمارے قلب گرمادے
عطا کر سوز، بھر دے قوم کے نعروں میں تاثیریں

مُحمّد کی بدولت بخش دے پھر عزّتیں ہم کو!
کہ اب دیکھی نہیں جاتیں یہ آئے دن کی تحقیریں

ندا دی ہاتفِ غیبی نے کیا باتیں بناتا ہے
کسی کے درد کا درماں نہیں بے رُوح تقریریں

مسلماں بھول بیٹھا ہے نبی کا اسوۂ حسنہ
اِسی غفلت کے باعث مِل رہی ہیں اس کو تعزیریں

درِ توحید سے ہٹ کر وہ محوِ شرک و بدعت ہے
تعجب کیا اگر اس کے مقدر میں ہوں تشہیریں

بلندی کے تمنائی! مقامِ فقر حاصل کر
لٹادے راہِ مولیٰ میں یہ بے بنیاد جاگیریں

جو بن جائے خدا کا! فیض اس کی سب خدائی ہے
یہ وہ تدبیر ہے قربان جس پہ لاکھ تدبیریں!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

ابتدائیہ

ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری

☆☆

الحمدللہ حضرت مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی کی زیر سرپرستی گزشتہ برس امام ربانی فاؤنڈیشن انٹرنیشنل کراچی کے زیر اہتمام ''جہان امام ربانی مجدد الف ثانی'' کی چھے جلدوں اور ایک جلد ''نورٌ علیٰ نور'' کی اشاعت (کراچی ۲۰۰۵ء) نے مسلمانان عالم کے قلب ونظر کو مسرور ومنور کیا اور بکثرت تہنیتی پیغامات وخطوط موصول ہوئے......

الحمدللّٰہ علیٰ احسانہ...... ہمارا سفر جاری وساری ہے اور ہم مزید پانچ جلدیں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں اس طرح یہ سلسلہ گیارہ جلدوں پر محیط ہوگا...... مزید جلدوں کے لیے پردۂ غیب سے مواد آتا گیا اور اسباب پیدا ہوتے گئے یہ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے جو وہ اپنے پسندیدہ بندوں پر فرماتا ہے...... (**ھذا من فضل ربی**)

چھے جلدوں کے ساتھ ''نورٌ علیٰ نور'' کو بطور ساتویں جلد کے تسلسل میں شائع نہیں کیا گیا تھا بلکہ اس کا نام ہی الگ رکھا گیا کیوں کہ اس کی نوعیت ہی جدا تھی اور چھے جلدوں کے مسلسل نمبر (جو ہر صفحے کے نیچے درج ہیں) بھی اس پر نہیں ڈالے گئے لیکن چونکہ یہ ''جہان امام ربانی'' کی چھے جلدوں کے ساتھ ہی ۲۰۰۵ء میں شائع ہوئی اس لیے اسے ساتویں جلد تصور کیا گیا اور لکھا بھی گیا...... حقیقت میں یہ ایک الگ جلد ہے گو جہان امام ربانی سے متعلق ہے مگر بعض خصوصیات کے سبب منفرد وممتاز ہے، اب اسے بھی بعض اضافات کے ساتھ دوبارہ شائع کرنے کا پروگرام ہے...... ان شاءاللہ تعالیٰ

جہان امام ربانی کی ترتیب وتدوین کے بعد کمپوزنگ کی تصحیح میں کئی حضرات نے حصہ لیا جن کے اسمائے گرامی ہر جلد کے شروع میں درج ہیں، حسب سابق ملک کے ممتاز نقاد و پروف ریڈر مولانا محمد عالم

مختار حق صاحب نے بعض مقالات پر نظر ثانی فرمائی اسی لیے سرورق پر ان کا نام درج ہے مگر اس مرتبہ وہ علالت کی وجہ سے سارا مواد ملاحظہ نہ فرما سکے جس کے سبب دیگر حضرات نے یہ سعادت حاصل کی......

''جہان امام ربانی'' کی اقلیم ہفتم آپ کے پیش نظر ہے اس میں حسب سابق شروع میں نعت شریف، مناقب، ابتدائیہ اور تاثرات کے علاوہ پانچ کشور ہیں...... جن کی فہرست شروع میں دے دی گئی ہے......

نئے قارئین کی آگاہی کے لیے سابقہ چھے جلدوں کی تفصیلات پیش کی جاتی ہے......

اس سے قبل پیش کی گئی اقلیم اول میں تقدیم، ابتدائیہ اور افتتاحیہ کے بعد کشور اول میں حمد باری تعالیٰ، نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم، مناقب، احادیث مبارکہ، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے بارے میں متقدمین ومتاخرین علماء وصوفیہ کے تاثرات اور مثنوی درشان حضرت مجدد شامل ہیں...... کشور دوم میں تصوف...... کشور سوم میں اکابر نقشبندیہ پر مقالات ہیں...... کشور چہارم میں حضرت خواجہ باقی باللہ کی حیات اور ان کے تاثرات پر مقالات ہیں...... کشور پنجم میں سرہند شریف کا تعارف، حضرت مجدد کے حالات زندگی، آپ کے امتیازات، خانقاہ شریف کا علمی ماحول، آپ کا لباس وحلیہ شریف کے علاوہ نگار خانہ (بعض مقالہ نگاروں کا مختصر تعارف) اور مرقعات شامل ہیں......

اقلیم دوم میں نعت ومناقب اور ابتدائیہ وتاثرات کے بعد کشور اول میں ماہ وسال، مکتوبات کی تخریج احادیث، فقہی خدمات، عربی زبان وادب میں خدمات پر مقالات ہیں...... کشور دوم میں سنت، بدعت، ذکر الٰہی، مسلک امام ربانی اور آپ کے معمولات شامل ہیں...... کشور سوم میں علم لدنی، جذبہ وسلوک، تعلیمات تصوف، تزکیہ نفس، صحو وسکر، علم النفسیات، علم الکائنات پر مقالات ہیں...... کشور چہارم میں ''مجدد الف ثانی'' اور ''منصب قیومیت'' پر مقالات ہیں جبکہ کشور پنجم، عرفان کے مجتہد اعظم، نظریہ وحدۃ الشہود، وحدۃ الوجود، ابن عربی اور امام ربانی کے نظریات کا تقابل اور نگار خانہ و مرقعات پر مشتمل ہے......

اقلیم سوم میں نعت ومناقب اور ابتدائیہ وتاثرات کے بعد کشور اول میں تعارف شیخ احمد سرہندی (اردو دائرہ معارف اسلامیہ، لاہور)، مجدد نامہ، مقامات مجدد، مقام مجدد، مقامات روحانی کی جھلکیاں، ملی اور دینی خدمات پر مقالات ہیں...... کشور دوم میں اثبات نبوت، حضرت مجدد کی اصلاحی وتجدیدی تحریک، عقیدہ ختم نبوت اور وسیلہ خاتم النبیین (ﷺ) پر مقالات ہیں...... کشور سوم میں امام ربانی کا رسالہ

رد روافض، تقلید ائمہ مجتہدین اور رفع سبابہ پر مقالات ہیں...... کشور چہارم میں حضرت مجدد کا طریقہ ایصال ثواب، عقائد و معمولات، تعلیمات و مسلک، طریقہ نماز و طہارت اور انداز تعلیم و تبلیغ پر مقالات ہیں جبکہ کشور پنجم، علم اور علماء حضرت مجدد کی نظر میں، حضرت مجدد کے تعلیمی افکار، ارشادات، ملفوظات، کرامات امام ربانی اور نگار خانہ و مرقعات پر مشتمل ہے......

اقلیم چہارم میں نعت و مناقب اور ابتدائیہ و تاثرات کے بعد کشور اول میں آفتاب شرف، تعارف امام ربانی، حضرت مجدد مطلع تاریخ پر اور اکبر و جہانگیر اور حضرت مجدد کے حوالے سے مقالات ہیں...... کشور دوم میں برصغیر میں حق و باطل کے معرکے اور دو قومی نظریہ پر مقالات ہیں...... کشور سوم میں خاندان مجدد کا زریں کردار، سلسلہ مجددیہ کا نقطۂ آغاز، حضرت مجدد اور محمد علی جناح، سرمایہ ملت کا نگہبان اور امام ربانی دانشوروں کی نظر میں شامل ہیں...... کشور چہارم میں سفر آخرت، اشک باری، تاریخ ہائے وصال، سلسلہ مجددیہ کے حضرات قدسیہ، مشائخ نقشبندیہ مجددیہ، سرمایہ ملت کا نگہبان، خواجہ محمد معصوم مقامات آدمیہ کی روشنی میں، خواجہ محمد معصوم اور اورنگ زیب کے تعلقات، مکتوبات معصومیہ اور مکتوبات سیفیہ بادشاہ، شہزادوں اور شہزادی کے نام، خلفاء مجدد الف ثانی، حضرت مجدد اور علماء عصر اور علماء عصر سے اختلاف کا جائزہ شامل ہیں جبکہ کشور پنجم، حالات مرزا مظہر جان جاناں، شاہ غلام علی دہلوی، ملفوظات شاہ غلام علی، مولانا شیخ خالد کردی اور نگار خانہ و مرقعات پر مشتمل ہے......

اقلیم پنجم میں نعت و مناقب اور ابتدائیہ و تاثرات کے بعد کشور اول میں امام ربانی کا تعارف، تصانیف کا تحقیقی جائزہ، مکتوبات کی فہم و تفہیم اور حضرات مجددیہ، مکتوبات کا تحقیقی جائزہ، مکتوبات کا عربی ترجمہ، مقدمہ شرح مکتوبات، مکتوبات کا ایک مترجم قاضی عالم الدین نقشبندی شامل ہیں...... کشور دوم میں زبدۃ المقامات اور حضرات القدس کا جائزہ، سلسلہ مجددیہ کا ایک ترک مصنف، مارکسی مؤرخین، حضرت مجدد کے دفاع میں لکھی گئی کتب اور اقوال پر مبنی کتب پر مقالات شامل ہیں...... کشور سوم میں افکار مجدد کا ایک مأخذ، حضرت مجدد مغرب میں اور دو عربی کتب ”الاجابة الربانیه“ اور ”الاشارات السنیه“ کا تعارف شامل ہیں...... کشور چہارم میں حضرت مجدد اور امام احمد رضا، امام احمد رضا اور حضرات نقشبندیہ، امام ربانی اور امام اہل سنت، حضرت مجدد اور ڈاکٹر اقبال، فلسفہء اقبال پر اثرات مجدد اور تصانیف اقبال میں ذکر مجدد شامل ہیں جبکہ کشور پنجم، حضرت مجدد اور غوث اعظم اور حضرت مجدد اور امام اعظم کے حوالے سے مقالات کے علاوہ

نگارخانہ ومرقعات پر مشتمل ہے……

اقلیم ششم میں نعت شریف، مناقب، ابتدائیہ اور تاثرات کے بعد کشور اول میں تعارف حضرت مجدد الف ثانی، دنیائے عرب کے نقشبندی مشائخ وعلماء، تیرہویں صدی کے عرب مشائخ نقشبندیہ مجددیہ، متحدہ امریکہ، ترکی اور کُردستان کے مشائخ نقشبندیہ اور حافظ عمر ضیاء الدین داغستانی و شیخ محمد معصوم ضیائے نقشبندی کے حالات ہیں……کشور دوم میں افغانستان میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ اور افغانستان کے مشائخ نقشبندیہ، شاہان کابل وافغانستان سرہند میں، دہلی کے مشائخ نقشبندیہ، مولانا غلام محی الدین گھوسوی اور مولانا شاہ آل محی الدین ہادی کے حالات ہیں……کشور سوم میں سندھ کے اولیاء وصوفیائے نقشبندیہ مجددیہ کا ذکر ہے……کشور چہارم میں بلوچستان، پنجاب اور کشمیر کے مشائخ کے تذکروں کے ساتھ ساتھ مولانا محمد حسین پسروری کے حالات بھی شامل ہیں……کشور پنجم میں سرحد کے صوفیائے نقشبندیہ مجددیہ، خانقاہ نقشبندیہ موسیٰ زئی، حضرت زندہ پیر گھمکول شریف پر مقالات کے علاوہ نگارخانہ، آئینہء جمال، کتابیات اور مناجات پیش کیے گئے تھے……

اب اقلیم ہفتم آپ کے پیش نظر ہے اور حسب سابق وہی گذارش کی جاتی ہے کہ دوران مطالعہ جو بھی فروگزاشت نظر سے گذرے تو برائے کرم ہمیں ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اس کی تصحیح کرلی جائے……

۱۶؍صفر المظفر ۱۴۲۷ھ
۱۷؍مارچ ۲۰۰۶ء

احقر
ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری
کراچی

☆……☆……☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تاثرات

جسٹس پیر محمد کرم شاہ ازہری

☆☆

یہ مسئلہ (بشریت مصطفوی) نازک ہے مجھ کم علم کو زیبا نہیں کہ میں اس میں اپنی خیال آرائی کو دخل دوں بہتر یہی ہے کہ ان نفوس قدسیہ کی تحقیقات ہدیہء قارئین کرنے پر اکتفا کروں جن کا علم وتقویٰ اہل شریعت اور اہل طریقت دونوں کے نزدیک مسلم ہے اور جن کا قول ساری امت کے نزدیک حجت ہے۔ اس لیے میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کا ایک اقتباس نقل کر رہا ہوں شاید جلوہ حسنِ محمدی کی جھلک دیکھ کر کوئی چشم اشکبار مسکرا دے، کسی کے دل بے قرار کو قرار آ جائے، آپ لکھتے ہیں:

> ''جاننا چاہیے کہ پیدائش محمدی تمام افراد انسان کی طرح نہیں بلکہ افراد عالم میں سے کسی فرد کی پیدائش کے ساتھ نسبت نہیں رکھتی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باوجود عنصری پیدائش کے حق تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوے ہیں جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''خُلِقْتُ مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ'' کشف صریح سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش اس امکان سے ہوئی ہے، جو صفات اضافیہ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے نہ کہ اس امکان سے جو تمام ممکنات عالم میں ثابت ہے۔ ممکنات عالم کے صحیفہ کا خواہ کتنا ہی باریک نظر سے مطالعہ کیا جائے لیکن آنحضرت کا وجود مشہود نہیں ہوتا بلکہ ان کی خلقت و امکان کا منشاء عالم ممکنات میں ہے ہی نہیں کیونکہ یہ اس عالم سے برتر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا سایہ نہ تھا۔ نیز عالم شہادت میں

ہر ایک شخص کا سایہ اس کے وجود کی نسبت زیادہ لطیف ہوتا ہے اور جب جہان میں ان سے زیادہ لطیف کوئی نہیں تو پھر ان کا سایہ کیسے متصور ہو سکتا ہے''

(ضیاء النبی، جلد ، ص۔۴۴)

علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری

(سابق شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور)

☆

یہ حقیقت بے نقاب ہو کر سامنے آ چکی ہے کہ فتنہ و فساد کے موجودہ دور میں جبکہ لادینی اور طاغوتی قوتیں ملک پاک پر مسلط ہونے اور چھا جانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی ہیں ضرورت اس امر کی ہے کہ اولیاء کرام مثلاً حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری، حضور سیدنا غوث اعظم اور حضرت مجدد الف ثانی رحمہم اللہ تعالیٰ کی تعلیمات پر عمل پیرا حضرات کی سرپرستی میں ان حضرات کے ارشادات اور افکار عوام و خواص تک پہنچائے جائیں۔ کون نہیں جانتا کہ ان بزرگوں کے انفاس عالیہ اور مساعی جمیلہ کے طفیل کفر و شرک اور بدعات کی تاریکیاں دور ہوئی تھیں تو آج ان کی تعلیمات اور افکار عالیہ کی اشاعت ہی سے لادینیت کے سیلاب کے آگے بند باندھا جا سکتا ہے۔

امام ربانی اسی قافلہ کے سالار ہیں جن کے بارے میں حدیث شریف میں آیا ہے: **ھم قوم لا یشقی جلیسھم** یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا بدبخت نہیں ہوتا۔

ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد

(شاہی امام و خطیب، مسجد جامع فتحپوری، دہلی)

☆

آپ کا لقب بدر الدین، کنیت ابو البرکات ہے خزینۃ الرحمۃ اور قیوم الدہر آپ کی شان ہے۔ آپ امام ربانی، محبوب صمدانی، مجدد الف ثانی ہیں جن کا پوری امت پر احسان عظیم ہے...... امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے آپ کو نسبی نسبت ہے اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ امیر المؤمنین سے آپ کو

روحانی نسبت ہے سبحان اللہ، سبحان اللہ۔ دونوں ہی نسبتیں نورٌ علیٰ نور ہیں۔ دونوں ہی امام الانبیاء اور سید المرسلین، محبوب رب العالمین، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے منظور نظر ہیں اور روضہء مدینہ منورہ میں آپ ہی کی خدمت میں آرام فرما ہیں۔ گویا حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم سے عظیم الشان انداز میں قایم ہے اور ہمیشہ ہمیشہ قیامت تک کے لیے قایم ہے۔ جو بھی آپ کے دامن رحمت سے وابستہ ہوتا ہے وہ رحمۃ للعالمین کے فضل وکرم کے سایہء آغوش رحمت میں آجاتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اکبر بادشاہ کے دین الٰہی کے فتنہ کو فرو فرمایا۔ جہانگیر نے آپ کو قلعہ گوالیار میں محصور تو کر دیا تھا لیکن اس میں مشیت الٰہیہ کارفرما تھی کہ جیل کے ہزاروں بے بس پریشان حال بھی آپ سے فیض یاب ہو سکیں نیز ہمیشہ کے لیے جہانگیر آپ کے دامن رحمت سے وابستہ ہو گیا اور موشگافیاں کرنے والوں کی زبانیں بھی بند ہو گئیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں حکمت ہے جسے سمجھنے سے عام انسان قاصر ہے۔

پیر سید عاشق حسین مجددی سرہندی

(آستانہ نقشبندیہ مجددیہ، شیخوپورہ)

☆

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کا ظہور عین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک ہزار سال بعد منشہء شہود پر ہوا۔ اس وقت بے دین بادشاہ اکبر اپنے دین الٰہی کے ساتھ اسلام کی تعلیمات اور مسلمانوں کے اسلامی اعمال کو مٹانے پر تلا ہوا تھا۔ آپ نے رخصت کو چھوڑ کر عزیمت پر عمل کرتے ہوئے اس فتنے کی بیخ کنی فرمائی اور بفضل تعالیٰ اس میں کامیاب ہوئے۔ اس وقت دنیا میں بے شمار دین الٰہی اسلامی تعلیمات کی بیخ کنی میں لگے ہوئے ہیں اور چونکہ یہ دور امام ربانی کا دور ہے لہٰذا یہ حضرات نقشبندیہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی تعلیمات اور اپنے مریدین کی مصلحتوں کو چھوڑ کر خالصتاً اسلام اور سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا فروغ فرمائیں اور رخصت کو ترک کریں عزیمت اختیار کریں۔ اس بات کو خاطر میں نہ لائیں کہ کون اس سے خوش ہے کون نہیں۔ میرے آقا و مولا سرکار مدینہ اور سرکار سرہند کی خوشی کو پیش نظر رکھیں۔

محمد خالد مجددی

(نبیرہ حضرت نور المشائخ کابلی)

☆

حضرت شیخ احمد سرہندی جو مجدد الف ثانی اور امام ربانی کے القاب سے پہچانے جاتے ہیں اس وقت مرد حق بن کر ظاہر ہوئے کہ جب ہندوستان میں اسلام کو عظیم مشکلات کا سامنا تھا، لادینیت اکبری آئین حکومت کا حصہ تھا جس نے دین الٰہی کی نام نہاد شریعت قایم کر کے اسلام کے راستے کو مسدود کر دیا تھا۔

لادینیت کے اس ماحول میں حضرت مجدد الف ثانی تشریف لائے اور انھوں نے بادشاہوں کے سامنے حق و صداقت کا پرچم بلند فرمایا اور دین اسلام کو اپنے تجدیدی کارناموں سے استحکام بخشا یہاں تک کہ اسلامی حکومت اپنی اصلی صورت میں قایم ہوگئی۔ آپ کی حقیقت پسندانہ اور جراءت مندانہ تحریک احیاء دین کی بدولت اکبر کے دین الٰہی کا خاتمہ ہوا جو ایک تابندہ مثال ہے اور آپ کے یہ تجدیدی کارنامے موجودہ حکمرانوں اور صاحبان طریقت کے لیے ایک مثال ہیں اور ان مسلمانوں کو دعوت فکر و عمل دے رہے ہیں جو دین اسلام کے خلاف ہونے والی سازشوں کے ذریعے علمی و قلمی جہاد میں مصروف ہیں۔

جناب منیر حسین مسعودی

(برمنگھم، انگلستان)

☆

شہنشاہ اکبر کے دور میں لادینی اور غیر سنی عقائد کا اثر و رسوخ تھا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے مذہب اسلام کا دفاع فرمایا اور اسلام کو اس کی اصلی شکل میں پیش فرمایا۔ اور یہ بتایا کہ سچا مذہب صرف اور صرف اسلام ہے۔ انھوں نے نظریہ وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود کی تشریح فرمائی۔ یہاں تک کہ علم تصوف میں جو بگاڑ پیدا ہو چکا تھا اس کو اصلی صورت میں روشناس کرایا اور یہ بتایا کہ تصوف کی روح کیا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی کے بے شمار فضائل و کمالات ہیں ان کی سیرت طیبہ کا سب سے بڑا کمال اللہ کی طرف کامل توجہ اور اتباع کامل ہے ان کی سیرت طیبہ اتباع سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں رنگی ہوئی اور ان کے مکتوبات علوم و معارف کا خزانہ ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کشورِ اوّل

جمال ذاتِ صدیقی ، جلال ذاتِ فاروقی
کفِ عثماں، یدِ حیدر مجدد الف ثانی ہیں
(ناظم)

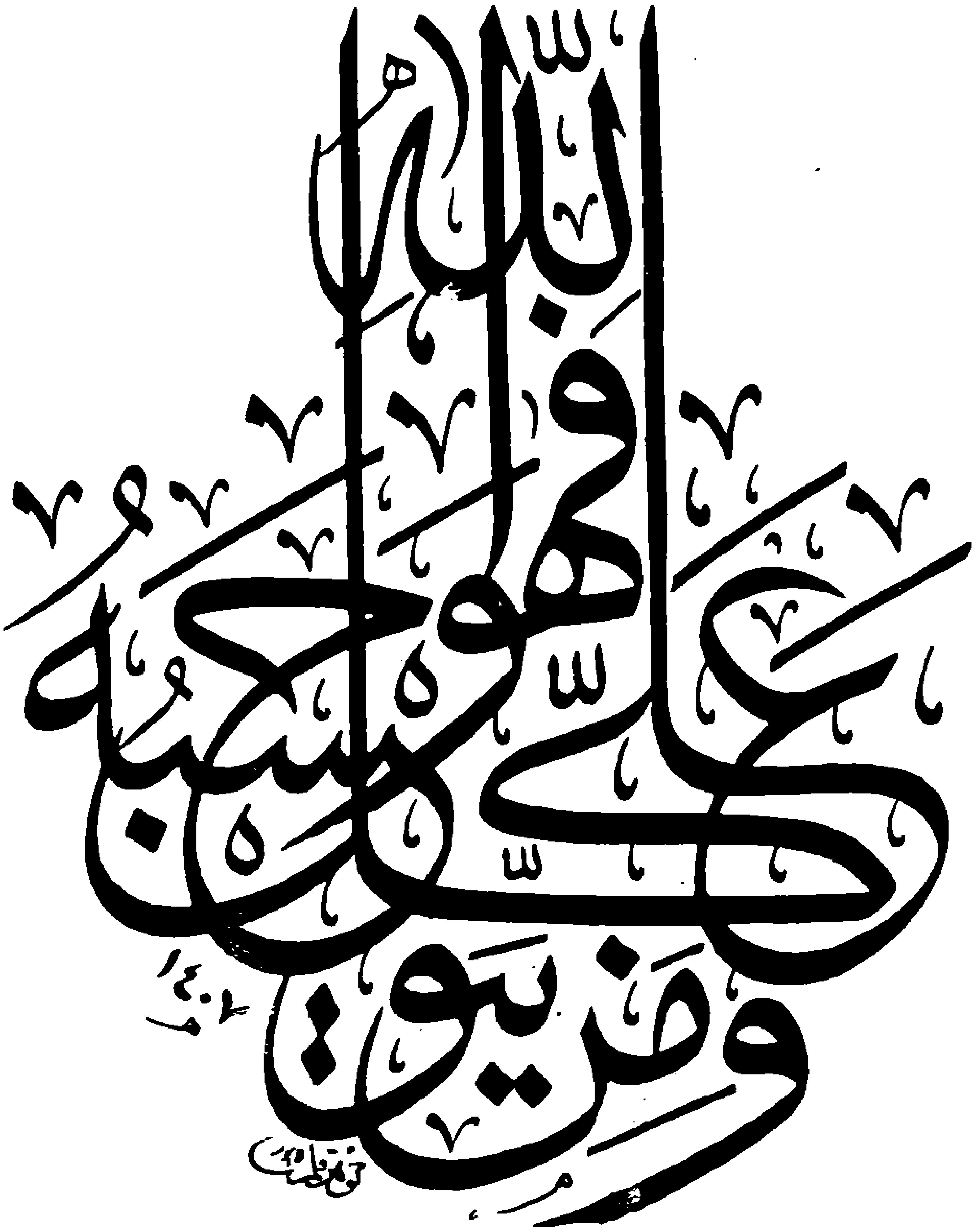
ومن يتوكل على الله فهو حسبه
١٤٠٢

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

رمز شناسِ مصطفٰی خلیفہ اول، ثانی اثنین

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

ڈاکٹر ظہور احمد اظہر

☆☆

امام حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی ''حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء'' میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت وشخصیت کی اپنے لفظوں میں یوں تصویر کھینچتے ہیں!

> **ابوبکر الصدیق، السابق الی التصدیق، الملقب بالعتیق، الموید من اللہ بالتوفیق، صاحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الحضر والاسفار ورفیقہ الشفیق فی جمیع الاطوار و ضجیعہ بعد الموت فی الروضۃ المحفوفۃ بالنوار، المخصوص فی الذکر الحکیم بمفخر فاق بہ کافۃ الاخیار و عامۃ الابرار وبقی لہ شرفہ کرور الاعصار ولم یسم الی ذروتہ ھمم اولی الاید و الابصار، حیث یقول عالم الاسرار (ثانی اثنین اذھما فی الغار) [۲] الی غیر ذالک من الایات والآثار و مشھور النصوص الواردۃ فیہ والاخبار، التی غدت کالشمس فی الانتشار......**

''سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ ہستی ہیں جنہیں تصدیق نبوت میں سبقت حاصل ہے، ان کا لقب عتیق ہے، انہیں اللہ تعالیٰ کی

> طرف سے قوت توفیق عطا ہوئی، آپ سفر و حضر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے مشرف رہے، آپ ہر لحاظ سے ان کے لیے پُرشفقت رفیق ثابت ہوئے وفات کے بعد بھی انہیں روضہ پرنور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم خواب ہونے کا دائمی شرف حاصل ہوا۔ قرآن کریم کی آیات میں آپ کی قابل فخر باتوں کا خصوصی تذکرہ ہے، اس سلسلے میں آپ تمام اخیار و ابرار پر برتری رکھتے ہیں۔ آپ کا یہی شرف ہے جس پر زمانے بیت چکے مگر آپ کی ہمتوں کی بلندی تک کسی صاحب قوت و بصیرت کو رسائی نصیب نہیں ہو سکی۔ اسی لیے اسراروں کا جاننے والا رب العزت خود فرماتا ہے کہ ''وہ تو دو میں سے دوسرے تھے، جب وہ دونوں غار میں تھے'، اس کے علاوہ بھی آپ کی شان میں آیات و احادیث کی نصوص وارد ہوئی ہیں جو اب اظہر من الشّمس ہو چکی ہیں''......

یہ لفظی تصویر ایک ایسے امام حدیث نے پیش کی ہے جو طریقت کی دنیا میں بھی بلند مقام رکھتے ہیں ان الفاظ میں ان تمام ابواب و فصول کی طرف اشارے ملتے ہیں جن سے سیرت صدیقی عبارت ہے اگر ان کی تشریح و تفصیل کا موقع ہو تو یہ ابواب و فصول کے لفظی اشارے اجزاء اور جلدوں میں بھی بدل سکتے ہیں، مگر موقع کا تقاضا صرف اختصار پر قناعت کرتا ہے۔

آپ کا سلسلہ نسب یوں ہے، عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر۔ آپ کی کنیت ابوبکر مشہور تھی، حتیٰ کہ نام کی حیثیت اختیار کر گئی تھی۔ آپ کا لقب عتیق اور صدیق ہے۔ شخصی اوصاف و کردار کے طفیل یہ دونوں لقب آپ کو دربار رسالت سے عطا ہوئے تھے۔ آپ نے ان بے بس اور مجبور غلاموں کو آزاد کرایا جو محض قبول اسلام کے سبب اپنے قریشی آقاؤں کے ظلم و تشدد کا شکار ہو گئے تھے، جن میں حضرت بلال، عامر، سالم اور آل یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے تمام افراد شامل ہیں، حافظ ابن عبدالبر[۳] کے بیان کے مطابق ایسے مظلوم غلاموں کی تعداد سات تھی۔ عتیق کے لفظی معنی ہیں آزاد کردہ، آپ نے ان اسلام کے متوالے غلاموں کو خرید کر آزاد فرمایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو عتیق اللہ من النار (آگ سے اللہ تعالیٰ کا آزاد کیا ہوا) کے لقب سے نوازا تھا۔

یہ بات مسلم ہے اور اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ آزاد اور بالغ مردوں میں سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہی کی‘ یہ تصدیق بلا تردد واستفسار تھی۔ پھر کفار کی طرف سے تکذیب کے ہر اقدام کے جواب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیشہ ارشادات واطوار نبوی کی تصدیق فرمائی‘ اس لیے زبان نبوت نے آپ کو صدیق قرار دیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:

> ’’میرا صحابی تو ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہے‘ سب نے مجھے جھٹلایا‘ مگر اس نے ہمیشہ میری تصدیق کی[4]‘‘ ......

صدیق کا درجہ نبی کے بعد ہوتا ہے‘ قرآن کریم کی سورہ نساء میں نبیین کے بعد صدیقین کا ذکر ہے‘ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

’’ہر نبی کا ایک صدیق ہوتا ہے اور میری نبوت کے صدیق ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں‘‘ ......

طبرانی کی روایت کے مطابق حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم برسر منبر حلفیہ طور پر فرمایا کرتے تھے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب گرامی ’’الصدیق‘‘ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے نازل فرمایا ہے۔[5]

امام ابن الجوزی[6] نے ’’صفتہ الصفوۃ‘‘ میں حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حلیہ مبارک بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ دبلے پتلے انسان تھے‘ آپ کا چہرہ پتلا اور باریک تھا اور رخسار بھی ہلکے ہلکے تھے‘ پیشانی بلند تھی‘ منحنی جسم تھا‘ کندھے سینے پر جھکتے ہوئے دکھائی دیتے تھے‘ دونوں پہلوؤں سے قمیص کھلی اور ڈھیلی ڈھالی لگتی تھی۔ ہاتھوں کی انگلیاں نازک اور باریک تھیں‘ داڑھی کو مہندی سے رنگا کرتے تھے آپ کا رنگ سفید تھا۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کچھ امتیازی فضائل ایسے ہیں جن میں کسی اور انسان کو شرکت کا شرف حاصل نہیں ہوا۔ سفر وحضر میں ہمیشہ کی طویل ترین صحبت کا شرف آپ ہی کو حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہونے کی شہادت اپنی کتاب میں دی ہے یہی نہیں بلکہ آپ کے لیے جب ’’صاحب‘‘ کا لفظ استعمال ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے اور ایمان سے مشرف ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور میں پہنچنے والے تمام خوش نصیبوں کے لیے بھی یہی لفظ یعنی ’’صاحب رسول اللہ‘ یا صحابی رسول اللہ‘‘ اور ’’صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم‘‘ کے الفاظ ہمیشہ کے لیے مختص

ہو گئے۔ ہجرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مونس وغم خوار اور سفر میں فدا کار و مددگار ہونے کا شرف بھی آپ کو حاصل ہے تمام اہل اسلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں پہلی نماز آپ ہی نے ادا فرمائی' مکہ مکرمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسلام کے اولین مبلغ بھی آپ ہی تھے' اللہ تعالیٰ کی راہ میں تکلیف اٹھانے والوں پر سب سے پہلے اپنی دولت نچھاور کرنے والے آپ ہی تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلا امیر حج بھی انہیں ہی مقرر فرمایا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں مسجد نبوی میں امت کی امامت کا شرف بھی آپ ہی کو عطا ہوا' تمام امت میں سے صرف صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتداء میں ہی اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا فرمانا پسند کیا۔

حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چار پشتوں کو صحابی رسول ہونے کا شرف حاصل ہے' آپ کے والد' آپ خود آپ کی اولاد اور آپ کے پوتے نواسے صحبت نبوی سے مشرف ہوئے۔

حافظ ابن عبدالبر ؒ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے بیان کیا ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی تعالیٰ عنہ کو دین حق کی خدمات میں جو شرف اولیت حاصل تھا' اس کی تائید حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کے یہ اشعار بھی ہیں [8]۔

اذا تذکرت شجوا من اخی ثقۃ
فاذکر اخاک ابابکر بما فعلا
خیر البریۃ اتقاھا واعدلھا
بعد النبی واوفاھا بما حملا
وثانی اثنین فی الغار المنیف وقد
طاف العدو بہ اذ صعدو الجبلا
وکان حب رسول اللہ قد علموا
من البریۃ لم یعدل بہ رجلا

'' تم جب کبھی اپنے پکے سچے بھائی کے دکھ درد کو یاد کرنے بیٹھو تو اپنے بھائی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کے کارنامے یاد کر لینا۔ ''

'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام مخلوق میں بہتر تھے' سب سے زیادہ متقی' سب سے بڑے عادل اور اپنے فرائض ذمہ داری کو نبھانے میں سب سے زیادہ وفادار تھے۔ ''

'' اس بلند غار میں دو میں سے دوسرے آپ ہی تھے' جب پہاڑی پر چڑھنے کے بعد دشمن غار کے گرد منڈلانے لگے تھے ''۔

'' آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب تھے' سب جانتے ہیں کہ تمام مخلوق میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں کوئی بھی ان کے برابر نہیں تھا '' ......

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔

'' جتنا فائدہ مجھے ابوبکر صدیق کے مال اور ان کی ذات سے میسر آیا اور کہیں سے میسر نہیں آ سکا ''[9] ......

قبول اسلام کے وقت آپ مکہ مکرمہ کے چند ایک متمول لوگوں میں شمار ہوتے تھے' لیکن اللہ تعالیٰ کے دین میں داخل ہونے کے بعد اپنی جان اور اپنا مال سب کچھ اس دعوت حق کی اشاعت کے لیے وقف کر دیا۔ جس سخاوت اور فراوانی سے آپ نے آغاز اسلام میں اپنی دولت قربان کی' اسی تیزی اور قوت کے ساتھ اس کے نتائج بھی سامنے آئے' خود پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی حفاظت وحمایت میں آپ نے کبھی بڑے سے بڑے خطرے کی بھی پرواہ نہ کی' چنانچہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتی ہیں کہ کسی فریادی نے آ کر کہا' ابوبکر اپنے ساتھی کی مدد کو پہنچو[10] آپ ننگے سر گھر میں منہمک تھے' آپ یہ کہتے ہوئے مسجد حرام میں داخل ہوئے۔

اتقتلون رجلاً ان یقول ربی اللہ وقد جاء کم بالبینات من ربکم[11] ......

'' کیا تم ایک شخص کو محض اس لیے قتل کرنے لگے ہو جس نے صرف یہی

کہا کہ میرا رب تو اللہ ہے' جب کہ وہ تمہارے پاس تمہارے رب کی نشانیاں بھی لے کر آیا ہے''......

لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جھپٹ پڑے۔ آپ کے سر کے بال نوچ ڈالے' مگر آپ کی زبان پر یہی الفاظ جاری رہے۔

تبارکت یا ذالجلال والاکرام......

''اے جلال والے اور عزت دینے والے رب سراپا برکت تو تو ہی ہے''......

حافظ ابن الجوزی ''صفتہ الصفوۃ'' میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل و مناقب کا یوں تذکرہ فرماتے ہیں[12]

''تاریخ و سیرت سے تعلق رکھنے والے اہل علم کا بیان ہے کہ غزوات نبوی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم سفر و ہم رکاب رہے۔ ان غزوات میں سے کسی غزوہ میں نہ تو آپ کسی سے پیچھے رہے اور نہ کبھی پیٹھ دکھائی' غزوہ احد میں جب کئی لوگ کے پاؤں اکھڑ گئے تھے تو آپ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معرکہ کارزار میں ڈٹے رہے' غزوہ تبوک کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آپ کو پرچم جہاد عطا ہوا تھا' جب آپ حلقہ بگوش اسلام ہوئے تو دولت آپ نے اسلام قبول کرنے والے غلاموں کو آزاد کرنے اور مسلمانوں کی حالت بہتر بنانے پر صرف کی' قرآن کریم مقدس کتابی شکل میں سب سے پہلے آپ ہی نے ضبط تحریر میں لانے کا حکم فرمایا تھا' اسلام سے پہلے اور اسلام کے بعد ہمیشہ شراب سے پرہیز کیا' تقوی اور پرہیزگاری کی دنیا میں اولیت کا یہ شرف بھی آپ کو ہی حاصل ہے کہ مشکوک اشیاء سے بھی اجتناب فرمایا۔ یہاں تک کہ کھائی ہوئی چیز کے حلال ہونے میں شک ہوا تو قے کے ذریعے کھایا پیا باہر پھینک دیا''......

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

''ہجرت مدینہ کے موقع پر چند دن کے لیے غار ثور میں روپوش ہونے کے لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے سب سے پہلے غار میں داخل ہوئے' مقصد یہ تھا کہ سانپ' بچھو یا حشرات الارض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی گزند نہ پہنچانے پائیں' آپ نے اپنی چادر کے ٹکڑوں سے غار کے تمام سوراخ بند کر دیئے' مگر ایک سوراخ کے لیے کپڑا نہ بچا' تو وہاں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے پاؤں کی ایڑی رکھ دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں سر رکھ کر محو خواب ہو گئے' رات بھر بچھو ڈستے رہے' مگر عاشق رسول نے اپنے ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند میں خلل مناسب نہ سمجھا' اگلی صبح جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تمام ماجرا سنا تو ہاتھ اٹھا کر دعا فرمانے لگے۔''

اللّٰھم اجعل ابابکر معی فی درجتی یوم القیامة......

''اے اللہ! قیامت کے دن ابوبکر کو اور مجھے ایک ہی درجہ میں رکھنا''......

حافظ ابونعیم اصفہانی ''حلیۃ الاولیاء'' میں ذکر کرتے ہیں کہ پروردگار عالم نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول فرمائی اور اسی وقت وحی ربانی کے ذریعے پیغام پہنچا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کی یہ دعا اللہ تعالیٰ جل وعلا نے قبول فرمالی ہے[۱۳]

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سب کچھ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تھا۔ ان کی زندگی اور تمام صلاحیتیں اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وقف تھیں طلوع اسلام سے پہلے وہ محمد بن عبداللہ کے مخلص اور وفادار دوست تھے' مگر اسلام لانے کے بعد وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار صحابی اور وفادار جگری یار تھے۔

مکی زندگی کے دوران پیغمبر اسلام کی حمایت، اسلام کی اشاعت اور مسلمانوں کی دیکھ بھال کے لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کسی نے کام نہیں کیا، غلامان اسلام کی آزادی کے لیے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تمام دولت وقف کر دی تھی، آپ کو پتا چلا کہ سیدنا بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبول اسلام کے جرم میں اپنے آقا امیہ بن خلف اور ابوجہل کے ظلم و تشدد کی زد میں ہیں اور کلمہ حق کی پاداش میں وہ ظلم و بربریت کی ہولناک صورت حال سے دوچار ہیں۔ ظالموں نے انہیں تپتی ریت پر لٹا دیا ہے۔ دہکتے ہوئے پتھروں سے انہیں ڈھانپ دیا گیا ہے، مگر بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان ہے کہ احد احد کے ورد سے باز نہیں آتی، تو حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی وقت پانچ اوقیہ کی مقدار کا سونا دے کر انہیں ظالموں کے چنگل سے چھڑا کر آزاد کر دیا۔ وہ لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگے کہ اگر ہمیں سونے کی مقدار میں کوئی کمی نظر آئی تو بلال کو نہیں چھوڑیں گے، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس موقع پر فرمایا کہ اللہ کی قسم! اگر تم پانچ کی بجائے سو اوقیے بھی طلب کرتے تو بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھڑائے بغیر یہاں سے نہ جاتا۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کار خیر میں حصہ لینے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے لیے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے میں ہمیشہ کوشاں رہتے تھے۔ رومی سلطنت کی طرف سے اسلام کی اٹھتی ہوئی قوت کو للکارا گیا تو غزوہ تبوک پر روانگی کا اعلان ہوا، قحط سالی اور دیگر ناموافق اقتصادی حالات کی وجہ سے اہل مدینہ کی حالت اچھی نہ تھی، اس کے علاوہ قحط سالی کے بعد کھیتوں اور باغات میں پکی فصلیں اور پھل دار درخت اپنی حفاظت اور سنبھالنے کی دعوت دے رہے تھے، ایسے میں جیش عسرت (تنگی کے حالات میں تیار ہونے والا لشکر) کی تیاری کا حکم ہوا، سب لوگ اپنی اپنی استطاعت کے مطابق اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے کچھ نہ کچھ لا رہے تھے، حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر سبقت لے جانے کے خیال سے اپنے مال و متاع کا آدھا حصہ جہاد فی سبیل اللہ کے لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نذر کیا تھا مگر جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنا عطیہ لے کر پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا۔

مابقیت لاھلک......

''اپنے اہل و عیال کے لیے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟''......

تو عرض کرنے لگے:

ابقیت لھم اللہ و رسولہ......

''ان کے لیے اللہ اور اس کا رسول ہی چھوڑ کر آیا ہوں''......

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس دن مجھے یہ یقین ہو گیا تھا کہ کار خیر میں میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کبھی بازی نہیں لے جا سکوں گا[۱۴]

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قلبی لگاؤ اتنا گہرا اور اتنا مضبوط تھا کہ کسی انسان سے اتنا گہرا اور مضبوط قلبی لگاؤ کبھی پیدا نہیں ہوا ہو گا۔ قلبی تعلقات کی انتہا بھی یہی ہوتی ہے کہ دوست، دوست کے جسم و جان اور قلب و جگر کا حصہ بن جائے۔ فکر و احسان اور خواہش و آرزو بھی ایک ہو جائے۔

بقول شاعر:

من تو شدم تو من شدی، من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کو جس قدر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سمجھا، ان کی ذات کو جس طرح ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہچانا، ان کے پیغام کو جس بے ساختگی سے انہوں نے اپنایا، اس کی مثال کہیں اور نہیں مل سکتی، پیغمبر حق صلی اللہ علیہ وسلم کے ابرو کا اشارہ اور انداز گفتگو کا پس منظر سمجھنا، آپ پر ختم تھا۔

حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان[۱۵] ہے کہ ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا:

> ''اللہ عزوجل نے ایک بندے کو دنیا پسند کرنے یا اللہ کے حضور حاضر ہونے کا اختیار دیا ہے، بندہ اللہ کے حضور میں حاضر ہونے کو پسند کر چکا ہے۔ اس پر حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زار و قطار رونے لگے۔ ہمیں ان کی اس بات پر تعجب ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

> نے تو کسی ایسے بندے کا ذکر کیا ہے، جسے اللہ نے اس جہاں میں رہنے یا اپنے حضور میں آنے کا اختیار دیا ہے مگر سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا کسی اور کو کیا معلوم تھا کہ گفتار پیغمبر کا اشارہ کیا ہے۔ اس بندے سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی اور نہ تھا مگر اس حقیقت کی گہرائی تک پہنچنے والے صرف ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی تھے“ ......

دیکھنا یہ ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں کیا مقام رکھتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ بیشتر کتب سیرت وحدیث میں الفاظ کے تغیر وتبدل اور تقدیم وتاخیر کے ساتھ نقل ہوئے ہیں کہ تمام انسانوں میں سے جس شخص کی رفاقت اور مال نے مجھ پر سب سے زیادہ احسان کیا، وہ ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں[16] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا:

> ”اگر میں نے اپنے پروردگار کے علاوہ کسی اور کو خلیل بنانا ہوتا تو میں اپنا خلیل ابوبکر ہی کو بناتا مگر ان کے ساتھ اسلامی اخوت ومودت کا رشتہ کیا کم ہے“[17] ......

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ مسجد نبوی میں کھلنے والے تمام دروازے بند کردیے جائیں، صرف باب ابی بکر باقی رہے گا، نگاہ حق تلاش آج بھی مسجد نبوی کے ایک دروازے پر ابی بکر کے الفاظ دیکھ کر اس رشتہ محبت وصداقت کا اندازہ کرسکتی ہے، جو ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے انتہائی مخلص وجاں نثار صحابی کے درمیان تھا۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے، حضور فرمانے لگے، لو یہ تمہارا ساتھی تو کہیں جھگڑے میں پڑ گیا ہے، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلام عرض کرتے ہوئے کہا کہ ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میرا جھگڑا ہو گیا تھا۔ میں نے جلدی میں انہیں برا بھلا کہہ دیا ہے، پھر مجھے ندامت محسوس ہوئی، معافی چاہی، مگر انہوں نے انکار کر دیا ہے، اب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا۔

یغفر اللہ لک یا ابابکر[18] ......

''ابوبکر! تمہیں اللہ تعالیٰ معاف فرمائے گا'' ......

اس کے بعد حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس بات پر ندامت محسوس ہوئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر پہنچے' دریافت کیا تو پتا چلا کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر پر نہیں ہیں' حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی سیدھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو گئے مگر انہیں دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک ناراضگی سے متغیر ہونے لگا۔ حضرت سیدنا ابوبکر کا خیال آیا تو گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور عرض کیا' یا رسول اللہ! واللہ میں دو مرتبہ ظلم و زیادتی کا مرتکب ہوا ہوں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

> ''اللہ نے مجھے تمہارے پاس رسول بنا کر بھیجا تو تم سب نے مجھے جھٹلایا مگر ابوبکر نے میری تصدیق کی' اپنی جان و مال سے میری ہمدردی کی تو کیا تم میرے اس ساتھی کو میری خاطر چھوڑ سکو گے تاکہ اس کے بعد مجھے اذیت نہ ہونے پائے''[19] ......

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ دو مرتبہ ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی اقتداء میں نماز ادا فرمائی۔ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنی عمرو بن عوف کے ہاں صلح کرانے کے لیے تشریف لے گئے اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرما گئے تھے کہ اگر نماز کا وقت آ جائے تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنا کہ لوگوں کی امامت کریں۔ نماز کے دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم واپس آ گئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت میں نماز میں شریک ہو گئے' تاہم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آداب نبوت کو پیش نظر رکھتے ہوئے پیچھے ہٹے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آگے بڑھا دیا۔[20]

پھر وفات سے پہلے نقاہت بڑھ جانے کے باعث آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو نماز نہ پڑھا سکے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ پھر اچانک نماز میں شرکت کے لیے سکت محسوس ہوئی تو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت میں نماز میں شامل ہو گئے مگر یہاں بھی عظمت رسالت کو ملحوظ رکھتے ہوئے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو آگے آنے کا اشارہ فرماتے رہے۔ بالآخر یہ نماز اس طرح ادا ہوئی کہ لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی اقتداء کر رہے تھے اور حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کر رہے تھے [21]

ایک خاتون دین کی باتیں پوچھنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئیں، جب واپس جانے لگیں تو عرض کیا کہ اگر دوبارہ کچھ پوچھنا ہو اور آپ موجود نہ ہوں تو کیا کروں؟ فرمایا:

ان لم تجدنی فاتی ابابکر [22] ......

”اگر مجھے نہ پاؤ تو پھر ابوبکر سے دریافت کر لینا“......

اب دیکھنا یہ ہے کہ جس ہستی کو خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ اول ہونے کا شرف حاصل ہوا، وہ کس عظمت و کردار کے مالک تھے، دوسرے لفظوں میں شخصیت صدیقی کو ان کے تاریخی کردار کی روشنی میں دیکھنا ہوگا۔ اس نقطہ نظر سے جب ہم تاریخی واقعات کی گہرائی میں جاتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت میں عزم و ہمت، فوری اقدام اور زور دار قوت فیصلہ کے جو جوہر پنہاں تھے، ان کا اظہار آپ نے کئی مختلف سمتوں میں فرمایا۔ مثلاً

۱......صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ان سے جدا ہوسکتا ہے، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا صدمہ کوئی بھی برداشت نہ کر سکا، حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے قوی اعصاب لوگ بھی حواس کھو بیٹھے تھے، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے رفیق کی جدائی کا جو غم تھا، اسے کوئی نہیں جان سکتا، اس کی مقدار اور حدود کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتیں، مگر ان سب باتوں کے باوجود جس عزم سے کتاب اللہ کے حوالے سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنبھالا اور صدمے سے نڈھال دلوں کی تعزیت و تسلی کا جو سامان آپ نے کیا، اس نے سب کے لیے ایک عظیم قوت برداشت اور اثر انگیز تعزیت کا کام کیا، اگر موقع کی مناسبت سے سورۂ آل عمران کی آیات پڑھتے ہوئے آپ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو یہ یقین نہ دلا سکتے کہ بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے **ذائقة الموات** گوارا فرمالیا ہے [23] تو شاید کسی کو سنبھلنے کا موقع نہ ملتا اور بہت دیر سے ہوش میں آتے۔

۲......وفات نبوی کے اعلان کے بعد ایک طرف انصار کے لوگ جانشینی کو اپنا حق تصور کر رہے تھے تو دوسری جانب مہاجرین کے گروہ خلافت پر اپنا حق جتانے میں کوشاں تھے، قریب تھا کہ تلواریں بے نیام

ہو جاتیں مگر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پُرسوز گفتار نے سب کے جذبات ٹھنڈے کر دیے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اتنی سرعت، فراست اور دور اندیشی کا مظاہرہ فرمایا کہ اس فوری فیصلے اور بروقت اقدام پر آج بھی تاریخ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خراج تحسین پیش کرتی ہے۔

۳...... جیش اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو محاذ پر روانہ کرنے کے سلسلے میں جو اٹل موقف حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اختیار کیا، اس سے جہاں آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گہری عقیدت، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر غیر متزلزل ایمان اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے مثال وفاداری کا اظہار ہوتا ہے، وہاں اس سے ان کی فراست اور دور اندیشی بھی نمایاں ہوتی ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ثابت قدمی سے آزاد و غلام، شریف و رذیل اور بڑے چھوٹے کی بات بھی ختم ہوگئی اور فرزندان اسلام سب برابر ٹھہرے مگر ساتھ ہی سرحدوں پر لشکر اسامہ کے پہنچنے سے دشمنوں کو بھی معلوم ہوگیا کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین نہ صرف جاگتے ہیں بلکہ باطل کے اٹھتے ہوئے ہر طوفان کا منہ پھیرنے کی بھی صلاحیت رکھتے ہیں۔

۴...... حروب ردّت میں آپ نے جو غیر متزلزل اور زوردار موقف اختیار کیا، اس نے جہاں اسلام کی حکمرانی میں سر اٹھانے والوں کے لیے آئندہ کوئی گنجایش نہ چھوڑی وہاں ارکان اسلام میں کسی قسم کی غفلت و مداہنت یا کوتاہی کی بھی کوئی گنجایش باقی نہ رہنے پائی۔

۵...... سرچشمہ شریعت اسلامی قرآن مجید کو اہل علم اور حفاظ کے سینوں میں محفوظ رکھنے کے علاوہ آپ نے کاغذ اور قلم کے ذریعے بھی کتاب اللہ کی اشاعت کا سامان کر دیا تھا۔

اس طرح گویا آنے والی نسلوں کے لیے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ریاست کے ساتھ ساتھ معاشرے کے بنیادی اصول و نقوش بھی واضح طور پر مرتب کر دیے جو آج بھی ملت کے لیے مشعل راہ ہیں۔

خلافت پر متمکن ہونے کے بعد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو تقریر فرمائی، اسے ان کی سیاسی حکمت عملی کا اعلان بھی کہا جاسکتا ہے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا تھا:

ایھا الناس قد ولیت علیکم ولست بِخیرکم فان احسنت
فاعینونی وان صرفت فقومونی، الصدق امانة والکذب

> **خیانة والضعیف فیکم قوی عندی حتی آخذله حقه، القوی فیکم ضعیف عندی حتی آخذالحق منه انشاء الله، لایدع احد منکم الجهاد فانه لا یدعه قوم الاضربهم الله بالذل، اطیعونی ماطعت الله و رسوله فاذاعصیت الله فلا طاعة لی علیکم، قوموا الی صلوتکم یرحمکم الله**[۲۴] ......
>
> ''اے لوگو! مجھے تمہاری حکومت سونپی گئی ہے حالانکہ میں تم سب میں بہترین نہیں ہوں، اب اگر میں اچھا کام کروں تو میری مدد کرنا اور اگر میں پھر جاؤں تو مجھے سیدھا کرنا۔ سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے، تم میں جو کمزور ہے وہی میرے نزدیک طاقت ور ہے یہاں تک کہ میں اس کو اس کا حق لے کر دوں۔ تم میں جو طاقت ور ہے وہی میرے نزدیک کمزور ہے، یہاں تک کہ میں اس سے حق وصول نہ کرلوں، ان شاء اللہ! تم میں سے کسی کو جہاد ترک نہیں کرنا چاہیے کیوں کہ جب بھی کوئی قوم جہاد کو چھوڑ دے گی اللہ تعالیٰ اس پر ذلت مسلط کردے گا۔ جب تک میں اللہ اور اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کروں تو میری اطاعت کرنا اور اگر مجھ سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا ارتکاب ہو، تو تم سے اطاعت کروانے کا مجھے کوئی حق نہیں۔ اٹھو اپنی نماز ادا کرو، اللہ تم پر رحم فرمائے!'' ......

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ خطبہ ان کی متوازن شخصیت اور کردار کا آئینہ دار ہے۔ علامہ محمد الخضری[۲۵] نے ان کی شخصیت اور کردار کے دو نمایاں پہلو، عزم کی پختگی اور رقت قلب بیان کی ہے اور اس خطبے میں شخصیت و سیرت کے ان دونوں نمایاں پہلوؤں کی جھلک واضح طور پر نظر آتی ہے۔ عزم کی پختگی کا تقاضا یہ ہے کہ انسان حصول مقصد کے تمام راستے آزماتا ہے اور جس مقصد کے حصول کا عزم کیا ہے، اسے حاصل کیے بغیر کسی قوت سے ڈرنا یا کسی مشکل سے گھبرانا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ بعض اوقات یہ عزم کی پختگی انسان کو انتہا پسند بھی بنا سکتی ہے، لیکن رقت قلب اس کا علاج ہے۔ رقت قلب سنگ دلی کی ضد

ہے، جو اپنے تو اپنے دوسروں کے دکھ درد پر بھی اشک بار ہونے کا باعث بن جاتی ہے۔ یہ رقت قلب بعض اوقات انسان کو بے عملی کا شکار بنا کر دوسری انتہا پر پہنچا سکتی ہے، لیکن اس کا علاج قوت عزم کی شکل میں موجود ہوتا ہے۔ قوموں کی قیادت اور سلطنتوں کی سربراہی کے لیے ان دو اوصاف سے متصف قیادت ہی کامیاب ترین قیادت ہوا کرتی ہے۔

وفات:

دو سال تین ماہ اور دس دن کی مدت خلافت کے بعد اکیس جمادی الآخرہ ۱۳ھ (مطابق ۲۲/اگست ۶۳۴ء) کو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس دار فانی سے رحلت فرمائی اور ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن ہوئے۔

اولاد:

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھ بچے تھے، تین بیٹے اور تین بیٹیاں، عبداللہ اور اسماء (والدہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم) دونوں کی والدہ کا نام قتیلہ بنت العزیٰ تھا۔ حضرت عبدالرحمٰن اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں کی والدہ کا نام ام رومان بنت عامر تھا۔ محمد کی والدہ اسماء بنت عمیس تھیں اور ام کلثوم کی والدہ کا نام حبیبہ بنت خارجہ تھا۔

☆......☆......☆

حواشی:

۱......حلیۃ الاولیاء، جلد ۱، صفحہ ۲۹
۲......سورہ توبہ، آیت ۴۰
۳......الاستیعاب، صفحہ ۹۶۳ تا ۹۷۸
۴......ایضاً
۵......ایضاً
۶......صفۃ الصفوۃ، صفحہ ۲۴۲ تا ۲۶۷
۷......الاستیعاب، صفحہ ۹۶۳ تا ۹۷۸

۸......ایضاً

۹......(الف)صفۃ الصفوۃ، جلد۱، صفحہ۲۴۲ تا ۲۶۷/(ب) الاستیعاب، صفحہ۹۶۳ تا ۹۷۸/(ج) طبقات ابن سعد، جلد ۳، صفحہ۱۷۱ تا ۲۱۳

۱۰......ایضاً

۱۱......سورہ غافر' آیت ۲۸

۱۲......صفۃ الصفوۃ' جلد۱' صفحہ۲۴۲ تا ۲۶۷

۱۳......حلیۃ الاولیاء' جلد۱ صفحہ۲۸ تا ۳۸

۱۴......(الف)صفۃ الصفوۃ' جلد۱' صفحہ۲۴۲ تا ۲۶۷/(ب) الاستیعاب صفحہ۹۶۳ تا ۹۷۸/(ج) طبقات ابن سعد' جلد ۳' صفحہ۱۷۱ تا ۲۱۳

۱۵......ایضاً

۱۶......ایضاً

۱۷......ایضاً

۱۸......ایضاً

۱۹......ایضاً

۲۰......ایضاً

۲۱......ایضاً

۲۲......ایضاً

۲۳......ایضاً

۲۴......محاضرات تاریخ الامم الاسلامیہ' جلد۱' صفحہ۱۷

۲۵......ایضاً

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خواجه بہاء الدین نقشبند

تالیف: شیخ محمد شعیب (م۔ ۱۲۳۸ھ)

تصحیح وتحشیہ وتعلیقات

دکتر: غلام ناصر مروت

☆☆

وجہ تسمیہ نقشبند در ''رسالہ بہاویہ'' کہ در مقامات حضرت خواجہ می نویسد کہ حضرت خواجہ می فرمودند کہ من و پدر بصنعت کمخواب بانی ونقشبندی مشغول می بودیم وهمون نقل بدستخط حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہٗ نوشتہ یافتم۔ پوشیدہ نماند کہ در سلسلہ خواجگان قدس اللہ سرهم از زمان خواجہ انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ تا زمان امیر کلال رحمہ اللہ تعالیٰ ذکر خفیہ را با ذکر علانیہ جمع می کردند وایشان را در سلسلہ شریفہ علانیہ خوانان می گویند۔ چوں زمان ظہور خواجہ بہاء الدین قدس اللہ سرہٗ رسید بنا برآنکہ از حضرت خواجہ عبدالخالق قدس اللہ سرہ مامور بعمل عزیمت بودند ذکر خفیہ اختیار کردہ. واز ذکر علانیہ اجتناب نمودہ وہرگاہ کہ اصحاب امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ در مجلس افتتاح ذکر علانیہ می کردند حضرت خواجہ برمی خاستند واز آن حوزہ بیرون می رفتند و بر خاطر اصحاب این معنی بغایت گران می آمدہ است لکن حضرت خواجہ پروای آن نمی کردند[1] ودر مقام رفع نقل[2] ایشان نمی شدند، اما در خدمت وملازمت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ ہرگز دقیقہ فرو نمی گذاشتند[3] وہمیشہ سر تسلیم برآستانہ ارادت ومتابعت ایشان می داشتند[4] وامیر رحمۃ اللہ علیہ روز بروز التفات بہ حضرت خواجہ زیادہ می کردند[5] سر سلسلہ نقشبندیان است بنظر قبول از فرزندی خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ است بظاہر مرید سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ است واویسی بود از روحانیت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس اللہ واز خدمت شیخ خلیل[6] اتا رحمۃ اللہ علیہ یعنی بابا کہ از مشایخ ترکستان است فائدہ های گرفتہ است، طریقہ ایشان تمام

مطابق شرع بود و مذهب امام اعظم رحمة اللہ علیہ داشتند و اکثر مشائخ این سلسلہ حنفی مذهب اند۔ از خواجہ بزرگ پرسیدند کہ طریقہ شما جهر و سماع می باشد فرمودند کہ نمی باشد، پس گفتند طریقہ شما بر چیست؟ فرمودند کہ ظاهر با خلق و باطن با حق۔ روزی حضرت خواجہ بزرگ قدس اللہ سرہ' عمارتی می کردند و همہ اصحاب ایشان از خود و بزرگ آنها حاضر[۷] بودند با هتمام بکار گل شغل داشتند و حضرت خواجہ محمد پارسا قدس اللہ روز درمیان گلزار بودند، چون آفتاب بحد استوا رسید و هوا بغایتی گرم شد حضرت خواجہ اصحاب را اجازت فرمودند کہ ساعتی استراحت کنید، هر کس دست و پای شستند و بسایہ رفتند و بخواب افتادند و حضرت خواجہ محمد پارسا رحمة اللہ علیہ هم در آن گلزار پای پر گل در آفتاب خواب کردند، دریں اثناء حضرت خواجہ بزرگ رحمة اللہ علیہ آمدند و بر همہ اصحاب گذر کردند، چون پیش خواجہ محمد رسیدند و ایشان را بآن کیفیت دیدند روی مبارک خود را بر پای مالیدند و فرمودند کہ خداوندا! بحرمت این پای کہ بر بهاء الدین رحمت کن و خدمت امیر کلال رحمة اللہ علیہ در مرض آخر خود اصحاب را بمتابعت حضرت خواجہ بزرگ قدس اللہ سرہ' ارشادات فرمودند۔ در آن (محل) اصحاب از خدمت امیر سوال کردند کہ حضرت خواجہ بهاء الدین رحمة اللہ علیہ در ذکر علانیہ مطابعت شما نکردند و امیر رحمة اللہ علیہ فرمودند[۸] هر عملی کہ بر ایشان می گذرانند بنا بر حکمتی است و اختیار ایشان درمیان نیست" پس این مصرع خواندند: ع

ای همہ تو من کیم چنانکہ تو داری

سخن خلفا و خواجگان قدس اللہ ارواحهم: اگر تو را بی اختیار بیرون آوردہ اند مترس و اگر تو بخود بیرون آمدہ ای بترس۔ منقولست کہ حضرت خواجہ محمد پارسا را قدس اللہ سرہ' در توجہ مراقبہ غیبت بسیار روا قع می شدہ و حضرت خواجہ علاء الدین عطار را قدس اللہ سرہ شعور و وقوف تمامی بودہ و آن صفت شعور و صحو را از غیبت و سکر اتم و اکمل گفتہ اند۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس اللہ سرہ' فرمودہ اند کہ بعد از وفات خواجہ بهاء الدین قدس اللہ سرہ همہ اصحاب حضرت خواجہ بحضرت خواجہ علاء الدین بیعت کردہ اند بجهت علو شان ایشان حتی خواجہ محمد پارسا قدس اللہ سرہ خواجہ علاء الدین عطار قدس اللہ سرہ فرمودہ اند کہ در وقت نقل حضرت خواجہ یٰسین می خواندم، چون بہ نیمہ رسانیدم انوار ظاهر شدن گرفت، بہ کلمہ مشغول شدم، بعد از ان حضرت خواجہ منقطع شد سن شریف ایشان هفتاد و سہ سال تمام شدہ بود و در هفتاد و چهارم بود کہ نقل فرمودند۔ وفات ایشان در شب دوشنبہ سیم ماہ ربیع الاول سنہ احد و تسعین و سبع مائہ بودہ و در تاریخ

حضرت خواجه گفته اند:

رفت شاه نقشبند آن خواجۂ دنیا و دین
آنکه بودی شاهراه دین و دولت ملتش
مسکن و ماوای اوچون بود قصر عارفان
قصرعرفان[۹] زین سبب آمد حساب رحلتش

خواجه بزرگ علیه الرحمة وصیت کرده بود که پیش جنازه من این بیت بخوان:

مفلسانم آمدم در کوی تو
شیئاً لله از جلال روی تو

☆……☆……☆

حواشی:

۱……سع، غ، مظ۔ نمی کرده اند

۲……ثقل ایشان نمی شده اند (رشحات جلد۔۱، ص ۹۶)

۳……سع، غ، مظ۔ گذشتند

۴……ایضاً۔ داشته اند

۵……ایضاً۔ کرده اند

۶……درباره شیخ خلیل اتا (رحمۃ اللہ علیہ) درکتب معاصر ہیچ تفصیلی تاحال معلوم نشد، مولانا عبدالرحمٰن جامی (رحمۃ اللہ علیہ) نوشته است که خواجه بهاء الدین فرموده اند که شبی دراوائل این کار (سلوک) درخواب دیدم خلیل اتا رحمة اللہ علیه را که از کبار مشایخ ترک اند مرا بدرویشی سفارش می نمایند، چون بیدار شدم صورت آن درویش در خاطر من بود…… ومن دائم طالب آن درویش می بودم تا روزی در بازار بخارا باو ملاقات افتاد، اورا شناختم، پرسیدم نام او خلیل بود ودر آن وقت باو مجالست ومکالمت میسر نشد، چون بمنزل رسیدم شب رسید، قاصدی بیامد که درویش خلیل ترا می طلبد وایام تیرماه بود…… بخدمت اورسیدم وحالات غریبه مشاهده کردم۔ بعد از مدتی اورا بادشاهی

مملکت ماوراء النہر میسر شد و در زمانہ حکومت و سلطنت تا شش سال در خدمت او ھمی بودم۔ رنفحات الانس طبع تہراں، سال طباعت ندارد، ص ۳۸۳۔ ۳۸۴)

۷۔ آنان

۸۔ غج، عر، نمی گیرد

۹۔ قیاساً ''قصرعرفان'' قصرعرفان ۱۰۰ق۔ ۹۰ص۔ ۲۰۰ر۔ ۸۰ع۔ ۲۰۰ر۔ ۸۰ف۔ الف ۱۔ ۵۰ن = ۸۹۱ھ)

(مرآۃ الاولیاء مطبوعہ اسلام آباد ۲۰۰۱ء)

☆......☆......☆

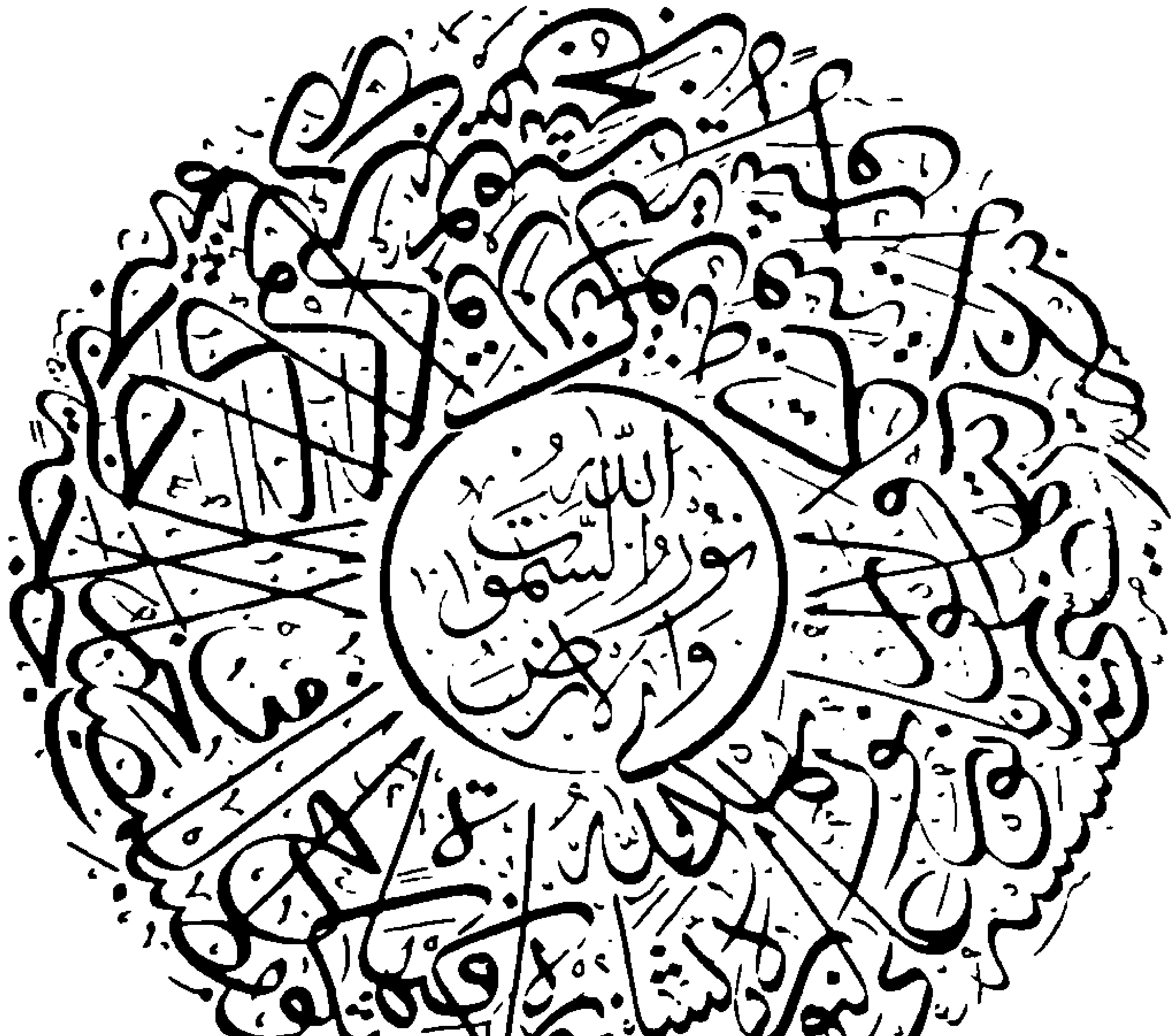

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

تصوف کی ضرورت واہمیت

علامہ رشید احمد مرتضائی

☆☆

یہ بات مسلمہ ہے کہ ہر شے کا اگر ظاہر ہے تو اس کا باطن بھی ہے بعینہٖ ارکان اسلام کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی، ان ارکان میں لذت وسرور اور چاشنی، ظاہر وباطن کے ہم آہنگ ہونے کے رہن منت ہے۔

نماز:

نماز محض حرکات وسکنات کا نام اور تسبیح وتہلیل تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ نماز حضوریٔ قلب، خشوع وخضوع، نہی عن المنکر، وصل الٰہی جسے اوصاف کی تخلیق کی ضامن ہے۔ ان اوصاف حمیدہ کے بغیر نماز بے ثمر درخت کی مانند ہے اوصاف مذکورہ شجر وصلوٰۃ کے ثمر ہیں، جیسا کہ فرمان رب محمد ﷺ ہے:

ان الصلوٰۃ تنہی عن الفحشاء والمنکر [۱]
بے شک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

قد افلح المؤمنون ○ الذین ہم فی صلاتہم خاشعون ○ [۲]
تحقیق کامیاب ہوئے وہ مؤمنین جو اپنی نمازوں میں خشوع پیدا کرتے ہیں

نبی کون ومکان ﷺ نے ارشاد فرمایا:

یا عمر لا صلوٰۃ الا بحضور القلب. [۳]
اے عمر حضور قلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی

عارفین کے نزدیک نماز کی دو اقسام ہیں۔ اول نماز نفسانی دوم نماز رحمانی۔

نماز نفسانی ایسی نماز ہے جو صرف قول و فعل تک محدود ہوتی ہے۔ اپنے ثمرات سے محروم، جس کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من صلى صلوٰة طويلة فى المسجد وزين البدن بالعمامة فى نظر الخلائق ماكان فى قلبه من عجز فهو محجوب ولا صلوٰة ولا وصال.[۴]

جس نے مسجد میں طویل نماز پڑھی اور بدن کو لوگوں کی نگاہوں سے دستار سے آراستہ کیا مگر اس کے دل میں عاجزی پیدا نہ ہوئی پس وہ حجاب میں ہے اور نہ اس کی نماز ہے اور نہ وصال۔

حکیم الامت نے ارشاد فرماتے ہیں:

تیری نماز بے سرور تیرا امام بے حضور
ایسی نماز کو تو چھوڑ ایسے امام سے تو گزر

اور ایسی نماز تو احسان کے مقام سے بھی محروم رہتی ہے۔ دین اسلام کا مطلوب و مقصود ایسی نماز ہرگز نہیں جو اپنے نتائج و ثمرات سے عاری ہو۔ مشیت الٰہی تو ایسی نماز کا تقاضا کرتی ہے جو اپنے نتائج و ثمرات سے مزین اور نماز رحمانی ہو۔ جیسا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الانبياء والاولياء يصلون فى قلوبهم دائمون.[۵]

انبیاء و اولیاء ہمیشہ حضور قلب سے نماز پڑھتے ہیں یعنی نماز رحمانی پڑھتے ہیں۔

جس میں ان کی کیفیت یہ ہوتی ہے جیسا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

صلوٰة الانبياء والاولياء حبس الحواس وعدد الانفاس[۶]

اولیاء اور انبیاء کی نماز ان کے حواس (غیر اللہ) سے بند کر دیتی ہے۔ اپنی سانسوں کو شمار کرتے ہیں (کہیں غفلت میں نہ گزر جائیں)۔

ایسی نماز کا ثمر وصل الٰہی اور رسائی عالم جبروت تک ہے۔ قدوۃ السالکین حضرت شیخ محی الدین

ابوبکر محمد بن العربی الماتمی الطائی فرماتے ہیں:۔

> پس نماز پڑھنے والا اپنا رتبہ اس طرح جان سکتا ہے کہ آیا وہ نماز میں حق تعالیٰ کا رویت عیانی سے مشاہدہ کرتا ہے کہ نہیں۔ اگر وہ مشاہدہ نہیں کرتا تو اسے اس یقین کے ساتھ نماز پڑھنی چاہیے گویا کہ وہ اسے دیکھتا ہے۔ اسی واسطے نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک بنائی گئی ہے۔ اور آنکھ کی ٹھنڈک صرف محبوب کے مشاہدے سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ کیوں کہ محبوب کو دیکھنے سے محبّ کی آنکھ میں خنکی پیدا ہوتی ہے۔ [۷]

واضح ہو گیا کہ نماز حقیقی ایک شجر ہے۔ نہی عن المنکر، خشوع وخضوع، حضوریٔ قلب، وصل الٰہی یہ سب اس کا ثمر ہیں یہی نماز کا عرفان ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ دولت عرفان کیسے حاصل ہو۔ تو حدیث مبارکہ ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

> **من لا شیخ له لا دین له من لا دین له لا عرفان له من لا عرفان له لا حزب له ومن لا حزب له لا انس له من لا انس له لا مولیٰ له.** [۸]
>
> جس کا شیخ (مرشد) نہ ہو اس کا دین نہیں، جس کا دین نہیں اسے عرفان حاصل نہیں، جسے عرفان حاصل نہیں اس کا صحیح جماعت سے تعلق نہیں، جس کا صحیح جماعت سے تعلق نہیں اس کا کوئی مونس نہیں، جس کا کوئی مونس نہیں اس کا کوئی دوست نہیں۔

الغرض بات واضح ہو گئی کہ عرفان دین کا مرہون منت ہے اور دین شیخ کامل کی غلامی کا رہین منت ہے لہٰذا نماز کے نتائج وثمرات تعلیمات شیخ یعنی تصوف کے رہین منت ہے۔

روزہ:

روزہ اسلام کا تیسرا رکن ہے جس کی فرضیت کے بابت امر الٰہی ہے۔

یایھاالذین ا منو کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون. [9]

اے اہل ایمان! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تا کہ تم متقی بن جاؤ۔

اس کی اہمیت کے بارے میں فرمان محبوب رب العالمین ﷺ ہے۔

الصوم لی وانا اجزی بہ. [10]

روزہ میرے لیے ہے اور میں اس کی جزا ہوں۔

ان حقائق سے واضح ہوتا ہے کہ تقوی اور وصل ذات الٰہی روزہ کے نتائج وثمرات ہیں۔ یہی نتائج وثمرات صائم کو روزہ کی حقیقت سے آشنائی عطا کرتے ہیں۔ جس طرح ظاہراً روزہ کھانے پینے، جماع وغیرہ سے پرہیز کرنے کا نام ہے اسی طرح باطناً ذات حقیقی تک رسائی، قیامت کے خوف جنت کی خواہش سے بے نیازی، حاصل کرنا بھی روزہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سالک اپنی سحری یعنی روزہ کی ابتداء بدرجہ معرفت سے کرتا ہے اور افطار یعنی انتہائے روزہ قیامت یعنی دیدار الٰہی سے کرے گا۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے:

یا عمر صوموا برویتہ وافطر وا برویتہ. [11]

اے عمر! دیدار الٰہی سے روزہ رکھو اور دیدار الٰہی سے افطار کرو۔

ایک اور حدیث مبارکہ میں فرمان محبوب ﷺ ہے:

للصائم فرحتان عند الافطار وفرحۃ عند لقاء ربہ. [12]

روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں ایک افطار کے وقت اور ایک دیدار الٰہی کے وقت۔

شیخ الہند امام الصوفیہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات شریف میں امام الانبیاء ﷺ کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ گفتگو کو نقل فرمایا ہے آپ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اے عمر! تمام لوگ روزہ رکھتے ہیں جس میں کھانے پینے اور جماع

> کرنے سے پرہیز کرنا پڑتا ہے۔ یہ روزہ حقیقی نہیں مجازی ہے۔
> عوام کے روزے میں پہلے روزہ ہے پھر افطار مگر خواص خدا رسیدہ
> ہمیشہ روزے سے ہوتے ہیں کسی وقت بھی ان کا افطار نہیں ہوتا کیونکہ
> روزہ کے لیے افطار شرط نہیں جبکہ افطار کے لیے روزہ شرط ہے۔''[۱۳]

بات واضح ہوگئی کہ رب محمد ﷺ کی منشاء کے مطابق اہل ایمان کے لیے ایسا روزہ جو حقیقی ہو۔ تقوی دیدار الٰہی جس کے ثمرات ہوں۔ اب سوال یہ ہے کہ انسان اپنے مجازی روزے کو حقیقی روزے میں کیسے بدلے۔؟

یقینی بات یہ ہے کہ یہ مقام اس وقت حاصل ہوگا جب ظاہر کے ساتھ ساتھ باطن کی اصلاح بھی ہوگی تو مجاز حقیقت کے ہم آہنگ ہوجائے گا۔ اور باطن کی اصلاح تصوف سے ہی ممکن ہے۔ لہٰذا روزے کی مجازی حیثیت کو حقیقی حیثیت میں بدلنے کے لیے تعلیمات تصوف لازم ہیں۔

زکوٰۃ:

زکوٰۃ دین اسلام کا چوتھا رکن اور صاحب نصاب اور آزاد مسلمان پر فرض ہے۔ ازروئے شریعت محمدی دوسو دینار میں سے، پانچ دینار زکوٰۃ دینا فرض ہے۔ فوائد یہ ہیں کہ زکوٰۃ دے کر باقی مال کو پاک کرلیا جائے۔ زکوٰۃ غرباء اور مساکین کے لیے ہے۔ یہ ظاہری زکوٰۃ کا خاکہ ہے۔

اب ذرا حقیقی زکوٰۃ کے احوال بھی ملاحظہ فرمائیں:

۱...... اہل طریقت کے نزدیک دوسو دینار میں سے پانچ دینار اپنے پاس رکھے باقی بطور زکوٰۃ دے دے۔

۲...... چونکہ زکوٰۃ آزاد مسلمان پر فرض ہے لہٰذا سالک کو نفس امارہ کی غلامی سے نجات حاصل کرنا چاہیے تاکہ وہ آزاد مسلمانوں میں شامل ہوکر حقیقی زکوٰۃ ادا کرسکے۔ اسی طرح غفلت، نفسانیت اور بے شعوری سے بھی آزادی ضروری ہے تاکہ وہ معرفت الٰہی کے شعور وفکر کا مالک ہوکر حقیقی زکوٰۃ ادا کرسکے۔

۳...... جس طرح زکوٰۃ ظاہری دنیا کے مال ومتاع پر لاگو ہے اسی طرح زکوٰۃ گنج الٰہی کے خزانوں پر لاگو ہے۔ چونکہ اہل معرفت کے دل راز الٰہی کے خزانوں سے معمور ہوتے ہیں لہٰذا ان پر لازم

> ہے کہ وہ عرفان کے حقیقی خزانوں میں سے رب لم یزل کے رازوں کی زکوٰۃ گمراہوں، بے سمجھ، نادانوں کو عنایت کریں، گمراہی میں سرگرداں، حیران و پریشان لوگوں کی رہنمائی فرمائیں کیونکہ حقدار کو اس کا حق دینا ہی عین زکوٰۃ ہے۔[١٤]

چونکہ اسلام فطری اور آفاقی دین ہے، انسان کے ظاہر و باطن کو ہم آہنگ کرنا دین متین کا مقصد اور منشاء نبوت و رسالت ہے تا کہ انسان ظاہر کے ساتھ ساتھ باطنی طور پر بھی صاحب نصاب ہو جائے۔ اسی لیے تو محبوب کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کی تربیت میں دونوں پہلو رکھے۔ ان کو ظاہری تعلیمات کے ساتھ ساتھ باطنی تعلیمات سے بھی آراستہ و پیراستہ کیا گیا تا کہ منشاء نبوت اور منشاء ایزدی کی تکمیل ہو سکے۔ چونکہ باطنی تعلیمات ہی تصوف کا دوسرا نام ہے۔ لہٰذا جب تک اعمال میں تصوف شامل نہیں ہوتا اعمال میں حسن، خلوص اور حقیقت کا رنگ نہیں بھر سکتا۔

حج:

حج دین اسلام کا پانچواں رکن ہے ہر صاحب استطاعت مسلمان پر فرض ہے۔ فرمان رب ذوالجلال ہے:

> وللّٰہ علی الناس حج البیت من استطاع الیه سبیلا۔[١٥]
>
> اور اللہ (کی رضا) کے لیے لوگوں پر فرض ہے کہ وہ بیت اللہ کا حج کریں وہ جو اس کی راہ میں استطاعت رکھتا ہو۔

حج کا ظاہری مقصود یہ ہے کہ سفر و حضر کی صعوبتوں کو برداشت کرتا ہوا انسان مکہ معظّمہ پہنچے۔ مقام ابراہیم، حجرِ اسود، خانہ کعبہ کی زیارت کرتے ہوئے مناسک حج ادا کرے اور اپنے گناہوں سے خلاصی حاصل کرلے اور بارگاہ ربوبیت میں مقام محبوبی حاصل کرلے۔ جبکہ حقیقی حج کا مقصود یہ ہے کہ انسان اپنی ہستی اور خودی کو اس طرح مٹا دے کہ ہستی کا ذرہ بھر بھی باقی نہ رہے۔ یہاں تک کہ ظاہر و باطن ایک ہو جائے اور انسانی دل صفات الٰہی کا امین بن کر صاحب دل کو آیت من آیات اللہ بنا دے۔ اسے ذات حق کا مظہر بنا دے۔ اگرچہ حج میں انسان بیت اللہ کی زیارت کا قصد کرتا ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ حقیقی بیت اللہ یعنی اللہ کا گھر کونسا ہے؟

جان لیں کہ حقیقی بیت اللہ انسان کامل کا دل ہے۔ جیسا کہ فرمان رسول ﷺ ہے۔

قلب الا نسان بیت الرحمن.[۱۶]

انسان کا دل رحمٰن کا گھر ہے۔

دوسری جگہ ارشاد محبوب باری ﷺ ہے۔

قلب المؤمنین عرش اللّٰہ تعالیٰ.[۱۷]

مؤمنین کا دل اللہ کا عرش ہے۔

اس کی وجہ کیا ہے؟ عارفین فرماتے ہیں:

قلب از نور وحدت گشت پیدا
نہ از مادر پدر باشد ہویدا
نہ از باد و نہ آتش آب و خاکی
قلب نور بست قدرت شد ز پاکی

چونکہ قلب کی تخلیق نور وحدت سے ہے لہٰذا دل قدرت کا نور ہے۔ اور صاحب دل قدرت کا مظہر ہے اس لیے یہ عرش ولوح وقلم کرسی سے بھی افضل ہے۔ بقول حبیب قیوم مفتی عشق مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ:

طواف کعبہ دل کن اگر دلے داری
دلے است کعبہ اعظم تو گل چہ پنداری
کہ عرش و کرسی و لوح و قلم فزوں باشد
دلے خراب کہ او را نہ ہیچ نہ شماری

اور حافظ شیرازی فرماتے ہیں:

دل کعبہ اعظم است بکن خالی از بتاں
بیت المقدس است مکن جائے دیگراں

اور اگر ایسا صاحب دل مل جائے تو پھر شیخ الکاملین خواجہ بوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بگرد کعبہ کے گردم کہ روئے یار من کعبہ
کنم طواف میخانہ بابوسم پائے مستاں را

کیونکہ جب انسان حقیقی حج کی طرف مائل ہوتا ہے تو وہ اپنے دل میں جلوۂ محبوبؐ کو دریافت کرنے کے لیے مشقتوں، ریاضتوں سے گزرتا ہوا نگاہ مرشد کا مرکز بننے کے لیے اطاعت وفرمانبرداری کا کلاوہ زیب گلو کرتا ہے تو پھر وہ اس مقام پر فائز ہوتا ہے جس کی طرف اشارہ مولاے روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

دل بدست آور کہ حج اکبر است
از ہزاراں کعبہ یکدل بہتر است

الغرض حج کامل وہی شمار ہوتا ہے جس کا ظاہر بھی حقیقت کے رنگ سے رنگین ہو جائے تو حج کی عبادت کے مفہوم کے تقاضے مکمل ہو جاتے ہیں اس کی تکمیل کے لیے متفکر ہونے کی ضرورت نہیں۔ جس طرح اس عبادت کی ظاہری تکمیل کے لیے ظاہری احکامات یعنی نظام شریعت، اس کی حقیقی تکمیل کے لیے نظام تصوف موجود ہے۔ ان دونوں نظاموں کا باہمی اشتراک Combination ہی انسان کو منزل مقصود سے ہمکنار کرسکتا ہے۔

پس یہ بھی واضح ہوگیا کہ اعمال میں حسن، خلاص، للٰھیت نظام تصوف کی ضرورت ہے۔ اس نظام سے الگ ہوکر انسان اپنے اعمال یعنی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کی حقیقت، سرورِلذت اور چاشنی سے محروم رہتا ہے۔ اوراس کے اعمال پایہ تکمیل کونہیں پہنچتے۔

مذکورہ بالاتحریر سے یہ بات واضح ہوگئی کہ مذہبی اعمال یعنی ارکان اسلام اس وقت تک نافع اور اپنی حقیقت تامہ کونہیں پہنچ سکتے جب تک ان کی ادائیگی کے لیے علوم شریعہ کے ساتھ ساتھ علوم تصوف کوشامل نہ کیا جائے اوران اعمال کے نتائج وثمرات درحقیقت تصوف کے ہی رہین منت ہیں۔ اب عاجز کے خیالات شکتہ کا موضوع ہے۔

دینی نقطہ نظر سے تصوف کی ضرورت اور اہمیت سب سے پہلے لفظ دین کو دیکھتے ہیں کہ دین کیا ہے؟ دین عربی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معانی مذہب، پنتھ، حساب اور بدلہ دینے کے ہیں۔

(فیروز للغات، ص ۴۸۵، قاموس، ص ۲۷۲)

لفظ دین فارسی زبان میں بھی مستعمل ہے جس کے لغوی معانی ایک فرشتہ کا نام، ہر شمسی مہینے کی چوبیسویں تاریخ (فیروزاللغات، ص ۴۸۵)

ہمارا زیر بحث موضوع یعنی دین حنیف بمعنی اسلام ہے اور قرآن مجید میں رب محمد ﷺ نے

دین کے معانی ملک یوم الدین (سورۃ فاتحہ: ۳) میں دین بمعنی بدلہ اور دوسری جگہ حکم ربانی ہے:

ورضیت لکم الا سلام دینا (سورۃ المائدہ: ۳)

میں نے تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کیا۔

لہٰذا اس مضمون میں دین سے مراد دین حنیف یعنی اسلام ہی ہوگا باقی معانی ہمارے موضوع سے خارج ہوں گے اگر ہم علم دین کے اجزاء پر غور کریں تو حدیث جبرائیل سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ علم دین تین علوم کا مرکب ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

حضرت عمر ابن الخطاب فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر تھے کہ ایک شخص آیا جس کے کپڑے بہت زیادہ سفید اور اسکے بال بہت زیادہ سیاہ تھے اس پر سفر کے آثار نہ تھے۔ ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا نہ تھا وہ دوزانو ہو کر نبی کریم ﷺ کے سامنے یوں بیٹھ گیا کہ اس نے اپنی دونوں ہتھیلیاں سرکار دو عالم کے زانوئے اقدس پر رکھ دیں اور بولا اے محمد (ﷺ) مجھے اسلام کی خبر دیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں تو نماز ادا کرے۔ زکوٰۃ ادا کرے، رمضان المبارک کے روزے رکھے اگر تمہیں استطاعت ہو تو بیت اللہ کا حج کرے وہ بولا یا رسول اللہ آپ نے سچ فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں بڑا تعجب ہوا کہ خود ہی یہ شخص سوال کرتا ہے اور خود ہی تصدیق کرتا ہے وہ شخص پھر بولا اے نبی اللہ (ﷺ) مجھے ایمان کی خبر دیں آپ (ﷺ) نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو اللہ اور اس کے فرشتوں کتابوں اور رسولوں پر ایمان رکھے یوم آخرت اچھی اور بری تقدیر منجانب اللہ پر ایمان رکھے وہ شخص بولا آپ (ﷺ) نے سچ فرمایا اس نے کہا کہ مجھے احسان کے بارے میں خبر دیں آپ (ﷺ) نے فرمایا کہ تو اللہ کی عبادت ایسے کر کہ گویا خدا کو دیکھ رہا ہے اگر ایسا نہ ہو تو پھر ایسا ہو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

(صحیح البخاری ج ا ص ۱۲ ا سا لنسائی باب الایمان مشکوٰۃ شریف، باب الایمان)

قارئین محترم! اس حدیث مقدسہ میں تین امور کے متعلق سوال و جواب ہوئے۔

اوّل......اسلام

دوم......ایمان

سوم......احسان

شارحین دین نے ان اخبار ثلاثہ کو علوم کے مندرجہ ذیل شعبوں میں تقسیم کیا ہے۔

ایمانیات کے علم کو علم العقائد، اعمال کے علم کو علم الاحکام، احسان کے علم کو علم الارض

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ کا ایک حصہ علم العقائد کے متعلقہ ہے۔ اور ایک حصہ علم الاحکام کے متعلقہ ہے۔ جبکہ ایک حصہ علم الارض کے متعلقہ ہے۔

قارئین محترم! یاد رہے کہ دین اسلام کا شعبہ علم العقائد ہی اسلام کی اصل یعنی جڑ ہے یہی شعبہ اسلامی عقائد کو مختلف فکری اور نظریاتی کجروی کے عوارض سے محفوظ کر کے عقائد حقہ سے ٹکرانے والے ہر باطل نظریے کا بطلان کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ عقائد کی درستگی صحت پورے دین میں مقدم ہے۔

یہ شعبہ جس قدر راسخ اور علی وجہ التحقیق ہوگا دین اسی قدر مضبوط اور اہل دین اتنے ہی اللہ جل مجدہ کے ہاں مقرب اور قابل قدر ہوں گے۔ کیونکہ دین میراث نہیں ہے تکمیل شعور اس شعبہ سے انسانی فکر و عمل ندرت کردار کے سوتے پھوٹتے ہیں۔

علم الاحکام:

دین کا دوسرا شعبہ علم الاحکام ہے یہ انسان کے اعمال پر بحث کرتا ہے یہی شعبہ اعمال یعنی اوامر و نواہی کے درجات قائم کر کے ان کو فرائض و سنن واجبات و مستحبات مکروہات و حرام کی اصطلاحات بیان کرتا ہے یہ شعبہ شریعت محمدی ﷺ کا قانونی شعبہ بھی ہے۔ اس شعبے کی حقیقت و حیثیت بھی مسلمہ ہے۔

اگر دین مثل شجر طیبہ تصور کر لیا جائے تو علم العقائد اس شجر طیبہ کی جڑ اور علم الاحکام اس کا تنا کہلائے گا۔ حضور شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

> مؤمن کے لیے ہر حالت میں تین باتیں لازم ہیں اوّل یہ کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی و فرمانبرداری دوئم جن امور سے رب محمد نے منع فرمایا ان سے باز رہے، سوئم یہ کہ قضائے الٰہی پر راضی رہے۔ (فتوح الغیب از سید عبدالقادر جیلانی، ص ۷) صلی اللہ علیہ وسلم

یہی شعبہ مسلمانوں کو ان کے تخلیق کے مقاصد حسنہ سے بھی آگاہ فرماتا ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں رب محمد ﷺ کا فرمان عالیشان ہے:

هو الذی خلق الموت والحیوٰة لیبلوکم احسن عملا

وہ ذات جس نے زندگی اور موت کو پیدا کیا کہ آزمائے تمہیں تم میں
سے اچھے اعمال کون کرتا ہے

اسی شعبہ کو فن کی اصطلاح میں علم الفقہ بھی کہتے ہیں۔ بخوف طوالت فقہ کی اہمیت وافادیت جو کہ مسلمہ حقیقت ہے سے صرف نظر کرتے ہوئے دین کے تیسرے شعبہ کی بات کرتے ہیں۔

علم الارض:

جب عقائد ونظریات اور احکامات سے آگاہی مل جاتی ہے تو علم الاخلاص کو سمجھنے کی راہ آسان ہو جاتی ہے علم الاخلاص سے آگاہی کے لیے حدیث کو سمجھنے کی راہ آسان ہو جاتی ہے علم الاخلاص سے آگاہی کے لیے حدیث رسول ﷺ ہر وقت پیش نظر رہنی چاہیے۔ **انما الاعمال بالنیات** (صحیح بخاری، ج اول، ص۲) ''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔''

جس طرح اعمال کی قبولیت کے لیے عقائد کی صحت لازم وملزوم ہے بعینہ اعمال وافعال کی قبولیت کے لیے نیت کی درستگی بھی لازم ہے آغاز فعل یا دوران فعل قلب وذہن کے کسی گوشے میں بناوٹ ریاکاری اغراض دنیوی کا تصور ماسوا اللہ کا صنم خانہ آباد ہو جائے تو اس حالت میں کیا جانے والا عمل خواہ وہ کتنا ہی محمود کیوں نہ ہو مردود ہو جائے گا اگر عمل کا آغاز وانجام سراسر خلوص، حسن نیت پر مبنی ہو تو معمولی سا عمل بھی محمود ومقبول ہوگا اسی حسن نیت کو احسان یا اخلاص کہا جاتا ہے اخلاص نظام دین میں نیتوں کا اصلاح اور صحت کا ذمہ دار ہے یہ شعبہ بصارت وعدالت کے حوالے سے نہیں پہچانا جاتا بلکہ روحانی اور قلبی جذبات وکیفیات ہی اس کا میزان ہیں اور رب محمد ﷺ حقیقی اور ذاتی طور پر اس کیفیت وحالت سے بدرجہ اتم آگاہ وباخبر ہے۔

فرمان رب ذوالجلال ہے

ان اللہ علیم بذات الصدور

بے شک اللہ سینوں کے رازوں کا علیم ہے۔

اور فرمان محبوب رب العالمین ہے۔

ان اللّٰہ لا ینظر الی صور کم و اموالکم ولکن ینظر الی قلو بکم و اعمالکم

بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور اموال کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔

قارئین محترم! جس طرح علم العقائد فنی صورت اختیار کر لینے سے علم الکلام، علم الاحکام فنی صورت میں علم الفقہ کہلاتے ہیں بعینہ علم الاخلاص یا علم الاحسان مستقل فن کی صورت اختیار کر لینے سے علم التصوف یا علم الطریقت کہلاتا ہے جیسا کہ امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں دوسری حیثیت ان اعمال کی یہ ہے کہ ان کے وقوع یا ترک سے تزکیہ نفس حاصل ہوتا ہے اور ملکات باطنیہ کی نشو و نما ہوتی ہے اس بارے میں اہم بات یہ ہے کہ ان ملکات کا آدمی کو پورا علم ہو کہ اعمال کیسے ان کے حصول اور استحکام کا موجب ہوتے ہیں اس کی بنیاد زیادہ تر وجدان پر ہے ان کے متعلق حکمت تشریعیہ کا تقاضا ہے کہ قسم کے معارف کو خود شخص مکلف پر محمول کیا جائے بہر حال پہلی حیثیت سے اعمال کے متعلق بات کرنے کا نام علم الشرائع ہے دوسری حیثیت سے ان پر بحث و تمحیص کی جائے تو اس کا نام علم الاحسان ہے جس کا دوسرا نام علم التصوف ہے اسی طرح آپ دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

تصوف وطریقت بھی اسلام کا ضروری حصہ ہیں جسے نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بھی اسے احسان ہی کہا۔

مندرجہ بالا دلائل سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ دین کے تین شعبے ہیں اور یہ تینوں شعبے باہم اس طرح منسلک و مربوط ہیں کہ ایک دوسرے کی تقویت و استحکام کا باعث ہیں اور ان کا باہمی ربط وضبط اس قدر استوار ہے کہ ایک کے بغیر دوسرے کا کوئی تصور ہی نہیں حسن اتفاق ایسا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے دین محمدی کو تین شعبوں میں تقسیم فرمایا تو دین متین کے محافظ انبیاء کے جانشین مسند دعوت و ارشاد کے وارثوں کو بھی تین طبقات بنا دیئے ہیں جنہوں نے اپنے فرائض اس طرح ادا کیے کہ اگر اسلامی عقائد کسی ناہنجار کے حملہ کی زد میں آئے تو علماء و متکلمین اپنے علمی دلائل اور مسکت جواب کی ڈھال لے کر پیکر بر سر پیکار ہوئے۔

اگر احکام و اعمال پر کوئی وارد ہوا تو محدثین و فقہاء میدان کارزار میں اترے اگر باطنی احوال اور

نیتوں میں خلل پیدا کرنے کے لیے کوئی راجو میدان میں آیا تو صاحبان تصوف واہل طریقت میدان عمل میں موجود ہوئے علی ھذا القیاس جس طرح دین متین کے تینوں شعبے ایک لڑی میں پروے ہوئے ہیں اور باہم مربوط و منسلک ہیں اسی طرح تینوں طبقے بھی باہم مخالف و متصادم نہیں ہو سکتے بشرطیکہ دیکھنے والے کی نظر میں تضاد و تصادم کے عناصر موجود نہ ہوں پیارے صاحبو دین متین کا تیسرا شعبہ احسان یا علم التصوف کی تصویر کا ایک اور رخ ملاحظہ فرمائیں محبوب رب کائنات نے ارشاد فرمایا:

> تم عبادت خداوندی ایسے کرو کہ تم حسن مطلق کے جلوؤں کے نظاروں میں گم ہو اگر اس اعلیٰ کیفیت کو نہ پہنچ سکو تو کم از کم اتنا تصور ضرور ہو کہ وہ علیم و بصیر خدا تمہیں دیکھ رہا ہے۔

یہی وہ نقطہ ہے جو انسان کے قلب و ذہن میں راسخ ہو جائے تو انسان کو ماسوا اللہ سے بے نیاز کر دیتا ہے اور اسے الی اللہ اور مع اللہ کی کیفیتوں سے لذت آشنا کرتا ہے بقول حکیم الامت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ

کرتی ہے دو عالم سے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

اعلیٰ مفہوم اس عبارت کا یہ ہے کہ دوران عبادت مشاہدہ حق کا تصور رہو جسے صوفیہ کی اصطلاح میں مشاہدہ قلب کہا جاتا ہے جس کی تائید حدیث نبوی ﷺ سے یوں ہوتی ہے کہ

من عرف نفسه فقد عرف ربه

جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔

عارفین فرماتے ہیں کہ اس جملہ کے دو حصہ ہیں **فان لم تکن** الگ ہے اور **تراہ** الگ ہے **فان لم تکن** شرط ہے اور **تراہ** اس کی جزا ہے۔

گویا فرمان نبوی ﷺ کا منشاء یہ ہوا کہ **فان لم تکن** اگر تم نہ رہو یعنی تم فنا ہو جاؤ تمہاری ہستی تمہارے وجود کا حجاب اٹھ جائے تو اس کی جزا یہ ہوگی **تراہ** تم اس کو دیکھ لو گے تمہیں مشاہدہ حق حاصل ہو جائے گا الغرض جو شئے بندے اور ذات خداوندی کے درمیان حجاب ہے وہ بندے کی اپنی ذات کا حجاب ہے جب تک یہ حجاب نہیں اٹھتا تو بندہ مشاہدۂ حق سے ہمکنار نہیں ہوتا بقول حضرت اقبال رحمۃ اللہ علیہ

شہود کیسے حاصل ہو اسے زمانے میں
وجود جس کا نہیں جذب خاک سے آزاد

چونکہ صرف ذات الٰہی کے لیے بقا روا ہے اور بندے کا وجود، ذات سب فانی اس لیے جب تک وہ اپنی ذات فانی کے پنجرے میں قید ہے اس وقت تک اسے بقا کی منزل ہاتھ نہیں آئے گی اور نہ ہی حسن مطلق کے نظاروں میں وہ گم ہونے کی استطاعت سے بہرہ ور ہو سکتا ہے لہٰذا جمال محبوب کے نظاروں کی خاطر اپنی ذات اپنی انا اپنا وجود سب کچھ فنا کر کے فان لم تکن کی منزل سے گزرنا پڑے گا تب جا کر تراہ کی منزل سے آشنائی مل سکتی ہے بقول سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی والی اجمیر شریف:

دلا بحلقہ رندان بزم عشق در آ
کہ جرہ شراب بقا دہند ترا
اگر بقا طلبی اولت فنا باید
کہ تا فنا نشوی رہ نمی بری ببقا

اور حضرت اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کرا جوئی کرا در پیچ و تابی
کہ او پیدا ست تو زیر نقابی
تلاش خود کنی جزا و نیابی

آخر میں فیصلہ باشعور قارئین پر چھوڑتا ہوں دین کا وہ حصہ جو عقائد و احکام میں تضرع، خشوع، خضوع، خلوص و احسان پیدا کرے اور شعبہ جو اعمال میں لذت پیدا کر کے اعمال و افعال کو منزل مقصود سے آشنا کرے وہ شعبہ جو دین کا ایک تہائی حصہ ہوا سے دین سے جدا کر دینا یا جدا سمجھنا یا اس کی اہمیت کو فراموش کر دینا دین کے ساتھ زیادتی نہیں؟ کیا سلیم الطبع اور حلیم الطبع شخص کے لیے تصوف و طریقت کو عقائد و احکام سے جدا کرنا ممکن ہے؟

پیارے صاحبو! خوب جان لو کہ جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ اساس دین کو کمزور کرتے ہیں عمارت

دین کے ستونوں کو مسمار کرنے کا ارتکاب کرتے ہیں اور دین کے باغیوں کے زمرے میں شمار ہوتے ہیں اللہ رب العزت ہمیں ایسے لوگوں کے شر سے بچائے۔

(آمین ثم آمین بجاہ نبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم)

☆......☆......☆

حواشی

۱......سورۃ العنکبوت، ۴۵

۲......سورۃ المؤمنون، ۲، ۱

۳......سنن دارمی، ج ۲، ص ۲۱۷، مکتوب خواجہ معین الدین چشتی موسوم بہ اسرار حقیقی

۴......مصنف امام عبدالرزاق، ص ۲۲۸، مکتوب خواجہ معین الدین چشتی موسوم بہ اسرار حقیقی

۵......سنن دارمی، ج ۲، ص ۲۲۸، مکتوب خواجہ معین الدین چشتی

۶......مکتوب خواجہ معین الدین چشتی موسوم بہ اسرار حقیقی

۷......فصوص الحکم ترجمہ حافظ برکت اللہ، ص ۴۳۸

۸......مکتوب خواجہ معین الدین چشتی موسوم بہ اسرار حقیقی

۹......سورۃ البقرہ، ۱۸۳

۱۰......مشکوٰۃ المصابیح کتاب الصیام

۱۱......مکتوب خواجہ معین الدین چشتی

۱۲......مشکوٰۃ شریف باب کتاب الصیام

۱۳......مکتوب خواجہ معین الدین چشتی موسوم بہ اسرار حقیقی

۱۴......مکتوب خواجہ معین الدین چشتی موسوم بہ اسرار حقیقی

۱۵......سورہ آل عمران، ۹۷

۱۶......مکتوب خواجہ معین الدین چشتی موسوم بہ اسرار حقیقی

۱۷......طحاوی شریف، ج ۲، ص ۱۷۷

☆.....☆......☆

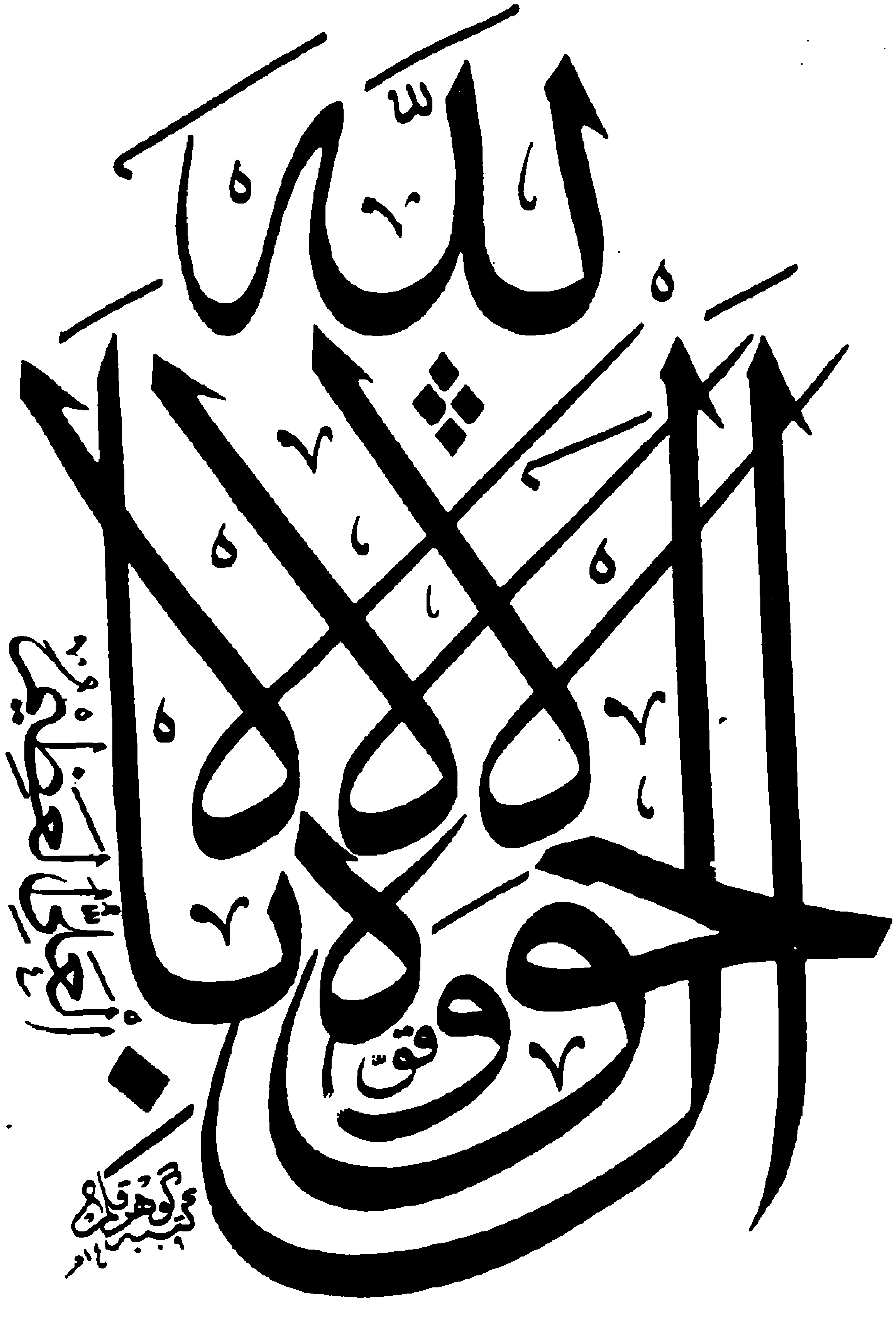
لا حول ولا قوة إلا بالله
كتبه گوهر قلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تبلیغِ دین و اشاعتِ تصوف میں خواجہ بہاء الدین نقشبند کا کردار

پروفیسر ڈاکٹر محمد شریف سیالوی

☆☆

تاریخ تصوف اور روحانی انقلابی تحریکوں میں سلسلہ نقشبندیہ کا عظیم الشان کردار ہے۔ عالمِ اسلام از غرب تا شرق اس سلسلہ کے کامیاب روحانی تجربات کا شاہد ہے۔ گیارہویں صدی میں اس سلسلہ کی سرگرمیاں تمام بلادِ اسلامیہ تک پھیلی ہوئی تھیں۔ خواجہ ہاشم کشمی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے مؤسس شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی فیض رسانیوں کے بارے میں فرماتے ہیں:

> ''ماوراء النہر کے تمام تشنہ لب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی رحمت خاص کی نہر سے سیراب، ترکستانیوں کے دل آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جذبہء اخلاص سے ترکتاز، کاشغر والوں کی مشام جاں آپ کی نافہء نسبت روح سے معطر، ختن والے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے آفتاب ہدایت سے منور، ساکنان عراق کی عروقِ جان آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاص کی حبلِ متین سے مضبوط و متیقن، شام والوں کے دل آپ رحمۃ اللہ علیہ کی چودھویں رات کی روشنی سے روشن، مصر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی برکات کی مٹھاس سے شیریں کلام، اہلِ روم بحکم آیہ ''اذا غلبت الروم'' آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مغلوب محبت، سیستان زابلستان میں

> آپ کی شہرت وناموری ایسی گویا نصف النہار کا سورج، کابل وکشمیر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے رخسار مبارک سے رشک باعث ارغوانی وزعفران زار، اہل مملکت ہندوستان مانند طوطیٔ شیریں مقال آپ رحمۃ اللہ علیہ جیسے تاج الرجال کی مدحت میں نغمہ سنج ہیں''۔ [۱]

یہ حقیقت ہے کہ سلسلہ نقشبندیہ میں قلب وروح کی پاکیزگی کا مربوط قابل عمل نظام موجود ہے۔ اس کی افادیت، نتیجہ خیزی اور جامعیت آج کے بھٹکے ہوئے، مادیت پرستی کی دلدل میں دھنسے ہوئے پریشان فکر انسان کیلئے امید افزا اور مژدۂ جانفزا ہے۔ اس ادارہ نے ''قصر عارفاں'' سے روحانی شخصیات کی ایک بڑی کھیپ تیار کی، ان کے دلوں کی کائنات یادِ الٰہی سے آباد ہوگئی۔ پیشانیاں سجدوں کی لذت سے آشناء ہوئیں، آہ سحر گاہی اور گریہ ہائے نیم شبی کی روایات نے جنم لیا، روحانی برادری اور انسان دوستی کی قدروں کو عروج ملا، اور معاشرہ میں اخلاص ومودّت کی بہار آئی۔ یہ صوفیاء کا ہی طبقہ ہے جس نے ہر دور میں دکھی دلوں کو سہارا دیا۔ نفرتوں کے اندھیروں میں محبت کے دیپ جلائے، انتہاء پسندی اور تشدّد کی فضاء میں اعتدال اور رواداری کی مثالیں قائم کیں۔ ڈاکٹر عبد الحسین زرّین کوب کی رائے بڑی مصائب ہے، لکھتے ہیں:

> ''در دورہ کہ فتوحاتِ اسلام خاتمہ یافتہ وبسبب ضعف وفتور خلفاء وسلاطین غزوہ و جہاد در امر نشرِ اسلام توفیقی نداشت متصوفہ در ترویجِ اسلام اہتمام کردند چنانکہ تاثیر وجودِ مشایخ چشتیہ، شطّاریہ ونقشبندیہ در نشر وبسط اسلام بین ہندواں واقوام دیگراں بہ مراتب بیش از تاثیری بود کہ غازیاں مجاہداں سابق در ایں موارد داشتہ اند ترویج برادری در بین مسلمین وتمسک بہ اخوت واقعی ورعایت مواساۃ وایثار راز امور یست کہ رنگِ خاص بہ تربیتِ صوفیہ وتشکیلاتِ سلاسل وخوانق آنہا دادہ است در احوال واخبار صوفیہ مکرّر راست کی یاراں طریقت دوستاں را بہرہ مندی از مال خود مقام داشتہ اند''۔ [۲]

اس مہتمم بالشان سلسلہ صوفیا کے مؤسس اور بانی کا اسمِ گرامی محمد بن محمد البخاری تھا۔ کنیت بہاء الدین اور لقب نقشبند تھا۔ ۴ر محرم ۷۱۸ھ بروز دوشنبہ وقت بعد نماز عصر بخارا سے ایک فرسنگ دور ''قصر عارفاں'' میں پیدا ہوئے۔ سلسلۂ نسب پچیس واسطوں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام حسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دادا پیر حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ جب بھی ''قصرِ عارفاں'' سے گزرتے تو فرماتے:

''مجھے یہاں سے ایک مردِ حق کی خوشبو آتی ہے''۔

چنانچہ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ہوئی تو آپ کے والد گرامی نے اس فرزند کو حضرت خواجہ بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضرت خواجہ بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ نے بکمالِ شفقت انہیں اپنی فرزندی میں قبول کرلیا۔ روحانی تربیت کا اہتمام خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ نے ابتداء میں تو خود کیا، پھر انہیں اپنے خلیفۂ اکبر خواجہ سیّد امیر کلال کے سپرد کیا اور تاکیداً فرمایا:

''میرے اس بیٹے کی تربیت اور شفقت میں کوئی کمی نہ چھوڑنا''۔

حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۲ر رجب ۷۴۲ھ بروز چہار شنبہ وقت عصر خلافت سے نوازا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ نسبتِ طریقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ بواسطہ حضرت قاسم بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے ملتی ہے، اویسی طریقہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ سے فیض پایا۔[۳] وصال ۱۵ر جمادی الاولی ۷۹۱ھ کو ہوا۔ مزارِ مبارک بخارا جدید میں ہے۔ خواجہ علاء الدّین عطار، خواجہ محمد پارسا، خواجہ علاء الدین غجدوانی، خواجہ مولانا یعقوب چرخی علیہم الرحمۃ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کبار ہیں۔[۴]

آپ رحمۃ اللہ علیہ ''نقشبند'' کے لقب سے معروف ہیں۔ اس بارے میں متعدّد روایات ملتی ہیں، ایک رائے کے مطابق نقشبند کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد مکرم کمخواب بافی کرتے تھے اور اس پر نقش و نگار کرتے۔ یوں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام نقشبند مشہور ہوگیا۔ دوسری وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ سعادت بخشی تھی کہ پہلی ہی صحبت میں سالک کے دل سے ماسویٰ کا نقش مٹا کر اللہ تعالیٰ کا نقش دل پر جما دیتے تھے۔ اہلِ سلوک فرماتے ہیں کہ ''نقشبند لقب از جانب غیب اور آسمانی تھا''۔ متذکرہ دونوں وجہیں درست ہیں:

ایک یہ کہ جب کسی طالب کو ذکر قلبی کی تعلیم فرماتے تو اس کے قلب پر اللہ کا نقش بٹھا دیتے تھے، اور یہ اس قدر قوّی ہوتا کہ عوارضِ قلیلہ سے زائل نہ ہوتا۔ دوسرا یہ ہے کہ آپ ابتداء میں ہر مریدِ رشید کے قلب کے آئینہ پر کامل تصرف اور توجہ سے نقوشِ کونیہ کی راہ بند فرما دیا کرتے تھے، اور اس طرح صورتوں کا نقش ذکر قلبی میں مخل نہ ہوتا۔ [۵]

خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ خلقِ نبوی کا شیوہ اپناتے ہوئے مہمانوں اور درویشوں پر خرچ کرنے میں بڑی سعی فرماتے تھے۔ خود بہ نفسِ نفیس مہمان اور اس کی سواری کی خدمت کرتے۔ مزاج کی اس لطافت کے باوجود کہ سورج چمک رہا ہوتا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ زراعت میں سعی بلیغ فرما رہے ہوتے۔ [۶]

مؤلف ''نسمات'' لکھتے ہیں:

> ''ابتداء میں تو حضرت خواجہ کے مزاج میں اتنا خشوع اور خاکساری تھی کہ قوتِ بشری سے بھی بعید، یہاں تک کہ زخمی خارش زدہ کتّے کو بھی دیکھ لیتے تو، جبکہ دوسرے لوگ اس کے پاس جانا بھی پسند بھی نہ کرتے، آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے دستِ مبارک سے اسے دھوتے اور اس پر مرہم رکھتے''۔ [۷]

اتباعِ سُنت، عزیمت پر عمل اور بدعات سے احتراز، آپ کی نمایاں خوبیاں تھیں۔

حضرت خواجہ بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں ہدایات دیں تو فرمایا:

> ''در ہمہ احوال قدم بر جادہ امر و نہی و عمل با عزیمت و سنت بجا آوری و از رخصت ہا و بدعت ھا دور باشی و دائما احادیث مصطفیٰ ﷺ را پیشواری خود سازی و متفحص و متجسس اخبار و آثار رسول ﷺ و صحابہ کرام رضی اللہ عنہ او باشی''۔ [۸]

بقول حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ آپ اتباع سنّت میں جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ، اور جذبہ میں بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے مثل تھے۔ [۹] دوسرے لفظوں میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کو جذبہء طریق کمال حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ سے وراثت میں ملا، اور صحو حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سے پہنچا۔ ہمیشہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عمل کی بنیاد

''عزیمت و اتباعِ سُنت'' پر رہی۔ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہ کی روحانیت نے ابتدائی سلوک و ہدایت جذبہ ہی میں آپ کو اس کا حکم فرمایا تھا کہ ہر حال میں سُنت و عزیمت کی رسّی کو پکڑے رہیں، اور بدعت سے کلیۃً دور رہیں۔ اور دیندار علماء سے احادیث رسول ﷺ اور حضرات صحابہ کرام کے آثار برابر دریافت کرتے رہا کریں۔[10] ایک بار کسی نے دریافت کیا کہ آپ کو کس چیز سے شناخت کریں اور کیسے پہچانیں؟ فرمایا:

> ''طریقہ ما عروۃ الوثقیٰ است چنگ در ذیل متابعت حضرت رسالت ﷺ زدن است واقتداء باٰثار صحابہ کرام کردن است''۔[11]

حضرت خواجہ نقشبند کے ملفوظات جو آپ کے خلفاء نے مرتب کیے اور مشائخ سلسلہ جنہیں سینہ بہ سینہ روایت کرتے چلے آرہے ہیں۔ تربیت و سلوک کے باب میں منارۂ نور ہیں فرمایا:

> ''مقصود از ذکر آنست کہ بہ حقیقت کلمہ توحید برسد حقیقتِ حکم آنست کہ از گفتنِ ماسوٰی بہ کلّی نفی شود''۔[12]

فرمایا:

> **الایمان عقد القلب بنفی جمیع ما تولهت القلوب الیه من المنافع و المضار سویٰ الله تعالیٰ.**[13]

سلسلہ نقشبندیہ اور اصولِ تربیت کے موضوع پر خواجہ نقشبند کے حوالے سے مطالعہ پیش کیا جاتا ہے۔ حضرت نورالحسن المعروف نورمیاں فرماتے ہیں:

> ''بزرگانِ نقشبندیہ میں نسبت صدّیقی کا ظہور ہے۔ لہٰذا یہ طریقہ اقرب الطرق اور سہل الوصول بہت ہے، کہ معلومات صدّیقی شاہد اس معنی کے ہیں، اور نسبتِ صدّیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ابراہیمی تھی، اور ضمنیت کبریٰ حاصل تھی کہ: ''مَاصَبَّ اللّٰهُ فِیْ صَدْرِیْ شَیْأً اِلَّا صَبَبْتُهٗ فِیْ صَدْرِ اَبِیْ بَکْرٍ'' لہٰذا القائی سینہ بہ سینہ حضرات نقشبندیہ سے شائع ہوا اور نسبت معیت روشن ہوئی''۔[14]

اس بیان میں اس امر کی وضاحت ہے کہ ہر صوفی سلسلہ کی حقیقت نسبت ولایت ہے جو حضور سرور عالم ﷺ کے ساتھ قائم ہوئی ہے۔ چونکہ تصوف میں اخلاق فاضلہ کی تصحیح صرف اتباع سرکار الانبیاء ﷺ سے ہو سکتی ہے، اس لئے کہ آپ ﷺ کی فردیت کامل و مکمل ہے۔ آپ ﷺ تمام انبیاء کی صفات کا مجموعہ اور مخزن ہیں۔ اولیاء اللہ آپ کی اتباع میں گامزن ہوتے ہیں تو آپ کی فردیت کاملہ کی کوئی جہت یا کوئی صفت ان کے قلوب پر منعکس ہوتی ہے تو نسبت قائم ہو جاتی ہے۔ یہ نسبت اس ولی منتسب اتباع سنت سے جاری ہوتی ہے۔[15]

حضرت خواجہ نقشبند کو نسبت محمدیہ بواسطہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حاصل تھی۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ ہر ولی ولایت و استعداد کے اعتبار سے انبیاء علیہ السلام میں سے کسی نہ کسی کے زیرِ قدم ہوتا ہے۔ کاملین ولایت میں سے ہر ایک من حیث الولایت دیگر انبیاء علیہ السلام کے ساتھ مناسبت رکھتے ہیں، اور اپنی استعداد و قابلیت کے مطابق اسی نبی سے دائرہ اقتباس ولایت طے کرتے ہیں۔[16] بقول مؤلف ''نسمات'' حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری من حیث الولایت سید الانبیاء ﷺ کے زیر قدم ہیں، اور اپنی قابلیت کے باعث انہوں نے اقتباس ولایت محمدیہ کو علی وجہ الکمال طے کیا ہے۔ مرجع قلب میں حضرت بزرگ کی یہ نسبت جامعیت نسبت نبوی علیٰ مصدر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصیات سے ہے جو آپ کو بسبب مناسبت بطور ورثہ ملی ہے۔[17] شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ ''ہمعات'' میں نسبت کے بارے میں مفصل بحث کرتے ہیں، اور صوفی پر اس کے اثرات کا بصورت روحانی واردات و مکاشفات جائزہ لیتے ہیں۔ ''نسبت وجد'' کے ضمن میں نفس ناطقہ اور مختلف کیفیات سے اس کی اثر پذیری کو موضوع بحث بناتے ہیں۔[18] حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کو نسبتِ اویسی بھی حاصل تھی۔ شیخ عطار رحمۃ اللہ علیہ اس نسبت کے حوالے سے فرماتے ہیں:

> ''اولیاء اللہ میں سے ایک ایسا طبقہ ہوا ہے جنہیں مشائخِ طریقت ''حقیقت اویسی'' کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ انہیں ظاہری طور پر کسی مُرشد یا رہبر کی ضرورت نہیں تھی۔ کیونکہ انہیں حضرت رسالت مآب ﷺ اپنی نگاہ عنایت سے پرورش فرماتے رہے ہیں، اور اس تربیت میں کوئی واسطہ درمیان نہیں تھا۔ جس طرح آپ ﷺ کی

> حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو براہ راست تربیت حاصل نہ تھی یہ بہت بلند مقام ہے جو ہر ایک کو میسر نہیں آتا"۔[19]

سلسلہ نقشبندیہ کا امتیاز یہ ہے کہ اس میں تکمیل سلوک کے لیے معین اسباق ہیں، اور اس کا باقاعدہ نصاب ہے جو شیخِ کامل کی راہنمائی میں مکمل کیا جاتا ہے۔ توجہ کے لیے لطائف ستہ میں ذکر جاری کئے جاتے ہیں۔ لطائف ستہ یہ ہیں: (۱) لطیفہء نفس (۲) لطیفہء قلب (۳) لطیفہء روح (۴) لطیفہء سر (۵) لطیفہء خفی (۶) لطیفہء اخفیٰ۔

حضرت نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

> "آئینہ ہمہ از مشائخ را دو جہت است و آئینہ مرا شش جہت"۔

حضرت مجدد قدس سرہ اس قول کی شرح میں فرماتے ہیں:

> "خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری کی مراد دل ہے کہ جو روح اور نفس کے درمیان برزخ ہے، اور دو جہت سے مُراد نفس اور روح ہیں۔ پس مشائخ جب مقام قلب کے وصول میں ہوں تو یہ دو جہت ان پر منکشف ہوتی ہیں، اور وہ مقام کے بلند درجہ پر جو مناسبِ قلب ہے فائز ہوتے ہیں۔ ہمارے خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری ان مشائخ کے برخلاف ایسے مقام پر ممتاز ہیں کہ دوسروں کی انتہا ان کی ابتداء میں مندرج ہے، اور آپ کے قلب مبارک کی چھ جہت ہیں۔ انسان میں جو لطائف ستہ ثابت ہیں، نفس و قلب و روح و سر و خفی و اخفی خواجہ بزرگ کے قلب مبارک میں یہ تنہا متحقق ہیں۔ حضرت کے قول میں شش جہت سے یہ چھ لطیفے مراد ہیں"۔[20]

حضرت خواجہ نقشبند کے پیر و مرشد خواجہ امیر کلال تک ذکر خفی کو ذکر ظاہری کے ساتھ جمع کرنے کا رواج تھا، لیکن جب خواجہ عبدالخالق غجدوانی سے بطریق اویسی مستفیض ہوئے تو آپ نے دوبارہ اسی سلسلے میں ذکرِ خفی کو جاری کیا۔[21]

طریق نقشبندیہ میں ذکرِ قلبی لسانی مگر خفی اور پاس انفاس مخصوص نشست کے ساتھ رائج ہے۔ ذکر و اشغال کی گیارہ شرائط ہیں، آٹھ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی سے مروی ہیں، تین حضرت خواجہ نقشبند سے۔[۲۲]

(۱) ہوش دردم
(۲) نظر برقدم
(۳) سفر دروطن
(۴) خلوت درانجمن
(۵) یادکرد
(۶) بازگشت
(۸) یادداشت
(۹) وقوف زمانی
(۱۰) وقوف عددی
(۱۱) وقوف قلبی

برصغیر میں سلسلہ نقشبندیہ کو حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی سے خوب فروغ حاصل ہوا۔ نیز سلسلہ کے بزرگ ہند کے تمام شہروں میں پھیل گئے، اور تبلیغی مراکز قائم کیے خانقاہیں بنائیں۔ سلاطین مغلیہ کے عہد میں حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی استقامت فی الدین سے دین اسلام کو نئی زندگی عطا ہوئی۔ شاہ محمد حسن نے ''تواریخ آئینہ تصوّف میں'' نقشبندیہ کے پندرہ سلسلوں کا ذکر کیا۔[۲۳]

(۱) نقشبندیہ سدنیہ مجددیہ
(۲) نقشبندیہ قدوسیہ
(۳) نقشبندیہ عظیمیہ
(۴) نقشبندیہ قدوسیہ اسماعیلیہ
(۵) نقشبندیہ دریۃ

(۶) نقشبندیہ عبدیہ
(۷) نقشبندیہ صدیقیہ عبدیہ
(۸) نقشبندیہ صدیقیہ مجددیہ
(۹) نقشبندیہ جنیدیہ مجددیہ
(۱۰) نقشبندیہ برخورداریہ مجددیہ
(۱۱) نقشبندیہ عبدیہ کریمیہ
(۱۲) نقشبندیہ درگائیہ ابوالعلائیہ
(۱۳) نقشبندیہ عظیمیہ ابوالعلائیہ
(۱۴) نقشبندیہ حسینیہ جانائیہ
(۱۵) نقشبندیہ حسینیہ مجدّدِیہ۔

بلاد مغرب یعنی ترکی، قسطنطنیہ وغیرہ میں سلسلہء نقشبندیہ کی تبلیغی سرگرمیاں کسی طرح کم نہ تھیں۔ اب بھی بالخصوص ترکی میں اس سلسلہ کے حلقے موجود ہیں۔ عبیداللہ سمرقندی، عارف باللہ عبداللہ، شیخ عارف باللہ عبیداللہ، شیخ محمد چلبی، شیخ احمد البخاری وغیرہم نے متذکرۃ الصدر علاقوں میں سلسلہ کے مراکز قائم کیے۔[۲۴]

بخارا، بلخ، ترکستان، ہرات کابل وغیرہ تو نقشبندیہ کے اولین مراکز رہے ہیں۔[۲۵]

روس کے تسلط سے آزاد ہونے والی وسطی ایشیائی ریاستوں میں مشائخِ نقشبند کا یقیناً بہت کام ہے، لیکن اس صوفیانہ میراث پر تحقیق اور ریسرچ کی ضرورت ہے۔

☆......☆......☆

حواشی

۱......خواجہ ہاشم کشمی، نسمات، مترجم از سید محبوب حسن واسطی، مکتبہ نعمانیہ۔ اقبال روڈ سیالکوٹ، ۱۴۱۰ھ
۲......ڈاکٹر عبدالحسین زرین کوب، ارزش میراث صوفیہ، تہران، ۱۳۴۴ھ
۳......رسائل نقشبندیہ، مترجم پیرزادہ اقبال احمد فاروقی، مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور
۴......المصدر نفسہ

۵......المصدر نفسہ

۶...... المصدر نفسہ

۷......خواجہ ہاشم کشمی، نسمات، ۱۴۹

۸......مولانا جامی، نفحات الانس

۹......ایضاً

۱۰......ایضا

۱۱......مولانا جامی، نفحات الانس، ۱۸۰

۱۲......خواجہ ہاشم کشمی، نسمات، ۱۴۹

۱۳...... مولانا جامی، نفحات الانس، ۱۶۰

۱۴......پروفیسر لطیف اللہ، تصوف اور سریت، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور طبع اول ۱۹۹۰ء

۱۵...... المصدر نفسہ

۱۶...... خواجہ ہاشم کشمی، نسمات، ۲۰

۱۷......المصدر السابق، ۷۰

۱۸......دہلوی شاہ ولی اللہ، ہمعات، مترجم محمد سرور جامی، طبع سوم لاہور ۱۹۶۴ء

۱۹......رسائل نقشبندیہ، ۳۰

۲۰......خواجہ ہاشم کشمی، نسمات، ۲۰

۲۱......سید زوار حسین شاہ، تذکرہ مجدد الف ثانی

۲۲......محمد علی نقشبندی، اصلاحات نقشبندیہ، ۱۱۷

۲۳......شاہ محمد حسن، تواریخ آئینہ تصوف

۲۴...... Sardar Iqbal shah, Islamic sufism

☆......☆......☆

(بشکریہ ماہنامہ ''فیضانِ سدرہ، لاہور، شمارہ اگست ۲۰۰۴ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ارشادات شاہ نقشبند علیہ الرحمۃ

ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری

(مدیر اعزازی، مجلہ المظہر کراچی)

☆☆

دنیا آدمیوں سے بھری پڑی ہے مگر انسان عنقا ہیں...... حضرات اہل اللہ کی صحبت میں رہنے والے نہ صرف خود انسان بنتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی انسان بنانے لگتے ہیں اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے تو اخبار الاخیار میں فرمایا کہ حضرات اہل اللہ کا ذکر بھی ان کی صحبت کے مترادف ہے...... ان کا ذکر مثل صحبت ہے تو ان کے روشن ارشادات میں بھی صحبت کی سحر انگیزی کیوں کر نہ ہوگی، یقیناً ہوگی...... ذیل میں ہم خواجۂ خواجگان شاہ نقشبند حضرت خواجہ بہاء الدین محمد نقشبند بخاری علیہ الرحمۃ کے بعض ارشادات پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں، اللہ کریم ہمیں ان کی برکات سے متمتع فرمائے......

☆

اس راستے میں وجود کی نفی نیستی اور اپنے تئیں کم سمجھنا بڑا کام ہے۔ مقصد حقیقی کی دولت کا حاصل ہونا قبولیت پر موقوف ہے۔ میں نے اس معاملہ میں موجودات کے طبقوں میں سے ہر طبقہ کی سیر کی اور اپنے آپ کو ذرّوں میں سے ہر ذرّے کے ساتھ مقابلہ کیا اور اپنے آپ سے سب کو بہتر دیکھا۔ یہاں تک کہ میں نے فضلات کے طبقہ کی بھی سیر کی اور ان میں فائدہ دیکھا مگر اپنے آپ میں کوئی فائدہ نہ پایا۔ کتّے کے فضلہ تک پہنچا اور خیال کیا کہ اس میں کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ ایک مدت تک میں نے اپنے آپ کو اس خیال پر برقرار رکھا، آخر کار معلوم ہوا کہ اس میں بھی کوئی فائدہ ہے غرض مجھے تحقیق سے معلوم ہوگیا کہ مجھ میں کسی طرح کا کوئی فائدہ نہیں ہے جیسا کہ کسی نے کہا ہے۔

از ہیچ کسیٔ خویشتن بے خبرم
از ہیچ سگے بہ نیم اِلّا بترم

ہر چند بحالِ خویش مے نگرم
یک حبّہ یزرد زقدم تا بسرم

میں اپنی ناقدری سے بے خبر ہوں، میں کسی کتّے سے اچھا نہیں بلکہ بدتر ہوں، میں ہر چند اپنے حال پر غور کرتا ہوں، میں سر سے قدم تک ایک پائی (معمولی) کی بھی قدر و قیمت نہیں رکھتا۔

☆

ایک دن ایک لڑکا اپنے گھر سے نکلا، قرآن مجید اس کے پاس تھا، اس نے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کو سلام کیا، جب آپ نے قرآن مجید کھولا تو یہ آیت نکلی:

وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ (سورۃ الکہف، آیت ١٨)

''اور ان کا کتّا اپنے دونوں ہاتھ چوکھٹ پر پھیلا رہا ہے''

حضرت خواجہ نقشبند نے فرمایا کہ امید ہے کہ وہ ہم ہوں گے۔

☆

کبار اہل حقیقت کا قول ہے کہ اس راستے کا سالک اگر اپنے نفس کو سو بار فرعون کے نفس سے بدتر نہیں جانتا وہ اس راستے میں نہیں ہے۔

☆

جن دنوں حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ شہر خرخس میں جلوہ افروز تھے، ملک حسین شاہ ہرات کے قاصد شاہی فرمان لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، فرمان میں لکھا تھا کہ ہمیں درویشوں کی صحبت کا اشتیاق ہے، آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں، اگرچہ آپ کو ملوک و سلاطین سے ملاقات پسند نہ تھی مگر اس خیال سے کہ اگر ملک حسین، سرخس کی طرف آیا تو عوام کے لیے مشکلات پیدا ہوں گی، لہٰذا بذات خود ہرات تشریف لے گئے، جب بادشاہ کی مجلس میں پہنچے تو وہاں بڑا ہجوم تھا اور سلطنت کے اربابِ بست و کشاد اور ملازمین کی ایک بڑی جماعت حاضر تھی، بادشاہ نے حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ سے سوال کیا کہ آپ کی درویشی موروثی ہے؟ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے جواب دیا کہ نہیں۔ بحکم ''جذبة من جذبات الحق توازی عمل الثقلین'' (جذبات حق میں ایک جذبہ جن وانس کے عمل کے برابر ہے) ایک جذبہ پہنچا اور میں اس

سعادت سے مشرف ہوگیا۔ بادشاہ نے پوچھا، کیا آپ کے طریقہ ذکر جہراور سماع وخلوت ہے۔ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ نہیں، بادشاہ نے پوچھا کہ پھر تمہارا طریقہ کیا ہے؟ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا، کہ خواجہ عبدالخالق غجدوانی علیہ الرحمۃ کے سلسلہ کا قول ہے کہ خلوت درانجمن چاہیے۔ بادشاہ نے پوچھا کہ، خلوت درانجمن کیا ہے؟ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا، کہ ظاہر میں خلق کے ساتھ اور باطن میں حق کے ساتھ ہونا۔

از دروں شو آشنا و زبردن یگانہ وش
ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں

بادشاہ نے کہا کہ کیا ایسا ہوسکتا ہے۔ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا، کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

’’رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ‘‘

(سورہ نور، ع۵)

’’وہ مرد کہ غافل نہیں ہوتے سودا کرنے میں نہ بیچنے میں اللہ کی یاد سے‘‘

کچھ دیر کے بعد بادشاہ نے سوال کیا کہ بعض مشائخ نے کہا ہے کہ ولایت نبوت سے افضل ہے۔ وہ کونسی ولایت ہے جو نبوت سے افضل ہے۔ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ’’اسی نبی کی ولایت افضل ہے اس کی نبوت سے‘‘ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے بعض مشائخ کے قول کی یہ تاویل بیان فرمائی ہے لیکن مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس قول کی ذرا تشریح کردی جائے۔ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:

> ’’میں نے اپنے بعض رسائل میں ثابت کیا ہے کہ نبوت، ولایت سے افضل ہے، خواہ اسی نبی کی ولایت ہو اور حق بھی یہی ہے، جن مشائخ نے اس کے خلاف کہا ہے ان کا قول مقام نبوت کے کمالات کی بے علمی کے سبب سے ہے‘‘۔

(مکتوبات شریف، دفتر اول، مکتوب۔ ۲۵۱)

* * *

اگر چہ نماز، روزہ اور ریاضت و مجاہدہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا طریقہ ہے مگر ہمارے نزدیک وجود کی نفی سب طریقوں سے اقرب (بہت زیادہ قریب) ہے اور یہ ترک اختیار اور دید قصور کے سوا حاصل نہیں ہوتی۔

* * *

ایک روز حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کی زبان مقدس سے نکلا کہ اس راستے کے سالکوں کے لیے ماسوا کے ساتھ تعلق نہایت بڑا حجاب ہے۔

یہ سن کر حضرت خواجہ صالح بن مبارک بخاری علیہ الرحمۃ کے دل میں خیال آیا کہ اس صورت میں ایمان و اسلام کے ساتھ تعلق بھی مضر ہونا چاہیے۔ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ کیا تو نے ابن منصور حلاج کی یہ بیت نہیں سنی:

کفرت بدین اللّٰہ والکفر واجب
لدیّ وعند المسلمین قبیح

میں اللہ کے دین سے کافر ہوا اور یہ کفر میرے نزدیک واجب ہے اور مسلمانوں کے نزدیک بُرا ہے۔

پھر فرمایا کہ ایمان و اسلام حقیقی درکار ہیں اور اہل حقیقت نے ایمان کی تعریف یوں کی ہے:

”الایمان عقد القلب بنفی جمیع ماتولهت القلوب الیه من المضار والمنافع سوی اللّٰہ عز و جل“

ایمان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا وہ تمام مضار و منافع جن پر دل شیدا ہیں ان کی نفی کا اعتقاد جازم رکھے۔

* * *

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”نماز مومن کی معراج ہے“ یہ ارشاد نماز حقیقی کے درجات کی طرف اشارہ ہے، بدیں طور کہ نماز میں تکبیر تحریمہ کے وقت چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی اکبریت نمازی کے وجود میں حال ہوجائے اور اس میں خشوع و خضوع پیدا ہوجائے یہاں تک کہ استغراق کی حالت طاری ہوجائے۔ اس صفت کا کمال رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھا، چنانچہ حدیث میں وارد ہے کہ:

> ''نماز میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک سے تانبے کی دیگ کے جوش کی مانند آواز آیا کرتی تھی''۔ (شمائل ترمذی)

☆

بخارا کے علماء میں سے ایک عالم نے حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ سے سوال کیا کہ نماز میں حضور کس چیز سے حاصل ہوتا ہے؟ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ:

> ''طعام حلال سے جو وقوف و آگاہی سے کھایا جائے۔ نماز سے خارج اوقات میں اور وضو اور تکبیر تحریمہ کے وقت بھی وقوف کی رعایت چاہیے''۔

☆

حدیث قدسی میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ روزہ میرے واسطے ہے یہ صوم حقیقی کی طرف اشارہ ہے جو ماسوائے حق سے امساک کلی (مکمل دوری) کا نام ہے۔

☆

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آتش دوزخ سے میری امت کا نصیب ایسا ہے جیسا کہ آتش نمرود سے حضرت ابراہیم کا نصیب تھا نیز ارشاد ہے کہ میری امت گمراہی پر متفق نہ ہوگی۔ ان احادیث میں امت سے مراد امت متابعت ہے، امت تین قسم کی ہے ایک امت دعوت، جس میں سب شامل ہیں، دوسرے امت اجابت جو ایمان لائے ہیں، تیسرے امت متابعت جو ایمان لا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے ہیں۔

☆

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

> میرے لیے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک وقت ہے کہ مجھ میں اس وقت کوئی مقرب فرشتہ نہیں سماتا، اور نہ نبی مرسل۔

اس ارشاد کے معنی ایک تو یہ ہیں کہ میرا ایک حال ایسا ہوتا ہے کہ اس حال میں کوئی مقرب فرشتہ اور نبی مرسل ملحوظ نہیں ہوتا یہ حال مبتدی کا بھی بعض اوقات میں ہوا کرتا ہے، دوسرے معنی یہ ہیں کہ میرا ایک

حال ایسا ہوتا ہے کہ وہ حال مقرب فرشتہ اور مرسل کے حال سے اعلیٰ واشرف ہوتا ہے۔

☆

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

> ''اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں، ایک کم ایک سو، جو شخص ان کا شمار کرے وہ بہشت میں داخل ہوگا''

اس ارشاد مبارک میں شمار کرنے کے ایک معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں کا ورد کرے اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ ان ناموں کو جانے۔ اور ایک معنی یہ ہیں کہ ہر نام کے مقصد (مناسبت) کے موافق عمل کرے۔ مثلاً جب رزاق کہے تو روزی کا غم اس کے دل پر بالکل نہ گزرے اور جب متکبر کہے تو عظمت و کبریائی و بادشاہی کو خدائی مِلک سمجھے۔

حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ سے سوال کیا گیا کہ جب ننانوے کا ذکر کیا گیا تو ایک کم سو کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ آپ نے فرمایا کہ:

> بطور تاکید اس واسطے ذکر کیا گیا کہ عرب کو حساب میں کچھ مہارت نہ تھی اسی سبب سے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مہینہ کے دنوں کی تعداد بیان کرنے کے لیے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں اُٹھا کر اشارہ فرمایا کہ مہینہ ایسا ہوتا ہے، ایسا ہوتا ہے، ایسا ہوتا ہے، اور تیسری بار نو انگلیاں اٹھائیں اور محسوس کرا دیا کہ مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے اور زبان مبارک سے نہ فرمایا۔

☆

تیرا حجاب تیرا وجود ہے ''**دع نفسک وتعال**'' یعنی اپنے نفس کو دروازے پر چھوڑ اور اندر جا۔

از تو تا دوست رہ بے نیست توئی
در رہ توٗ خاشاک و خسے نیست توئی

صحیح حدیث میں جو ''**اماطة الاذی عن الطریق**'' (راستے سے آزاردہ چیز کا دور کرنا) آیا ہے۔ اس سے وجود بشریت کی نفی کی طرف اشارہ ہے اور حدیث قدسی میں جو وارد ہے کہ ''**نفسک مطیتک**

فارفق بھا'' تیرا نفس تیری سواری ہے، تو اس کے ساتھ نرمی کر۔ یہ نفس مطمئنہ (حکم الٰہی پر چلنے والا) کی طرف اشارہ ہے۔ **الا ما رحم ربی** کی خلقت سے مشرف ہو گیا ہے۔

☆

ولایت ایک نعمت ہے ولی کو چاہیے کہ جانے کہ میں ولی ہوں تا کہ اس نعمت کا شکر ادا کرے۔ عنایتِ الٰہی ولی کے شامل حال ہوتی ہے۔ اُس کو بحال خود نہیں چھوڑا جاتا بلکہ اس کو بشریت کی آفتوں سے بچایا جاتا ہے۔ خوارق عادات اور احوال و کرامات کے ظہور کا کچھ اعتبار نہیں، افعال و اقوال میں استقامت درکار ہے۔ شیخ عبدالرحمٰن علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب حقائق التفسیر میں آیت ''**فَاسْتَقِمْ كَمَا اُمِرْتَ**'' کی تفسیر میں ارباب حقیقت میں سے ایک سے نقل کیا ہے کہ تو استقامت کا طالب بن اور کرامت کا طالب نہ بن۔ کیونکہ تیرا رب تجھ سے استقامت طلب کرتا ہے اور تیرا نفس تجھ سے کرامت طلب کرتا ہے۔

صوفیہء کرام کے اقوال میں سے ہے کہ اگر ولی باغ میں آئے اور درختوں کے ہر پتے سے یہ آواز آئے، یا ولی اللہ! تو چاہیے کہ ظاہر و باطن میں اسے اس آواز کی طرف کچھ التفات نہ ہو بلکہ بندگی اور تضرع میں اس کی کوشش ہر لحظہ زیادہ ہو۔ اس مقام کا کمال حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھا کہ خدا کا احسان و اکرام و انعام آپ پر جس قدر زیادہ ہوتا اسی قدر آپ کی بندگی اور نیاز مندی اور مسکینی زیادہ ہوتی، اسی وجہ سے آپ فرماتے کہ ''کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں''۔

☆

گروہ صوفیہ کی تین قسمیں ہیں، مقلد، کامل، کامل مکمل۔ مقلد اس پر عمل کرتا ہے جو اپنے شیخ سے سنتا ہے، کامل فیض رسانی میں اپنی ذات سے تجاوز نہیں کر سکتا، کامل مکمل کے سوا کوئی دوسروں کی تربیت نہیں کرتا اور نہیں کر سکتا۔

☆

ہمارا طریق نوادر سے ہے اور محکم دست آویز (سند جس سے اپنا مطلب و مدعا ثابت کر سکیں) ہے اور سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کو پکڑنا اور آپ کے صحابہ کرام کے آثار کی پیروی کرنا، اس راہ میں ہمیں بفضل الٰہی لایا گیا ہے، اول سے آخر تک ہم نے یہی فضل الٰہی مشاہدہ کیا ہے، نہ کہ اپنا عمل۔ اس طریقہ میں تھوڑے سے عمل سے بہت فتوحات حاصل ہوتی ہیں مگر سنت کی مطابعت کی رعایت بڑا کام ہے۔

☆

ہمارا طریق صحبت ہے کیونکہ خلوت میں شہرت ہے اور شہرت میں آفت ہے۔

☆

خیریت جمعیت میں ہے اور جمعیت صحبت میں ہے بشرطیکہ ایک دوسرے میں نفی ہو جائیں۔

☆

مرشد کو چاہیے کہ طالب کے تینوں حال (ماضی، حال اور مستقبل) سے باخبر ہو تاکہ اس کی تربیت کر سکے، طالب کی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ جس وقت خدا تعالیٰ کے دوستوں میں سے کسی دوست کی صحبت میں ہو، اپنے حال سے واقف ہو اور صحبت کے زمانہ کا گذشتہ زمانہ سے مقابلہ کرے پس اگر وہ نقصان سے کمال کی طرف کچھ تفاوت دیکھے تو بحکم **اصبت مالزم** (تو نے پالیا، پس لازم پکڑ) اس بزرگ کی صحبت کو اپنے اوپر فرض جانے۔

☆

ہمارا طریقہ سب ادب ہی ادب ہے طلب راہ کی ایک شرط ادب ہے۔

☆......ایک ادب اللہ تعالیٰ کی نسبت ہے۔

☆......ایک ادب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ہے۔

☆......ایک ادب مشائخ طریقت کی نسبت ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نسبتِ ادب یہ ہے کہ ظاہر و باطن میں بشرطِ کمال بندگی اُس کے احکام بجالائے اور ماسوا سے بالکل منہ پھیر لے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ادب یہ ہے کہ اپنے آپ کو ہمہ تن ان کی اتباع و پیروی کے مقام میں رکھے اور تمام حالات میں آپ کی واجب خدمت کو نگاہ میں رکھے۔ اور آپ کو تمام موجودات اور اللہ تعالیٰ کے درمیان واسطہ سمجھے، جو کوئی ہے اور جو کچھ بھی ہے سب کا سر آپ کے آستانِ عزت پر ہے۔ جو ادب مشائخ کے لیے طالبوں پر لازم و واجب ہے وہ اس طرح ہے کہ مشائخ کرام سنت مصطفیٰ ﷺ کی پیروی و اتباع کے سبب سے اس مقام پر پہنچ گئے ہیں کہ لوگوں کو حق کی طرف بلائیں، پس درویش کو چاہیے کہ غیبت و حضور (موجودگی اور عدم موجودگی) میں ان کا ادب ملحوظ رکھے۔

☆

ذکر کی تعلیم کسی کامل سے مکمل ہونی چاہیے تاکہ مؤثر ہو اور اس کا نتیجہ ظہور میں آئے، تیر بادشاہ کی ترکش سے لینا چاہیے تاکہ شایان حمایت ہو۔

☆

وقوفِ عددی علم لدنی کا اول مرتبہ اور درجہ ہے۔

☆

لا الٰه نفی آلہۂ طبیعت ہے اور **الا اللّٰه** اثبات معبود حق۔ اور مقصود ذکر سے یہ ہے کہ ذاکر کلمۂ توحید کی حقیقت کو پہنچ جائے، بہت دفعہ کہنا شرط نہیں اور کلمۂ توحید کی حقیقت یہ ہے کہ اس کلمہ کے کہنے سے ماسوا بالکل نفی ہو جائے۔

☆

وقوف زمانی جو سالک کا کارگزار (مستعد) ہے یہ ہے کہ سالک اپنے احوال سے واقف رہے کہ ہر زمانہ میں اس کا حال کیسا ہے، موجب شکر ہے یا موجبِ عذر خواہی۔

☆

سالکین خواطر شیطانی و نفسانی کے دور کرنے میں متفاوت ہیں۔ بعضے ایسے ہیں کہ پیشتر اس کے نفس و شیطان سے کوئی خطرہ دل میں آئے، اسے دیکھ لیتے ہیں اور وہیں سے اس کو دُور کر دیتے ہیں۔ اور بعضے ایسے ہیں کہ خطرہ کو قرار پکڑنے کے بعد دفع کرتے ہیں مگر یہ چنداں مفید نہیں، ہاں اگر اس کے منشا اور اس کے انتقالات کے سبب کو معلوم کر لیں تو فائدہ سے خالی نہیں۔

☆

وہ راہ کہ جس کے ذریعے عارف مقصود حقیقی کو پا لیتے ہیں اور دوسرے محروم رہ جاتے ہیں، تین ہیں، مراقبہ، مشاہدہ، محاسبہ۔ خالق کی طرف دوام نظر اور مخلوق کی رویت کا نسیان (یعنی مخلوق کے خیال و لحاظ کا بھول جانا) مراقبہ کہلاتا ہے۔ یعنی سالک کو چاہیے کہ ہر وقت جناب باری تعالیٰ کی طرف نظر رکھے اور تمام مخلوقات کی ہستی کی پیشانی پر نیستی و فنا و نسیان کا خط (لکیر) کھینچ دے۔ مراقبہ کا دوام نادر چیز ہے۔ اس گروہ

میں سے کم ہیں جنہوں نے یہ بات حاصل کی، ہم نے اس کے حصول کا طریق معلوم کرلیا ہے اور وہ نفس کی مخالفت ہے۔ مشاہدہ سے مراد ان واردات غیبیہ کا معائنہ ہے جو دل پر نازل ہوتے ہیں، کیونکہ وارد جلدی گزرنے والا ہے اور قرار نہیں پکڑتا، تاہم اس وارد کا ادراک نہیں کر سکتے۔ مگر صفتِ بسط وقبض (دل کے خدا کی طرف متوجہ ہونے اور کبھی نہ ہونے کی صفت) جو ہم میں پیدا ہوتی ہے اسے معلوم کر لیتے ہیں، قبض میں صفت جلال کا مشاہدہ کرتے ہیں اور بسط میں صفت جمال کا۔ محاسبہ یہ ہے کہ ہر ساعت جو کچھ ہم پر گزرے اس کا حساب کریں کہ اس میں غفلت کیا اور حضور کیا ہے اگر دیکھیں کہ سراسر نقصان ہے، تو بازگشت کریں اور عمل کو از سر نو کریں چونکہ راستہ ان تین میں منحصر ہے اور دوسرے لوگ اس کا غیر طلب کرتے ہیں اس لیے محروم رہ جاتے ہیں۔

☆

جس شخص نے اللہ کو پہچان لیا، اس پر کوئی شے پوشیدہ نہیں رہتی، حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کلمہ قدسیہ سے حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ کی یہ مراد ہے کہ عارف پر اشیاء کا ظاہر ہونا اس کی توجہ پر موقوف ہے۔

☆

مشائخ میں سے ہر ایک کے آئینہ کی دو جہت ہیں جبکہ ہمارے آئینہ کی چھ جہت ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اس کلمہ قدسیہ کی شرح میں فرماتے ہیں کہ:

> '' آئینہ سے مراد عارف کا قلب ہے جو روح ونفس کے درمیان واسطہ اور ذریعہ ہے، دو جہت سے مراد جہت روح اور جہت نفس ہے دوسرے طریقوں کے مشائخ جب مقام قلب پر پہنچتے ہیں تو قلب کی دونوں جہت منکشف ہوجاتی ہیں۔ اور دونوں مقاموں کے علوم و معارف جو مناسب قلب ہیں، فائض ہوتے ہیں بخلاف حضرت خواجہ نقشبند کے طریق کے کہ اس میں آئینہ قلب کے لیے چھ جہت پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس کا بیان یوں ہے کہ اس طریقہ علیہ کے اکابر پر یہ بات منکشف ہوگئی ہے کہ لطائف ستہ (نفس، قلب، روح،

> سر، خفی، اخفیٰ) جو کلیۃً افرادِ انسانی میں ثابت ہیں وہ تنہا قلب میں بھی متحقق ہیں۔ چھے جہت سے حضرت خواجہ نقشبند کی مراد لطائف ستہ قلب ہیں، پس باقی مشائخ کی سیر ظاہر قلب پر ہے اور مشائخ نقشبندیہ کی سیر باطن قلب میں ہے اور وہ اس سیر قلب کے بطن بطون (بہت گہرائی) میں پہنچ جاتے ہیں اور مقام قلب میں ان پر ان چھے لطیفوں کے علوم و معارف جو اس مقام کے مناسب ہیں، منکشف ہو جاتے ہیں''۔ (رسالہ مبداء و معاد)

☆

چالیس سال سے ہم آئینہ داری کرتے ہیں، ہمارے آئینہ نے کبھی غلطی نہیں کی۔ اس ارشاد گرامی میں حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اولیاء اللہ جو کچھ دیکھتے ہیں، نور فراست سے دیکھتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرمایا ہے۔ جو کچھ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے وہ بے شک صواب و درست ہوتا ہے۔ شیخ عبد القدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:

> ''حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ کی سیر آسمان و زمین کے تمام طبقات میں جاری تھی''

☆

حضرت عزیزاں علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے کہ اس گروہ کی نظر میں زمین دسترخوان کی طرح ہے اور ہم کہتے ہیں کہ روئے ناخن کی طرح ہے کوئی چیز ان کی نظر سے غائب نہیں، منقول ہے کہ ارشاد مذکور کے وقت حضرت عزیزاں علیہ الرحمۃ دسترخوان پر تھے اسی کے مناسب یہ فرما دیا اور حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے نفت دائرۂ ولایت کی نسبت سے فرمایا ہے ورنہ عارف کے دل کی بزرگی کی شرح نہیں ہو سکتی۔

☆

اگر درویش کے پاؤں میں کانٹا چبھ جائے تو اُسے پہچاننا چاہیے کہ یہ کہاں سے ہے۔

☆

حدیث میں ہے ''اَلْكَاسِبُ حَبِيْبُ اللهِ'' یعنی کسب کرنے والا اللہ کا حبیب ہے۔ اس حدیث میں

کسب رضا کی طرف اشارہ ہے نہ کہ کسب دنیا کی طرف۔

☆

متوکل کو چاہیے کہ اپنے آپ کو متوکل خیال نہ کرے اور اپنے توکل کو کسب میں چھپائے۔

☆

جو شخص اپنے آپ کو بکلیت خود اللہ کے سپرد کر دے اس کا غیر خدا سے التجا کرنا شرک ہے یہ شرک عام لوگوں کے لیے معاف ہے مگر خواص کے لیے معاف نہیں۔

☆

اللہ تعالیٰ نے مجھے دنیا کی خرابی کے لیے موجود کیا ہے مگر لوگ مجھ سے دنیا کی عمارت طلب کرتے ہیں۔

☆

اگر اس وجود سے خراب کوئی اور وجود ہوتا تو فقر کے اس خزانے کو وہاں رکھتے کیونکہ خزانہ ہمیشہ ویرانے میں پوشیدہ رکھتے ہیں۔

☆

اہل اللہ بار خلق (لوگوں کا بوجھ) اس لیے اٹھاتے ہیں کہ ان کے اخلاق کی اصلاح ہو جائے یا کسی ولی سے ملاقات ہو جائے اس لیے کہ کوئی ولی ایسا نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نظر عنایت اس پر نہ ہو، خواہ ولی اس سے واقف ہو نہ ہو پس جو شخص اس ولی سے ملے گا، اس نظر الٰہی سے اسے فیض ملے گا۔

☆

تو شمع کی طرح بن اور تو شمع کی طرح نہ بن۔ شمع کی طرح بن کے معنی یہ ہیں کہ تو دوسروں کو روشنی پہنچائے اور شمع کی طرح نہ بن کے یہ معنی ہیں کہ تو اپنے آپ کو تاریکی میں رکھے۔

☆

اس راستے (راہ سلوک) میں صاحب پندار و تکبر (مغرور) کا کام نہایت مشکل ہے۔

☆

جس شخص نے کسی روز ہمارا جوتا بھی سیدھا کیا ہم اس کی شفاعت کریں گے۔

☆

درویش کو چاہیے کہ جو کچھ کہے حال سے کہے، مشائخ طریقت کا قول ہے کہ جو شخص ایسے حال سے کلام کرتا ہے جو اس میں نہیں، حق تعالیٰ کبھی اس کو اس حال کی سعادت نہ بخشے گا۔

☆

یہ ضروری نہیں کہ جو دوڑے وہی گیند لے جائے مگر ملتی اسی کو ہے جو دوڑتا ہے، یہ اشارہ ہے اس امر کی طرف کہ اس راہ میں ہمیشہ کوشش کرتا رہے۔

☆

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے مسخ صورت اس امت سے مرتفع (دور کر دی گئی) ہے مگر مسخ باطن باقی ہے۔

اندریں امت نباشد مسخ تن
لیک مسخ دل بود اے ذوالفطن

☆

اولیاء اللہ کو اسرار پر آگاہی ہے اور آگاہی دی جاتی ہے لیکن وہ بغیر اجازت کے ان کو ظاہر نہیں کرتے، کہتے ہیں کہ جس کے پاس جو کچھ ہوتا ہے، وہ اسے چھپاتا ہے اور جس کے پاس کچھ نہیں ہوتا وہ شور مچاتا ہے ''اسرار کا چھپانا ابرار کا کام ہے۔''

☆

ہم سے جو کچھ خواطر اور اعمال و افعال خلق کے اظہار کی نسبت صادر ہوتا ہے اس میں ہم درمیان میں نہیں یا تو الہام سے ہمیں آگاہ کر دیتے ہیں یا کسی کے واسطہ سے ہم تک پہنچا دیتے ہیں۔

☆

درویشی کیا ہے؟ باہر بے رنگ اور اندر بے جنگ۔

تا دریں خرقہ ایم از کس ما
ہم ز نجیم و ہم ز نجانیم

☆

میں نے اکابر دین میں سے ایک سے پوچھا کہ درویشی کیا ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ زبونی وخواری (یعنی بے عزتی وذلت خواری)

☆

درویش کو تحمل و برداشت کے مقام میں ڈھول کی طرح رہنا چاہیے کہ ہر چند طمانچہ کھائے مگر صدائے مخالف اس سے ظاہر نہ ہو۔

☆

درویش اہل نقد ہیں، آئندہ پر نہیں چھوڑتے۔

امروز بیں بدیدۂ باطن جمال دوست
اے بے خبر حوالہ بفردا چہ مے کنی

الصوفی ابن الوقت (وہ صوفی جو وقت اور حالات کا تابع ہو اور حالات کو بدلنے کی طاقت نہ رکھتا ہو) کا اشارہ اسی صفت کی طرف ہے۔

خرد من ز آنکس تبرا کند
کہ او کار امروز فردا کند

☆

حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ سے سوال کیا گیا کہ اگر کوئی علم منطق پڑھے تو کس نیت سے پڑھے؟ فرمایا کہ حق و باطل کے امتیاز کی نیت سے۔

☆

جس شخص کی قابلیت کا بیضہ مختلف صحبتوں کے سبب سے فاسد ہو گیا، اس کا معاملہ دشوار ہے، سوائے اہل تدبیر (اولیاء اللہ) کی صحبت کے (جو سرخ گندھک کی طرح کمیاب ہے) درست نہیں ہو سکتا۔

جز صحبت عاشقاں مستاں مپسند
دل در ہوسِ قوم فرو مایہ مبند

ہر طائفہ ات بجائے خویش کشند
چغدت سوئے ویرانہ و طوطی سوئے قند

☆

خواجہ مسافر خوارزمی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ میں حضرت خواجہ ءخواجگان خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہٗ کی صحبت مقدسہ میں بہت رہا کرتا تھا اوران کی خدمت کیا کرتا تھا مگر سماع (راگ) کی طرف میرا بہت میلان تھا، ایک روز میں نے آپ کے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ اتفاق کیا کہ قوال دوفاف کو بلا کر حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کی مجلس میں سماع میں مشغول ہوجائیں اور پھر دیکھیں کہ حضرت کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ چنانچہ ہم نے ایسا ہی کیا اور گانے بجانے والوں کو لے آئے، حضرت خواجہ اس مجلس میں بیٹھے اور کسی طرح سے بھی منع نہ فرمایا، آخیر میں آپ نے فرمایا کہ ہم یہ کام نہیں کرتے اور انکار بھی نہیں کرتے۔ (حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ کام ہمارے طریق خاص کے منافی ہے، اس لیے نہیں کرتے اور چونکہ دیگر مشائخ نے کیا ہے اس لیے انکار بھی نہیں کرتے۔ مکتوبات شریف، دفتر اول مکتوب ٢٧٣)

☆

بندہ کے اختیار ثابت کرنے میں بہت سعادت ہے تا کہ اگر کوئی عمل رضائے حق تعالیٰ کے خلاف اس سے سرزد ہوجائے اور وہ اپنا اختیار سمجھے تو اس کی توفیق کا شکر ادا کرے۔

☆

مشائخ کا قول ہے۔ ''المجاز قنطرة الحقيقة'' مجاز حقیقت کا پل ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ تمام عبادات ظاہری خواہ قولی ہوں یا فعلی، مجاز ہیں، جب تک سالک ان سے نہ گزرے گا حقیقت کو نہ پہنچے گا۔

☆

اگر طالب کو اپنے شیخ مقتداء کے معاملہ میں کوئی مشکل پیش آئے تو چاہیے کہ حتی المقدور صبر کرے اور بے اعتقاد نہ ہوجائے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ اس کی حکمت اس پر ظاہر ہوجائے اور اگر صبر کی طاقت نہیں اور مبتدی ہو تو شیخ سے دریافت کرے کیونکہ اس کے لیے سوال جائز ہے اور اگر طالب متوسط الحال ہو تو سوال

نہ کرے۔

☆

ماوراء النہر کے بڑے بڑے اہل اللہ میں سے ایک نے حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ سے پوچھا کہ سیر و سلوک سے کیا مراد ہے؟ حضرت خواجہ نے ارشاد فرمایا کہ مقصود معرفت تفصیلی ہے۔ اس بزرگوار نے پھر دریافت کیا کہ معرفت تفصیلی کسے کہتے ہیں؟ حضرت نے ارشاد کیا کہ

> ''معرفت تفصیلی سے مراد یہ ہے کہ حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ بطریق اجمال قبول کیا گیا ہے اسے بطریق تفصیل پہچانا جائے اور دلیل و برہان کے مرتبے سے کشف و عیاں کے مرتبہ تک رسائی ہو جائے''

☆

حضرت خواجہ قدس سرہٗ سے دریافت کیا گیا کہ بلا اور بلوای میں کیا فرق ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ بلا بہ نسبت ظاہر ہے اور بلوای بہ نسبت باطن۔

☆

آپ سے دریافت کیا گیا کہ جس وقت اللہ تعالیٰ کسی درویش سے کوئی حال واپس کر لے تو وہ کیا کرے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر اس حال کا کچھ بقیہ باقی ہے تو وہ اس امر کی دلیل ہے کہ اس سے تضرع و نیاز مطلوب ہے، پس وہ اللہ تعالیٰ سے اس کا سوال کرے اور اگر کچھ بھی باقی نہیں رہا تو وہ اس امر کی دلیل ہے کہ اس سے صبر و رضا مطلوب ہے۔

☆

خدا طلبی بلا طلبی ہے، احادیث قدسیہ میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

''جس نے مجھے دوست رکھا، میں نے اسے ابتلا میں ڈالا''

یہ بات ظاہر ہے کہ محبت کے لیے وظیفہ لازم اور ضروری ہے کہ محب، محبوب کا متلاشی ہو، محبوب جس قدر زیادہ عزیز ہوتا ہے اس کی طلب کی راہ میں بلا دکھ و مصیبت زیادہ ہوتی جاتی ہے اور احادیث میں وارد ہے کہ ایک شخص نے حضور سید عالم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا، یارسول اللہ! میں آپ کو دوست رکھتا

ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر تو فقر کے لیے تیار رہ، ایک اور شخص نے عرض کیا کہ میں خدا کو دوست رکھتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلا کے لیے تیار رہ۔

☆

حضرت خواجہ قدس سرہٗ سے سوال کیا گیا کہ کرامات کے بارے میں درویش کیا کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ:

> ''کرامتوں کا کیا ذکر، جو کچھ بھی ہے کلمۂ توحید کی حقیقت کے مقابلے میں نفی ہے۔ اصحاب کرامت سب کے سب محجوب ہیں اور عارف کرامت کی طرف نظر کرنے سے دور رکھے گئے ہیں''

☆

حضرت خواجہ قدس سرہٗ سے پوچھا گیا کہ اہل اللہ کو جو لوگوں کے خطرات و احوال و اعمال کی بصیرت و شناخت ہوتی ہے، وہ کہاں سے ہے؟ فرمایا کہ اس نور کی فراست سے ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرمایا ہے، حدیث میں آیا ہے ''تم مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے''۔

☆

لوگوں نے حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ سے کرامت طلب کی تو آپ نے فرمایا کہ ہماری کرامت ظاہر ہے کہ باوجود اتنے گناہوں کے ہم زمین پر چل سکتے ہیں بلکہ چل پھر رہے ہیں۔

☆

مرید سے احوال کا ظاہر ہونا، شیخ کی کرامت ہے۔

☆

حضرت شیخ ابو سعید ابوالخیر قدس سرہٗ سے لوگوں نے پوچھا کہ ہم آپ کے جنازہ کے آگے کون سی آیت پڑھیں شیخ نے فرمایا کہ یہ بیت پڑھنا۔

چیست ازیں خوبتر در ہمہ آفاق کار
دوست رسد نزد دوست یار بنزدیک یار

حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ یہ پڑھنا بڑا کام ہے تم ہمارے جنازے کے آگے یہ بیت پڑھنا۔

مفلسا نیم آمدہ در کوئے تو
شیئاللہ از جمال روئے تو

☆

حضرت خواجہ عبیداللہ احرار علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ میں نے مکہ معظّمہ میں ”زادھا اللہ تعالیٰ رفاً و کرامۃً“ دو شخصوں کو دیکھا ایک نہایت بلند ہمت اور دوسرا نہایت پست ہمت، پست ہمت وہ تھا جسے میں نے طواف میں دیکھا کہ خانہ کعبہ کے دروازے کے حلقہ پر ہاتھ رکھا ہوا ہے اور ایسی متبرک جگہ اور ایسے عزیز و مقدس وقت میں اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ اور مانگ رہا ہے، بلند ہمت وہ جوان تھا جسے میں نے بازار منیٰ میں دیکھا کہ کم و بیش پچاس ہزار دینار کا سودا خرید و فروخت کیا اور اس عرصہ میں اس کا دل ایک لحہ بھی یادالٰہی سے غافل نہ ہوا۔

☆

حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ سے پوچھا گیا کہ صوفیاء کرام کا قول ہے کہ فقیر اللہ کا محتاج نہیں، اس قول سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ سوال کرنے کی حاجت کی نفی ہے، ”حسبی من سوالی علمہ بحالی“ اسی مقام کی طرف اشارہ ہے۔

☆

حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ سے سوال کیا گیا کہ بعضے مشائخ کا ارشاد ہے کہ ”الصوفی غیر مخلوق“ (صوفی غیر مخلوق ہے) اس کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا کہ بعض اوقات صوفی کے لیے ایک وصف و حال ہوتا ہے کہ وہ نابود ہوتا ہے، مشائخ کا یہ قول اسی وقت کی نسبت ہے ورنہ صوفی مخلوق ہیں۔

☆

حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ سے دریافت کیا گیا کہ ”اذا تم الفقر فھو اللہ“ کے کیا معنیٰ ہیں آپ نے فرمایا کہ ”یہ بندہ کی ہستی اور اس کی صفات کے باقی رہنے کی طرف اشارہ ہے“۔

☆

یہ جو مشائخ کا قول ہے کہ ’’عارف کی معرفت صحیح نہیں ہوتی جس وقت وہ خدا سے تضرع کرتا ہے۔‘‘ یہ بندہ کی ہستی اور اس کی صفات کے باقی رہنے کی طرف اشارہ ہے۔

☆

ایک شخص نے حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ کی خدمت میں عرض کیا کہ فلاں شخص بیمار ہے اور آپ کے دل مبارک کی توجہ کا طالب ہے آپ نے فرمایا پہلے خستہ دل کی حاجت پھر اس کے بعد شکستہ دل کی توجہ۔

☆

ہمارا روزہ ماسوا کی نفی اور ہماری نماز مقام مشاہدہ ہے یہ رباعی آپ کی ہے۔

تا رُوئے تُو دیدہ ام مَن اے شمع طراز
نے کار کُنم نہ روزہ دارم نہ نماز
ور بے تُو بُوَم نماز مَن جملہ فجار
چوں با تُو بُوَم فجار مَن جملہ نماز

☆

بیس سال سے بفضل خدا ہم مقام بے صفتی سے مشرف ہیں۔

☆

حقیقت اخلاص فنا کے بعد حاصل ہوتی ہے جب تک بشریت غالب ہوتی ہے حاصل نہیں ہوتی۔

ساقی قدمے کہ نہم مستیم
مخمور صہبائی الستیم
مارا تُو بما ممّاں کہ تا ما!
با خویشتنیم بُت پرستیم

☆

ہم فَضلی ہیں ہم دو سو آدمی تھے جنہوں نے طلب کے کوچہ میں قدم رکھا مگر فضل الٰہی مجھ پر ہوا۔

☆

جو کچھ دیکھا گیا اور سنا گیا اور سمجھا گیا وہ سب غیر ہے اور حجاب ہے، حقیقت کلمہ **لا** سے اس کی نفی کرنی چاہیے۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ کے آخر کلمہ قدسیہ کو نقل کر کے یوں تحریر فرماتے ہیں:

> ’’پس کثرت میں وحدت کا شہود بھی شایان نفی ہوا اور جو کچھ شایان نفی ہے وہ اس جناب قدس سے منتفی (فنا ہونے والا) ہے۔ حضرت خواجہ کے اس کلام نے مجھے اس شہود سے نکالا ہے اور مشاہدہ و معائنہ کی گرفتاریوں سے نجات بخشی ہے اور لباس کو علم سے جہل کی طرف اور معرفت سے حیرت کی طرف لے گیا ہے۔ ’’**جزاہ اللّٰہ سبحانہٗ عنی خیر الجزاءِ**‘‘۔ میں اس ایک بات سے خواجہ کا مرید ہوں اور ان کا غلام ہوں۔ حق یہ ہے کہ اولیاء میں سے کم ہی کسی نے ایسی عبارت کے ساتھ کلام کیا ہے اور تمام مشاہدات و معائنات کو اس طریق پر نفی کیا ہے۔ اس مقام پر حضرت خواجہ کے اس ارشاد (خدا کی معرفت بہاء الدین پر حرام اگر اس کی ابتدا بایزید کی انتہا نہ ہو) کی حقیقت تلاش کرنی چاہیے۔ کیونکہ بایزید علیہ الرحمۃ باوجود اس بزرگی کے شہود و مشاہدہ سے آگے نہیں بڑھے اور انھوں نے سُبحانی کے کوچہ سے قدم باہر نہیں رکھا مگر حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ نے ایک کلمہ **لا** سے بایزید کے تمام مشاہدات کی نفی کر دی اور سب کو غیر حق جل سلطانہٗ قرار دیا۔ حضرت بایزید کی تنزیہ حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ کے نزدیک تشبیہ ہے اور ان کا بے چوں حضرت خواجہ کے نزدیک چوں اور ان کا کمال حضرت خواجہ کے نزدیک نقص ہے۔ اس لیے حضرت بایزید علیہ الرحمۃ کی انتہا جو تشبیہ سے آگے نہیں بڑھی ہے

حضرت نقشبند علیہ الرحمۃ کی ابتدا ہوگی۔ کیونکہ بدایت تشبیہ سے ہے اور انتہا تنزیہ پر ہے۔ شاید آخر حال میں حضرت بایزید کو اس نقص کی اطلاع دی گئی کہ وہ آخری وقت فرماتے تھے۔ ''ماذکرتک الا عن غفلة وما خدمتک الا عن فترة. ''میں نے تجھے یاد نہیں کیا مگر غفلت سے اور میں نے تیری خدمت نہیں کی مگر سستی سے۔ وجہ یہ ہے کہ انھوں نے حضور سابق کو غفلت جانا کیونکہ وہ خدتعالیٰ کا حضور نہ تھا بلکہ ظلال میں سے ایک ظل (سایہ) کا اور ظہورات میں سے ایک ظہور کا حضور تھا۔ پس ناچار وہ اللہ تعالیٰ سے غافل ٹھہرے کیونکہ اللہ تعالیٰ وراء الوریٰ (دور سے دور) ہے۔ ظلال وظہورات تمام مبادی ومقدمات اور معارج ومعدات سے ہیں اور وہ جو حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ ہم نہایت کو بدایت میں درج کرتے ہیں، مطابق واقع ہے۔ کیونکہ ابتدا سے ان کی توجہ احدیتِ صرف کی طرف ہوتی ہے اور اسم وصفت سے بجز ذات ان کی مراد نہیں ہوتی۔ اس طریقہ عالیہ کے مبتدیوں کو یہ دولت بطریق انعکاس شیخ مقتدا سے جو اس کمال سے مشرف ہو، حاصل ہوتی ہے خواہ وہ مبتدی جانے یا نہ جانیں۔ پس ناچار دوسرے طریقوں کے کامل مشائخ کی نہایت ان بزرگوں کی بدایت میں مندرج ہوگی''۔

(مکتوبات شریف، دفتر اول مکتوب ۲۷۲)

☆

حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت خواجہ امیر کلال علیہ الرحمۃ درویشوں کی ایک جماعت کے ساتھ جا رہے تھے اچانک راستہ میں حضرت امیر علیہ الرحمۃ نے ایک شکل دار خط کھینچ کر فرمایا کہ اس پر سے کوئی نہیں گزر سکتا، امداد الٰہی نے میری دستگیری کی اور جب حضرت امیر علیہ الرحمۃ اس پر سے گزرے تو میں بھی ساتھ ہی گزر گیا، حضرت امیر نے دیکھا تو خوش ہو کر فرمایا کہ ''بہت اچھا کیا، مجھ

سے کوئی خط پیچھے نہ رہا۔“

☆

حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ سے کسی نے سوال کیا کہ کیا وجہ ہے کہ بعض اہل اللہ نے فرمایا ہے کہ ولایت ہم پر ختم ہو چکی ہے۔ اس کا کیا مقصد ہے؟ آپ نے فرمایا:

ایشاں ختمِ ولایت زمان خود بودہ اند

”یعنی وہ اپنے زمانے کی ولایت کے ختم کرنے والے ہیں“

☆......☆......☆

کتابیات

١......شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی، مکتوبات امام ربانی، مطبوعہ کوئٹہ
٢......شیخ احمد سرہندی، مبداء ومعاد، مطبوعہ لاہور، ١٩٥٦ء
٣......محمد صادق قصوری، تاریخ مشائخ نقشبندیہ، مطبوعہ لاہور ٢٠٠٢ء

☆......☆......☆

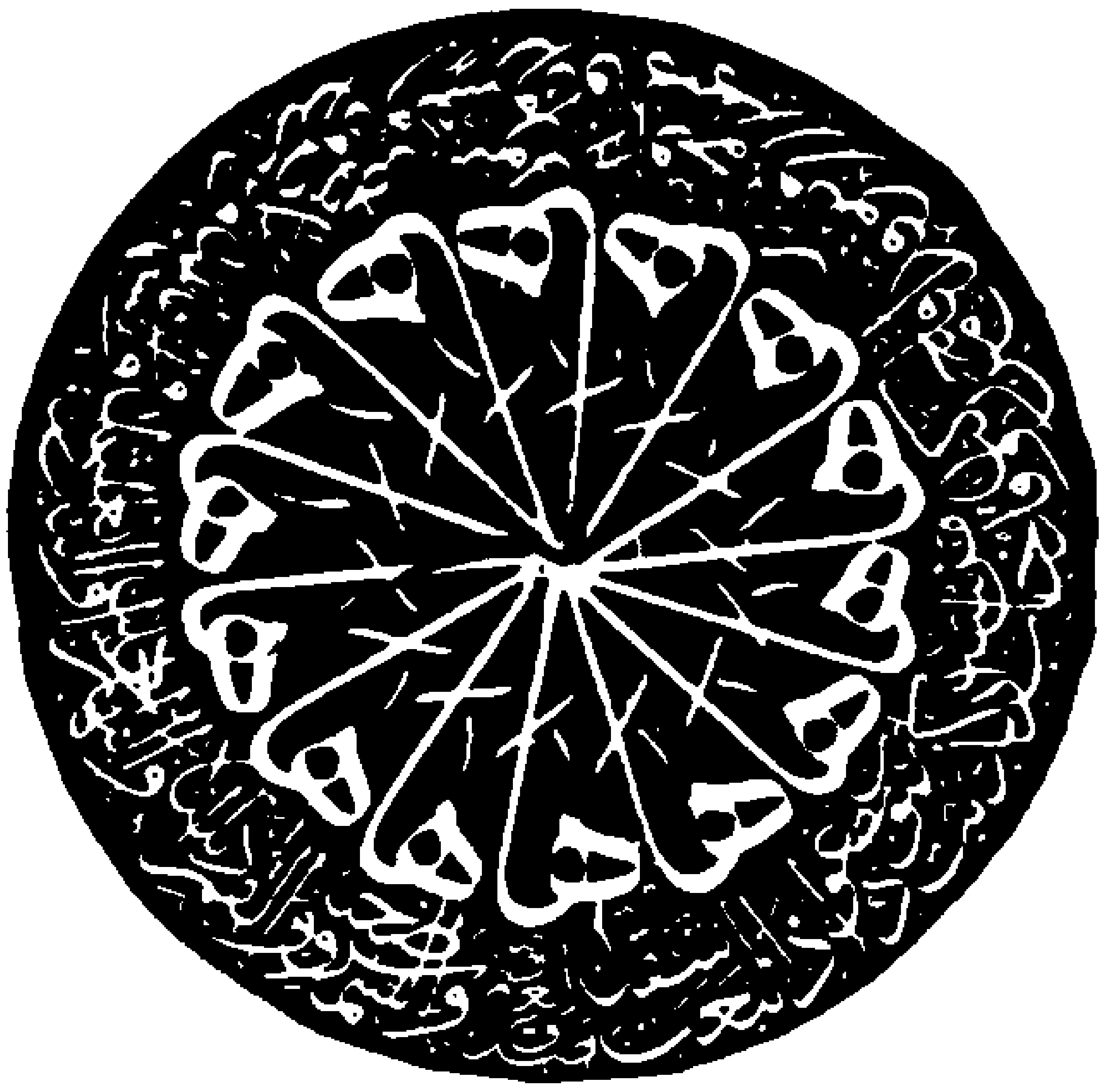

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

کرامات شاہ نقشبند علیہ الرحمۃ

ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری

(مدیر اعزازی، مجلہ المظہر کراچی)

☆☆

اولیاء کرام اور مشائخ وقت سے خرق عادات وکرامات کا صدور ایک مسلمہ امر ہے۔ دنیا میں لاکھوں افراد اپنی آنکھ سے ان کا مشاہدہ کرتے رہے ہیں...... سب سے پہلی چیز اس سلسلہ میں قرآن حکیم ہے کہ اس میں جا بجا اس کا ذکر موجود ہے۔ حضرت مریم کے پاس بے موسم کے پھل موجود ہونا قرآن پاک سے ثابت ہے...... سورۃ الکہف میں اصحاب کا قصہ کرامات کے اثبات میں موجود ہے۔ کتے کا ان سے باتیں کرنا ان کا سالہا سال تک غار میں سوئے رہنا اور دائیں بائیں کروٹیں بدلنا وغیرہ سب کچھ بوضاحت مذکور ہیں...... حضرت امام مستغفری نے اپنی کتاب ”دلائل النبوۃ“ میں لکھا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم لوگ روضۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جنازہ لے کر حاضر ہوئے اور آپ کی وصیت کے مطابق عرض کر دیا تو دروازہ فوراً کھل گیا اور آواز آئی ”دوست کو دوست تک پہنچا دو“ چنانچہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلوئے مبارک میں رکھ دیا گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک دفعہ مدینہ منورہ میں جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ یکبارگی زور سے پکارا ”یاساریۃ الجبل. الجبل“ سب سامعین متحیر رہ گئے، حضرت ساریہ اس وقت صدہا کوس کے فاصلے پر تھے وہیں آپ نے امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی آواز کو سنا، متنبہ ہو گئے چونک کر پیچھے پہاڑی کی طرف دیکھا تو دشمنوں کی ایک فوج چلی آ رہی تھی اور حملہ کرنے ہی کو تھی۔ اگر حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو ادھر متوجہ نہ کیا جاتا تو مسلمان وہیں شہید ہو جاتے۔ حضرت امیر المؤمنین کا صدہا کوس پر میدان جہاد میں مصروف مسلمانوں کا معائنہ فرمانا اور آنے والے خطرے سے آگاہ کرنا آپ کی زبردست

کرامت ہے کہ آپ نے سب کچھ دیکھ لیا اور مدینہ منورہ کی مسجد کے منبر سے ہی راہنمائی فرما دی۔ حضرت ساریہ کا اتنی دور سے سن لینا بھی کچھ کرامت سے کم نہیں۔

مصر میں دستور تھا کہ دریائے نیل میں ہر سال ایک کنواری لڑکی بھینٹ چڑھائی جاتی تھی حضرت عمرو ابن العاص نے حکماً اس رسم کو بند کر دیا اور امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اطلاع دے دی۔ انھوں نے دریائے نیل کے نام ایک خط لکھا۔ اس وقت مصر کے وہم پرست طبقہ میں ایک اضطراب پھیلا ہوا تھا لوگ ترک وطن کی تجاویز پر غور کر رہے تھے۔ خط کے پہنچنے پر انہیں اور تعجب ہوا مگر جونہی یہ خط دریائے نیل میں ڈالا گیا تو لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا خشک دریا میں پہلے سے کہیں زیادہ طغیانی آ گئی، وہ بد رسم بھی ہمیشہ کے لیے مٹ گئی اور لوگ بھی توہم کے جال سے بچ نکلے وہ پانی آج تک جاری ہے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی یہ کتنی بڑی کرامت ہے۔

ایک دفعہ حضرت علی کرم اللہ وجہ نے ایک شخص کے متعلق ایک بات دریافت کی تو اس نے سراسر دروغ گوئی سے کام لیا آپ نے فرمایا ''تو نے مجھ سے جھوٹ کہا ہے'' اس نے انکار کیا آپ نے فرمایا ''تو جھوٹا ہے خدا تجھے اندھا کر دے'' اس نے کہا بے شک'' چنانچہ وہ شخص اندھا ہو گیا۔

الغرض قرآن وحدیث، اجماع امت، آثار، معقول اور جماہیر علماء وفقراء سب سے کراماتِ اولیاء کا جواز ثابت ہے...... اب ہم خواجہء خواجگان خواجہ بہاء الدین محمد نقشبند بخاری (م۔ ۷۹۱ھ/ ۱۳۸۹ء) علیہ الرحمۃ کی بعض کرامات ذکر کرتے ہیں۔

☆

ایک مرتبہ کسی نے آپ سے کرامت طلب کی تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ یہی کرامت ہے کہ باوجود اس قدر گناہ گار ہونے کے نہ تو مجھے زمین نگل لیتی ہے اور نہ آسمان سے کوئی عذاب نازل ہوتا ہے۔ بلکہ میں زمین میں چلتا پھرتا رہتا ہوں۔

☆

آپ کے ایک مخلص عقیدت مند کا بیان ہے کہ جس زمانے میں دشت قپچاق کی طرف سے ایک لشکر نے بخارا پر حملہ کر کے بہت سی مخلوق کو ہلاک کر دیا اور بے شمار لوگوں کو قیدی بنا لیا تو میرا بھائی بھی قید ہونے

والوں میں شامل تھا۔ میرے والد بیٹے کے غم میں بہت پریشان تھے اور مجھے ہر وقت یہی کہا کرتے کہ اگر تو میری رضامندی چاہتا ہے تو دشت قبچاق کی طرف جا کر اپنے بھائی کو تلاش کر مجھے چونکہ حضرت خواجہ نقشبند سے بڑی عقیدت تھی اور تمام مہمات میں ان ہی کی طرف رجوع کیا کرتا تھا لہذا میں نے یہ قصہ بھی ان سے عرض کر دیا آپ نے فرمایا جلدی جا اور اپنے باپ کی رضامندی حاصل کر۔ میں نے اک درہم بطور نذر آپ کی خدمت میں پیش کیا جسے آپ نے قبول فرمایا مگر پھر مجھے واپس کر دیا اور فرمایا کہ اسے اپنے پاس رکھنا۔ اس میں بڑی برکتیں ہوں گی۔ جس وقت دوران سفر تم کو کوئی مہم پیش آئے تو ہماری طرف متوجہ ہونا۔ میں حسب ارشاد روانہ ہو گیا اور دوران سفر تھوڑی سی تجارت سے مجھے بہت زیادہ نفع ہوا اور بغیر کسی دشواری کے اپنے بھائی کو خوارزم میں پالیا۔ ہم قیدیوں کی ایک جماعت کے ساتھ کشتی میں سوار ہو کر بخارا کی طرف روانہ ہو گئے، کشتی میں بہت سے لوگ تھے۔ ناگاہ باد مخالف چلنے لگی اور کشتی کے غرق ہونے کا خطرہ لاحق ہو گیا۔ لوگوں نے فریاد شروع کی۔ اس پریشانی کی حالت میں میرے کان میں کسی کی آواز آئی جو حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کو یاد کر رہا تھا۔ اسی وقت مجھے بھی حضرت کا وہ ارشاد یاد آ گیا کہ جس وقت تم کو کوئی مہم پیش آئے تو میری طرف متوجہ ہو جانا۔ چنانچہ میں نے حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کی طرف توجہ کی تو اسی وقت حضرت دکھائی دیے۔ میں نے سلام عرض کیا ان کی برکت سے ایک لمحہ میں ہوا رک گئی اور دریا کی لہر موقوف ہو گئی پھر اس کے بعد ہم دونوں بھائی بخارا میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام کر کے قدم بوسی کی، حضرت نے مسکرا کر فرمایا جس وقت تو نے کشتی میں ہمیں سلام کیا تھا تو ہم نے سلام کا جواب دیا تھا مگر تم نے سنا نہیں۔

☆

ایک درویش کا بیان ہے کہ میرے پچیس دینار گم ہو گئے۔ آپ سے یہ قصہ بیان کیا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ ان دیناروں کو اس گھر کی لونڈی لے گئی ہے اور لونڈی کو حکم دیا کہ دینار واپس کر دو۔ اس نے کہا کہ میں نے فلاں جگہ زمین میں دفن کر دیے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ زمین میں تو صرف تین دینار مدفون ہیں حاضرین متعجب ہوئے جب دیکھا گیا تو زمین میں تین ہی دینار تھے۔

☆

ایک روز حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے ایک درویش کو کسی کام کے لیے کہیں روانہ کیا۔ اور حسب عادت اس کو بغل میں لے کر نظر عنایت ڈالی اتفاقاً اخی محمد درآہنی علیہ الرحمۃ جو حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کے بڑے درویشوں میں سے تھا، اس درویش کے آگے آگے جاتا تھا۔ ایک ساعت کے بعد وہ درویش گر پڑا اور اس کی روح قالب سے نکل گئی۔ جب اخی محمد نے یہ حال دیکھا تو وہ جلدی جلدی حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام داستان عرض کی۔ حضرت اقدس فوراً اس درویش کے پاس تشریف لے گئے اور اپنا قدم مبارک اس کے سینے پر رکھا وہ ہلنے لگا۔ اور اس کی روح قلب میں آ گئی بعد ازاں حضرت خواجہ نے فرمایا کہ میں نے اس کی روح چوتھے آسمان میں پائی اور وہاں سے واپس کر لی۔

☆

ایک نجیب الطرفین سید جو حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ سے عقیدت و محبت رکھتے تھے، نے یہ حکایت بیان کی کہ ایک دفعہ آپ بیت اللہ شریف کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے تھے جس روز حاجی قربانیاں دے رہے تھے، آپ نے فرمایا کہ ہم بھی قربانی دیتے ہیں ہمارا ایک لڑکا ہے، اسی کو قربان کر دیتے ہیں۔ جو درویش اس سفر میں آپ کے ساتھ تھے انھوں نے یہ بات لکھ لی۔ جب بخارا میں واپس آئے تو معلوم ہوا کہ جس روز کعبہ میں حضرت خواجہ کی زبان مبارک پر وہ الفاظ جاری ہوئے تھے، اسی دن بخارا میں آپ کا لڑکا فوت ہوا تھا۔

☆

حضرت خواجہ علاالدین عطار علیہ الرحمۃ بیان فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ درویشوں کی ایک جماعت کے ساتھ شہر بخارا میں دروازہ کلاباد میں ایک درویش کے مکان پر تشریف رکھتے تھے۔ اتفاقاً وہ درویش حضرت اقدس کے لیے کلاہ نوروزی (ایسی ٹوپی جسے صرف امراء و حکام ہی پہنا کرتے تھے) سی رہا تھا۔ آپ اس وقت حالت بسط میں تھے اور آپ کی اس حالت سے درویشوں میں بڑا ذوق پیدا ہو رہا تھا۔ اسی حالت میں حضرت خواجہ کے سر پر درویشوں نے وہ کلاہ نوروزی رکھ دی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ چونکہ ہم نے سلاطین کی ٹوپی سر پر رکھی ہے چاہیے کہ سلطنت میں تصرف بھی کریں۔ بتاؤ کہ سلاطین میں

سے پہلے کس پر زد کریں، ایک محمود نامی درویش پہلوان نے حاکم ماوراء النہر کا نام لیا۔ آپ نے فرمایا کہ ہم نے اس پر زد کی، حاضرین مجلس نے وہ تاریخ لکھ لی۔ آپ نے اُسی وقت ایک امیر بخاری کی طرف خط لکھا جو حاکم ماوراء النہر سے تنگ آ کر بھاگ کر کابل چلا آیا تھا۔ کہ ایسا واقعہ وقوع پذیر ہو گیا ہے لہذا تمہیں چاہیے کہ پانچ سو دینار بطور نذرانہ حامل خط ہذا کے ہاتھ درویشوں کی خدمت میں روانہ کرو۔

چند روز کے بعد خبر آئی کہ حاکم ماوراء النہر قتل ہو گیا ہے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ اسی تاریخ کو قتل ہوا تھا۔ یہ سن کر سب تعجب کرنے لگے اور کہنے لگے کہ حق تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کو ایسے تصرفات عطا فرمائے ہیں۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا:

> ”دوستو! جس وقت ہم سے ایسا امر ظہور میں آتا ہے تو ہم درمیان نہیں ہوتے، باوجود کمال قرب کے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہوتا ہے ”وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى“ پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے بے چاروں کا کیا حال ہوگا۔ جو کچھ درویشوں سے صادر ہوتا ہے اس میں ان کا کچھ اختیار نہیں ہوتا۔ طالبوں کی رہنمائی کے لیے ایسا ہوتا ہے“

☆

ایک درویش نے بیان کیا کہ ایک روز حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ ایک حوض کے کنارے کھڑے تھے جو شہر بخارا سے قبلہ کی طرف ہے اسی دوران ایک درویش جو لوگوں میں ارشاد و تربیت کی وجہ سے بہت مشہور تھا، حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ

> ”ہم نے سنا ہے کہ تمہارا ارادہ خوارزم جانے کا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ ”ہم تمہیں خوارزم نہیں جانے دیں گے۔“

اس نے کہا، ایسا نہ کہیے کیونکہ آپ کو اس بات کی قدرت نہیں۔ اتفاقاً اسی اثناء میں مولانا حمید الدین شاشی علیہ الرحمۃ ایک جماعت کثیر کے ساتھ آپ کی ملاقات کے لیے آئے آپ نے وہ قصہ مولانا سے ذکر کر کے فرمایا کہ آپ گواہ رہیں، ہم اس درویش کو خوارزم نہ جانے دیں گے۔ مولانا نے کہا کہ ہم گواہ

ہوے۔ اس کے بعد وہ درویش خوارزم کی طرف روانہ ہوا لیکن جب وہ اقشیہ (بخارا کے نواح قافلہ کی اترنے کی جگہ) میں پہنچا تو بادشاہ وقت کے سپاہیوں نے آ کر خوارزم کا راستہ بند کر دیا۔ اس درویش نے اہل قافلہ کے ساتھ تدبیر کر کے دوسرے راستہ سے خوارزم جانے کی کوشش کی مگر سپاہی وہاں بھی آ پہنچے اور اس درویش کو مع قافلہ گرفتار کر کے بخارا لے آئے۔ اس درویش نے شیخ سیف الدین باخرزی قدس سرہٗ کے نواسہ خواجہ داؤد علیہ الرحمۃ سے التجا کی اور کچھ مال دے کر سپاہیوں سے رہائی پائی۔ جب یہ خبر مولانا حمید الدین کو پہنچی تو بہت متعجب ہوے اور فرمایا کہ خواص بندگان الٰہی نے اس طرح تصرف کیا ہے۔ عارف رومی نے کیسی سچی بات کہی۔

گفتہء او گفتہء اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

* * *

ایک مرتبہ آپ غدیوت میں قیام فرماتے تھے۔ ایک جماعت اناروں کا نذرانہ لے کر حاضر ہوئی اس جماعت میں ایک درویش محمد زاہد بھی تھا۔ آپ نے انار تقسیم فرما کر ارشاد فرمایا کہ کھاؤ، محمد زاہد نے عرض کیا کہ میرا غلام بھاگ گیا ہے، بدیں وجہ مجھے سخت پریشانی لاحق ہے۔ آپ نے فرمایا وہ کسی طرف نہیں جا سکتا۔ تم دو دن اور دو رات ہمارے پاس ٹھہرو۔ تیسرے دن اپنے مکان زیورتون میں چلے جانا تم کو خبر مل جائے گی۔ محمد زاہد نے ایسا ہی کیا، تیسرے روز جب وہ اپنے مکان میں پہنچا تو پیشتر اس کے کہ وہ اپنے اہل خانہ سے آپ کی بشارت کا ذکر کرے، غلام دروازے سے داخل ہوا۔ محمد زاہد اور اس کے گھر والوں نے تعجب کیا اور غلام سے تفصیل دریافت کی۔ اس نے بتایا کہ جب میں بخارا سے نکلا تو میں نے نسف کی طرف جانے کا ارادہ کیا میں نے کچھ راستہ طے کیا تھا کہ میرے پاؤں میں بیڑی ظاہر ہوئی جس کی وجہ سے میں چل نہ سکتا تھا اور گھنٹی کی آواز آتی تھی جس سے مجھے وہم پیدا ہوا کہ یہ آواز بخارا تک پہنچتی ہے۔ جب میں زیورتون کی طرف لوٹتا تو بیڑی کھل جاتی اور گھنٹی کی آواز نہ آتی۔ تین دن یہی حال رہا، میں سمجھ گیا کہ یہ کیفیت دوسری جگہ سے ہے، میں لوٹ کر آپ کی خدمت میں آ گیا مجھے معاف فرما دیں۔

☆

ایک روز قصر عارفاں میں جلوہ افروز تھے۔ غدیوت سے شیخ شادی علیہ الرحمۃ حاضر خدمت تھے اور اپنے ایک قصور کے لیے جو ان سے سرزد ہو گیا تھا عذر خواہی کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ نذرانہ چاہیے۔ انھوں نے عرض کیا کہ ایک بیل لاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ نذرانہ میں بیل قبول نہیں۔ اڑتالیس دینار عدلی جو غدیوت میں تم نے ایک مدت سے دیوار کے سوراخ میں چھپائے ہوئے ہیں۔ اور دھوئیں نے وہ جگہ سیاہ کر دی ہے، نذرانہ میں لانے چاہییں۔ یہ سن کر شیخ شادی علیہ الرحمۃ کا حال دگرگوں ہو گیا کہ سوراخ میں چھپانے کے وقت کسی کو اطلاع نہ تھی۔ وہ جلد غدیوت میں گئے اور وہ دینار لا کر آپ کی خدمت میں پیش کر دیے۔ آپ نے ان میں سے ایک دینار شیخ شادی کو واپس کر دیا اور فرمایا کہ یہ حرام ہے، تجھے یہ کہاں سے ملا؟ پھر شیخ شادی کو فرمایا کہ ایک بیل اور خرید کر کاشتکاری کرو اور بندگان خدا کی خدمت میں صرف کرو۔ اس کے بعد لوگوں نے شیخ شادی سے اس کے ایک دینار کا حال دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ کا مرید بننے سے پہلے میں ایک مدت تک قمار بازی کرتا رہا، وہ دینار قمار سے حاصل ہوا تھا۔

☆

حضرت خواجہ علاء الدین عطار علیہ الرحمۃ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ درویشوں کی ایک جماعت کے ساتھ ایک درویش کے حجرے میں جلوہ فگن تھے۔ اس جماعت میں سے بعض لوگ حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ کے اشارے سے دسترخوان کے لیے سامان لینے نکلے اور دو گروہوں میں بٹ گئے۔ ایک فریق بازار صرافاں کی طرف روانہ ہوا۔ انھوں نے حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کو بازار میں دیکھا اور خیال کیا کہ آپ حجرے سے نکل آئے ہیں۔ دوسرا فریق چوک کی طرف گیا اور انھوں نے حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ کو چوک میں دیکھا اور وہی خیال کیا جو پہلے گروہ نے خیال کیا تھا۔ بعد ازاں وہ اخی محمد درآہنی سے بازار میں ملے اور اپنا قصہ اس سے بیان کیا۔ اس نے کہا کہ میں نے ابھی حضرت خواجہ کو فلاں جگہ دیکھا ہے کہ ایک طرف کو چلے جا رہے ہیں۔ یہ سن کر درویش حیران ہوئے کہ حضرت خواجہ سے کہاں جا کر ملیں۔ ابھی اسی فکر میں تھے کہ ایک درویش آیا اور اس نے کہا کہ حضرت خواجہ فرماتے ہیں کہ اتنی دیر

کیوں لگا دی ہے جلدی واپس آؤ۔ درویشوں نے سارا قصہ بیان کیا تو اس درویش نے کہا کہ جس وقت تم حجرے سے نکلے ہو صاحب حجرہ اور میں حضرت خواجہ کی خدمت میں رہے ہیں۔ آپ حجرہ سے بالکل باہر نہیں نکلے ہیں۔ اس وقت آپ نے مجھے تمہارے پیچھے بھیجا ہے۔ تمام درویش حیران ہوئے اور فوراً حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہو کر قدم بوس ہوئے اور تمام ماجرا عرض کیا۔ آپ نے تبسم فرمایا اور صاحب حجرہ بہت رویا۔ حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ ماہ رمضان کی شام کو حضرت عزیزاں رحمۃ اللہ علیہ کی تیرہ جگہ دعوت ہوئی جو آپ نے قبول فرمائی۔ راوی کا بیان ہے کہ میں ان دعوتوں میں سے ایک میں حاضر تھا۔ میں نے دوسری جگہوں سے جو دریافت کیا تو یہی سنا کہ حضرت عزیزاں تمام جگہوں میں حاضر تھے۔

☆

ایک درویش کا بیان ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ نقشبند اور شیخ شمس الدین کلال خلیفہ حضرت سید امیر کلال علیہ الرحمۃ اس ندی کے کنارے بیٹھے تھے جو شیخ سیف الدین اور شیخ حسن بلغاری علیہما الرحمۃ کے مزار کے سامنے ہے اور آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ اسی اثنا میں مچھلی کے قصہ کا ذکر آیا جو ایک دفعہ شیخ سیف الدین اور شیخ حسن کے درمیان گزرا تھا۔ شیخ شمس الدین کلال علیہ الرحمۃ نے کہا کہ بے شک اولیا اللہ کے ایسے تصرفات ہوئے ہیں۔ کیا اس زمانے میں بھی کوئی ایسا بزرگ ہے جس سے ایسے حالات ظہور میں آتے ہیں۔ حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ میں یہ نہیں چاہتا بلکہ ایسے بزرگ بھی ہوتے ہیں کہ اگر مثلاً اس ندی کی طرف اشارہ کر دیں کہ الٹی بہے، تو الٹی بہنے لگے۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ یہ فرما ہی رہے تھے کہ وہ ندی الٹی بہنے لگی۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ میں یہ نہیں چاہتا، اس پر وہ ندی بدستور بہنے لگی۔ بہت سے لوگوں نے اس کرامت کا مشاہدہ کیا اور حضرت خواجہ نقشبند کی کمال ولایت کا اعتراف بھی۔

☆

حضرت خواجہ علاء الدین عطار علیہ الرحمۃ نے یہ حکایت بیان کی کہ ایک روز موسم سرما میں حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ نے درویش امیر حسین سے فرمایا کہ ایندھن بہت سا جمع کر لینا چاہیے۔ جب

حسب الارشاد بہت سا ایندھن جمع ہو گیا تو دوسرے دن برف گرنے لگی اور چالیس دن تک گرتی رہی۔ اسی حال میں حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ شیخ شادی کو ساتھ لے کر خوارزم کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب حرام کام ندی کے کنارے پہنچے تو آپ نے شیخ شادی سے فرمایا کہ پانی پر قدم رکھ کر گزر جاؤ۔ شیخ نے توقف کیا۔ آپ نے دوبارہ ہیبت سے شیخ کی طرف نگاہ کی تو شیخ بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو قدم پانی پر رکھ کر روانہ ہوئے۔ حضرت خواجہ بھی ان کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ جب پانی سے گزر گئے تو حضرت خواجہ نے شیخ سے فرمایا کہ اپنے موزے (جوتے) کو دیکھو کہ کسی جگہ سے بھیگا ہے یا نہیں؟ شیخ شادی نے دیکھا کہ قدرت الٰہی سے موزہ کی کوئی جگہ نہیں بھیگی تھی۔

اسی طرح ایک دفعہ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ ایک طرف جا رہے تھے۔ شیخ امیر حسین اور چند درویش ساتھ تھے۔ ایک نالہ کے پل پر پہنچے تو آپ نے شیخ سے فرمایا کہ پانی سے گزر جاؤ۔ حسب ارشاد شیخ پانی میں کود پڑے اور حضرت خواجہ پل پر سے گزر گئے۔ کچھ دیر کے بعد فرمایا۔ امیر حسین! پانی سے نکل آؤ شیخ پانی سے نکل آئے اور ان کے کپڑے خشک تھے۔ حضرت خواجہ نے پوچھا کہ جس وقت تم پانی میں کودے، تمھارا کیا حال تھا؟ عرض کی کہ میرا حال اچھا تھا۔ میں ایک نہایت صاف مکان میں تھا۔ کچھ دیر کے بعد ایک دروازہ ظاہر ہوا، آپ کی آواز مبارک سن کر میں اس دروازے سے نکل آیا۔ حضرت خواجہ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے سچ کہا۔

بے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

☆

ایک درویش کا بیان ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ میرے غریب خانہ پر تشریف فرما ہوئے۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ گھر میں آٹا نہ تھا۔ میں آٹے کی بوری لے آیا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ اس آٹے کو خرچ کرتے رہو مگر اس کی کمی بیشی کا حال کسی سے ذکر نہ کرنا۔ حضرت خواجہ دو مہینے غریب خانہ میں رہے۔ ہر روز درویش اور دوست آپ کی زیارت کو آتے تھے۔ اسی آٹے سے کھانا تیار ہوتا رہا مگر وہ آٹا بدستور رہا۔ جب حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ تشریف لے گئے تو مدتوں بعد بھی اسی بوری سے پکتا رہا۔ بعد ازاں میں نے حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ کے ارشاد کی خلاف ورزی کرتے ہوئے یہ قصہ اپنے اہل وعیال سے ذکر

کر دیا لہذا پھر وہ برکت نہ رہی اور آٹا ختم ہوگیا۔

☆

حضرت سید امیر کلال علیہ الرحمۃ کے بڑے صاحبزادے امیر برہان الدین کا بیان ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ سوخار میں ہمارے مکان میں فروکش تھے۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے مولانا عارف کی زیارت کا اشتیاق ہے اور وہ اس وقت نسف میں ہیں۔ آپ توجہ فرمائیں کہ وہ جلدی آجائیں۔ حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ہم ان کو جلدی بلا لیتے ہیں۔ بعدازاں حضرت اقدس، امیر برہان الدین کو ساتھ لے کر خانقاہ کی چھت پر چڑھ گئے اور تین دفعہ مولانا عارف کو آواز دی۔ پھر فرمایا کہ مولانا عارف نے ہماری آواز سن لی ہے اور اس طرف چل پڑے ہیں۔ مولانا عارف نسف سے بخارا اور بخارا سے سوخار میں آئے تو ان سے حضرت خواجہ کے بلانے کا قصہ دریافت کیا گیا مولانا عارف نے بیان کیا کہ فلاں روز فلاں وقت ہم اپنے یاروں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت خواجہ کی آواز آئی کہ چلے آؤ۔ میں جلدی جلدی نسف سے بخارا کی طرف روانہ ہوگیا۔

☆

حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک روز شام کے وقت حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ درویشوں کی ایک جماعت کے ساتھ درویش عطا کے بالا خانے میں تھے۔ پڑوس میں بخارا کے ایک امیر کا محل تھا جس میں قوالوں کی ایک جماعت گا رہی تھی اور صوفیہ کا ایک گروہ رقص کر رہا تھا اور نہایت شور و شغب برپا تھا۔ حضرت خواجہ نقشبند نے فرمایا کہ:

"جو کچھ ہو رہا ہے از قبیل ملاہی (کھیل کود) ہے اس کا سننا جائز نہیں،
تدبیر کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لیں"

حضرت خواجہ نقشبند کا فرمانا تھا کہ سب کا حال متغیر ہوگیا اور وہ آوازیں کسی کو سنائی نہ دیں صبح کو پڑوسیوں نے رات کے حالات درویشوں سے بیان کر کے دریافت کیا کہ آپ کی رات کیونکر گزری۔ درویشوں نے جواب دیا کہ حضرت خواجہ نقشبند کی عنایت سے وہ آوازیں ہمیں سنائی نہ دیں۔ یہ سن کر پڑوسیوں کو بہت تعجب ہوا۔

☆

خواجہ علاء الدین عطار ناقل ہیں کہ حضرت خواجہ کا ایک درویش ایک روز سیب لایا آپ نے فرمایا کہ ٹھہرو اس سیب کو ابھی نہ کھاؤ یہ تسبیح پڑھتا ہے۔ حضرت خواجہ کا ارشاد درست تھا حاضرین میں سے بعض لوگ اس سیب کی تسبیح سن رہے تھے۔

☆

ایک روز قصر عارفاں میں حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ کے حکم سے درویش مٹی کا چھکڑا کھینچ رہے تھے اسی اثنا میں حضرت خواجہ کا ایک مرید محمد خرکوشی زیورتون سے آیا۔ وہ آپ کی زیارت کے لیے بے قرار ہو رہا تھا۔ اس نے درویشوں سے آپ کا پتہ پوچھا انھوں نے بتایا کہ دولت خانے کو تشریف لے گئے ہیں یہ سن کر محمد خرکوشی فوراً آپ کے در دولت کی طرف روانہ ہوا اور بے قراری میں پرندے کی طرح اڑتا جا رہا تھا چنانچہ آپ کے کاشانہ اقدس تک دو دفعہ اڑا۔ درویشوں نے جب یہ حال دیکھا تو اس کے پیچھے روانہ ہوئے جب اس کے پاس پہنچے تو آپ اپنے دولت خانے سے باہر جلوہ گر ہوئے اور ان سے یوں ارشاد فرمایا کہ:

> ''تم اس فقیر بے سر و پا سے کیا چاہتے ہو؟ اس صفت سے کچھ حاصل نہیں، اس حالت پر کچھ اعتماد نہ کرنا چاہیے، بہت سے بے گانے ایسے ہوتے ہیں جو پرندے کی طرح ہوا میں اڑتے ہیں، حق طلبی اور ہی چیز ہے''

درویش یہ سن کر بہت ڈرے، اس حال میں حضرت خواجہ نے ان سے کہا کہ جا کر چھکڑے میں مٹی بھر دو، پھر آپ نے چھکڑے کی طرف اشارہ کیا چھکڑا خود بخود چلتا تھا اور مٹی گرا کر واپس آ جاتا تھا، حاضرین یہ دیکھ کر اپنے فعل سے بہت پشیمان ہوئے۔

☆

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ نسف میں قیام فرماتے تھے سردی کا موسم تھا، آپ کو ایک ضروری کام کے لیے بخارا آنا تھا، خواجہ محمد پارسا جو مولانا حافظ الدین کبیر بخاری کے صاحبزادوں سے تھے آپ کے ہمراہ تھے، اس روز مطلع ابر آلود تھا۔ نسف کے لوگوں نے حضرت خواجہ کی خدمت میں

درخواست کی کہ رک جائیے مگر آپ نہ رکے۔ درویشوں کی ایک بہت بڑی جماعت آپ کے ہمرکاب تھی مینہ برسنے لگا اور لحظہ بہ لحظہ شدت اختیار کر گیا۔ حضرت خواجہ نے خواجہ محمد پارسا کی طرف اشارہ کیا کہ مینہ سے کہہ دو، ٹھہر جا، خواجہ محمد پارسا نے آپ کی موجودگی میں ایسی گستاخی نہ کی، آپ نے فرمایا، کہ میں تجھ سے کہتا ہوں کہ یوں کہہ دے، ''اے مینہ! ٹھہر جا'' تو خواجہ محمد پارسا نے ایسے ہی کہا، پس مینہ ٹھہر گیا، مطلع صاف ہو گیا اور سورج نکل آیا۔

☆

ایک درویش کا بیان ہے کہ حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ ایک مرتبہ غدیوت میں درویش اسحاق کے مکان میں کھانا تیار کر رہے تھے تنور میں آگ شعلہ زن تھی، اسی حالت میں آپ نے اپنا دست مبارک اس تنور میں ڈال دیا اور کچھ دیر تک رکھا بعدازاں نکال لیا، عنایت الٰہی سے دست مبارک کا بال تک نہ جلا:

آج بھی ہو براہیم کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا
خلیل اللہ باآتش ہے گفت
اگر موئے زمن باقیست مے سوز

☆

ایک درویش کا بیان ہے کہ میں اور ایک درویش (اس باغ میں جہاں اب حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے) آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ تکیہ لگائے بیٹھے تھے ایک ساعت کے بعد آپ میں ایک ہیبت ناک حالت پیدا ہوئی اور وہ درویش بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ حضرت خواجہ اٹھ کر حوض کے گرد پھرنے لگے۔ کچھ دیر کے بعد آپ نے ایک سیب کا درخت اپنی کولی (آغوش، دو بازوؤں کا حلقہ) میں لے لیا۔ ایک لحظہ میں آپ کا وجود مبارک اتنا بڑا ہو گیا کہ تمام باغ اس سے پُر ہو گیا جہاں میری نگاہ پڑتی تھی، آپ کا وجود مبارک ہی دکھائی دیتا تھا۔ بعدازاں میں نے پھر نگاہ اٹھائی تو آپ کا وجود چھوٹا ہونے لگا یہاں تک کہ اس کا نشان تک نہ رہا۔ میں نے پھر جو دیکھا تو آپ کے وجود مبارک کا اثر ظاہر ہوا یہاں تک کہ اصلی حالت پر آ گیا اور آپ وہی سیب کا درخت اپنی کولی میں لیے نظر آئے، میں نہایت حیران

ہوا کہ یہ کیا حالتیں ہیں۔ اسی وقت حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ایسے احوال حضرت عزیزاں علیہ الرحمۃ کی نسبت بھی منقول ہیں۔

☆

نقل ہے کہ ملک خوارزم کے لوگ کسی جہاز پر سوار ہوئے اتفاقاً باد مخالف چلی، جہاز ڈوبنے کو تیار تھا اتنے میں کسی کے منہ سے نکلا ''یاشاہ نقشبند المدد'' کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ قدس سرہٗ فوراً تشریف لائے، آپ کی تشریف آوری سے فوراً ہی جہاز پار لگ گیا۔ جب وہ لوگ بخارا شریف پہنچے تو حضرت خواجہ قدس سرہٗ کو پہچان لیا حالانکہ ان کی آپ سے پہلے ملاقات نہ ہوئی تھی، ان لوگوں نے خواجہ صاحب کو سلام کیا، آپ نے تبسم فرمایا اور ارشاد کیا کہ جب تم نے جہاز میں مجھے سلام کیا تھا میں نے تم کو جواب تو دے دیا تھا مگر تم نے سلام کا جواب نہیں سنا۔

☆

مولانا عارف رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز ہم قصر عارفاں جا رہے تھے۔ ہمارا ایک ساتھی حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ کی غیبت کرنے لگا۔ ہم نے روکا اور کہا کہ یہ بات ہرگز جائز نہیں کہ اولیاء اللہ کی شان میں بے ادبی کی جائے لیکن وہ نہ مانا۔ اچانک ایک بھڑ آئی اور اس کے منہ میں گھس گئی، جب اسے کاٹا تو وہ چلانے لگا میں نے کہا کہ حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی بے ادبی کی سزا ہے، پھر اس نے توبہ کی تو اسی وقت اچھا ہو گیا۔

☆

حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ کے ایک مرید سید محمود سمنانی نے اپنے بیعت ہونے کا واقعہ بیان فرمایا کہ:

> ''ایک رات مجھے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی آپ ایک نہایت خوبصورت مکان میں جلوہ افروز تھے اور آپ کی خدمت میں ایک بڑے بارعب شخص بھی بیٹھے ہوئے تھے، میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! مجھے آپ کی صحبت مبارک نصیب نہ ہوئی،

اب میں کیا کروں ؟ ارشاد ہوا کہ ''اگر ہماری برکت حاصل کرنا چاہتے ہو تو شیخ بہاء الدین کی پیروی کرو۔ اور پھر اس بارعب شخص کی طرف اشارہ فرمایا''

جب میں بیدار ہوا تو میں نے آپ کا نام مبارک اور حلیہ شریف اور وہ تاریخ ایک کتاب کی پشت پر لکھ لی۔ اس واقعہ کو سات سال گزر گئے ایک دن میں بزاز کی دکان پر بیٹھا ہوا تھا ایک بہت نورانی صورت بزرگ تشریف لائے جنہیں دیکھ کر مجھے فوراً وہ خواب یاد آ گیا اور میری حالت عجیب ہو گئی۔ پھر میں نے عرض کیا کہ غریب خانہ کو مشرف فرمائیں۔ آپ نے میری استدعا کو قبول فرمالیا۔ پھر آپ آگے آگے چل رہے تھے اور میں پیچھے پیچھے۔ آپ سیدھے میرے غریب خانے پر جا کر رکے اور پھر جب اندر داخل ہوئے تو بغیر میرے عرض کیے اس حجرے میں تشریف لے گئے جہاں میری کتابیں رکھی ہوئی تھیں اور ایک کتاب اٹھا کر مجھے دی۔ اور فرمایا کہ تم نے اس کی پشت پر کیا لکھا ہوا ہے۔ میں نے دیکھا تو وہی کتاب تھی جس پر میں نے آپ کا نام اور حلیہ مبارک اور تاریخ لکھی ہوئی تھی۔

☆

شیخ معبد اللہ خجندی علیہ الرحمۃ کے دل میں جب آتش عشق بھڑکی تو حکیم امام محمد علی ترمذی علیہ الرحمۃ کے مزار مبارک پر حاضر ہوئے اور دعا کی کہ مجھے پیر کامل مل جائے، خواب میں حضرت خضر علیہ السلام اور حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت نصیب ہوئی، فرمایا کہ تم بارہ سال بعد قطب زمانہ حضرت شیخ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ کے ہاتھ پر مراد کو پہنچو گے۔ یہ اپنے گھر آ گئے۔ جب یہ مدت پوری ہونے کو آئی تو پھر دل میں جوش اٹھا، بے اختیار ہو کر بخارا شریف حاضر ہوئے، جب حضرت خواجہ قدس سرہ کی نظر مبارک پڑی تو دیکھتے ہی فرمایا، اے عبد اللہ! بارہ سال میں ابھی تین دن باقی ہیں۔ حاضرین تو کچھ نہ سمجھ سکے مگر اُن پر وجد طاری ہو گیا، جب انھوں نے لوگوں کو سب داستان سنائی تو وہ بہت خوش ہوئے۔

☆

شیخ قطب الدین خراسانی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں چھوٹا سا تھا۔ حضرت خواجہ قدس سرہ نے مجھ کو حکم دیا کہ فلاں جگہ سے چند کبوتر لے آؤ، میں کبوتر لے آیا لیکن ایک کبوتر چھپالیا۔ پھر دسترخوان بچھالیا

گیا، میں بھی حاضر تھا سب حاضرین کو ایک ایک بھنا ہوا کبوتر عطا فرمایا لیکن مجھے نہ دیا اور فرمایا کہ اس نے اپنا حصہ پہلے ہی لے لیا ہے۔

☆

راویت ہے کہ آپ کی ایک مرید عورت کسی امیر آدمی کے ہاں ملازمہ تھی، عورت حسین وجمیل تھی، امیر آدمی اس پر فریفتہ ہوگیا اور ایک دن زبردستی چوبارے پر اس سے زنا کی سعیٔ مذموم کی۔ وہ عورت چونکہ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ عقیدت ومحبت کی وجہ سے پاکدامن تھی لہٰذا اس نے انکار کر کے اس رئیس کو دھتکار دیا مگر وہ شیطان صفت امیر پوری قوت کے ساتھ از سرِ نو کمربستہ ہو کر دست درازی کرنے لگا، عورت نے ہر ممکن مدافعت کی لیکن کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی تو اپنی عزت کی حفاظت کے لیے چوبارے سے نیچے چھلانگ لگا دی اور اس کے منہ سے نکلا ''المدد یا شاہ نقشبند'' حضرت خواجہ قدس سرہٗ فوراً تشریف لائے اور قبل اس کے کہ وہ زمین پر گرے اسے آپ نے تھام لیا۔ اس عورت نے پوچھا کہ آپ اتنی جلدی کہاں سے تشریف لے آئے، اس پر آپ نے فرمایا کہ ''تو از چوبارا آمدی و من از بخارا آمدم''۔

☆

ایک روز حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ کا ایک درویش نیک روز نامی سوخار سے آپ کی خدمت میں آیا۔ وہ بہت دل گیر تھا، حضرت نے سبب پوچھا، اس نے عرض کیا کہ سوخار میں ایک حسین نام نے مجھے بہت برا بھلا کہا مگر مجھے رنج نہ ہوا لیکن جب اس نے آپ کی شان میں بے ادبی کی تو مجھے نہایت رنج ہوا۔ آپ نے فرمایا، گھبراؤ نہیں، وہ جلدی دنیا وآخرت میں رسوا ہوگا۔ نیک روز کا بیان ہے کہ جب حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے یہ فرمایا تو نماز عصر کا وقت تھا میں آپ کے قدموں سے رخصت ہو کر نماز مغرب کے وقت سوخار پہنچا تو میں نے دیکھا کہ حسین (بے ادبی کرنے والا شخص) اپنے نوکر کے لیے کھانا لے کر کھیتوں میں جا رہا تھا جب نوکر کھانا کھانے لگا تو حسین اپنے نوکر کی جگہ کام کرنے لگا اسی وقت ایک بھیڑیا آیا جس نے لپک کر حسین کی ناک اور ہونٹ نوچ لیے اور اس کی شکل نہایت بھونڈی ہوگئی، وہ لوگوں میں ذلیل وخوار ہوگیا، ذلت ورسوائی اس کا مقدر ٹھہری اور ''حسین گرگ گرفتہ'' اس کا لقب ہوگیا۔

☆

ایک مرتبہ حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے خواجہ علاء الدین عطار علیہ الرحمۃ سے دریافت فرمایا کہ ظہر کی نماز کا وقت ہوا ہے یا نہیں؟ مطلع ابر آلود تھا۔ انھوں نے عرض کیا کہ نہیں، آپ نے فرمایا کہ آسمان کی طرف دیکھو، انھوں نے دیکھا تو سب حجاب دور ہو گئے اور دیکھا کہ فرشتے آسمان پر نماز ظہر میں مشغول و مصروف ہیں۔ اس پر خواجہ عطار سے فرمایا کہ تم تو کہتے تھے کہ ابھی ظہر کا وقت نہیں ہوا۔!

☆......☆......☆

کتابیات

۱......قرآن کریم

۲......امام مستغفری، دلائل النبوۃ

۳......حافظ محمد رانجھا، ذکر العارفین، مطبوعہ گجرات

۴......محمد صادق قصوری، تاریخ مشائخ نقشبندیہ، مطبوعہ لاہور

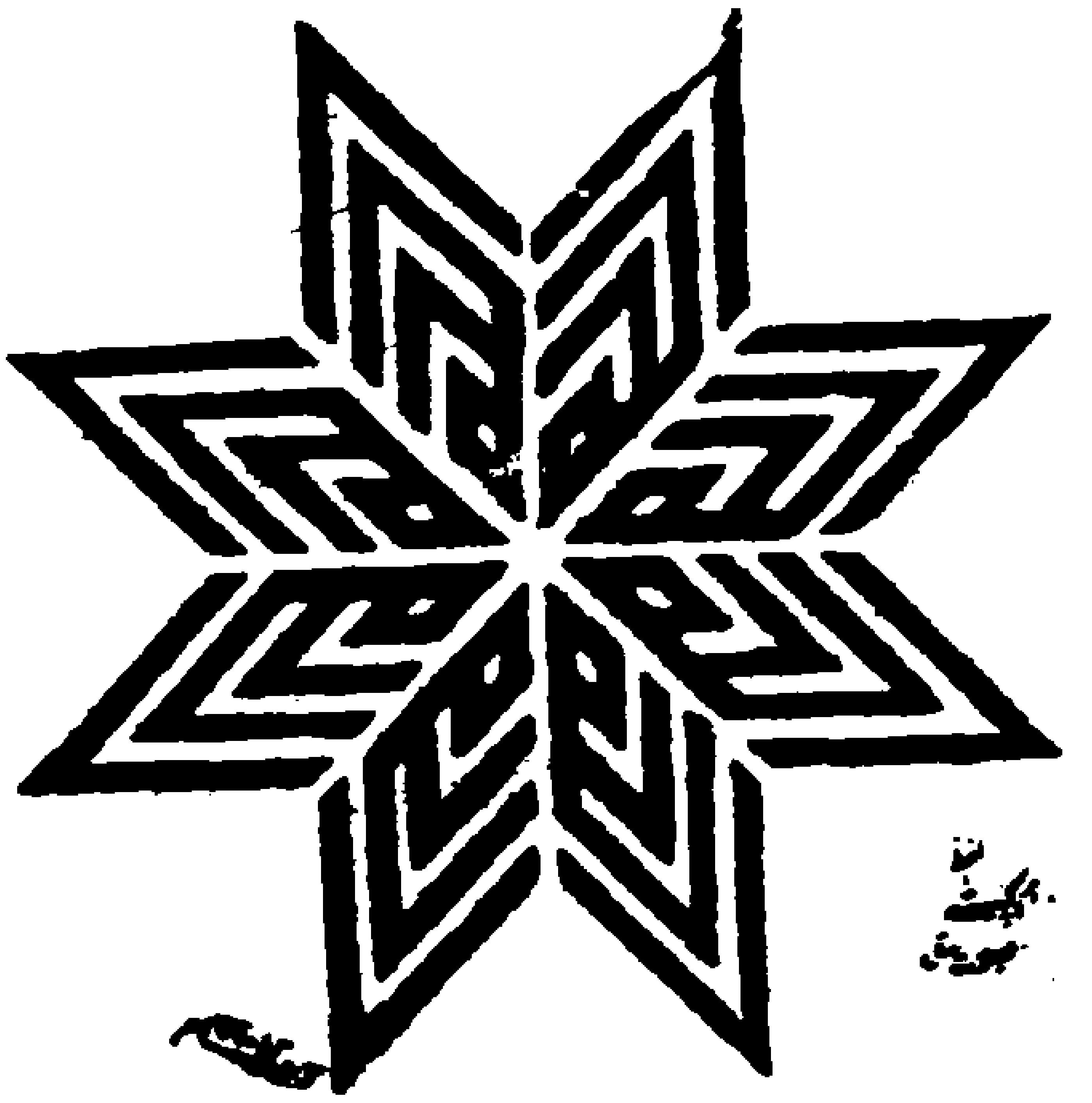

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کشورِ دوم

تو ہے دین ہدیٰ کا استعارا
تو ہے تفسیر قرآں یا مجدد
(غلام مصطفیٰ)

۱۹۵۱

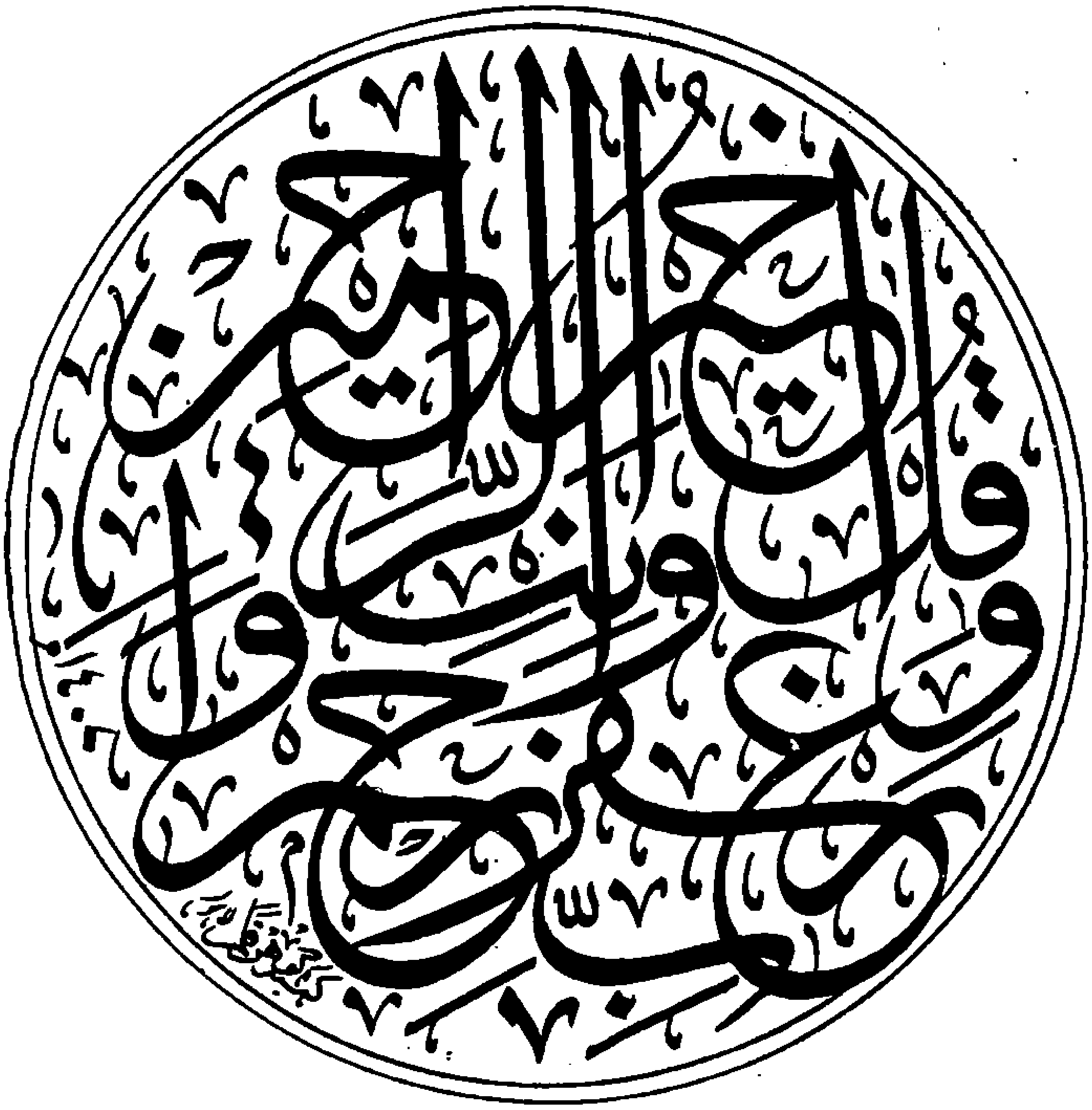
وقل رب اغفر وارحم وأنت خير الراحمين

الحيا شعبة من الإيمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

خواجہ محمد الباقی النقشبندی الاویسی

محمد صادق دہلوی کشمیری ہمدانی

مترجم: ڈاکٹر محمد سلیم اختر

☆☆

مولانا حسن کشمیری جنہوں نے حضرت مجدد کو خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف متوجہ کیا، محمد صادق کے ماموں تھے۔ مولانا حسن کشمیری تبحر عالم اور دہلی کے قاضی تھے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، محمد صادق کے استاد تھے اور شیخ طریقت خواجہ باقی باللہ، گویا حضرت مجدد کے پیر بھائی تھے۔ اس لحاظ سے ان کا بیان مستند ترین کہا جاسکتا ہے۔ (مرتبین)

آپ کا مسلک اہل سنت والجماعت کی رَوش پر اعتقاد، شریعت کی پابندی، خواہش نفس اور بدعتوں سے اجتناب تھا۔ آپ نے حضرت خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ سے طریق نقشبندی میں بیعت کی، اور ان ہی سے اس سلسلے کے ذکر و مراقبے کی تعلیم حاصل کی، اگر از روئے حقیقت دیکھا جائے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اویسی ہیں۔ کیونکہ آپ کی تربیت غوث وقت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت نے فرمائی ہے۔ ظاہری طور پر بھی آپ تین واسطوں سے حضرت خواجہ سے منسلک ہیں۔ ہم نے اس کی تفصیل ''سلسلۃ الصادقین'' میں درج کی ہے۔

ہمارے خواجہ رحمۃ اللہ علیہ خواہ خلوت میں ہوں یا لوگوں کے درمیان ہوں، دونوں صورتوں میں آپ کا طرز زندگی یکساں تھا۔ آپ ظاہر و باطن کے تمام معاملات میں سنت کی پیروی کرتے تھے۔ آپ کی ذات

سے کبھی کوئی ایسا فعل دیکھنے میں نہیں آیا جس سے طبیعت میں کراہت پیدا ہوئی ہو۔ لوگوں سے اپنے باطنی احوال ومقامات پوشیدہ رکھنے کا بے حد اہتمام فرماتے تھے۔

بچپن ہی سے آپ کی پیشانی سے ولایت کے آثار اور ہدایت کے انوار ظاہر ہوتے تھے۔ بموجب اس حکم کے اللہ کی مخلوق پر شفقت کرو۔ آپ ہمیشہ لوگوں کے دلوں کو راحت پہنچانے کی کوشش فرماتے رہتے۔ دوسروں کے اطمینان اور راحت کی خاطر ہر طرح کی تکلیف اور مشقت گوارا کر لیتے تھے۔ اور اس حکم کی بجا آوری میں کہ اللہ کا حکم پورا کرو، شریعت کے ایک ایک جز کی پاسداری اور پابجائی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرتے تھے۔ بلکہ آپ کو تو یہ بات بھی پسند نہ تھی کہ آپ کے مریدوں اور خادموں میں سے کوئی شخص خلاف شریعت کام کرے، بس یوں سمجھیے کہ اس دائرہ وجود کے قطب[۲] کے تمام عمل خوش آیند اور پسندیدہ تھے۔

آپ کی گفتگو میں نمکینی اور لطافت تھی جسے مزاح اور خوش طبعی سے اور زیادہ خوش گوار بنا دیتے۔ تمام جسمانی اور روحانی ذرائع، اعضا اور صلاحیتوں کو، ان کاموں میں جن کے لیے انہیں پیدا کیا گیا ہے، مصروف رکھتے تھے۔ آپ کے انفسی[۳] اور آفاقی تصرفات اس نوعیت کے ہیں کہ کسی اہل عقل وبصیرت اور صاحب شعور وادراک کو ان کے بارے میں شک وشبہ نہیں ہو سکتا۔ باوجود اس کے کہ آپ لوگوں سے اپنے احوال بہت زیادہ چھپاتے تھے۔ پھر بھی آپ کا نام اور آپ کی عظمت کی شہرت ہندوستان کے بیشتر مقامات تک پہنچ گئی، اور وہاں کے لوگوں میں جو بھی صاحب استعداد اور جوہر قابل شخص تھا، وہ آپ سے فیض حاصل کرنے کے لیے آپ کے آستانے تک کھنچا چلا آیا، اور آپ کی درگاہ کے جاروب کشوں میں شامل ہو گیا۔ جس کسی نے آپ کی پابوسی کا شرف پایا وہ اپنے ہوش میں نہ رہا، اور مقام شعور سے بے خودی کے عالم میں پہنچ گیا۔ اسے اپنے نفس سے غائب رہنے، اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضر رہنے، اپنے فنا ہو جانے اور اپنے نہ ہونے کا یقین جو طالبوں کو بہت زیادہ مجاہدے کے بعد میسر ہوتا ہے، آپ کی کیمیا اثر نظر کی برکت سے تھوڑے عرصے میں حاصل ہو گیا۔

آپ کی وفات ۱۰۱۲ھ میں بروز ہفتہ، نماز مغرب سے پہلے، ۲۵ / جمادی الاول کو ہوئی، چونکہ شام ہو چکی تھی، اس لیے اس دن تجہیز وتکفین نہ ہو سکی۔ اگلے دن اتوار کو حضرت رسالت پناہ صلوٰات اللہ علیہ کی قدم گاہ میں آپ کو دفن کیا گیا۔ اکثر فاضل حضرات نے تاریخ اور مرثیے کہے۔ ان مرثیوں اور تاریخوں کو ایک عزیز نے یکجا کیا ہے، یہاں ان سب کا تحریر کرنا تقریباً ناممکن ہے۔ ایک قطعہ جو ان سطروں کے لکھنے

والے نے کہا ہے، یہاں درج کیا جاتا ہے۔

رفت ھادی شریعت مرشد اہل زمان
آن کہ بودہ قبلۂ ارباب معنی صورتش
کی توانم نطق زد اندر صفات و ذات او
ہست سر تا سر ہمہ عالم گواہ عصمتش
پادشاہ نقشبندان بود آمد زین سبب
''سر گروہ نقشبندیہ'' حساب رحلتش

''شریعت کے ہادی اور اہل زمانہ کے مرشد رخصت ہو گئے۔ ان کی صورت اہل معنی کے لیے قبلہ تھی۔

مجھے وہ قوت گویائی میسر نہیں ہے جو ان کی صفات اور ذات کے بارے میں کچھ کہہ سکوں۔ سارا عالم سرتا سران کی عصمت کا گواہ ہے۔

چونکہ وہ نقشبندیوں کے سلطان تھے۔ اس لیے ان کی تاریخ وفات ''سرگروہ نقشبندیہ'' ہوئی۔ آپ کے انفاس شریفہ کے فوائد میں سے پچپن کلمات یہاں تحریر کیے جاتے ہیں۔

کلمہ ۱

آپ نے اس تفسیر میں جس میں بعض قرآنی سورتوں کی تفسیر لکھی گئی ہے، **اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم** کے معنی بیان کرنے کے بعد تحریر کیا ہے کہ:

> قرآن کی قرأت سے قبل اس کا پڑھنا خواہ نماز میں یا اس کے علاوہ کسی وقت، حضرت رسالت ﷺ پر فرض کیا گیا تھا، اور امت پر آپ کی اتباع میں سُنت قرار پایا۔ بلاشبہ جب آنحضرت ﷺ **اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم** پڑھتے تھے تو آپ کے قلب مبارک پر اس کے اعلیٰ ترین معنی منکشف ہوتے تھے۔ ہمارے لیے اس کی پیروی کا

صحیح طریقہ یہ ہے کہ محض زبان سے اعوذ باللہ کہنے کو کافی نہ سمجھیں بلکہ اپنے دل میں خیال جمائیں کہ ہم عاجز بندے ہیں، اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے التجا کریں کہ وہ ہمارے دل سے شیطانی وسوسوں کو نکال دے۔ تاکہ قرآن کی تلاوت تمام شیطانی پراگندہ خیالات کی کدورت سے پاک رہے اس قسم کا تعوذ توکل میں شمار ہوتا ہے۔

کلمہ ۲:

اس تفسیر میں، تحریر فرمایا ہے کہ:

مراقبہ کی حقیقت انتظار ہے، اور انتظار کی پاکیزگی مقصود کی طلب میں ہے۔ اس حالت میں کہ طالب قوت وتوانائی سے باہر نکل آئے اور حق جل ذکرہ کی لقا کا مشتاق رہے، اور اس کی محبت میں غرق ہو جائے۔ قوت وتوانائی کوشش کا غبار ہے، اور انتظار حق تعالیٰ کے آستانے کی کشش ہے۔ اس قسم کا مراقبہ وہی کرسکتا ہے جو سلوک کی انتہا کو پہنچ گیا ہے، یا انتہا کے قریب ہے۔

کلمہ ۳:

اسی تفسیر میں ہے کہ:

حضرت حق سبحانہ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیاہ۔ فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، یعنی جب آپ قرآن پڑھنا چاہیں تو شیطان مردود (کے شر) سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ لیا کریں۔ یہ بات ظاہر ہے کہ اس حکم میں جو تعلیم دی گئی ہے اس کی حکمت یہ ہے ففروا الی اللّٰہ (پس اللہ کی طرف دوڑو) اس کے تقرب کے لیے۔ کیونکہ کسی سے پناہ کی التجا کرنا در حقیقت اس کے قریب ہو جانا ہے۔

کلمہ ۴:

اسی تفسیر میں بسملہ (بسم اللہ) کے معنی بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:

صوفیہ کے نزدیک اسم مبارک "اللہ" کے تین مرتبے ہیں:

- ○ ...... ایک ذات احدیت
- ○ ...... دوسرا الوہیت کے مرتبہ کے ساتھ ذات مقید
- ○ ...... تیسرا احدیت جمع مطلق

میرے اور سامع کے مناسب حال مرتبہ دوم ہی ہے کہ وہ سالکوں کی توجہ کا قبلہ، مشتاقوں کے دل کا چین اور **مالک یوم الدین** وہی ہے۔ مرتبہ اول ہر طرح کی عبارات اور اشارات سے منزہ ہے (اس کی کوئی تعریف نہیں ہوسکتی وہ تمام تعریفوں سے پاک ہے) اور مرتبہ سوم بہت سوں کی گمراہی کا سبب ہوسکتا ہے۔

اس کے بعد ہم مرتبہ دوم کی تشریح کرتے ہیں جو پاک نظر عالی ہمت لوگوں کا محبوب ومطلوب ہے، جان لیں کہ اللہ اسم ذات ہے، اور اس میں تمام صفات کمال جمع ہیں۔ اپنی تمام کامل صفات کے ساتھ جیسی وہ ذات پاک ہے، عالم نہیں، اب جب عالم عدم کے میدان سے تنگ نائے خیال میں آیا وہ ذات اس طرح اپنے وجود سے قایم ہے۔ بقاء وثبات صرف اس کے لیے ہیں۔ دوسرے تو فنا اور موت کے مقام میں ہیں۔

جل من لا الہ الا ھو

لا تقل کیف ھو ولا ما ھو

"وہ بڑی شان والا ہے اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے۔ یہ نہ کہو وہ کیسا ہے اور کیا ہے۔"

اگر اس کی ذات کے بارے میں پوچھو تو **لا تفکر وا فی ذاتہٖ** یعنی اس کی ذات میں غور نہ کرو اور اگر اس کی صفات کے بارے میں پوچھو تو قرآن مجید سے، جیسا کہ اہل زبان کے اہل سنت علماء نے سمجھا ہے، قطعی واضح ہے۔ **لیس کمثله شیء وهوا لسمیع البصیر**، (کوئی شے اس کی مثل نہیں اور وہی سننے والا اور دیکھنے والا ہے) اگر ظاہر تو وہ ہے، اس لیے کہ ظہور کا مدار فعل واثر کے ساتھ ہے اور فعل واثر حق تعالیٰ ہی سے ثابت ہے۔ اگر کوئی باطن ہے تو حق تعالیٰ ہی باطن ہے۔ سرّ کی آنکھ جو اس کے حریم شہود کی محرم ہے، اس کے کمال کو دیکھنے سے عاجز ہے اور سرّ کی آنکھ جو اس کارخانہ نمود کی سردار ہے، اس کے جمال کا مشاہدہ نہیں کر سکتی کہ **اقرب من حبل الورید** ہے[۴]۔ اور وہی **فعال لما یرید**[۵] ہے۔

کلمہ ۵:

رحمٰن اسم ذات ہے۔ اس اعتبار سے کہ حقایق ممکنات کے وجود کا فیض رساں ہے۔ یہ اسم خاص واجب ہے۔ دوسرے اسماء افاضۂ وجود نہیں کر سکتے، حالانکہ اس کی رحمت تو عام ہے۔

کلمہ ۶:

رحیم اسم ذات ہے۔ اس اعتبار سے کہ یہ اسم وجود کے تمام انعامات تابعہ کا فیض رساں ہے۔ یہ اسم عام ہے اس لیے کہ دوسرے اسماء بھی حق تعالیٰ کی توفیق سے بعض انعامات دے سکتے ہیں لیکن وہ عام نہیں ہیں۔ کیونکہ تمام موجودات کو ہر وقت تو انعام نہیں بخشے جاتے۔

کلمہ ۷:

اہل سنت والجماعت کے علماء کہتے ہیں کہ عرصہ وجود میں عالم اپنی تمام ذوات، صفات اور افعال کے ساتھ، خلاق عالم سے وہی نسبت رکھتا ہے، جو کاغذ پر بنے ہوئے نقوش اپنے بنانے والے سے رکھتے ہیں۔ اگر نقش کا کوئی جز اچھا لگتا ہے اور ناظر اس کی تعریف کرتا ہے تو بلا مبالغہ یہ تعریف نقاش ہی کی ہے، اور صاحب کشف اولیاء میں سے جو اہل تحقیق ہیں وہ

اس حقیقت کی صحت پر متفق ہیں۔ **اللّٰھم ثبتنا علی القول الثابت** (اے ہمارے رب! ہمیں قول ثابت پر ثابت قدم رکھ)۔

کلمہ ۸:

صوفیہ موحدہ جو اہل سنت و جماعت کے خواص میں سے ہیں، بر بنائے علم و تحقیق کہتے ہیں کہ صور کونیہ جو حق سبحانہ و تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے عرصہ نمود میں آئے ہیں، یہ سب اسم "الظاھر" کی تجلیات ہیں، اور حق سبحانہ بہ اعتبار اپنی صفات اور شئون کے ان تجلیات کے پردے میں جلوہ گر ہے، بلکہ دونوں (حق اور تجلیات حق) ایک ظہور کے ساتھ ظاہر ہوئے ہیں۔ چنانچہ "فتوحات مکیہ" کے مصنف فرماتے ہیں۔ **سبحان من اظھر الا شیاء و ھو عینھا ای فی الظھور** (پاک ہے وہ جس نے اشیاء کو ظاہر فرمایا اور ان کا عین ہے یعنی ظہور میں) کیونکہ حقایق عالم صفات و شئون کے مظاہر ہیں، مرتبہ علم میں۔

کلمہ ۹:

اہل تحقیق کے اکابر نے مظاہر اور مخلوق کی تعظیم کو مقام معرفت کے آداب میں شمار کیا ہے، کیونکہ یہ جمال مطلق کی جلوہ کی جولان گاہ ہیں۔ ان کی مظہریت کے یہ معنی نہیں ہیں کہ یہ عین مطلق ہیں، اللہ تعالیٰ اس سے بہت زیادہ بلند ہے بلکہ اس معنی میں کہ ذات مطلق کی صفات اور افعال نے ان کے پردے سے **لون الأ لون انا له** کے مطابق ان ہی کے رنگ میں ظہور کیا۔

کلمہ ۱۰:

مودب عارف صاحب "فتوحات مکیہ" فرماتے ہیں کہ:

ایام بیض کی راتیں مخلوق میں ظہور حق کی مثال ہیں کیونکہ ان راتوں میں آفتاب چاند میں ظاہر ہوتا ہے۔ اسی طرح چاند، جو اسم نوریت میں حق سبحانہٗ کا پرتو ہے۔ مخلوق میں ظاہر ہوتا ہے۔ حق سبحانہ نے "نور" کو اپنے اسماء میں شامل کیا ہے۔ **اللہ نور السمٰوٰت والارض** (اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے) اور چاند کو بھی "نور" فرمایا۔ **وجعل القمر فیھن نورا** (اور ان میں چاند کو نور بنایا) اس کا مطلب یہی ہے کہ حق بہ اعتبار اسم **نور** ظہور قمر کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے، اسی لیے روزے کو جو مخلوق میں حق کا ظہور ہے، ایام بیض میں معتبر ٹھہرایا گیا۔ حدیث شریف ہے کہ رسول ﷺ نے ہمیں خبر دیتے ہوئے فرمایا۔ **ان صیام ایام البیض صیام الدھر** ۔ ایام بیض کے روزے ایسے ہیں جیسے کسی نے ہمیشہ روزے رکھے۔

کلمہ ۱۱:

بعض اکابر اولیاء کا قول ہے کہ:

جو شخص بغیر شرک وریا کے ایک لمحہ حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوا، وہی لمحہ آخری وقت میں اس کا مددگار بن جائے گا۔

کلمہ ۱۲:

اہل تحقیق میں بہت سے مشائخ اس امر میں متفق ہیں کہ:

جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر تحقیقی ایمان لایا اور ہمیشہ اپنے ایمان پر قایم رہے گا اور مرتد نہ ہوگا۔ اگر کوئی ایمان سے پھر جائے تو سمجھ لو کہ اس کا ایمان تقلیدی تھا، تحقیقی نہ تھا۔ اور شافیہ جو یہ کہتے ہیں۔ **انا مومن ان شاء اللہ** ۔ یعنی میں ان شاء اللہ مومن ہوں تو بعض حضرات نے اس قول کا مطلب یہی سمجھا ہے کہ میں ان شاء اللہ تحقیقی طور پر مومن ہوں۔

کلمہ ۱۳:

آیہ کریمہ قد خاب من د سّٰھا (نامراد ہوا جس نے اس کو دبا دیا) کی تفسیر میں تحریر فرمایا ہے کہ:

> نفس کو فراموش کرنا گویا روح کو فراموش کرنا ہے۔ کیونکہ نفس کے ارکان کو درست کرنے اور انھیں ان کے صحیح مقام پر رکھنے کے بعد نفس میں روح پھونکی گئی۔ نفس میں روح پھونکنے کے اثر سے موجودہ ہیئت وجود میں آئی۔ اسی سبب سے اکثر اہل علم نفس اور صورت محسوس کے علاوہ کسی امر کا اثبات نہیں کرتے۔ اس زمانے میں بھی عام لوگ اسی بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ روح کو فراموش کرنا گویا روحانیت کی خاصیت سے محروم ہونا، اور جانوروں کی سطح پر زندگی بسر کرنا ہے۔ اُولٰئکَ کَالْاَنعامِ بَل ھُم اَضَلّ یعنی یہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ یہ لوگ زیادہ بے راہ ہیں۔ پس مایوسی اور نا امیدی کافروں سے مخصوص ہوگئی ہے۔ لَا یَا یْئَسُ مِنْ رَوْحِ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْکَافِرُوْنَ (بے شک اللہ کی رحمت سے وہی لوگ نا امید ہوتے ہیں جو کافر ہیں) کیونکہ جو شخص خدا اور رسول پر ایمان لایا وہ اسی وقت قید نفس سے آزاد ہو کر رحمانیت خاصہ کی صفت سے مشرف ہوگیا بلکہ اللہ تعالیٰ کے اخلاق میں سے ایک خلق سے سرفراز ہوگیا۔ اسی بناء پر حنفیوں کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ایمان غیر مخلوق ہے۔
>
> ای گروہ مومنان شادی کنید
> ہم چو سرو و سوسن آزادی کنید
>
> "اے مسلمانو! (اس نعمت پر) خوشیاں مناؤ اور سرو و سوسن کی طرح آزاد ہو جاؤ۔"

کلمہ ۱۴:

شرک خفی سے اعتقاد کا اخلاص یہ ہے کہ الوہیت کے باب میں اپنا اعتقاد ایسی ذات سے رکھا جس کی مثل، کسی بھی طرح عالم امکان میں نہ ہو، ورنہ وہ ممکن کا معتقد تصور کیا جائے گا۔ اسی بنا پر اکابر نے فرمایا ہے، **التوحید افراد القدم عن حادث** (توحید یہ ہے کہ ذات قدیم کو حادث سے پاک کیا جائے) ابو دقاق رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ **التوحید غریم لایقضی دینہ** (توحید ایسا قرض دار ہے جس کا قرض ادا نہیں کیا جا سکتا) کیونکہ کلی طور پر بشریت کے آثار کبھی کبھی فنا ہوتے ہیں اور یہ حالت بھی برق خاطف کی طرح آن واحد میں گزر جاتی ہے

کلمہ ۱۵:

وسوسے تین قسم کے ہوتے ہیں: پہلی قسم یہ ہے کہ یہ محض خطرات وخیالات ہوتے ہیں۔ یہ خطرات وخیال اس شخص کے دل میں پیدا ہوتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس بات پر ایمان رکھتا ہے کہ بندوں کے تمام افعال کا خالق حق سبحانہ وتعالیٰ ہے اگر چہ ظاہری عقل وحواس کا مشاہدہ یہی ہے کہ بندوں کے افعال کا تعلق ان کے اپنے اختیار سے ہے۔

وسوسے کی دوسری قسم یہ ہے کہ لوگ بندوں کے افعال کا خالق بندوں ہی کو تصور کرتے ہیں۔ چنانچہ معتزلہ کا نقطۂ نظر یہی ہے کہ وہ افعال کی نسبت انسانوں ہی سے کرتے ہیں۔ اس نقطہ نظر کا بدترین پہلو یہ ہے کہ عام لوگوں کا یہی عقیدہ ہے کہ (بندہ خالق فعل ہے) عوام الناس کے اس عقیدے اور معتزلہ کے نقطۂ نظر میں یہ فرق ہے کہ معتزلہ اگر چہ خالق فعل بندے ہی کو قرار دیتے ہیں۔ لیکن ایک درجے میں وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے قائل ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اس طرح پیدا کیا ہے کہ جو کچھ وہ چاہتا ہے کرتا ہے۔

وسوسے کی تیسری قسم یہ ہے کہ بندے کو الوہیت کی صفات میں شریک سمجھتے ہیں جیسا کہ فرعون اور شداد کا معاملہ تھا۔

پہلے وسوسے کو دور کرنے کی صورت یہ ہے کہ حق سبحانہ کو خلق سے جُدا نہ جانے اور خلق کے فعل اور اس کی صفت کا پرتو خیال کرے۔ اور ساتھ ہی یہ اعتقاد رکھے کہ ربوبیت یہ ہے کہ رب کا ظہور مربوب کی صورت میں ہے۔ شیخ اوحدی نے اس شعر میں یہی بات کہی ہے:

تا جنبش دست هست مادام
سایہ متحرک است ناکام

''جب تک ہاتھ کی جنبش جاری ہے اس کا متحرک سایہ بے حقیقت ہے۔ اسی طرح دوسرا وسوسہ بھی دور کیا جاسکتا ہے۔''

کلمہ ۱۶:

عالم ہر آن معدوم ہوتا رہتا ہے، اور اس کا مثل ظہور میں آتا رہتا ہے۔ خلق اور تاثیر تمام تر مرتبہ الوہیت سے ہے۔ اس اعتقاد سے تیسرا وسوسہ بھی دور ہو جاتا ہے۔

کلمہ ۱۷:

خناس کا وسوسہ تین طرح کا ہوتا ہے: پہلی صورت یہ ہے کہ وہ معصیت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ بندے کے دل پر اپنا تصرف کر کے بے ہودہ خیالات اور خطرات پیدا کرتا ہے۔ بغیر اس کے کہ اس سے کوئی گناہ سرزد ہو۔ تیسرے یہ کہ وہ بندے کو کفر میں ڈال دے۔ اللہ تعالیٰ اس کے شر سے محفوظ رکھے۔

پہلی صورت میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کرنی چاہیے کیونکہ گناہ موت کا سبب ہے۔ جیسا کہ بعض اہل کشف وتحقیق اکابر نے فرمایا ہے کہ

گناہگار دوزخ میں مر جائیں گے، اور ان کی تقدیر یہی ہوگی کہ۔ لَا یَـمُـوْتُ فِیْهَا وَلَا یَحْیٰی (نہ اس میں مر ہی جاوے گا اور نہ جیے گا) اور ربوبیت وجود و حیات کا باعث ہے۔ دوسری صورت میں انسان شیطان کے قبضے میں آ جاتا ہے (تو اس کے اثر سے نکلنے کے لیے) ملک الناس سے التجا کرنی چاہیے اور تیسری صورت میں الہ الناس سے التجا کرنا مناسب ہے۔

کلمہ ١٨:

تمام امور میں جو بات اس طریقے کے مناسب نہیں ہے۔ یہ ہے کہ صوفیہ کی تصانیف کا مطالعہ کیا جائے، اور ان کے اعلیٰ اقوال سنے جائیں۔ کیونکہ مبتدی کے دل میں وجد و حال کے جمال کی فہم پیدا ہوتی ہے، اور اس کا دل ادھر ہی لگا رہتا ہے۔ اس طریقہ علیہ میں فتور واقع ہوتا ہے۔ البتہ جو حضرات منتہی ہیں وہ ان بزرگوں کی نسبت کا جمال دیکھ لیتے ہیں۔

کلمہ ١٩:

صاحب ''فتوحات مکیہ'' کے نزدیک سماع نغمہ قطعی طور پر روحانی نہیں ہے۔ سماع میں جو رقت پیدا ہوتی ہے اسے طبعی رقت کہتے ہیں۔

کلمہ ٢٠:

الان کما کان ۶۔ کا مطلب یہ ہے کہ اشیا کی نمود بے بود ہے۔ انھوں نے وجود خار بو تک نہ سونگھی وہ اسی طرح مرتبہ علم میں تھیں۔

کلمہ ٢١:

حضرت خواجہ نے، لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ وَّ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۷ کی تحقیق میں فرمایا ہے کہ حق جل شانہ کی ذات بے چون و بے چگون ہے، اور کسی طرح بھی عقل و ادراک میں

نہیں آسکتی۔ **لا تدرکہ الا بصار** (اس کو تو کسی کی نگاہ محیط نہیں ہو سکتی) اپنی نزاہت اور پاکی کے باوصف اس نے ہر ذرہ کو گھیرا ہوا ہے۔ تمام ذرات عالم اس کی صفات کا آئینہ ہیں۔ جہاں کہیں علم ہے تو اس کا علم ہے۔ جہاں کہیں قدرت نظر آتی ہے: اسی کی قدرت ہے۔ علی ہذا القیاس، اسی کی صفات ہیں جنھوں نے مخلوق کے پردے میں ظہور کیا ہے۔ بلکہ حقیقت میں ''سب وہی ہے'' مخلوقات تو محض نمود و بے بود ہیں۔ جیسے آئینے میں صورت نظر آتی ہے لیکن آئینہ اسی طرح صاف اور بے صورت ہے۔ صورت نہ آئینہ کی سطح پر ہے، نہ آئینے کے باہر ہے، نہ آئینے کے اندر ہے۔ بس ایک نمود و بے بود ہے۔

کلمہ ۲۲:

اس حقیقت کی نشاندہی کے بعد آپ نے تحریر فرمایا ہے، جب تم پر یہ حقیقت واضح ہو گئی تو تم پر لازم ہے کہ حق تعالیٰ کا مراقبہ اس تصور کے ساتھ کرو کہ وہی حاضر و ناظر ہے، بلکہ تیرے دل میں یہ یقین ہو کہ علم اور قدرت میں سے کچھ تیرے پاس ہے تو وہ سب اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں اور تم فی نفسہ ان صفات سے سے خالی اور بے بہرہ ہو بلکہ تم کچھ بھی نہیں ہو۔ ہو تو نمود بے بود ہو۔ خارج میں جو کچھ ہے حق تعالیٰ ہے۔ **لیس فی الدار غیرہ دیار** (گھر میں سوائے گھر والے کہ کوئی نہیں) اور وہ اپنی یکتائی اور خالصیت میں اسی طرح جسم و جسمانیت اور جوہر و عرض سے منزہ ہے۔

کلمہ ۲۳:

آپ کے ملفوظات میں جو بعض اہل فضل نے جمع کیے ہیں، لکھا ہے کہ آپ نے فرمایا:

جب تک حضور ذاتی جسے حضور صاف بھی کہتے ہیں، سالک کو حاصل نہیں ہوتا اسے جسمانی تقیدات سے چھٹکارا نہیں ملتا۔ کیونکہ توحید

صوری مراتب اجسام میں ہوتی ہیں۔ چنانچہ اس اس درجے میں لوگ اپنے جسمانی وجود اور غیر کے جسمانی وجود کو وجود حق خیال کرتے ہیں۔ اس صورت میں امتیاز اور فرق بہر طور پر باقی رہتا ہے اور روح کو مقام فناء حاصل نہیں ہوتا کیونکہ ہر چیز کی تمیز روح کے ذریعے ہوتی ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ یہ موحد اس توحید کے درجے میں نہیں پہنچا ہے جو علمائے دین اور صوفیہ محققین کی توحید ہے۔

کلمہ ۲۴:

ان ہی ملفوظات میں مرقوم ہے کہ آپ نے محبت ذات اور محبت صفات کے باب میں فرمایا:

> محبت صفات یہ ہے کہ کوئی شخص کسی ایسے شخص سے محبت کرتا ہے جو عالم ہے یا شجاع ہے تو اس صورت میں اس کی محبت علم یا بہادری سے وابستہ ہوگی۔ اور اگر محبوب سے یہ صفت زایل ہو جائے تو محبت بھی ختم ہو جائے گی۔ اور محبت ذات یہ ہے کہ وہ اس شخص سے کسی صفت کو مدنظر رکھے بغیر محبت کرے۔ اس صورت میں کسی صفت کی بناء پر نہ محبت میں اضافہ ہوگا اور کسی صفت کے معدوم ہونے سے محبت میں کمی ہوگی۔

کلمہ ۲۵:

ان ہی ملفوظات میں ہے، آپ نے فرمایا:

> ہوسکتا ہے کہ ایک شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اقرب ہو یعنی اپنی ہستی کو فناء کر چکا ہو لیکن اکرم نہ ہو۔ اسی طرح ایک ایسا شخص جس نے مقامات کی تحصیل کر لی ہے لیکن تحصیل مقامات کا ثمر کہ فنائیت اور اضمحلال ہے اسے حاصل نہیں ہوا ہو۔ حق تعالیٰ کے نزدیک اکرم ہوسکتا ہے آیہ کریمہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں زیادہ درجے والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے) اس پر ناطق ہے۔

کلمہ ۲۶:

آپ نے فرمایا کہ:

سبحان اللہ! انسان کو اخلاص اور محبت کی نعمتیں عطا ہوئیں، اور محبت کی خاصیت یہ ہے کہ اپنے غیر کو جلا ڈالتی ہے۔ اس کے باوجود انسان کو چند شرعی امور کی ادائیگی کا ذمہ دار بنایا گیا ہے۔

کلمہ ۲۷:

ان ہی ملفوظات میں ہے آپ نے فرمایا کہ:

آدمی کے وجود میں روح، قلب اور سر وغیرہ کے سات طبقے ہیں۔ طبقہ اول کو جو علم حاصل ہوتا ہے، وہ دوسرے، تیسرے طبقے سے ساتویں طبقے تک پہنچتا ہے۔ چونکہ عام لوگوں کو ان مراتب کی تعداد معلوم نہیں، اس لیے وہ ہر طبقے کی یافت کو جدا جدا نہیں کر سکتے۔ اسی طرح ہر طبقے کی یافت کو علیحدہ علیحدہ طور پر جانتے ہیں۔

کلمہ ۲۸:

اہل اللہ کے تین گروہ ہیں: عباد، صوفیہ اور ملامتیہ۔ عباد وہ گروہ ہے جو ظاہری عبادات پر اکتفا کرتے ہیں۔ فرائض وسُنن کی ادائیگی کے بعد نفلی عبادت میں مصروف رہتے ہیں، اور بھلائی کے کام کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ معمولی سا نیک عمل بھی فروگزاشت نہیں کرتے۔ یہ حضرات صوفیہ کی وجدانی کیفیات اور ذوق سے بہرہ مند نہیں ہوتے۔ پھر صوفیہ ہیں جو صاحب وجد وحال ہوتے ہیں۔ اپنے خوارق اور کرامات کو مخلوق سے نہیں چھپاتے اور تمام امور میں ان کی نظر حق سبحانہ تعالیٰ پر ہوتی ہے۔ یہ اس بات کے قایل ہیں کہ حق نے مخلوق کے پردے میں ظہور کیا ہے۔ اس گروہ میں کسی نہ کسی درجے میں نمایش اور رسوم باقی رہتی ہیں۔ تیسرا گروہ ملامتیہ کا ہے ان کی کوئی خاص علامت نہیں ہوتی۔ یہ عوام الناس میں شامل ہوتے ہیں دین کے ظاہری اعمال خواہ

فرائض ہو یا سنت موکدہ ہوں، پورے اخلاص سے ادا کرتے ہیں۔ اپنی کسی کرامت یا خوارق عادت بات کو لوگوں میں ظاہر نہیں کرتے اور ہر حال میں حق سبحانہ تعالیٰ کے حکم کی پا بجائی کرتے ہیں۔

کلمہ۲۹:

صحابہ کرام کے زمانے میں خوارق و کرامات کا اتنا ظہور نہ تھا جتنا بعد کے زمانے میں نظر آتا ہے۔ کیونکہ انتہائے کمال کی شرط یہ ہے کہ سوائے حکم الٰہی کے منتہی اپنے تصرفات ظاہر نہ کرے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ پیغمبروں سے بغیر ان کی خواہش کے خوارق ظہور میں آئے، اور کبھی کبھی وقت اور حالات کے تحت جب کفار نے پیغمبروں کا انکار کیا تو ان کی خواہش اور تصرف کے بغیر معجزے ظہور میں آئے۔

کلمہ۳۰:

ملفوظات میں ہے کہ:

لوگ اکثر مشائخ کو ان کی زندگی میں زندیق کہتے تھے۔ جیسے ذوالنون مصری کہ لوگ انھیں زندیق کہتے تھے لیکن مرنے کے بعد انھیں قبولیت عامہ حاصل ہوئی کیونکہ وہ دنیا سے بے تعلق تھے، اگر وہ دنیا سے متعلق ہوتے تو موت کے بعد بھی لوگوں کے طعن و ملامت سے نہ بچتے۔ اسی طرح صحابہ کے باب میں اختلاف ہے تو اس کا سبب بھی یہی ہے کہ منصب خلافت کی جہت سے متعلق بہ دنیا ہوے (ورنہ وہ دنیا سے قطعی طور پر بے تعلق تھے)

کلمہ۳۱:

شرح رباعیات میں قلم حقائق رقم سے تحریر فرمایا ہے کہ:

مشائخ کا اقرب و اعلیٰ سلوک حضرت خوجہ احرار نقشبند کا طریقہ علیہ ہے۔ اس طریقے کے سالک پہلے ادراک بسیط میں آتے ہیں جو

خلقیت پر جہت حقیقت کا غلبہ ہے۔ نیز ذات کے انوار کی تجلی کا مقام ہے اور خاص جہت کا ظہور ہے۔ اس حقیقت کی ابتداء کو جس میں ادراکات مرکبہ مغلوب ہو جاتے ہیں، اور وصول کی صبح سعادت کے اجالے کا ظہور ہوتا ہے، حضور و آگاہی کہتے ہیں۔ جب کشش اور انجذاب کے غلبے میں تمام ادراکات مرکبہ درمیان سے اٹھ جاتے ہیں، بلکہ آگاہی کا شعور تک باقی نہیں رہتا تو اسے فناء یا فناء الفناء سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس نسبت کو وجود عدم بھی کہتے ہیں اور اس دوامی نسبت کے ظہور کی استعداد کو عظیم خیال کرتے ہیں۔

کلمہ ۳۲:

جب محبّ صادق کو ذات حق کا قرب حاصل ہوتا ہے اور محبوبان مجازی کا پردہ درمیان سے اٹھ جاتا ہے تو اس حال میں صرف محبت کے جلوے نظر آتے ہیں۔ اس مقام سے نزول کے بعد بھی ذوق محبت کا غلبہ مجازی حسن کو نگاہوں سے دور کر دیتا ہے، اور اس قول کے مصداق کہ ''محبت غائب کو شاہد بنا دیتی ہے'' مرتبہ وحدت کا غیب اپنے مرتبے سے نزول کر کے بیرنگ نور کے پردے میں تجلی کرتا ہے۔

کلمہ ۳۳:

شرح رباعیات میں فرمایا ہے،

> سیر نزولی کے منتہی کہتے ہیں کہ تدلّٰی [8] کے کمال سے مقصود یہ ہے کہ محسوسات مثالی اور شہودی صورتیں کامل طور پر حقیقت کی ترجمان ہو جائیں اور نور بے رنگ کا فیض پہنچائیں۔ ہر ایک نظر کی کجی کی دوا بن جائے اور ہر ایک یہ نغمہ گانے لگے: **سبحان الذی لم یبصر فمنا من جھل و قال العجز عن درک الا دراک**

ادراک و منامن علم فلم یقل بمثل هذاالقول ایں اعلیٰ اعلم باالله است . (پاک ہے وہ ذات جو دیکھی نہیں گئی، چنانچہ ہم میں سے جو نا واقف ہے وہ کہتا ہے کہ ادراک کے حصول سے عاجزی ہی ادراک ہے، اور ہم میں کچھ ایسے ہیں جو جان گئے ہیں تو انھوں نے اس قول جیسی کوئی بات نہیں کہی کہ یہ طبقہ (جو اظہار عجز کرتا ہے) اللہ تعالیٰ کا بہت زیادہ جاننے والا ہے)۔ لیکن اس کمال کا حصول چند دوسرے مقامات پر ہے۔ اول یہ کہ صورتوں کا بطن البطون کی جہت میں نیچے آنا، دوسرے اسماء وشئون کے مظاہر کی صورتوں کا موجود ہو جانا، اور تیسرے ظاہر کا طرح طرح کے رنگ میں رنگ جانا۔

ممکن ز تنگنامی عدم ناکشیدہ رخت
واجب بجلوہ گاہ عیاں نا نہادہ گام
در حیرتم کہ ایں ہمہ نقش عجیب چیست
بر لوح صورت آمدہ مشہود خاص و عام

’’ممکن نے عدم کے تنگ میدان سے سفر نہیں کیا، واجب نے ظاہر کی جلوہ گاہ میں قدم نہیں رکھا۔ میں حیرت میں ہوں کہ پھر یہ تمام عجیب نقش کیا ہیں جو خاص وعام کے سامنے لوح صورت پر نمایاں ہوے ہیں‘‘۔

کلمہ ۳۴:

حق سبحانہ تعالیٰ اپنی صفات ذاتیہ کے ساتھ تمام مراتب اجسام میں جاری وساری ہیں۔ اجسام کی صفات وہمیہ کو قایم رکھنے والی سوائے واجب تعالیٰ کی صفات حقیقی کے کوئی نہیں۔

بان تانہ کنی غلط کہ از کم دانی
ایں باطن را برون ز ظاہر دانی

ظاہر بدنی کہ بی خیال روحش
ہر چند کنی تخیلش نتوانی

''اے مخاطب! اپنی کم علمی کے سبب یہ غلطی نہ کرنا کہ ظاہر کو باطن سے علیحدہ سمجھ بیٹھو۔ ظاہر جسم کو اس کی روح کے خیال کے بغیر ہر چند تم اس کا تخیل کرو لیکن کامیاب نہیں ہو سکتے۔''

کلمہ ۳۵:

''شرح رباعیات'' میں یہ بھی ہے کہ:

ممکنات کا وجود ممکنات پر زاید ہے۔ لیکن جس طرح متکلمین کہتے ہیں اس طرح نہیں۔ اس کے برخلاف وجود معروض ہے، اور ماہیات عارض ہیں،۔

کلمہ ۳۶:

اسی کتاب قدسی القاب میں ہے کہ:

علم کے عروج کی انتہا مرتبہ وحدت تک ہے۔ اس سے آگے حیرت و نادانی ہے۔ پس ''اللہ تعالیٰ کی ذات میں غور مت کرو'' کے معنی کسی طرح سمجھ میں نہیں آتے۔ حاصل یہ ہے کہ ذات جیسی کہ وہ ہے کسی نوع کے ادراک میں آتی، **سواء اضیف الی الحق او الی الخلق** (خواہ اس کی اضافت حق کی طرف ہو یا خلق کی طرف ہو)

کلمہ ۳۷:

آپ کے تحریر کردہ بعض مسودات میں ہے کہ:

اس سعادت کی علامت یہ ہے کہ تمام دنیوی اور اخروی نعمتوں سے دل سرد ہو جائے، اور بارگاہ احدیت میں تمام احوال، مشاہدات، انجذاب اور قلق سے بے نیاز ہو جائے۔

کلمہ۳۸:

اس مقام کا حاصل سلوک اور جذبہ ہے۔ جذبہ جو ذات کے ساتھ ربط و محبت ہے۔ طالب تعلق خاص کی برکت سے حاصل کرتا ہے اور قوت پاتا ہے سلوک صفات بشری کی نفی ہے۔ اس قول کے مطابق کہ جذبہ من جذبات الرحمٰن (جذبہ رحمٰن کے جذبات میں سے ہے) جذبہ سے دونوں جہان کے مساوی عمل میسر ہوتے ہیں۔ یہ روش سلوک کی روش سے جس میں لوازم بشریہ کی نفی کی جاتی ہے، زیادہ اچھی ہے۔ صفات میں حد اعتدال کی احتیاط کرنا واقعی بڑا کام ہے۔ محض سالک کی قوت بازو سے کام نہیں بنتا۔

کلمہ۳۹:

اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کی عنایت اور ان کے دل کا التفات تمام سعادتوں کا راز ہے۔ برگزیدہ بندوں کی عنایت و التفات سالکین کو راہ سلوک میں رہنمائی کرتی ہیں، اور مستعد لوگوں کو آگاہ کرتی ہیں۔ خاص طور پر جب یہ توجہ ان کی صحبت میں حاضر رہنے سے حاصل ہوتی ہے تو رفتہ رفتہ بارگاہ محبوب تک پہنچا دیتی ہے۔ یہ اطوار و اسرار کی مقناطیس ہے۔

ناز خندان باغ را خندان کند
صحبت مردانت از مرداں کند

جس طرح پھولوں کی شگفتگی باغ کو شگفتہ کرتی ہے، اسی طرح اہل ہمت لوگوں کی صحبت تجھے صاحب ہمت بنا دیتی ہے۔

کلمہ۴۰:

بعض مکتوبات میں بھی تحریر فرمایا ہے کہ:

سُنت اللہ واسطہ کے اعتبار اور اس کی برزخیت [9] پر جاری ہے۔ واسطے سے چشم پوشی کرنے اور اس کو درمیان نہ دیکھنے سے راہ سلوک میں ترقی رک جاتی ہے۔ اگر اچانک واسطے کی حقیقت سے انحراف پیدا ہو جائے تو درمیان سے برکت بھی اٹھ جاتی ہے۔ ہر چند کہ، **الفاني لا يرد الى او صافه** (فانی اپنے اوصاف کی طرف نہیں لوٹایا جاتا) بے شبہ یہ طریق خدا اور رسول کی بارگاہ میں ناپسندیدہ اور نامقبول ہے۔ بچوں کے معلم کا ادب جب تک وہ سامنے ہے واجب ہے۔ (اس کی بہ نسبت) طریقت کا استاد جو چشمہ فیض اور کشف وشہود کا دبستاں ہے۔ بہر صورت الوہیت کا برزخ رہے گا۔

پیر من و خدای من
از تو بحق رسیدہ ام

”میرا پیر اور میرا خدا، تیری بدولت میں حق تک پہنچا ہوں۔“

من لم يشكر الناس لم يشكر الله (جو بندوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا شکر ادا نہیں کرتا)

کلمہ ۴۱:

بعض مکتوبات میں تحریر فرمایا ہے کہ:

شاہد دل کے بہت رخ ہیں۔ ہر رخ کو دیکھنے والے کو اپنی جانب مائل کرتا ہے۔ لطیفہ روحی وہ ہے جس کی خاص راہ سوائے احدیت صرف کے اور کچھ نہیں ہے۔ انسانوں کی زندگی اور موت اسی رفتار کے ساتھ وابستہ اور مربوط ہے۔

کلمہ ۴۲:

یہ بھی مکتوب میں ہے کہ:۔

پراگندہ لقمے میں احتیاط اور نفس کی برائیوں سے پرہیز اس نسبت کو قوی کرتے ہیں۔ اس لیے اس امر کی سعی و کوشش کرنی چاہیے کہ حرام اور مشتبہ لقمہ پیٹ میں نہ جائے، اور نفس کی رذائل مثلاً غیظ و غضب، بد خلقی اور نا مناسب خواہشیں سر نہ اٹھائیں۔ ان ہلاکت میں ڈالنے والے رذایل سے چھٹکارا پانے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حسن نیت کے ساتھ عاجزی اور التجا کی جائے۔ ہمیشہ خاکسار اور نیاز مند بنا رہے اور اپنے آپ کو ایک ذرہ سے بھی کمتر خیال کرے۔

کلمہ ۴۳:

اسی کتاب ''حقائق اسلوب'' میں ہے:

''جب قلبی حرکت، ورودی حرکت سے ہم آہنگ ہوتی ہے، یا سماعت خیال میں کلمہ ''اللہ'' سنائی دیتا ہے، تو اس ذکر سے صنوبری پارہ گوشت کا ذکر مراد لیتے ہیں، اسے ذکر قلبی بھی کہتے ہیں۔ یہ صورت حال زیادہ معتبر نہیں ہے۔ حقیقی ذکر قلبی حق سبحانہ کی جناب میں حضور و شہود ہے۔ جس وقت یہ کیفیت پیدا ہوتی ہے تو (سالک کو) خیال سے رہائی حاصل ہو جاتی ہے۔ اس صورت میں ذکر کو چھوڑ کر اس کیفیت کی حفاظت کرنی چاہیے۔ اور جب اس کیفیت میں کمی ہونے لگے تو پھر سے ذکر شروع کر دینا چاہیے اور اس وقت تک اسے جاری رکھے جب تک اس دولت کو ثبات حاصل نہ ہو جائے۔ اس مدت میں اس کیفیت کو ذکر کے ساتھ شامل کر کے حق تعالیٰ کے بے انتہا الطاف کا منتظر رہے۔ اس کے بعد اسے جو کچھ ملے گا، نہ تصور میں آ سکتا ہے اور نہ بیان کیا جا سکتا ہے۔

کلمہ ۴۴:

مسلمانی احکام الٰہی کے سامنے سر جھکانا ہے۔

خواہی کہ بصوفی گری از خود برہی
باید کہ ہوا و ہوس از سر بنہی
آں چیز کہ داری بکف از کف بدہی
ہر سنگ بلا کہ بر تو آید نجہی

''اگر تو صوفی گری کے ساتھ اپنے آپ سے آزاد ہونا چاہتا ہے، تو تجھے چاہیے کہ ہوا و ہوس کو اپنے سر سے نکال دے۔
جو چیز تیرے ہاتھ میں ہے، اسے خیرات کر دے اور اگر تجھ پر سنگ بلا آئے تو اس سے بچنے کی کوشش نہ کرے۔''

کلمہ ۴۵:

حضور ذاتی اور وحدت صرف میں استغراق و استہلاک ظہور میں نہیں آتا، اس سلسلہ کے حضرات اسے ''فنا'' کہتے ہیں۔

کلمہ ۴۶:

اہل حقوق خصوصاً والدین کی خاطر داری سے متعلق مولانا زین العابدین کمان گر کی باتیں مکتوبات میں نقل فرمائی ہیں کہ مولانا علاؤ الدین مکتب دار بیان کرتے تھے کہ:

''ایک دفعہ فقیر کے والد کا دل فقیر سے کسی بات پر رنجیدہ تھا، باوجود اس کے کہ شریعت کے لحاظ سے حق میری جانب تھا۔ میں نے ان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے گردن میں پگڑی ڈال کر زمین پر سر رکھ دیا، اور عذر خواہ ہوا۔ تیس برس ہو چکے ہیں لیکن اس ناراضگی کا نقصان اب تک محسوس کرتا ہوں۔

کلمہ ۴۷:

مکتوبات کے اسی باب میں آپ نے ''نفحات'' کے حوالے سے تحریر فرمایا ہے کہ:

''اکابر میں سے کسی بزرگ کے ذکر میں مذکور ہے کہ انہوں نے اپنے بعض مریدین کو جن سے ماں کی خدمت کرنے میں کوتاہی ہوئی تھی، اور حج کر چکے تھے، نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے زاد سفر کے بغیر پا پیادہ تیس حج کیے ہیں۔ ان کا ثواب میں تمھیں دیتا ہوں، تم اس کے بدلے میں مجھے ماں کی خوشنودی دے دو''

کلمہ ۴۸:

آپ کے معارف آیات تحریروں میں ہے:

''جان لیں کہ سالک طریق کا پہلا قدم سچی توبہ اور اہل سنت والجماعت کے مذہب پر اپنے اعتقاد کو صحیح اور درست کرنا ہے۔ چونکہ ان امور کا تعلق علم سے ہے۔ اس لیے تم پر لازم ہے کہ بقدر ضرورت باعمل اور پاکیزہ اعتقاد علماء کی خدمت میں حاضری کا موقع ہاتھ سے نہ جانے دو، اور جتنا ہو سکے دین وملت کی تحقیق میں لگے رہو۔ حقیقت کے ظہور کا دارومدار حق تعالیٰ کے جذب وکشش پر ہے، اور جذب وکشش اس پر موقوف ہے کہ حق تعالیٰ تم کو وصف محبوبی کے ساتھ قبول فرمائیں۔ اور یہ عنایت سید اولین وآخرین ﷺ کی ظاہراً اور باطناً اتباع سے مشروط ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَا تَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ (آپ فرما دیجیے کہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میرا اتباع کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے)

کلمہ ۴۹:

مکتوبات ہی میں ہے کہ:

ہمیشہ باوضو رہنا اور باوضو ہونے کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ (حرام) لقمہ سے احتیاط اور گناہوں سے بالکلیہ پرہیز کرنا چاہیے۔ غیبت، عیب جوئی، بندہ مومن کی خواہ آزاد ہو یا غلام تحقیر کرنے، مسلمان سے بغض و کینہ رکھنے اور کمزور لوگوں پر سختی کرنے سے اجتناب ضروری ہے۔ جن سے محفوظ ہوئے بغیر بنیاد عمل مضبوط نہیں ہوتی، اور اگر اتفاقاً ان امور میں خلل پیدا ہو جائے تو اس عمل کو ترک نہ کیا جائے، بلکہ توبہ و استغفار کر کے زیادہ سے زیادہ کوشش کی جائے تا کہ۔ ان الحسنٰت یذھبن السیات ۝ کا نور کامل ظاہر ہو جائے۔

کلمہ ۵۰:

یہ بھی مکتوبات میں ہے کہ آپ نے ایک عالم کو تحریر فرمایا:

نعوذ باللّٰہ من علم لا ینفع (اللہ ایسے علم سے جس سے کوئی نفع نہ ہو، پناہ میں رکھے)۔ آخرت شناس عالم پر لازم ہے کہ ان علوم کی تحصیل کے بعد، جو علم کے لیے ضروری ہیں۔ تمام عمر دل کی صفائی، اور نفس کے تزکیہ میں بسر کرے۔ کیونکہ بندے اور خالق عزشانہٗ کے درمیان کوئی پردہ سوائے وساوس و خطرات، مخلوق پر توجہ، خواہش نفس اور بے فائدہ آرزو کے نہیں ہے، جب کہ حق تعالیٰ تمام چیزوں سے زیادہ بندے کے قریب ہیں:

او بما از ما بسی نزدیک تر
داند آن کس کو ز خود وارد خبر

''حق تعالیٰ ہمارے وجود سے ہم سے بھی زیادہ قریب ہے، لیکن یہ حقیقت اسی کو معلوم ہے جو اپنے آپ سے باخبر ہے۔

محرومی اور دوری طرح طرح کے اندیشوں کے باعث ہے، اور اندیشوں کا پیدا ہونا بشری صفات میں سے ہے۔

کلمہ ۵۱:

ان ہی مکتوب میں ہے کہ:

’’باطن کو مہلکات سے چھٹکارا دلانے اور فارغ کرنے کا سب سے قوی ذریعہ یہ ہے کہ اپنے آپ سے آزاد ہو کر، رد و قبول کا مظہر بن کر دل کی توجہ پسندیدہ امور کی طرف رکھے۔ اس کی قبولیت باطن میں قبولیت پیدا کر دے گی‘‘

کلمہ ۵۲:

اس مکتوب کے آخر میں تحریر کیا ہے کہ:

ہر اس شخص کے ساتھ جس کے باطن میں معرفت الٰہی کی طلب نہیں ہے، صحبت نہ رکھو اور دنیا دار عالموں سے جو علم کو فخر کرنے اور زبان کی تیزی دکھانے کا وسیلہ بنائے ہوئے ہیں، اس طرح بھاگو جیسے آدمی شیر سے بھاگتا ہے۔ ہمیشہ اور مسلسل قُربِ الٰہی کا وسیلہ تلاش کرو، عبادات میں مشغول رہو اور سید کائنات ﷺ پر درود بھیجتے رہو اور بارگاہ الٰہی میں التجا کرو کہ: ’’بارالہا! میرے دل سے اپنے غیر کی آرزو نکال کر، لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار کا جلوہ دکھا دے!

کاری کہ در و منفعتی نیست مکن
یاری کہ در و معرفتی نیست بگیر

’’وہ کام جس میں نفع نہیں ہے، اسے نہ کرو۔ ایسے شخص سے دوستی نہ کر جسے معرفت حاصل نہیں ہے‘‘

کلمہ ۵۳:

اگر اچھی طرح غور کرو تو معلوم ہو گا کہ تم سے یہی طلب، نیاز مندی اور بیتابی مطلوب ہے۔ محبت کی انتہا یہ ہے کہ سوائے محبت کے کوئی مقصود نہ رہے:

عشق عاشق چو سر کشد بکمال
باشد از غیر عشق فارغ بال

عشق را قبلہ گاہ خود سازد
دل ز معشوق ہم پر دازد

''عاشق کا عشق جب حد کمال کو پہنچتا ہے تو وہ عشق کے غیر سے بے تعلق ہو جاتا ہے۔
وہ عشق ہی کو اپنا قبلہ گاہ بنالیتا ہے حتیٰ کہ اپنے دل کو بھی محبوب سے فارغ کر لیتا ہے۔ اس کو عین مراد میں مراد سے نامراد ہو جانا کہتے ہیں''

کلمہ ۵۴:

طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے اکابر کا ارشاد ہے کہ:

''ہمارے طریقے کی خصوصیت عزیمت کی پراگندگی اور خلل انداز فتور کے بغیر دوامی حضور اور آگاہی ہے، خواہ ذکر کی مشغولیت ہو یا توجہ اور رابطے کی حالت ہو۔ ہر حال کا مقصود اللہ تعالیٰ کے ساتھ حضوری ہے۔ جب حضور کی یہ کیفیت جس میں غیر اللہ کا خیال مزاحم نہ ہو تو اس حضور کو ''وجود عدم'' کہتے ہیں۔ اور جب یہ حال سالک کی استعداد بن جائے تو اسے ''مشاہدہ'' کہتے ہیں۔ جب باطن میں صفت حضور کا شعور باقی نہ رہے اور حقیقی فناء سے مشرف ہو جائے تو

اس مقام پر۔ **لایعرف اللّٰہ الا اللّٰہ** (اللہ کو سوائے اللہ کے کسی نے نہ جانا) کے معنی کی تحقیق ہوتی ہے۔ اس مقام پر نہ ارواح ہیں نہ اجسام، دیکھنے والا حق ہی کو دیکھتا ہے اس کے غیر کو نہیں دیکھتا‘‘

کلمہ ۵۵:

آپ کی بعض تحریروں میں درج ہے کہ:

’’بعضوں نے تجلیات الٰہی کو تین انواع میں تقسیم کیا ہے:

اول تجلی صوری ہے، اس کا تعلق مبتدیوں سے ہے۔

دوم تجلی معنوی ہے، اس کو متوسطین سے منسوب کرتے ہیں۔

سوم تجلی ذاتی ہے، یہ منتہی حضرات کا مقام ہے۔

اسی طرح بعضوں نے اسے چار انواع میں تقسیم کیا ہے وہ اس طرح کہ پہلی قسم کی دو قسمیں کر دی ہیں، اور ان کا نام ’’تجلی صوری‘‘ اور ’’تجلی نوری‘‘ رکھا ہے۔ بہرحال تجلیٔ الٰہی کے یہ انواع اور تقسیم ہمارے اکابر کے طریقے میں قطعاً نہیں ہیں۔ ہمارے حضرات اتحاد و حلول اور تشبیہ کی ہلاکت خیزیوں سے محفوظ ہیں‘‘

فصل:

ہمارے خواجہ قدس سرہ تمام تر عظمت، بزرگی اور کمال کے باوصف جو خدائے بزرگ و برتر نے آپ کو عطا فرمائے تھے، کبھی کبھی بمقتضائے **کلمینی یا حمیرا**[۱۲] جب چاہتے کہ نسبت حضوری میں کچھ سستی واقع ہو اور غفلت پیدا ہو، اور وہ بھی اس لیے کہ بشری خصوصیات برقرار رکھنے کے لیے غفلت بھی ضروری ہے۔ تو شعر کہنے کی جانب مائل ہو۔ تے، چونکہ ان اشعار میں بعض حقاق و معارف بیان ہوئے ہیں، اس لیے حضرت کی مثنوی سے چند اشعار بطور تبرک نقل کیے جاتے ہیں تا کہ ان اشعار کی برکت سے یہ کتاب عام لوگوں میں رواج پا جائے، نیز برگزیدہ حضرات کے قبول خاطر ہو:۔

چنین گویند دانایان اسرار
ز اصل و فرع هر معنی خبردار
که معشوق ازل در هر شعوری
ز غمازان نهان دارد ظهوری
سر هر ذره بینای جمال است
دل هر قطره دریای کمال است
شهود دوست پنهان هر دلی راست
هوای وصل هربی حاصلی راست
مدار بودش از نور شهود است
شهودش مایۂ چندین نمود است
ولی افگنده بر جانش حجابی
گرفتاری بهر خاکی و، آبی
شده بنیاد این دیوانه گشتن
پی هر رنگ و بو طفلانه گشتن
نهاده اصل این بازار و تزویر
نقوش علمی از هر سو نظر گیر
سرا سر رنگ این مرآت علم است
سراپا کشور آفات علم است
ز آسیب خیال و فکر و وسواس
رود برباد حسرت گنج انفاس

''اسرار الٰہیہ کے جاننے والے کہتے ہیں کہ اصل وفروع کے ہر معنی سے واقف ہونا چاہیں۔

محبوب ازل شعور کے ہر درجے میں غمازوں سے ظہور کو پوشیدہ رکھتا ہے۔

ہر ذرے کی آنکھ جمالِ حقیقی کو دیکھتی ہے، اور ہر قطرے کا دل کمال کا سمندر ہے۔

دوست کا شہود ہر دل سے پوشیدہ ہے، ہر بے حاصل کو وصل کی ہوس ہے۔

عالم کی ہستی کا انحصار نور شہود پر ہے۔ جو کچھ نظر آتا ہے اس کی اصل شہود ہے۔

بات یہ ہے کہ انسان کی جان پر پردہ ڈال دیا گیا ہے، وہ خاکی اور آبی جسم کی دید میں گرفتار ہے۔

اس کے دیوانے ہونے کی اصل حقیقت یہی ہے، ہر رنگ و بو کے پیچھے بچوں کی طرح دوڑتا ہے۔

نمودِ بے بود کی بنیاد ہنگامے اور فریب پر ہے، علم میں آنے والی صورتیں نظر کو گرفتار رکھتی ہیں۔

علم کا آئینہ رنگ ہی رنگ ہے، علم تمام آفتوں کا ملک ہے۔

خیال، فکر اور وسوسوں کے آسیب سے انفاس کا خزانہ برباد ہو جاتا ہے۔''

یہ بھی حضرت قدس سرہ کا کلام ہے:۔

بیانم را چو توفیقی رفیق است
بیارم آنچہ لا بد طریق است
گذشتن اول از خود شرط کار است
فراغ خویشتن بی اعتبار است

ہمہ لذات روحانی حرام است
حظوظ نفس ظلمانی کدام است
حجاب تست در راہ خرابات
چہ ذوق علم وچہ حظ مقامات
بران سوکز ہوس آزادہ باشی
مراد دوست را آمادہ باشی

’’جب توفیق الٰہی میرے بیان کے شامل حال ہے تو میں وہ باتیں بیان کرتا ہوں جو سلوک میں لازمی ہیں۔

سلوک کی پہلی شرط اپنے آپ سے گزر جانا ہے، یہاں اپنی ذات کا فراغ معتبر نہیں ہے۔

جہاں تمام روحانی لذتیں حرام ہوں وہاں نفس ظلمانی کی مسرتوں کی کیا حیثیت ہے۔

میخانہ (عشق) کی راہ میں ذوق علم ہو یا لذت مقامات، یہ سب پردے ہیں۔

اس جانب جانے کے لیے ہوا و ہوس سے رہائی حاصل کر، تب دوست کی عنایت تجھے قبول کرنے کے لیے آمادہ ہوگی‘‘

یہ بھی حضرت قدس سرہ کا کلام ہے:۔

حضور ذات اگر در خِلوتِ جان
بود بی پردہ کشف ذاتی است آن
دگر علمی بود علم حضوری است
ولی در پردہ کان امر ضروری است

دگر علم حصولی شد مقامش
تجلی معنوی وانند نامش
دگر در صورت مرئی کند روی
تجلی صوریش خوانند سخن گوی
دوجا لیکن ظہور ایں جمال است
یکی در حسن و دیگر در مثال است

''اگر خلوتِ جان میں جلوۂ ذات بغیر حجابات کے ہو تو وہ ''کشف ذاتی'' ہے۔
اور اگر ذات وصفات کی معرفت علمی ہے تو ''علم حضوری'' ہے لیکن اس کا پس حجاب ہونا ضروری ہے۔
جب یہ علم حصول کے درجہ میں ہو تو اسے ''تجلی معنوی'' کے نام سے جانتے ہیں۔
اگر یہ محسوس صورتوں میں نمایاں ہو تو اہل معرفت اسے ''تجلی صوری'' کہتے ہیں۔
لیکن تجلی صوری کا ظہور دو جہتوں سے ہوتا ہے: ایک حسن میں اور دوسرے مثال میں۔ [۱۳]

اگرچہ ہمارے خواص کا مرتبہ، آپ کے کشف وکرامات، جن کا یہاں ذکر کیا جا رہا ہے۔ بہت بلند ہے اور جس شخص نے آپ کی زیارت کی ہے یا آپ کی خدمت میں حاضر رہا ہے، اسے آپ کی ولایت میں کسی طرح کا شبہ نہیں ہے۔ اس لیے وہ کرامات وخارق عادات کا محتاج نہیں ہے۔ درحقیقت خواجہ عبداللہ انصاری قدس سرہٗ العالی کا قول جو انھوں نے اپنے زمانے کے اکابر اولیاء میں سے ایک بزرگ کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا، ہمارے حضرت خواجہ پر صادق آتا ہے:

> ''جو لوگ ان کرامات کا ذکر نہیں کرتے، وہ خود احوال و مقامات کی عظمت سے ناواقف ہیں۔ ان کا مرتبہ تو یہ تھا کہ حال و مقام ان کی مٹھی میں تھے''

حاصل کلام یہ ہے کہ ہمارے خواجہ کا وجود تمام تر کرامت تھا۔ اپنی کرامت اور خوارق کو پوشیدہ رکھنے کے جو طریقہ نقشبندیہ میں امر لازمی ہے آپ کی ذات سے اس قدر کرامات، خوارق عادات اور انفسی آفاقی تصرفات ظہور میں آتے تھے کہ ان کی تفصیل حد تحریر سے باہر ہے۔

علاوہ ازیں وہ حضرات جو آپ کی صحبت میں رہتے تھے اور جن پر آپ کی دنیا و مافیہا سے بے التفاتی کا پرتو پڑ چکا تھا، ان امور میں جن کی عوام میں بہت زیادہ قدر و قیمت ہوتی ہے۔ کبھی گرفتار نہیں ہوئے اور نہ وہ باتیں ان کے نزدیک کسی درجے میں قابل اعتبار تھیں۔ اس لیے انھوں نے یہ ضرورت محسوس نہیں کی کہ وہ آپ کی کرامات اور خوارق عادات کے واقعات معلوم کرتے۔

آپ کی ان کرامات میں سے جو خاص و عام میں مشہور ہیں، ایک یہ ہے:

ایک عزیز جو شہر کے صاحب اختیار لوگوں میں سے تھے، ان کی عمر پچاس سال کے قریب ہوگئی تھی لیکن شادی نہیں کی تھی۔ انھوں نے اپنے شیخ کے حکم کی تعمیل میں ایک دوشیزہ سے نکاح کر لیا۔ نکاح کے بعد بہت کچھ جتن کیے، دوائیں استعمال کیں، علاج معالجے کیے لیکن مقصد براری کی صورت پیدا نہ ہوئی، نہ کسی قسم کا فائدہ حاصل ہوا۔ تقریباً ایک سال اسی خلجان میں گزر گیا۔ آخر کار غیرت و حیا کے باعث ارادہ کیا کہ شہر چھوڑ کر چلے جائیں اور مسافرت اختیار کر لیں۔ آپ کو بھی ان کے ارادے کی اطلاع ہوئی تو ان کی بے چارگی پر رحم آیا اور ان کے حال پر افسوس کیا۔ ایک دن آپ کسی جگہ تشریف لے جا رہے تھے کہ اچانک وہ عزیز سامنے آ گئے۔ چونکہ وہ عالم بھی تھے، اس لیے آپ ان کی تعظیم کے لیے سواری سے اترے۔ وہ بھی نہایت نیازمندی سے پیش آئے اور آپ کے قدموں میں گر پڑے۔ آپ نے انہیں اٹھایا اور بغل گیر ہوئے۔ دو تین مرتبہ ان کو اپنے سینے سے لگایا اور اچھی طرح جکڑ لیا، پھر آہستہ سے ان کے کان میں فرمایا کہ: ''آج شب اپنی اہلیہ کے ساتھ رہنا''۔ ان عزیز کا بیان ہے کہ میں جب حضرت خواجہ سے جدا ہوا، اسی لمحے میں نے اپنی اندر قوت کا احساس کیا، گھر آ کر اہلیہ کو بتایا کہ ایک بزرگ نے ایسا فرمایا ہے اس نے میرا خوب مذاق اڑایا اور استہزا کیا۔ بہر حال آپ کے حکم کی تعمیل میں، میں نے خلوت کی اور کامیاب رہا۔

آپ کی کرامات میں سے ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ ایک دفعہ ایک بچہ فیروز آباد کے قلعے کی دیوار سے جس کی اونچائی نو قد آدم سے زیادہ ہے، دریا کی طرف گر پڑا۔ اس کے کان اور ناک سے خون بہنے لگا۔ سانس رک گیا اور وہ موت کے قریب پہنچ گیا۔ لوگ اس کی زندگی سے مایوس ہو گئے۔ اس بچے کی ماں بچے کو آپ کی خدمت میں لے آئی اور رونا دھونا شروع کر دیا۔ اپنی بے بسی کا واسطہ دیا۔ آپ نے اس کے حال پر شفقت فرمائی۔ کچھ دیر اپنے باطن کی جانب جو حق کی جگہ ہے، متوجہ رہے۔ اس وقت آپ کے ہاتھ میں کوئی کتاب تھی۔ اسے کھول کر فرمایا، اس کتاب سے ظاہر ہوتا ہے کہ بچہ زندہ رہے گا۔ آپ کے نفس کی برکت سے بچے نے صحت پائی۔

آپ کا دستور تھا کہ جب آپ چاہتے کہ کوئی تصرف یا خرق عادت ظاہر ہو تو کبھی اپنی ذات سے نسبت نہیں دیتے تھے بلکہ کسی کتاب یا قصے کے حوالے سے کرامات ظاہر فرماتے تھے۔ مثلاً کسی مریض میں تصرف کرنا چاہتے تو فن طب سے متعلق کتاب طلب فرماتے اور دوا تجویز فرماتے۔ اس دوران ''ہمت''[۱۴] مریض کی جانب مرکوز رکھتے۔ چنانچہ کبھی دوا کے استعمال کرتے ہی، اور کبھی دوا کے استعمال کرنے سے پہلے مریض صحت یاب ہو جاتا۔

خواجہ محمد عبد اللہ سلمہ اللہ آپ کے چھوٹے فرزند ہیں۔ کلام ربانی کے حافظ ہیں۔ حق تعالیٰ کے کرم اور فیض کے باعث ایام طفولیت ہی سے ہدایت کے آثار ان کی پیشانی سے عیاں ہیں۔ گیارہ سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ فرمایا اور اب جب کہ ان کی عمر شریف چودہ سال ہے، کامل استعداد کے ساتھ ''تلویح''[۱۵] پڑھ رہے ہیں۔ امید ہے کہ بہت کم عرصے میں ظاہری علوم کی تحصیل کے بعد، علوم باطنی سے آراستہ ہو جائیں گے۔ آمین! ان چھوٹے فرزند کی والدہ سے آپ کی خرق عادت کا ایک واقعہ سننے میں آیا ہے، آپ نے فرمایا کہ:

جب میں نکاح کے بعد آپ کے گھر آئی تو ابتدائی دنوں میں، آپ مختلف صورتوں میں مجھے نظر آتے۔ میں سخت حیران اور سہمی ہوئی رہتی تھی۔ ایک دن آپ کے ہاتھ میں آئینہ تھا۔ مجھ سے فرمایا کہ اس میں اپنا چہرہ دیکھو۔ میں اپنا چہرہ آئینے کے سامنے لائی تو آپ بھی اپنا چہرہ میرے چہرہ کے برابر لے آئے۔ میں نے آئینے میں ایک سفید ریش شخص کو دیکھا، اور پھر جب میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ اپنی شکل میں موجود تھے۔ میں نے جب دوبارہ آئینہ دیکھا تو آپ سفید ریش تھے۔ اسی گھبراہٹ میں میں نے کئی مرتبہ

آئینے اور آپ کی طرف دیکھا تو اس طرح آپکو دو صورتوں میں دیکھا۔ میں بہت پریشان اور خوفزدہ ہوئی۔ (میری یہ حالت دیکھ کر) آپ نے دریافت فرمایا: ''تم کیوں ڈرتی ہو''۔ میں نے عرض کیا کہ ''مجھے آپ کے ان کاموں سے خوف آنے لگا ہے۔ آپ مجھے نہ دکھائیں''۔ آپ نے تبسم فرمایا، اس کے بعد پھر ایسا واقعہ کبھی پیش نہ آیا۔

آپ کی کرامت کا ایک واقعہ ایک مخلص نے بیان کیا کہ جن دنوں آپ طالبوں کے احوال پر توجہ فرما رہے تھے۔ ایک مخلص کو، جس کے اسلاف چشتیہ سلسلے کے بزرگ تھے۔ ایسی بیماری لاحق ہوگئی کہ وہ موت کے قریب پہنچ گیا، اس میں اتنی بھی جان نہ رہی کہ بات کرسکے یا بول سکے۔ سب اس کی زندگی سے ناامید ہوگئے۔ میں نے آپکی خدمت میں اس کا حال عرض کیا۔ فرمایا: ''اس سے کہو کہ اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ اپنے بزرگوں کے سلسلے سے نسبت قایم کی جائے''۔ اس کے اس خیال سے ہمارے دل میں گرہ پڑ گئی اور غیرت اپنا کام کر گئی، اسے اپنے خیال سے توبہ کرنی چاہیے تاکہ اس ہلاکت سے گلوخلاصی ہو''۔ میں اس کے پاس گیا اور ساری حقیقت اس پر ظاہر کردی۔ اس نے اسی وقت توبہ کی، بہت شرمسار ہوا اور اپنے اندر خفت محسوس کی، کچھ دنوں بعد بالکل صحت مند ہوگیا۔

ہمارے حضرت خواجہ کے تصرفات میں سے ایک یہ ہے۔ ایک عزیز نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میری اہلیہ بیمار پڑ گئی۔ چونکہ مرض بہت سخت تھا مجھے اس کی صحت یابی کی امید کم تھی۔ میں نے آپ کی خدمت میں اس کا حال عرض کیا۔ فرمایا ''جاؤ اس کو چادر اوڑھا دو''۔ میں گھر آیا اور اہلیہ پر چادر ڈال دی، وہ اسی طرح بیہوش پڑی تھی، اچانک آپ اس کمرے میں، جس میں وہ پڑی تھی، داخل ہوئے۔ تھوڑی دیر کھڑے رہے، اس پر نظر ڈالی اور باہر تشریف لے آئے، میں بھی باہر آگیا اور آپ کو رخصت کرنے کے لیے تھوڑی دور تک ساتھ گیا۔ جب گھر واپس پہنچا تو بیوی کو تندرست پایا۔ اس کی طبیعت میں کسی طرح کی گھبراہٹ یا گرانی نہ تھی۔

آپ کے تصرفات میں سے ایک یہ ہے کہ ایک دفعہ حاکم شہر کے نائب نے آپ کے پڑوسی پر ظلم کیا۔ اس کا ارادہ تھا کہ اس کو گھر سے باہر نکال دے۔ جب آپکو اس بات کی اطلاع ہوئی تو آپ بے حد برافروختہ ہوئے اور بے تاب ہوکر نائب حاکم کے پاس گئے، اور اس ظالم سے فرمایا کہ: ''اس محلّہ میں فقراء آباد ہیں جہاں تک ہوسکے درگزر سے کام لو''۔ اس نے آپکے فرمانے کا کوئی اثر نہ لیا۔ اور شدت ظلم میں کوئی کمی نہ کی۔ آپکو اس کی اس حرکت پر بہت غصہ آیا اور باوجود اس کے کہ آپ آزار خلق پر تحمل فرماتے تھے۔

اس ہمسائے کا ستایا جانا برداشت نہ کر سکے۔ اور اس شخص سے جو آپکے ہمراہ گیا تھا، مخاطب ہو کر فرمایا ''ہمارے خواجگان بہت غیور ہیں اور کمال غیرت رکھتے ہیں''۔ اس مخلص کا بیان ہے کہ مجھے انتظار رہا کہ وہ ظالم کس مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے۔ کچھ عرصے بعد وہ چور کی رازداری کے جرم میں گرفتار کر لیا گیا اور بصد ذلت و رسوائی قتل کر دیا گیا۔ اس واقعے سے مولوی روم قدس سرہ کے بیان کردہ مضمون کی حقیقت ثابت ہوتی ہے:

بی ادب تنہا نہ خود را داشت بد
بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

''بے ادب شخص تنہا اپنی بدی میں مبتلا نہیں ہوتا بلکہ سارے عالم کو بے چین کر دیتا ہے''

ایک مخلص بیان کرتے تھے کہ ایک دفعہ آپنے مجھے طریقہ رابطہ بتایا، میرے دل میں خیال گزرا کہ میں آپکو کسی جگہ دیکھوں؟ معاً آپ نے مجھ پر نگاہ ڈالی اور مسکراتے ہوئے فرمایا: ایک دن خواجہ احرار قدس سرہ تشریف فرما تھے، اور اپنے چھوٹے فرزند خواجہ یحییٰ کو، جو ان کے منظور نظر تھے، طریق رابطہ بتا رہے تھے۔ خواجہ یحییٰ کے دل میں خیال آیا کہ میں ان کے روئے مبارک پر توجہ رکھوں یا آنکھوں پر''۔ خواجہ احرار کو کشف ہو گیا، انھوں نے اپنی شہادت کی انگلی دونوں ابروؤں پر رکھی۔ خواجہ یحییٰ سمجھ گئے کہ ان کا اشارہ دونوں ابروؤں کے درمیان توجہ رکھنے کا ہے۔

اس مخلص کا بیان ہے کہ جب آپ نے بہ طریق قصہ میری مشکل حل فرما دی اور میرے خیال پر مطلع ہو گئے تو میں سخت حیران و ششدر رہا۔ اس کے بعد میں نے طے کر لیا کہ آیندہ آپ کی مجلس عالی میں پراگندہ خیالات اور پریشان کن خطرات کی نگاہ داشت کروں گا۔

ایک مخلص نے آپ کے تصرف کا یہ واقعہ بیان کیا کہ ایک دفعہ میں متعدد اور مختلف قسم کے امراض میں مبتلا ہو گیا، مجھے اس صورت حال سے خوف آنے لگا، میں نے ارادہ کیا کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ بمشکل تمام خدمت عالی میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ کھانا تناول فرما رہے تھے۔ مجھے بھی کھانے میں شریک ہونے کے لیے کہا۔ میں نے عرض کیا کہ: ''حضرت! میرا یہ حال ہے''۔ مجھے قریب بلایا اور بائیں ہاتھ سے میری نبض دیکھی اور فرمایا: ''کوئی بات نہیں تم کھانا کھاؤ'' میں حکم تعمیل میں شریک طعام ہو گیا۔ اس دوران خود کو دم بدم بہتر محسوس کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہاں سے اٹھ کر باہر آیا تو بیماری کا کوئی اثر باقی نہ تھا۔

آپ کے ایک اور مخلص نے جن کے قول پر پورا یقین ہے۔ بیان کیا کہ رمضان کا مہینہ شروع ہو گیا اور آپ پر جسمانی ضعف اور بیماری کا اثر غالب تھا۔ ایک عزیز نے جن کا نام جلال الدین تھا اور جو حد درجے خوش الحان تھے۔ خواہش ظاہر کی کہ انھیں ختم قرآن شریف کی اجازت عطا ہو۔ انھوں نے پہلی شب چند سپارے پڑھے۔ آپ کا ضعف اور بڑھ گیا۔ لیکن آپ نے یہ پسند نہ فرمایا، کہ جماعت ترک ہو، چنانچہ طے فرمایا کہ جب تک صحت وقوت بحال ہو فی الحال تراویح میں، الم تر کیف، پڑھا جائے۔ بعد میں پورا قرآن سنا جائے۔ حافظ صاحب چاہتے تھے کہ تراویح میں قرآن جاری رہے۔ تا کہ وہ جلد از جلد ختم سے فارغ ہو جائیں، چنانچہ اسی بناء پر انھوں نے پہلی شب خاصے حصے کی تلاوت کی۔ دوسرے دن آپ نے حافظ صاحب سے مزاحاً فرمایا: ''تم نے ہمیں بیمار کر دیا''۔ پھر بھی وہ متنبہ نہ ہوئے اور تاخیر سے ختم قرآن پر راضی نہ ہوئے۔ جب آپ وہاں سے واپس ہوئے تو مسکراتے ہوئے اس مخلص سے جو اس واقعے کے راوی ہیں۔ فرمایا: ''اگر حافظ آج کی رات تلاوت کرے تو مردہے''۔ اسی وقت جب حافظ صاحب گھر پہنچے تو بیمار پڑ گئے۔ اور رمضان کا مہینہ بیماری میں گزر گیا، جب رمضان المبارک کا مہینہ ختم ہوا تو انھیں صحت ہوئی، یہ واقعہ جہاں تک ''حافظ تم نے ہمیں بیمار کر دیا'' ضبط تحریر میں آیا ہے، خود حافظ صاحب نے سنایا اور اپنی بیماری کا ذکر بھی کیا۔ بعض دوسرے عزیزوں نے بیان کیا کہ جب حافظ جلال بیمار پڑ گئے، تو ایک اور حافظ کو بھی یہی ہوس پیدا ہوئی، وہ بھی بیمار ہو گیا۔

ان ہی مخلص عزیز نے بیان کیا کہ آپکی وفات سے سات آٹھ ماہ بیشتر، جناب میاں شیخ احمد سرہندی جو آپ کے خلفاء میں سے ہیں۔ وہ اور بعض دوسرے عزیز آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔ محل کی خادمائیں، خواجہ عبید اللہ اور خواجہ عبد اللہ کو جو آپ کے فرزند تھے۔ اور جن کی عمریں اس وقت دو سال اور ڈیڑھ سال تھیں۔ (اب چودہ سال کے ہیں) آپ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئیں، خواجہ کلاں، خواجہ خورد سے چار ماہ بڑے ہیں چنانچہ آپ نے خود اس شعر میں دونوں کی تاریخ ولادت کا اشارہ کیا ہے:

مابین ظہور این دو گوہر
بگذشت چہار ماہ و اکثر

''ان دونوں گوہروں کی پیدائش کے درمیان چار مہینے یا زیادہ گزرے''

(جب خادمائیں صاحبزادوں کو لے آئیں تو) حضرت خواجہ نے باوجود اس کامل بے تعلقی کے جو حق تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی تھی، دونوں صاحبزادوں سے التفات فرمایا اور آخر میں حاضرین مجلس سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''یہ یتیم ہیں'' اس کے بعد بھی آپ نے اپنی زبان الہام بیان سے بعض موقعوں پر اسی طرح کی بات کہی۔

آپ کی کرامات اور آپ کے انفسی اور آفاقی تصرفات، جو یہاں تحریر ہوئے، ان سے بہت زیادہ ہیں۔ فی الوقت جو باتیں یاد آئیں اور ثقہ حضرات سے سنی تھیں، انھیں لکھنے کی جرأت کی گئی۔ یہ بھی حسن اتفاق ہے، **ولقد آتینا موسی تسع آیات بینات** (اور ہم نے موسیٰ کو کھلے ہوئے نو معجزے دیے) آپ کی نو کرامات ضبط تحریر میں آئیں اور نو خوارق سے جو زیادہ ہیں، وہ تصرفات انفسی کی قسم ہیں، آفاقی سے نہیں۔

آپ کے بعض اصحاب کا ذکر جنھوں نے اجازت کامل حاصل کی

اگرچہ ہمارے حضرت خواجہ قدس سرہ کے اصحاب میں سے اکثر حضرات صاحب ولایت تھے، اور آپ کی نظر عنایت کی بدولت مقامات تک پہنچ چکے تھے، لیکن وہ پہلے شخص جنھیں آپ نے ارشاد و ہدایت کی اجازت مرحمت فرمائی اور، جن کی توجہ نے مریدین میں اثر کیا، وہ جناب تاج العارفین میاں شیخ تاج تھے۔ ان کا وطن مالوف سنبھل تھا۔ جب کبھی شیخ تاج وہاں سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے، آپ ہی کے ہاں قیام کرتے، اور سعادتوں سے بہرہ ور ہوتے۔ جس وقت آپ نے شیخ تاج کو طالبوں کی تربیت کی اجازت مرحمت فرمائی، اس وقت ان کا حال اس درجے اثر انگیز ہو چکا تھا کہ جب چاہتے کسی بھی شخص کے باطن میں تصرف فرماتے، اور اسے عالم شعور سے عالم بے خودی میں لے جاتے، اور غیبت وفناء کے مرتبے تک پہنچا دیتے۔ چنانچہ حضرت خواجہ قدس سرہ کی حیات میں شیخ تاج کا دستور رہا کہ کچھ عرصے سنبھل میں گزار کر دہلی آجاتے، اور آپکے فیوض سے مستفیض ہوتے۔ شیخ کے بعض خواب جو انھوں نے سنبھل سے آپ کی خدمت میں تحریر کیے تھے، اور جن میں آپ کے واقعہ وفات کی جانب اشارہ تھا، کاتب حروف نے پڑھے ہیں۔ لیکن اس تحریر کے پہنچنے سے قبل آپ کا وصال ہو چکا تھا۔

مختصر یہ کہ شیخ تاج اکابر میں سے ہیں۔ حرمین شریفین کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے تھے۔ ہمارے حضرت خواجہ بھی شیخ سے غایت درجے کا التفات فرماتے تھے، جیسا کہ ان مکتوبات سے ظاہر ہوتا ہے جو آپ نے وقتاً فوقتاً شیخ کو تحریر فرمائے۔ ان ہی سے یہ مکتوب بطور شہادت یہاں پیش کیا جاتا ہے:

''برادر ارشد شیخ تاج الدین! دعائے مخلصانہ اور سلام مشتاقانہ قبول کریں اور صحرائے تعلق و گرفتاری کے عاجزوں کی جانب متوجہ ہوں۔

صد ملک دل بہ نیم نگہ می توان خرید
خوبان دریں معاملہ تقصیری کنند

''ایک نیم نگاہ کے بدلے سو ملکِ دل خریدے جا سکتے ہیں، محبوب اس معاملہ میں ہمیشہ غلطی کرتے ہیں''

عزیز من! مطلق ہدایت ما زاغ البصر و ما طغی[16] کے سائے میں ہے کہ سالک کا باطن ذات بحت کا گرفتار رہے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ باوجود حسرت دوری کے، تمام مقامات مشاہدات اور درجات سالک کی ہمت کے سامنے حقیر نظر آئیں۔

رِندی چند ند کس نداند چند ند
بر نسیہ و نقد ہر دو عالم خند ند

''رند کتنے ہیں، کوئی نہیں جانتا کتنے ہیں؟ ان کی شان تو یہ ہے کہ دونوں جہان ادھار یا نقد خریدنے پر راضی نہیں ہوتے بلکہ اس بات پر ہنستے ہیں''

اس حالت کا حامل، جذبے کی توفیق سے، اس حالت سے نکل کر مقام بندگی میں آتا ہے، اور اسم ''الغنی'' کا مظہر ہو جاتا ہے، اس کا فقر انتہا تک پہنچ جاتا ہے۔ الفقر اذاتم ھو اللہ[17] کا یہی مفہوم ہے۔ یہ حقیقت بغیر استغراق و جذبِ الٰہی کے بغیر اس معرفت کے، کہ یہ کشش اسی سے ہے، اور بغیر اس یقین کے کہ صورتِ کائنات اور اجسام عالم محض سراب ہے، منکشف نہیں ہوتی۔''

آپ کے نہایت عظیم اور کامل احباب میں سے ایک خواجہ حسام الدین احمد بھی ہیں۔ اس زمانے میں ان کا وجود شریف، سلسلہ شریفہ نقشبندیہ احراریہ باقیہ کی تنظیم کے حق میں رحمت اِلٰہی کا مظہر اور اس کے

استحکام کا باعث ہے۔ ان کی ذات سے اس سلسلے کو قبول عام حاصل ہوا۔ حضرت خواجہ کی وفات کے بعد آپ کے فرزندان صوری ومعنوی کی خیر خواہی اور آپ کے آستانے سے نسبت رکھنے والوں کی ظاہری اور باطنی تربیت جس قدر انھوں نے فرمائی، اس قدر خیر طلبی اور کوشش حضرت خواجہ کے خلفاء میں سے کسی سے ظاہر نہ ہوئی نہ شاید ہوگی۔ ان کی تربیت کی برکت سے مخدوم زادے مقام ہدایت پر فائز ہوے، اور امید ہے کہ آیندہ مزید ترقی کریں گے۔ اس خانوادے کی برکت اور جمعیت ان کی توجہ سے وابستہ ہے۔ میں ان کے مراتب عالیہ کیا بیان کر سکتا ہوں۔ (حقیقت یہ ہے کہ) ان کے پسندیدہ اوصاف و اخلاق، ان کی ذات وصفات کی خوبیاں، دنیا سے ان کی بے تعلقی، فنا ونیستی، صبر وتوکل، رضا وتسلیم اور وہ تمام خوبیاں جو اہل طریقت کے ہاں اعتبار رکھتی ہیں، ان کی ذات وصورت میں اس سے کہیں زیادہ ہیں کہ انھیں زمین وآسمان کے صفحات میں تحریر کیا جاسکے، وہ محاسن ومحامد کا مجموعہ ہیں۔

اپنی رحلت کے قریب ایام میں حضرت خواجہ نے چاہا کہ ان کو اپنا نائب مناب مقرر فرمائیں لیکن اپنی بلندی ہمت کے باعث انھوں نے انتہائی عجز ونیاز اور خاکساری کے ساتھ عذر کر کے معاملے کو رفع کیا۔ حضرت نے ان کے اس رویئے کو پسند کیا اور فرمایا: ”تم نے اچھا کیا کہ اس دوکان داری سے چھٹکارا حاصل کرلیا۔“

ایک صاحب سے جن کے قول پر مجھے اعتماد کلّی ہے، سننے میں آیا کہ ایک دن میں نے حضرت خواجہ سے آپ کے اصحاب کے احوال کے بارے میں فرداً فرداً دریافت کیا۔ آپ نے اپنی زبان مبارک سے ہر ایک کی تعریف کی، جب میں نے حضرت خواجہ حسام الدین کے متعلق سوال کیا تو آپ نے بڑے ذوق سے فرمایا، کہ: ”وہ ان تمام اوصاف کا جن کو ہم نے بیان کیا ہے مجموعہ ہیں“۔ ہمارے خواجہ نے بار بار فرمایا کہ: ”ہم نے محض ان کی خاطر تلقین وہدایت کا کام اختیار کیا“۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جیسی کچھ تربیت آپ نے خواجہ حسام الدین کی فرمائی، اس کے عشر عشیر مریدوں اور مخلصوں میں سے کسی ایک کی بھی جلالاً یا جمالاً نہیں فرمائی۔ اسی باعث خواجہ حسام الدین کو آپ کی ذات سے جو اخلاص ہے، اس پائے کا اخلاص شاید ہی کسی مخلص کو ہوگا۔ اسی ایک بات سے ان کی بزرگی وعظمت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے (اور حقیقت بھی یہی ہے کہ) مرید کے مرتبہ ہدایت کو پرکھنے کے لیے اخلاص سے بہتر کوئی کسوٹی نہیں ہے۔

ابتداء میں خواجہ حسام الدین امرائے سلطنت میں منسلک تھے۔ ان کے والد بھی بڑے امیروں میں شمار ہوتے تھے۔ چونکہ ان کی ذات میں ہدایت کا نور تھا۔ اور فطرت پاکیزہ تھی، اس لیے انھیں امیرانہ وضع

کے ساتھ زندگی بسر کرنا بار محسوس ہوتا تھا۔ جسے وہ طوعاً و کرہاً برداشت کر رہے تھے، لیکن جب حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور اپنے اختیار سے سب باتوں سے چھٹکارا حاصل کر لیا۔ دنیا سے بے تعلق ہو گئے، اور فقر و فاقہ اختیار کر کے فقراء کی طرح زندگی بسر کرنے لگے۔ چنانچہ اس روش کو اختیار کرنے کی وجہ سے بعض امیروں اور بادشاہ وقت کے ہاتھوں، (جو یہ چاہتے تھے کہ وہ پھر سے پرانی ڈگر پر آ جائیں) انھیں تکلیفیں بھی پہنچیں۔ بالآخر حضرت خواجہ کی توجہ سے تمام آفتوں اور بلاؤں سے محفوظ ہو گئے۔

ایک مخلص سے منقول ہے کہ بادشاہ کے مقربوں سے ایک شخص کو جسے آپ سے قرابت بھی تھی، یہ بات پسند نہ تھی کہ وہ قایم شدہ روش کو ترک کریں، اور اس امر کی کوشش کی کہ وہ پھر سے اپنے منصب پر آ جائیں، اور اسی ضد میں انھیں تکلیفیں بھی پہنچائیں۔ ایک دن خواجہ حسام الدین نے اپنے حالات حضرت خواجہ کی بارگاہ مقدس میں عرض کیے۔ حضرت خواجہ نے خواجہ احرار کا وہ قول جو انھوں نے ایک بے ادب کے بارے میں فرمایا تھا کہ: ''اس مردود کا کام چند دنوں میں درہم برہم ہو جائے گا'' نقل فرمایا، اس مخلص کا بیان ہے کہ مجھے یہ بات سن کر پورا یقین ہو گیا کہ بادشاہ کے مقرب کی شامت آنے والی ہے۔ چنانچہ یہی ہوا کہ چند روز گزرے تھے کہ سلطان اپنے مقرب سے کسی سبب کے اس حد تک خفا ہو گیا کہ اس کی جان کے لالے پڑ گئے۔ بالآخر ہلاکت سے تو بچ گیا لیکن بادشاہ کے حضور جو اعتبار اسے حاصل تھا وہ ختم ہو گیا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ جناب خواجہ حسام الدین، حضرت خواجہ محمد الباقی کی درگاہ ولایت منقبت کے محبوبوں اور مقبولوں میں سے تھے، اور آپ کے تمام اصحاب سے محبت و اخلاص کے ضمن میں انھیں امتیاز حاصل تھا۔ ان کی عظمت اور بزرگی کی تفصیل بیان کرنا کاتب حروف کے حوصلے سے باہر ہے۔

اللہ تعالیٰ کے کرم سے وہ اس شکستہ پر عاجز کے حال پر بے حد عنایت فرماتے ہیں۔ یہ عاجز اس بات سے ڈرتا ہے کہ لوگ جن کی عقل لباسِ ادراک سے عاری ہے، اس بات کو اغراض پر محمول کر کے خودستائی خیال کریں۔ اس گرفتار پر ان کی جو دلی عنایت اور ظاہری و باطنی توجہ ہے، اس کا اندازہ ان چند خطوط سے، جو انھوں نے مختلف اوقات میں اس مبتلائے دُنیا کو ارسال کیے، لگایا جا سکتا ہے۔ یہاں دو مکتوب بطور تبرک درج کیے جاتے ہیں جو انھوں نے اپنے دست مبارک سے تحریر فرمائے:

> ''برادر عزیز اور فرزند خوش نصیب میاں محمد صادق! بے ریا دوستوں کی مراد کے ساتھ اپنی آفرینش سے بہرہ ور ہو کر زمانے کی آفتوں

سے محفوظ رہیں۔ حضرت پیر دستگیر قدس سرہ' سے عنصری اور معنوی نسبت رکھنے والوں کی نیازمندی میں حد درجہ کوشش کرتے رہیں، اور اس باب میں ہرگز تساہل نہ کریں۔''

یہ خط اور دوسرا خط جو آگے تحریر کیا جا رہا ہے۔ ان دنوں موصول ہوے جب یہ عاجز دنیاوی معاملات کی کشاکش میں گرفتار تھا، اور اس کی تمنا تھی کہ ایسی معاش حاصل ہو جس کے باعث ظاہری اسباب میسر ہو جائیں۔ یہ صورت حال ان کے فیض اثر دل پر منکشف ہوگئی، اور انھوں نے اس عاجز کو اشارۃً اس داعیے سے منع فرمایا۔ ان کی توجہ اور التفات کی برکت سے معاً ساری پریشانی دور ہوگئی، اور دل کو اطمینان میسر ہوگیا۔ اس کیفیت میں یہ قصیدہ اپنے حسبِ حال نظم کیا، اور ایک عریضے کے ساتھ ان کی خدمت میں ارسال کیا:

من مست و لا اُبالی و رند و قلندرم
یعنی اسیر جام و صراحی و ساغرم
از فکر بای بیہدہ آسودہ گشتہ ام
پیوستہ در غم دگر و فکر دیگرم
قطع امید کردہ ام از مفرش حریر
خشت است بالش و خاک است بسترم[18]
دیروز اگرچہ بود ہزار آرزو بدل
امروز از ہزار یکی نیست در سرم
از جان ہوای مسند کیخسروی گزشت
درد دل نماند آرزوی ملک سنجرم
آن دلق حرص و آز برون کردم از بدن
این کسوت قناعت و فکر است در برم

دیں را بہ ہیچ کس پی دنیا نمی دہم
آں رانمی فروشم و ایں را نمی خرم
شکر خدا کہ چشم طمع دوختم ز خلق
فارغ ز منتِ فلک و چرخ چنبرم
در ملکِ فقر سکہ بنامم دُرست شُد
یعنی کہ ملک فقر بہ از ہفت کشورم
از گردش زمانہ تہی کیسہ نیستم
از دوستی آل محمد توانگرم
منّت خدای را کہ غلام محمدم
شکر خدا کہ بندۂ آل پیمبرم
آں خواجہ کہ ہر دو جہان شد طفیل او
در مدح او چگونہ رسد فکر قاصرم
نتواں نگاشت حرفی از اوصاف حضرتش
کاغذ اگر بود بمثل چرخ اخضرم
آں بہ کہ بعد ازین بہ ہزاراں امید عفو
روی نیاز بر در یاران او برم
بر رغم رافضی کہ زبانش بریدہ باد
از جان و دل محبّ ابوبکر و عمرم
بر رغم خارجی کہ نصیبش جہنم است
از بندگان درگہ عثمان و حیدرم

’’میں مست، بے پرواہ، رند اور قلندر ہوں، یعنی (حب الٰہی کے) جام، صراحی اور ساغر کا اسیر ہوں‘‘

مجھے بے ہودہ فکروں سے چھٹکارا مل گیا ہے، اب میں کسی اور غم کسی اور فکر میں ہوں۔

اب مجھے حریر کے بستر کی خواہش نہیں رہی۔ اینٹ مرا تکیہ اور خاک میرا بستر ہے۔

کل تک ہزاروں آرزوئیں دل میں تھیں، آج ہزار میں ایک میرے خیال میں نہیں ہے۔

کیخسرو کے تخت ہوس کی جان سے جاتی رہی۔ دل میں شاہ سنجر کے ملک کی آرزو نہیں ہے۔

میں نے حرص کی گدڑی بدن سے اتار دی ہے، اور فقر و قناعت کی پوشاک پہن لی ہے۔

دین کو دنیا حاصل کرنے کے لیے کسی کو نہ دوں گا، اُسے نہیں بیچوں گا، اِسے نہیں خریدوں گا۔

خدا کا شکر ہے کہ میں نے مخلوق سے اُمید قطع کر لی ہے، اب آسمان اور اس کے محیط کی منت سے فارغ ہو چکا ہوں۔

زمانے کی گردش سے میں مفلس نہیں ہوا، بلکہ آل محمد کی محبت سے مالا مال ہوں۔

خدا کا احسان ہے کہ میں محمد ﷺ کا غلام ہوں، اور آل نبی کا بندہ ہوں۔

وہ آقا جن کے طفیل مجھے دو جہان ملے، میری ناقص فکر آپ کی مدح کا حق کیوں کر ادا کر سکتی ہے۔

آنحضرت ﷺ کے اوصاف میں سے ایک حرف بھی تحریر نہیں ہو سکتا، خواہ آسمان کی مثل ہی کاغذ حاصل ہو جائے۔

اس کے بعد یہی بہتر ہے کہ بخشش کی ہزاروں امید کے ساتھ اپنے روئے نیاز آپ کے اصحاب کے آستانے پر رکھ دوں۔

رافضی کے برخلاف خدا اس کی زبان کاٹے، میں ابوبکر و عمر سے جان و دل سے محبت کرتا ہوں۔

خارجی کے برخلاف جس کا نصیب ہی دوزخ ہے، میں عثمان و علی کی بارگاہ کا غلام ہوں۔"

جب یہ عریضہ ان کے ملاحظے سے گزرا تو اس کے جواب میں یہ رقعہ عنایت فرمایا:

"اس برادر و فرزند خوش نصیب کا قصیدہ اور مکتوب ملا۔ بے حد مسرت ہوئی۔ استقامت مبارک ہو۔ ہمیشہ ان نغموں سے خیر خواہوں کو خوشحال کرتے رہو۔ اسی کے ساتھ یہ خبر بھی ملنی چاہیے کہ ہمارے پیر دستگیر کے اصحاب میں سے کسی سے (تمھارے) میل جول اور ہم نشینی سے تمام مریدین خوش ہوئے ہیں، اور اس صورت حال میں نفس و طبیعت سے کوئی مانع خلل انداز نہیں ہے۔ اس عزیمت کا استحکام اور اس مہم کا انجام عظیم بشارت ہوگی۔

شکر تنہا مخور باگل در آمیز
کہ در ترکیب باشد نفع بسیار

"خالی شکر نہ کھاؤ، اسے گلاب کے ساتھ ملا لو کیونکہ مرکب شے میں زیادہ نفع ہوتا ہے"

مگر ارباب دل رفتند و شہر عشق خالی
جہاں پُر شمس تبریز است کو مردی چو مولانا

"ایسا نہ کہو کہ اہل دل رخصت ہو گئے اور شہر عشق سونا ہو گیا ہے۔ عالم تو اب بھی شمس تبریز سے پر ہے لیکن مولانا جیسا مرد طلب گار کہاں ہے"

خبردار اہل صدق کی اس بارگاہ کے خورد و بزرگ سے مدد طلب کرو، اور نفس کو اندیشوں سے محفوظ رکھو، کیونکہ ان فکروں کے خاتمے کے لیے بزرگوں کی نگاہ توجہ سے تھوڑی مدد حاصل ہونا کافی ہے۔ اس ایک نظر سے تمام کائنات مقصود تک رہنمائی کرتی ہے۔

گویند کہ چوں رسد تدنی بکمال
گردد دو جہاں ز ترجمان مالا مال
چشم از ہمہ سو سرمۂ مازاغ کشد
گواش از ہمہ جانب شنود بانگِ تعال[19]

”کہتے ہیں کہ جب قربت کمال کو پہنچتی ہے تو دونوں جہان ترجمان سے مالا مال ہوجاتے ہیں“
آنکھ تمام اطراف سے سرمۂ ما زاغ کھینچتی ہے، اور کان ہر جہت سے ”آؤ“ کی صدا سنتے ہیں“

آپ کے نہایت کامل اصحاب اور عظیم خلفاء میں سے ایک میاں شیخ احمد سرہندی فاروقی ہیں۔ ان کی ظاہری و باطنی خوبیاں اور کمالات بے حد و حساب ہیں۔ بہت سے کامل اور فاضل حضرات ان کے رشتہ ارادت میں منسلک ہیں۔ شیخ کی بابرکت صحبت کے باعث ان حضرات کی پیشانی حال سے رُشد و کمال کے آثار نمایاں ہیں، بہت سے طالبین ان کی توجہ کی برکت سے خودی، خود پرستی اور بشری صفات کی تنگنائے سے نکل کر نیستی، نامرادی اور ولایت کے درجات تک پہنچ چکے ہیں۔ شیخ احمد کی عظمت و بزرگی کے عظیم شواہد وہ مکتوبات ہیں جو حضرت خواجہ نے انھیں وقتاً فوقتاً تحریر کیے ہیں۔

اگرچہ ہمارے خواجہ قدس سرہ کے زمانہ رحلت کے قریب شیخ احمد کا مشرب شیخ علاء الدولہ سمنانی کے مشرب سے موافقت سے مائل ہوگیا تھا، اور وہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہ کے معارف سے بری ہونے کا اظہار کر چکے تھے، اور حضرت خواجہ کی وفات کے بعد ان پر اس مشرب کا (علاء الدولہ سمنانی کا) بہت غلبہ رہا۔ لیکن جیسا کہ حضرت خواجہ نے اپنی زبانِ الہام بیان سے ارشاد فرمایا تھا۔ کہ ”بالآخر انھیں اس مقام کا مرتبہ معلوم ہوجائے گا“۔ اس پیش گوئی کے مطابق آج کل شیخ اس روش کی جانب کامل میلان رکھتے ہیں۔[20]

حاصل کلام یہ ہے کہ شیخ اس سلسلے کے برگزیدہ حضرات میں سے ہیں۔ انہوں نے طریقت کی استقامت، بدعت سے پرہیز اور شریعت کے التزام کو بہت اعلیٰ پائے تک پہنچایا۔ خود حضرت خواجہ نے بہتر سے طالبوں کو ان کی صحبت عزیز کے سپرد فرمایا۔

اس نفسانی کشاکش کے ہاتھوں درماندہ کو حضرت شیخ کی نسبت التفات حاصل ہے، اور کبھی کبھی اپنے مکتوبات سے اس عاجز کو سرفراز فرماتے ہیں۔ یہ مکتوب منجملہ ان مکتوبات کے ہیں جو انھوں نے اس مخلص کو اپنے دست مبارک سے تحریر فرما کر ارسال فرمایا:

مکتوب:

مکتوب مرغوب جو غلبہ محبت اور کمال الفت پر مبنی ہے، موصول ہوا۔ اللہ سبحانہٗ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے، اس جماعت کی محبت جو (شجر) معرفت کی شاخ ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ کے انعامات میں سے سب سے بڑا انعام ہے۔ کوئی شخص کس قدر خوش نصیب ہوگا جسے یہ نعمت میسر آتی ہوگی۔ شیخ الاسلام ہروی فرماتے ہیں:

''الٰہی! آپ نے اپنے دوستوں کے ساتھ کیسا معاملہ فرمایا ہے کہ جو ان کو پہچان لیتا ہے۔ وہ آپ کو پالیتا ہے۔ اور جب تک آپ کو نہیں پالیتا ان کو نہیں پہچانتا۔'' اس جماعت سے بغض رکھنا موجبِ ہلاکت ہے، اور ان پر طعن و ملامت کرنا دائمی محرومی کا باعث ہے۔ اللہ سبحانہٗ نے ہمیں اور تمھیں اس ابتلا سے سے بچالیا۔ شیخ الاسلام نے فرمایا ہے:

''الٰہی! جسے آپ تباہ کرنا چاہتے ہیں اسے ہمارا مخالف بنا دیتے ہیں۔''

بی عنایات حق و خاصان حق
گر ملک باشد سیا ہستش ورق

''حق اور خاصان حق کی عنایتون کے بغیر اگر کوئی فرشتہ جیسا بھی ہو تو اس کا ورق سیاہ ہے''

حضرت شیخ کے مکتوبات ان کی بارگاہ کے خادموں میں سے ایک صاحب نے جمع کیے ہیں، جن کی تعداد دو سو چالیس سے زیادہ ہے۔ ہر مکتوب طالبان ہدایت کے لیے گویا ایک کتاب ہے۔ ان مکتوبات میں جو حقایق و معارف بیان ہوے ہیں شاید ہی فن کی معتبر کتابوں اور رسالوں میں تحریر ہوے ہوں۔ مکتوبات کے علاوہ شیخ نے تصوف میں رسائل بھی تحریر فرمائے ہیں۔ یہ تمام رسایل رواج پا چکے ہیں۔ یہ گیارہ کلمات ان کے بعض رسالوں سے بطور تبرک نقل کیے جاتے ہیں۔ جن سے حضرت کے درجات کی بلندی، جس کے بیان کرنے کی استطاعت ہم عاجزوں میں نہیں ہے، مکشوف ہوتی ہے:

کلمہ ۱:

''پہلا دروازہ جو حق تعالیٰ نے اس فقیر پر کھولا، وہ ذوق یافت کا تھا، یافت کا نہ تھا، دوسری بار یافت میسر ہوئی اور ذوق یافت ناپید ہو گیا۔ تیسری بار جس صورت میں ذوق یافت ناپید ہوا تھا۔ یافت بھی مفقود ہو گئی۔ تو دوسری حالت کمال اور ولایت خاصہ کے درجے تک پہنچنے کی حالت ہے۔ تیسرا مقام تکمیل اور دعوت کے لیے خلق کی طرف رجوع کرنے کا مقام ہے۔ اور پہلی حالت صرف جذب کی جہت میں کمال ہے۔ سو جب اس کے ساتھ سلوک بھی شامل ہو جائے تو حالت ثانیہ، پھر حالت ثالثہ کا حصول مکمل ہوتا ہے۔ صرف مجذوب کے لیے جو سلوک سے مبرا ہے، دوسری اور تیسری حالت سے کوئی حصہ نہیں، اور کامل و مکمل مجذوب سالک یا سالک مجذوب ہے۔ ان دونوں کے سواء نہ کوئی کامل ہے نہ مکمل ہے۔ اے مخاطب! تم کوتاہی کرنے والے نہ بنو۔ **والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر البشر سیدنا محمد و آلہ الا طھر**

کلمہ ۲:

واما بنعمہ ربک فحدث (اور اپنے رب کے انعامات مذکورہ کا تذکرہ کرتے رہا کیجیے) یہ فقیر ایک دن اپنے اصحاب کے حلقے میں

بیٹھا ہوا تھا، اور اپنی خرابیوں پر نظر تھی۔ یہ نظر اس حد تک غالب ہوئی کہ میں نے اپنے آپکو اس وضع کے نامناسب خیال کیا۔ اسی حالت میں بمصداق **من تواضع للّٰہ رفعہ اللّٰہ**[21] اس عاجز کو خاک ندامت سے اور اس کے باطن میں یہ آواز القا ہوئی، **غفرت لک ولمن توسل بک بواسطه او بغیر واسطه الی یوم القیامه** (میں نے تجھے بخش دیا اور اسے بھی قیامت تک بخش دیا جو واسطے یا بغیر واسطے کے تیرا وسیلہ اختیار کرے) اور بار بار اس معنی سے اس حد تک نوازا کہ شک کی کوئی گنجائش نہیں رہی۔"

کلمہ ۳:

سیر الی اللّٰہ سے مراد اللہ جل شانہ کے اسماء میں سے اس اسم تک سیر ہے جو سالک کے تعین کا مبداء ہے اور **سیر فی اللّٰہ** سے مراد اس اسم کے اندر سیر ہے، جس کی انتہا بارگاہ ذات احدیت ہے، جو اسماء وصفات اور شئون واعتبارات سے مبرّا ہے۔ یہ تفسیر اس حیثیت سے درست ہوگی جب اسم مبارک "**اللّٰہ**" سے مراد مرتبہ وجوب ہو، جس میں اسماوصفات جمع ہیں، لیکن اگر اس سے اسم مبارک ذات بحت مراد لی جائے تو **سیر فی اللّٰہ** مذکورہ معنوں میں **سیر الی اللّٰہ** ہوگی۔ اس پر **سیر فی اللّٰہ** کا اطلاق نہیں ہوتا۔ کیونکہ انتہا کی انتہا کے نقطے میں سیر محال ہے۔ اس نقطے پر پہنچنے کے بعد بغیر توقف کے پھر عالم کی طرف واپسی ہوتی ہے۔ اسے **سیر عن اللّٰہ باللّٰہ** سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ ایسی معرفت ہے جو نہایت النہایت کے واصلوں سے مخصوص ہے، اس فقیر کے علاوہ اولیاء میں سے کسی نے بھی اس معرفت کے بارے میں کلام نہیں کیا ہے۔ **اللّٰہ یجتبی الیہ من یشاء**[22] (اللہ اپنی طرف جس کو چاہے کھینچ لیتا ہے)۔

کلمہ ۴:

کمالات ولایت کے مختلف درجے ہیں۔ کچھ لوگ ہیں جو ولایت کے درجات سے استعداد حصول کا ایک درجہ رکھتے ہیں۔ بعض دو درجے استعداد کے حامل ہیں۔ کسی جماعت کی تین درجے استعداد ہے۔ کسی گروہ کی قابلیت چار درجے ہے، اور کچھ لوگ ہیں جو پانچ درجے استعداد رکھتے ہیں۔ لیکن ایسے لوگ بہت کم ہیں۔ ان پانچ درجات میں سے پہلا درجہ تجلی افعال سے، اور دوسرا درجہ تجلی صفات سے وابستہ ہے۔ باقی کے تین درجے علی الترتیب فرق کے ساتھ تجلیات ذاتیہ سے مُربوط ہیں۔ اس فقیر کے بیشتر مریدین تیسرے درجے سے مناسبت رکھتے ہیں۔ ان سے کم چوتھے درجے سے، اور معدودے چند پانچویں درجے سے مناسبت رکھتے ہیں، جو ولایت کا آخری درجہ ہے۔ اس فقیر کے نزدیک وہ کمال جو معتبر ہے ان تمام درجات سے ماورا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے زمانے کے بعد اس کمال کا ظہور نہیں ہوا۔ فوقِ کمال جذبہ وسلوک ہے۔ ان شاء اللہ آنے والے دور میں اس کمال کا ظہور حضرت مہدی کی ذات میں ہوگا۔''

کلمہ ۵:

حقیقت قرآن اور حقیقت کعبہ ربانی، حقیقت محمدیہ سے بالاتر ہیں (اس کے مظہر پر صلوۃ وسلام ہو) لہذا حقیقت قرآن، حقیقت محمدیہ کی امام ہوئی، اور حقیقت کعبہ ربانی، حقیقت محمدیہ کی مسجود ہوئی۔ اسی طرح حقیقت کعبہ ربانی، حقیقت قرآن سے برتر ہے۔ اس مقام پر تمام تر بے صفتی اور بے رنگی ہے۔ شئون اور اعتبارات کی اس مقام میں گنجائش نہیں ہے۔ اس بارگاہ میں تنزیہہ وتقدیس کی مجال نہیں ہے۔

آنجا ہمہ آنست کہ برتر ز بیان ست

اس مقام پر جو کچھ ہے اس کا بیان کرنا محال ہے۔

یہ ایسی معرفت ہے کہ اہل اللہ میں سے کسی نے اس کے بارے میں لب کشائی نہیں کی، اور اس معرفت کے حوالے سے، انھوں نے رمز و اشارے کے پیرایے میں بھی کوئی گفتگو نہیں کی۔ اس فقیر کو اس معرفتِ عظمیٰ سے مشرف فرمایا گیا، اور ہم جنسوں میں ممتاز کیا گیا ہے۔''

کلمہ ۶:

''آدمی جب تک علم و دانش میں گرفتار اور ما سویٰ کے نقوش سے منقش ہے، خوار و بے اعتبار ہے۔ ما سویٰ کو فراموش کر دینا طریق کی شرط ہے، اور فنائے کُلی اگلا قدم ہے۔ جب تک باطن کے آئینے سے ممکن کا زنگار دور نہیں ہوتا، واجب کا ظہور محال ہے کیونکہ تمام ممکنات کے علوم وجوبی معارف کے سامنے ایسے ہیں جیسے اضداد کا مجموعہ ہوتا ہے۔

کلمہ ۷:

اولیاء اللہ کے قبے ان کی بشری صفات ہیں۔ سارے انسان جن جن چیزوں کے محتاج ہیں، یہ حضرات بھی ان کے محتاج ہیں۔ ان کی ولایت کو احتیاج سے چھٹکارا نہیں، اور ان کا غصہ بھی تمام لوگوں کی طرح کا غصہ ہوتا ہے۔ جب کہ سید الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات فرماتے ہیں: ''**اغضب کمابغضب البشر**''[۲۳] تو اولیاء کی کیا حیثیت ہے۔ اسی طرح یہ حضرات کھانے پینے میں، اہل و عیال کے ساتھ زندگی گزارنے، اور ان کے ساتھ اُنس و محبت میں، دوسرے تمام انسانوں کے ساتھ شریک ہیں۔ جسمانی ضروریات جو لازمہ بشریت ہیں، عوام اور خواص سے زائل نہیں ہوتی ہیں۔ حق تعالیٰ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کی شان میں فرماتا ہے۔ **وَمَا جَعَلْنٰهُمْ**

جَسَدًا لَّا یأ کلون الطَّعَامَ اور ہم نے ان رسولوں کے ایسے جسم نہیں بنائے تھے جو کھانا نہ کھاتے ہوں۔ اور ظاہر بیں کفار کا اعتراض تھا، مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْکُلُ الطَّعَامَ وَیَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ۔ یعنی اور یہ کافر لوگ (رسول اللہ ﷺ کی نسبت) یوں کہتے ہیں کہ ''اس رسول کو کیا ہوا کہ وہ ہماری طرح کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے''۔ پس جس کسی نے اہل اللہ کے ظاہر پر ہی نظر رکھی وہ محروم رہا، اور دنیا اور آخرت کا نقصان اس کا مقدر بن گیا۔ اسی ظاہر بینی کے باعث ابوجہل اور ابولہب دولت اسلام سے محروم کر دیے گئے، اور ابدی خسران میں ڈال دیئے گئے (اس اعتبار) سے سعادت مندوہ ہے، جس کی نظر اہل اللہ کے ظاہر تک محدود نہ رہی۔۔ اس کی وحدت نظر ان بزرگوں کی صفات باطنہ میں نفوذ کر گئی اور ان کے باطن پر مذکور رہی۔ **فهم کنیل مصر بلاء للمحجوبین وماء للمحبوبین** (پس وہ مصر کے دریائے نیل کی طرح ہیں جو محجوبوں کے لیے آزمائش ہے، اور محبوبوں کے لیے آب حیات ہے)۔

کلمہ ۸:

جو کچھ عقل و مشاہدے میں آتا ہے وہ مقید ہے، اور اطلاق کی خالصیت سے نچلے درجے میں ہے۔ اور مطلوب وہ ہے جو تمام قیود سے منزّہ اور مبرّا ہو۔ پس اس حقیقت کی جو دید و دانش سے ماوراء ہے، جستجو کرنی چاہیے۔ اور یہ معاملہ عقل کے طور نظر سے باہر ہے۔ کیونکہ عقل ہر اس حقیقت کو جو علم و مشاہدے سے ماوراء ہو، محال تصور کرتی ہے۔

راز درون پردہ ز رندان مست پرس
کیں حال نیست صوفی عالی مقام را

''درون پردہ راز معلوم کرنا ہے تو مست رندوں سے پوچھو، صوفی کیا بتا سکے گا اس کا یہ حال ہی نہیں ہے''

کلمہ ۹:

بعض مشائخ قدس اللہ اسرارہم نے فرمایا ہے:

''جس نے اللہ کی معرفت حاصل کر لی اسے کوئی گناہ نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ وہ گناہ بھی جو معرفت سے پہلے اس سے سرزد ہوا کیونکہ اسلام لانا جو کچھ اسلام سے پہلے تھا، اسے ختم کر دیتا ہے۔ اور اسلام کی حقیقت صوفیہ کے طریقے پر فنا اور بقا کے بعد حق تعالیٰ کی معرفت ہی ہے۔ پس اس معرفت کا حصول ان تمام گناہوں کو ختم کر دیتا ہے، جو اس سے پہلے سرزد ہوئے تھے۔

کلمہ ۱۰:

یادداشت سے مراد ذات تعالیٰ وتقدس کا دوامی حضور ہے۔ یہ حقیقت قلب کی جامعیت کے واسطے سے کبھی کبھی اہل دل کے تخیل میں آتی ہے۔ کیونکہ جو کچھ کلیّت انسان میں ہے، وہی کچھ تنہا قلب میں ثابت ہے، فرق صرف اِجمال وتفصیل کا ہے۔ چنانچہ مرتبہ قلب میں بھی ذات تعالیٰ وتقدّس کا دوامی حضور میسر ہے لیکن یہ خوبی یادداشت کی صورت ہے، یادداشت کی حقیقت نہیں ہے۔

کلمہ ۱۱:

''شیخ کی نظر میں قبول ہونا سعادت اور رد ہونا بدبختی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے پناہ میں رکھے۔ حق سبحانہٗ کی رضا شیخ کی رضا میں پوشیدہ ہے۔ جب تک مرید، اپنے آپ کو مرضیات شیخ میں گم نہ کر دے، اسے حق سبحانہٗ کی رضا حاصل نہیں ہوسکتی۔ شیخ کو تکلیف پہنچانے سے مرید آفت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ ہر قسم کی ذلت کا تدارک ممکن ہے لیکن شیخ کے آزار کا کوئی تدارک نہیں ہوسکتا۔ مرید کے لیے آزار پیر

> شقاوت کی اصل ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے پناہ میں رکھے۔ عقاید میں خلل اور احکام شرعیہ میں فتور اس کے نتائج وثمرات ہیں۔ شیخ کو آزار پہنچانے کے باوصف کسی شخص میں احوال ومواجید کا اثر، جو ایک باطنی معاملہ ہے، اگر باقی رہتا ہے تو اسے استدراج[۲۴] خیال کرنا چاہیے، جو بالآخر اسے تباہی کی طرف لے جائیگا۔ اور سوائے نقصان کے کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوگا۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی (اور ایسے شخص کے لیے سلامتی ہے جو (سیدھی راہ پر چلے)۔

آپ کے عظیم خلفا میں سے ایک جناب میاں شیخ الہٰ داد ہیں جو فنا ونیستی کی صفت سے موصوف، اور بیخودی اور استغراق کی کیفیت سے معروف ہیں۔ یہ حضرت خواجہ کے بہت ہی سابق اور قدیم مریدین میں سے تھے۔ اہل خانقاہ اور مسافروں کی خدمت ان سے متعلق تھی۔ یہی نہیں بلکہ حضرت خواجہ کے دنیاوی امور کے وکیل مطلق بھی تھے۔ ان ہی کی تگ ودو سے دنیاوی معاملات کی تکمیل ہوتی تھی۔ ان تمام کاموں میں مصروفیت کے باجود شیخ اللہ داد باطنی نسبت اور معنوی شغل سے غافل نہ ہوتے۔ شیخ کے پسندیدہ اوصاف واخلاق ظاہر وباہر ہیں، اور کسی منصف مزاج سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ ان کی زبان سے کسی شخص کی غیبت یا لایعنی بات کبھی نہ سنی گئی۔ وہ اس قسم کی تمام مذموم باتوں سے پاک اور اچھے اخلاق سے آراستہ تھے۔

حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ان سے بہت زیادہ التفات تھا، جیسا کہ ان خطوط سے، جو آپ نے وقتاً فوقتاً تحریر فرمائے، معلوم ہوتا ہے۔ ان ہی میں سے یہ مکتوب ہے جو حضرت خواجہ نے ان دنوں میں تحریر فرمایا تھا، جب آپ سیر ولایت کی طرف متوجہ تھے:

> ”برادر ارشد میاں شیخ الہٰ داد اپنے معتقد اور دعا گو کی توجہ اور فاتحہ سے امداد فرماتے رہیں۔ طور طریق کی اس پراگندگی اور بے استقامتی کے ہوتے ہوئے یہ بات ہم کو زیب نہیں دیتی کہ ہم مسائل تصوف پر گفتگو کریں اور طریق انجذاب کے دقایق اور منتہائے کشف کے حقایق تحریر کریں۔“

از خود بطلب ہر آنچہ خواہی ہستی[۲۵]

> البتہ ایک وصیت تم کو کرتا ہوں۔ تمہیں چاہیے کہ اس سے کبھی غفلت نہ کرو، اور وہ یہ ہے کہ ہماری طرح دشت پیمائی اور ہرزہ گروی نہ کرو، اور خود کو اپنی نسبت سے پیوستہ کرلو اور اس تعلق کو عزیز رکھو کہ یہ کبریت الاحمر سے بھی زیادہ عزیز ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بہت سے عالم، فاضل اور صالح حضرات رہتے تھے۔ آپ کے طریقہ خاص کو علماء‘ فضلاء اور مشائخ نے اختیار کیا اور آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوے۔ اور آثار برکات کا مشاہدہ کیا۔ اگر میں ہر بزرگ کا حال علیحدہ علیحدہ تحریر کروں تو یہاں اس کی قطعی گنجایش نہیں ہے۔ اتمام رسالے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔

والصلوٰۃ علیٰ خیر الا نام وعلیٰ آلہ واصحابہ العظام.

بندہ گناہ گار شرمسار محمد صادق عفی اللہ سبحانہ عنہ، عرض کرتا ہے کہ جمعہ ۲۳/ رجب المرجب کو اس رسالے کی تحریر سے، جس میں دہلی کے بعض مشائخ اور سلاطین کا ذکر ہے، فارغ ہوا، چونکہ اس سلسلہ کی تحریر کا اصل مقصد خواجہ کے مجمل حالات بیان کرنا تھا۔ اس رسالے کے آخر میں ایک مربع جو اس انفسی و آفاقی تصرف کی حامل ذات بابرکات کی رحلت کے قریب ایام میں، کہ طبیعت پر سوز و گداز کا اثر تھا، کاتب حروف نے آپ کی منقبت میں لکھا، یہاں اس کا درج کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

خواجہ زندہ دلان خواجہ محمد باقی
واقف سر نہان خواجہ محمد باقی
پادشاہ دو جہان خواجہ محمد باقی
سبب امن و امان خواجہ محمد باقی
مہر و مہ مقتبس از پرتو انوار ویست
نہ فلک دائرہ نقطہ پرکار ویست
از فلک می گزرد کوکبہ شاہی او
رفتہ جائی کہ ملک ماندہ ز ہمراہی او

جای آنست کہ از مرتبۂ جاہی او
شیر گردوں کند اقرار برو باہی او
از جمال رخ او شد ہمہ دہلی پُر نور
شعلہ ز آتش وی بود تجلی بر طور
وای آن دل کہ در و فکر و خیالش نبود
آرزو مند و گرفتار جمالش نبود
روز و شب در غم و اندوہ و ملالش نبود
دمبدم طالب و خواہان وصالش نبود
خستہ بادا جگری کان ہدف تیرش نیست
بستۂ سلسلۂ حلقۂ زنجیرش نیست
من کہ بی حاصلم و رندم و رسواء و دغل
نیست نقدی بکف دست من از علم و عمل
بندۂ حلقہ بگوش ویم از روز ازل
غیر او ہر کہ بود کردم از و قطع امل
یا رب از بادۂ مستانہ وی مستم کن
دربغل جام و صراحی بکف دستم کن
بکن از جرعۂ خم خانہ وی مست مرا
عقل و ہوش و خرد من بیراز دست مرا
ساز در حلقۂ آن سلسلہ پا بست مرا
بر سر راہ خرابات بکن پست مرا

ای خوش آں کس کہ پی تر بیتش روح توشد
مرہم آلودہ بہ آن دل کو نہ مجروح توشد
چشم لطفی ز تو دارم طمع ای مایہ ناز
سوی من بنگر و یک لحظہ بحالم پرداز
میتوانی کہ نجاتم دہی از سوز و گداز
رحم کن رحم خلاصم دہ و آزادم ساز
یک نگاہی دگر امروز بکارم فرمای
بادۂ لطف خودم بخش و خمارم بر بای
ای شہنشاہ جہان از تو مدد می خواہم
راہ بنمای کہ آوارہ ام و گمراہم
با کہ گویم غم خود بندۂ ایں در گاہم
از کہ جویم مددی چاکر شاہنشاہم
نیست غیر از تو مرا ہیچ کسی پشت و پناہ
دست من گیر و بردن آر ازین ظلمت چاہ
ای چمن برگ گلستان جمالت خورشید
مطرب بزم گہ عیش وصالت ناہید
زائر کعبۂ درگاہ جلالت امید
صد چومن حلقہ بگوشان کمالت جاوید

تا بکی در بدر و مائل ہر سو باشم
چند آوارہ و سرگشتہ ہر کو باشم
وقت آنست کہ آشفتہ و دیوانہ شوم
لای می در کشم و ساکن میخانہ شوم
کنج بگزینم و چوں چند بویرانہ شوم
رو بصحرا کنم و از ہمہ بیگانہ شوم
وہ کہ از دست من خستہ نمی آید ہیچ
از عدم نامدمی ای کاش درین ہیچا ہیچ

خواجہ محمد باقی زندہ دلوں کے سردار ہیں، وہ راز حقیقت سے آشنا ہیں، دونوں جہان کے بادشاہ اور امن وراحت کا منبع ہیں، چاند اور سورج نے ان کے انوار کے پرتو سے روشنی حاصل کی ہے، نو آسمان ان کے نقطہ پرکار کا دائرہ ہیں۔ ان کا شاہانہ جلوس آسمان سے گزرتا ہے، وہ اس مقام تک پہنچے ہیں کہ فرشتہ ان کی ہمراہی سے عاجز ہے، وہ ایسا مقام ہے کہ ان کے مرتبۂ شان کے آگے شیر گردوں اپنی روباہی کا اقرار کرتا ہے، ان کے چہرے کے جمال سے دہلی پرنور ہوگئی، طور کی تجلی ان کی آتش کا ایک شعلہ ہے۔ اس دل پر افسوس ہے جس میں اس کی یاد نہ ہو، جو ان کے جمال کی آرزو میں گرفتار نہ ہو۔ رات دن ان کے عشق کے غم میں تڑپتا نہ ہو، اور دمبدم ان کے وصال کا خواہشمند نہ ہو، وہ جگر جو ان کے تیر کا ہدف نہ ہو، اور ان کے حلقہ زنجیر میں جکڑا نہ ہو، خستہ ہو جائے۔ میں جو کہ ایک فضول قسم کا رند اور تباہ حال ورسواء شخص ہوں، میری گرہ میں علم وعمل کی کوئی پونجی نہیں ہے ازل سے ان

کا حلقہ بگوش غلام ہوں، اور ان کے غیر سے امید قطع کر لی ہے۔ الٰہی! ان کے شراب مستانہ سے مجھے مست کر دے۔ میرے دل میں ان کے عشق کا جام انڈیل دے، اور میرے ہاتھ میں ان کی محبت کی صراحی دے دے۔ ان کے شراب خانے کی گھونٹ سے مجھے مست کر دے، مجھ سے عقل وخرد وہوش چھین لے، میرے پاؤں ان کے سلسلے کے حلقہ میں جکڑ دے، میخانے کے راستے میں مجھے ذلیل ورسواء کر دے، وہ شخص کتنا خوش نصیب ہے، جس کی تربیت آپ کی روح نے کی، وہ دل جو تیرا مجروح نہیں ہے، مرہم آلودہ رہنے کا سزاوار ہے۔ اے مایہ ناز، میں تیری چشم لطف کی طمع رکھتا ہوں، ایک لحظہ میری جانب نگاہ کر اور میرا حال بہتر کر دے، تو مجھے سوز وگداز سے نجات دے سکتا ہے، مجھ پر رحم کر اور قید سے چھڑا کر آزاد کر دے، آج مجھے میرے مقصود تک پہنچا دے، اپنی شراب لطف مجھے عطا کر اور میرا خمار مٹا دے۔ اے شہنشاہ جہاں میں تجھ سے مدد کا طالب ہوں، میں آوارہ اور گمراہ ہوں، مجھے راہ دکھا، میں اس درگاہ کا غلام ہوں، کس سے اپنا غم بیان کروں، میں شہنشاہ کا غلام ہوں کس سے مدد مانگوں، تیرے سوا اور میرا کوئی سہارا نہیں ہے، میرا ہاتھ پکڑ کر ظلمت کے کنوئیں سے نکال دے۔ اے چمن! خورشید تیرے گلستان کا ایک پتہ ہے، ناہید تیرے عیش وصال کی بزم کی مطرب ہے، امید تیرے جلال کے کعبہ درگاہ کی زائر ہے۔ مجھ جیسے ہزاروں تیرے لازوال کمال کے حلقہ بگوش ہیں، میں کب تک در بدر پھرتا رہوں، کب تک ہر کوچے میں آوارہ اور سرگشتہ رہوں۔ یہ وقت ہے کہ میں تیرا آشفتہ اور دیوانہ ہو جاؤں، تلچھٹ پی کر میخانے میں ڈیرہ ڈال دوں، چغد کی مانند ویرانے کے گوشے میں رہنے لگوں، صحرا کی جانب نکل جاؤں

اور ہر ایک سے بیگانہ ہو جاؤں، ہائے افسوس! میرے زخمی ہاتھوں سے کچھ بن نہیں پاتا، اے کاش! اس حقیر حالت میں، میں عدم سے وجود میں نہ آتا۔''

☆......☆......☆

حواشی:۔

۱......اویسی نسبت یہ ہے کہ کسی بزرگ کو کسی بزرگ کی روحانیت سے، جن سے ان کی ملاقات نہ ہوئی ہو، باطنی فیض حاصل ہو، جیسے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ جنھوں نے سرکار دو عالم ﷺ کی اگر چہ زیارت نہیں کی لیکن سرکار دو عالم ﷺ سے بے پناہ محبت کے وسیلے سے، آپکے فیض عالی سے مستفیض ہوے، اسی لیے اہل طریقت اس نسبت اور تعلق کو اویسی کہتے ہیں یعنی بالمشافہ ملاقات کے بغیر فیض روحانی سے مستفیض ہونا۔ (ارزش میراث صوفیہ ص ۹۶)

۲......حضرت خواجہ یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے ''رسالۂ ابدالیہ'' میں وضاحت فرمائی ہے۔

> شیخ المشائخ علاء الدولہ سمنانی قدس سرہ یکی از کبراء طریقت گفتہ اند کہ مشاہدہ کردم در غیب جماعتی پاکاں را، سلام کردم برایشاں وایشاں مرا جواب گفتند، از ایشاں پرسیدم کہ شمارا چہ نسبت است، گفتند ما صوفیاءیم وطبقات ماہفت است الطالبین، المریدین، السالکین، السائرین، الطاہرین، الواصلین ومرتبہ ہفتم ازاں قطب است ووی یکی است در ہر وقتی۔
>
> ''شیخ المشائخ علاء الدولہ قدس سرہ' جو اہل طریقت کے اکابرین میں سے ہیں، فرماتے ہیں کی میں نے غیب میں پاک لوگوں کی ایک جماعت کو دیکھا، میں نے سلام کیا، انھوں نے بہت اچھا جواب دیا، پھر میں نے پوچھا کہ آپ لوگوں کی نسبت کیا ہے، انھوں نے کہا ہم صوفی ہیں، اور ہمارے سات طبقے (درجات) ہیں۔ طالبین، مریدین، سالکین، سائرین، طاہرین، واصلین، ساتواں مرتبہ قطب ہے اور وہ ہر زمانے میں ایک ہوتا ہے۔''

(رسالہ ابدالیہ، یعقوب چرخی، اسلام آباد ۱۳۹۸ھ ص ۱۸/۱۷)

۳......حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ مکتوب ۴۲، دفتر دوم میں فرماتے ہیں: (ترجمہ پیش خدمت ہے)

’’جب سالک نیت کو درست اور خالص کر کے اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہوتا ہے، اور سخت ریاضتیں اور مجاہدے اختیار کرتا ہے، اور تزکیہ پا کر اس کے اوصاف رذیلہ اخلاق حسنہ سے بدل جاتے ہیں، اور توبہ وانابت اس کو میسر ہو جاتی ہے، اور دنیا کی محبت اس کے دل سے نکل جاتی ہے، اور صبر وتوکل و رضا حاصل ہو جاتے ہیں، اور اپنے حاصل شدہ معانی کو درجہ بدرجہ ترتیب وار عالم مثال میں مشاہدہ کرتا ہے، اوز اپنے آپ کو بشریت کی کدورتوں اور کمینہ صفتوں سے پاک وصاف دیکھتا ہے تو اس کا سیر آفاقی تمام ہو جاتا ہے۔‘‘

’’اس کے بعد جو سیر حاصل ہوتا ہے اس کو سیر انفسی کہتے ہیں، اور سیر فی اللہ بھی بولتے ہیں۔ اور لقا باللہ اس مقام میں ثابت کرتے ہیں، اور اس مقام میں سلوک کے بعد جذبہ کا حاصل ہونا جانتے ہیں۔ چونکہ سالک کے لطایف سیر اول میں تزکیہ پا چکے ہیں، اور بشریت کی کدورتوں سے صاف ہو جاتے ہیں، اس لیے یہ قابلیت پیدا کر لیتے ہیں کہ اسم جامع (جو اس کا رب ہے) کے ظلال وعکوس ان لطایف کے آئینوں میں ظاہر ہوں، اور یہ لطایف اس اسم جامع کی جزئیات کے تجلیات وظہورات کے مظہر ومورد ہوں۔‘‘

(مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مترجمہ قاضی عالم الدین، طبع چہارم، لاہور ۱۹۵۷ء ص (۱۱۵۔۱۱۷)

(مزید تفصیلات کے لیے حضرت شاہ محمد ذوقی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ’’سر دلبراں‘‘ ملاحظہ فرمائیں، مطبوعہ محفل ذوقیہ کراچی طبع ثانی ۱۳۸۸ھ ص ۶۵۔۶۶۔)

۴......سورہ ق آیت ۱۷ یہ ہے **اقرب الیه من حبل الورید** لیکن ’’کلمات الصادقین‘‘ کے فارسی متن میں الیہ کو حذف کر کے **اقرب من حبل الورید** تحریر کیا ہے، غالباً یہاں صرف مفہوم مراد ہے اس لیے ترجمہ ’’وہ رگ گردن سے زیادہ قریب ہے‘‘ ہوگا۔

۵......وہ جو چاہے سب کچھ کر سکتا ہے۔ (سورہ بروج، آیت ۱۹)

۶......وہ جیسا تھا ویسا ہی ہے۔

۷......کوئی شے اس کی مثل نہیں اور وہی سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

۸......تدانی وتدلی: تدانی معراج مقربین کو کہتے ہیں اور تدلی نزول مقربین (سر دلبراں ص ۱۱۶)

۹......برزخ۔ وہ چیز جو دو مختلف چیزوں کے درمیان حائل ہو، اس طور پر کہ دونوں میں واصل وفاصل ہو۔ ایک جہت سے

ایک چیز اور دوسرے جہت سے دوسری چیز سے متصل ہو۔ عالم مثال کو برزخ کہتے ہیں کیونکہ وہ اجسام کثیفہ اور ارواح مجردہ کے درمیان ایک عالم وسطی ہے۔

شیخ کی صورت محسوسہ کو بھی برزخ کہتے ہیں کیونکہ وہ فیضان قدس اور طالب کے درمیان واسطہ ہے۔ (سر دلبراں، ص۸۹۔۹۰)

۱۰...... بے شک نیک کام (نامہ اعمال سے) مٹا دیتے ہیں برے کاموں کو۔

۱۱...... آج کے روز کسی کی حکومت ہوگی، بس اللہ ہی کی ہوگی جو یکتا (اور) غالب ہے۔

۱۲...... اے عائشہ مجھ سے باتیں کرو۔

۱۳...... ان اشعار میں احوال و مقامات بیان کیے گئے ہیں، ترجمہ نگار ایک بے حال بلکہ بدحال شخص ہے، جیسا کچھ بن سکا لفظی ترجمہ کر دیا ہے، اس لیے ترجمہ کے نقص و ابہام کے سلسلے میں معذرت خواہ ہے۔

۱۴...... ہمت: اپنے لیے یا کسی اور کے لیے حصول کمالات کی غرض سے اپنی پوری قوتوں اور جمیع قوائے روحانیہ کے ساتھ حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا، (سر دلبراں ص ۳۳۷)

۱۵...... تلویح: اصول فقہ کے موضوع پر ایک کتاب (غیاث اللغات)

۱۶...... نگاہ نہ تو ہٹی اور نہ بڑھی۔

۱۷...... جب فقر تمام ہوا تو اللہ رہ جاتا ہے۔

۱۸...... مصرع وزن سے گرا ہوا ہے، بہر حال متن میں اس طرح درج ہے۔ شاید مصرع یوں ہو:

خشت است بالش من و خاک است بسترم

۱۹...... چوتھے مصرعے کا ترجمہ یہ بھی ہو سکتا ہے، ''اور کان ہر جہت سے اللہ اللہ کی صدا سنتے ہیں'' واللہ اعلم۔ مترجم

۲۰...... اس پیرے کا فارسی متن یہ ہے:

> ''اگر چہ قریب بایام رحلت حضرت خواجہ ما قدس سرہ مشرب شیخ مائل بموافقت مشرب شیخ علاء الدولہ سمنانی شد و از معارف شیخ اکبر محی الدین ابن العربی قدس سرہ تبری می نمودند، اما م بمقتضای آنکہ حضرت ایشاں بزبان الہام بیان گزراندہ کہ آخر ایشاں را مرتبہ ایں مقام معلوم خواہد شد۔ دریں ایام خدمت شیخ میلانی تمام بایں روش دارند'' (ص ۱۸۷)

مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے بیان سے، جو یقیناً عصری شہادت ہے، یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ابتداء میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ ابن عربی قدس سرہ کے مشرب کی تائید میں تھے، بعد میں آپ ایسے مقام پر متمکن ہوئے کہ ابن عربی قدس سرہ سے بری ہونے کا اظہار فرمایا اور ان کے معارف کو غلط قرار دیا، آخر میں آپ پھر ابن عربی سے متفق ہو

گئے۔ واللہ اعلم۔ بہرحال اہل علم کے لیے محمد صادق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نئی اطلاع فراہم کی ہے۔ (مترجم)

۲۱......جس نے اللہ کیلیے تواضع اختیا کی اللہ اس کو بلند فرماتا ہے،

۲۲......سورہ شوریٰ آیت ۱۳۔

۲۳......میں اسی طرح غصہ کرتا ہوں جس طرح انسان غصہ کرتا ہے۔

۲۴......کشف کونی یعنی کشف صوری کی وہ انواع جن سے مغیبات دنیوی پر اطلاع یابی ہوتی ہے، خلاف شرع لوگوں کے لیے استدراج بن جاتی ہے۔ مجاہدات وریاضات کے سبب سے جوگیوں اور راہبوں وغیرہ کو اس نوع کا کشف ہونے لگتا ہے۔ اہل سلوک ایسی باتوں کیطرف التفات نہیں کرتے۔ (سردلبراں ص ۲۸۷) استدراج کے بارے میں مذکورہ تشریح ضروری تھی ورنہ سیدھے سادے لفظوں میں استدراج کا مطلب ہے، خرق عادت جو فاسق یا کافر سے ظاہر ہو۔

۲۵......جو چاہتا ہے اپنے آپ سے طلب کر، تو ایسا ہی ہے۔

(ماخوذ' کلمات الصادقین: محمد صادق دہلوی کشمیری ہمدانی' مطبوعہ ادارہ نشر المعارف کراچی ۱۹۹۵ء)

☆......☆......☆

سبحان الذي أسرى بعبده ليلا من المسجد الحرام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلّی و نسلّم علٰی رسولہ الکریم

تعارف

امام ربانی مجدد الف ثانی

صاحبزادہ ڈاکٹر مفتی ابوالخیر محمد زبیر الازہری
(الشہادۃ العالیہ فی العلوم العربیہ والاسلامیہ ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی
رکن قومی اسمبلی اسلامی جمہوریہ پاکستان)

☆☆

میں سب سے پہلے تو ''جہان امام ربانی'' کی اشاعت پر مسعود ملت حضرت قبلہ ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب، ان کے رفقائے کار اور اس عظیم کام میں ان کے ساتھ تعاون کرنے والے ان کے احباب و محبین اور مخلصین کو قلب کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ سات جلدوں پر مشتمل ''جہان امام ربانی'' کو شائع کر کے انہوں نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی عظیم ذات کے محاسن ومحامد کا جو جہاں آباد کیا ہے اور اسطرح ان کی بارگاہ میں جس خوبصورت انداز میں نذرانۂ عقیدت پیش کیا ہے وہ تصوف کی تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھا جائے گا اور بارگاہ مجدد سے دنیا وآخرت میں بہت بڑے بڑے انعام واکرام کا موجب بنے گا۔

میرے مقالہ کا عنوان ہے تعارف امام ربانی مجدد الف ثانی یعنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات و خدمات و مقامات' آیئے سب سے پہلے اختصار کے ساتھ آپ کی حیات طیبہ پر نظر ڈالیں۔

حیات

اسم گرامی:

آپ کا اسم گرامی ''احمد'' لقب بدر الدین، کنیت ابو البرکات اور آپ کے القاب ''خزینۃ الرحمۃ''، ''قیوم زماں'' اور ''امام ربانی'' ہیں لیکن آپ ''مجدد الف ثانی'' کے لقب سے مشہور ہیں یہ لقب آپ کو پاک و ہند کے ایک مشہور و معروف عالم دین حضرت علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی نے دیا تھا جن کا اپنے زمانہ میں علمی مقام یہ تھا کہ اس وقت کے بادشاہ شاہجہاں نے آپ کی علمی خدمات کے صلہ میں آپ کو دو مرتبہ درہم و دنانیر میں تول کر آپ کو انعام و اکرام سے نوازا تھا۔ آپ معقولات اور منقولات میں اپنے وقت کے امام ہونے کے باعث کسی کو خاطر میں نہ لاتے تھے لیکن ایک روز خواب میں آپ کو امام ربانی کی زیارت ہوئی آپ نے ان کے سامنے آیت مبارکہ ''قل اللہ ثم'' پڑھی اور آپ کے دل پر خواب میں ہی ایسا تصرف فرمایا کہ عبدالحکیم سیالکوٹی کا دل ذکر الٰہی سے جاری ہو گیا اور آپ کو حضوری کی دولت نصیب ہو گئی پھر آپ حضرت امام ربانی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے باطنی تعلیم حاصل کی اور پھر ظاہر کی طرح علم باطن میں بھی عروج پر پہنچے...... انہوں نے ہی روحانیت کے اعلیٰ مقام پر پہنچ کر حضرت امام ربانی کے مقام اور مرتبہ کو پہچانا اور آپ کو سب سے پہلے ''مجدد الف ثانی'' کے لقب سے یاد کیا ایک روز علامہ محمد ہاشم کشمی کے سامنے حضرت امام ربانی نے علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی کے علمی مقام کا ذکر کرتے ہوئے اس لقب سے یاد کرنے کا خود ذکر فرمایا۔

جس طرح تصوف اور طریقت میں قطب عالم، غوث زماں، غوث اعظم وغیرہ کے مقامات ہوتے ہیں اسی طرح مجدد الف ثانی بھی روحانیت کا ایک بہت بلند مرتبہ ہے حضرت امام ربانی اس مقام کی اہمیت بیان کرتے ہوئے اپنے ایک مکتوب گرامی میں میر نعمان کو تحریر فرماتے ہیں:۔

> تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہر صدی میں ایک مجدد ماۃ مبعوث ہوتا ہے ''مجدد ماۃ'' کی علیحدہ شان ہوتی ہے اور ''مجدد الف ثانی'' کی علیحدہ شان ہوتی ہے جیسا کہ سو اور ہزار میں فرق ہے اسی طرح

دونوں مجددوں میں بھی فرق ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ کہ اس زمانہ میں جس کو بھی فیض ملتا ہے اس مجدد (الف ثانی) کے وسیلے سے ملتا ہے خواہ وہ اقطاب ہوں یا اوتاد ہوں۔ (مکتوبات ج ۲، مکتوب ۴، ص ۲۱، حضرات القدس ص۔ ۷۱)

نسب مبارک:

آپ کا سلسلۂ نسب متعدد واسطوں سے خلیفۃ المومنین خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ تک پہنچتا ہے احادیث نبویہ سے پتہ چلتا ہے کہ سارے صحابہ حضور کے مرید تھے لیکن حضرت عمر حضور کی مراد تھے حضور نے اللہ سے مانگ کر ان کو لیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی أَللّٰهم أيد الاسلام بعمر بن الخطاب (اے اللہ! عمر بن خطاب کو مسلمان کر اور اس کے ذریعے اسلام کی مدد فرما) دوسری حدیث کے الفاظ ہیں اے اللہ! ابو جہل بن ہشام اور عمر بن الخطاب میں سے جو تجھے سب سے زیادہ پسندیدہ اور محبوب ہو اس کے ذریعہ دین اسلام کو عزت عطا فرما...... اللہ تعالی نے حضور کی دعا قبول فرمائی اور عمر بن الخطاب کو دولتِ اسلام سے مالا مال کر دیا لہذا اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آپ ''مراد مصطفیٰ'' بھی تھے اور ''محبوب خدا'' بھی تھے اور اسلام کی شوکت اور عزت وعظمت کا باعث بھی تھے یہی وجہ ہے کہ جب آپ نے اسلام قبول کیا تو صرف صحابہ نے نہیں بلکہ فرشتوں نے بھی اللہ اکبر کا نعرہ لگایا تھا آسمان و زمین نعرہ اللہ اکبر سے گونج اٹھے تھے...... بھلا ایسی عظیم ذات کا خون جس کی رگوں میں ہو جو کہ نہ صرف یہ کہ ان کی اولاد میں ہو بلکہ ان کے ظاہری اور باطنی محاسن کا عکس اور پرتو بھی ہو وہ ''مجدد الف ثانی'' نہ ہوگا تو اور کون ہوگا......؟ وہ اپنے جداعلیٰ کی طرح وقت کے فرعونوں کا بڑی بے خوفی سے مقابلہ کر کے ہند میں اسلام کی شوکت وعظمت کے دور کا آغاز نہیں کرے گا تو اور کون کرے گا......؟

اجداد کرام:

آپ کی چودھویں پشت میں سلطان شہاب الدین کے نام سے ایک ولی کامل گزرے ہیں جو فرخ شاہ کے نام سے معروف تھے اور والی کابل بھی تھے اس دور میں کئی بار انہوں نے ہندوستان پر لشکر کشی کر

کے کفار سے جہاد کیا اور وہاں اسلام کے پرچم کو بلند کیا بعد میں آپ نے سلطنت چھوڑ کر حق کی راہ اختیار کر لی تھی اور کوہستان کابل میں مقیم ہو کر مخلوقِ خدا کو اپنے روحانی فیوضات سے مستفیض کیا۔ یہیں آپ کا وصال ہوا اور یہیں آپ کا مزار اور آپ کی خانقاہ ہے جو درۂ فرخ شاہ کے نام سے مشہور ہے۔

حضرت امام ربانی کی پانچویں پشت میں آپ کے جداعلی امام رفیع الدین گزرے ہیں جو حضرت شیخ جلال الدین بخاری کے مرید اور خلیفہ تھے اپنے مرشد کے ہمراہ کابل سے ہندوستان تشریف لے آئے اور یہاں سلطان فیروز شاہ تغلق کے حکم سے ''سہرند'' کے نام سے ایک شہر آباد کیا اور اپنے ہاتھوں سے یہاں قلعہ کی بنیاد رکھی ''سہرند'' کے معنی شیروں کا مسکن اور کچھار کے ہیں انسداد زمانہ کے باعث سہرند بعد میں سرہند بن کر فاروقی شیروں کا مسکن بن گیا یہی وہ مبارک شہر ہے جس میں حضرت امام ربانی کی ولادت ہوئی اس شہر کی عظمت کو بیان کرتے ہوئے حضرت امام ربانی فرماتے ہیں: ۔

> اس زمین میں صفتی اور بے کیفی کا ایک نور امانت کے طور پر رکھا گیا اور وہ نور اس نور کی طرح ہے جو بیت اللہ شریف کی پاک و مقدس زمین سے بلند اور روشن ہو رہا ہے...... مدت کے بعد ظاہر ہوا کہ وہ نورِ امانت اس فقیر کے قلبی انوار کا ایک حصہ ہے جس کو یہاں سے اقتباس کر کے اس زمین میں روشن کیا گیا ہے۔ جس طرح کہ شعلے سے چراغ کو روشن کرتے ہیں۔ کہہ دیجئے یہ سب اللہ ہی کی طرف سے ہے اللہ ہی آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے۔ (مکتوبات شریف دفتر دوم مکتوب ۲۲)

والد گرامی:

آپ کے والد گرامی کا نام شیخ عبدالاحد ہے آپ اپنے وقت کے قطب حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے...... آپ سے بیعت ہو گئے اور آپ کی خدمت میں رہ کر سلوک باطن طے کرنے کا ارادہ ظاہر کیا لیکن مرشد نے فرمایا کہ پہلے علم ظاہر کی تکمیل کرو آپ مرشد کے حکم پر علم دین کی تحصیل میں مصروف ہو گئے جب تکمیل کے بعد واپس آئے تو معلوم ہوا کہ مرشد وفات پا گئے ہیں لہذا اپنے مرشد زادے حضرت شیخ رکن الدین کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور ان سے سلوک کی منازل

طے کیں اور سلسلہ عالیہ چشتیہ قادریہ میں اجازت اور خلافت حاصل کی اور سرہند تشریف لاکر مخلوق کی رہبری اور رشد و ہدایت میں مصروف ہو گئے ...... درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری رکھا بڑے بڑے علماء نے آپ سے اکتساب فیض کیا شہزادہ داراشکوہ کے استاذ شیخ میرک بھی آپ ہی کے تلامذہ میں سے تھے۔

آپ سیر و سیاحت کے شوقین تھے ایک دفعہ دوران سیاحت اٹاوہ کے قریب قصبہ سکندر میں آپ رہائش پزیر تھے کہ وہاں کی ایک عابدہ اور زاہدہ خاتون نے آپ کی پیشانی پر چمکتے ہوئے انوار ولایت کو دیکھ کر آپ سے استدعا کی کہ میرے زیر تربیت میری بڑی بہن ہے جو بڑی پاک دامن اور عابدہ اور زاہدہ ہے میں چاہتی ہوں کہ آپ اس سے عقد کرلیں تو آپ نے انکار فرمایا لیکن جب ان کا اصرار حد سے بڑھا تو آپ نے قبول فرمالیا۔ انہی کے بطن سے حضرت امام ربانی کی ولادت ہوئی حضرت امام ربانی فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی کی زبان پر اکثر یہ الفاظ ہوتے تھے کہ محبت اہل بیت کا ایمان کی حفاظت اور حسن خاتمہ میں بہت بڑا دخل ہے...... چنانچہ جب آپ کا آخری وقت قریب آیا تو میں نے آپ کو یہ بات یاد دلائی تو آپ نے فرمایا کہ الحمد للہ محبتِ اہلِ بیت میں سرشار ہوں اور نعمت الٰہی کے اس دریا میں غرق ہوں۔

الٰہی بحق بنی فاطمہ
کہ برقولِ ایماں کنی خاتمہ

اسی محبت کی دولت کولیکر آپ ۱۷ رجب المرجب ۱۰۰۷ھ کو اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ آپ کا مزار مبارک سرہند شریف میں شمال کی جانب تقریباً ایک میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ آپ کے سات صاحبزادے تھے جن میں سے چوتھے یعنی منجھلے صاحبزادے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ تھے...... آپ کسی کو بیعت نہیں فرماتے تھے البتہ امام ربانی آپ ہی سے بیعت ہوئے اور آپ ہی سے منازل سلوک طے کیں مبدأ و معاد میں آپ فرماتے ہیں کہ

> ''اس درویش کو فردیت کی نسبت جس سے عروج اخیر وابستہ ہے وہ حضرت والد گرامی سے ہی حاصل ہوئی''۔

ولادت:

آپ کی ولادت ۱۴ شوال المکرم ۹۷۱ھ مطابق ۲۶ مئی ۱۵۶۳ء بروز جمعہ کو ہوئی۔ آپ کا

سنہ ولادت لفظ خاشع سے نکلتا ہے...... چونکہ آپ سے اتباعِ مصطفٰے کے فروغ کا کام لینا مقصود تھا اس لئے ولادت کے وقت ہی آپ کو اتباع رسول سے سرفراز کیا گیا اور آپ اپنے محبوب نبی کا اتباع کرتے ہوئے مختون پیدا ہوئے اور آپ کی والدہ فرماتی ہیں کہ ولادت کے وقت میں نے خواب میں دیکھا کہ بہت سے اولیائے کرام گھر پر تشریف فرما ہیں اور مجھے مبارکباد دے رہے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے خلیفہ حضرت شیخ عبدالعزیز نے دیکھا کہ آپ کی ولادت کے دن ملائکہ کثرت کے ساتھ سرہند شریف میں موجود ہیں۔ اکبر بادشاہ نے خواب دیکھا کہ شمال کی طرف سے آندھی چلی ہے جس نے بادشاہ کو تخت سمیت اٹھا کر زمین پر دے مارا...... الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے وقت جو واقعات رونما ہوئے تھے بعینہٖ ان ہی جیسے واقعات سے بطور اتباع آپ کو بھی نوازا گیا۔

تعلیم:

آپ کے سوانح نگار لکھ رہے ہیں کہ آپ نے اوائل عمر میں ہی قرآن پاک حفظ کر لیا تھا لیکن آپ نے اپنے ایک مکتوب گرامی میں تحریر فرمایا کہ مجھے یہ دولت حفظ قلعۂ گوالیار کی قید میں ہوئی۔ ان دونوں باتوں میں تطبیق کی یہی صورت معلوم ہوتی ہے کہ آپ نے حفظ تو اوائل عمر میں ہی کر لیا ہوگا لیکن اس پر عبور اور رسوخ آپ کو قلعۂ گوالیار کی قید میں حاصل ہوا ہوگا...... آپ نے اکثر علوم وفنون کی تعلیم اپنے والد گرامی سے ہی حاصل کی البتہ بعض معقولات ومنقولات کی منتہی کتب علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی، استاذ مولانا کمال الدین کشمیری، قاضی بہلول، شیخ یعقوب کشمیری کے علاوہ امام ابن حجر مکی اور عبدالرحمٰن بافہد مکی جیسے حرمین شریف کے مقتدر محدثین سے بھی آپ نے پڑھیں۔ اور سترہ سال کی عمر میں تمام علوم کی تکمیل فرمالی۔ اور اسی عمر سے مسند تدریس کو آباد فرمالیا اور سیکڑوں طلباء کو فیضیاب فرمایا ۹۹۸ھ میں آپ آگرہ بھی تشریف لے گئے اور اس علاقہ کو بھی اپنے علم سے فیضیاب فرمایا...... باپ کو ایسے فاضل اور یگانۂ روزگار بیٹے کی جدائی گوارہ نہ ہوئی اور وہ آپ کو آگرہ سے دوبارہ سرہند شریف لے آئے۔

شادی:

راستے میں تھانیسر پہنچے تو وہاں کے رئیس شیخ سلطان نے آپ کے والد سے عرض کیا کہ ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجھے خواب میں بشارت ہوئی ہے کہ میں اپنی پاک دامن بیٹی کا نکاح

آپ کے بیٹے شیخ احمد سرہندی سے کردوں‘‘ یہ سن کر آپ کے والد نے ان کی گزارش کو فوراً قبول فرمالیا اور اس طرح حضرت امام ربانی کا نکاح ان کی صاحبزادی سے ہوگیا۔ ظاہر ہے وہ تھانیسر کے حاکم اور اکبر بادشاہ کے ایک مقربِ خاص کی بیٹی تھی جو اپنے ساتھ مال لیکر آئی تھی جس کی وجہ سے ظاہری مال و اسباب کی بڑی فراوانی ہوگئی تو گویا ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کے بعد جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی کو ظاہری غنا سے سرفراز فرمایا تھا اور اس کا ذکر قرآن مجید میں یوں فرمایا وَوَجَدَکَ عَائِلاً فَاَغْنٰی۔ اس طرح آپ کی اتباع میں حضرت امام ربانی کو بھی اس ظاہری غنا سے سرفراز فرمادیا گیا۔

اجازت وخلافت:

آپ کو وقت کے اکابر، صوفیہ اور مشائخ سے مختلف سلاسل میں اجازت وخلافت حاصل ہوئی:

(۱) سب سے پہلے آپ نے اپنے والد گرامی سے باطنی کمالات کا فیض حاصل کیا اور ان سے ان کے آباؤ اجداد کے سلسلہ یعنی سلسلۂ سہروردیہ میں اجازت حاصل کی، اس کے علاوہ آپ کے والد شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے فرزند حضرت شیخ رکن الدین کے سلسلہ عالیہ قادریہ اور چشتیہ میں خلیفہ بھی تھے لہٰذا وہ اجازت اور نسبت بھی آپ کو حاصل ہوئی۔

(۲) آپ کے استاد شیخ یعقوب کشمیری جو سلسلۂ سہروردیہ کے کامل بزرگ حضرت شیخ حسین خوارزمی کے خلیفہ تھے ان سے بھی آپ کو اس سلسلہ میں اجازت وخلافت حاصل ہوئی۔

(۳) سلسلۂ قادریہ کے ایک مشہور بزرگ حضرت شاہ کمال کیتھلی جانشین حضرت شاہ سکندر سے سلسلۂ قادریہ میں اجازت وخلافت حاصل ہوئی۔

(۴) اور سلسلۂ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اجازت نصیب ہوئی آپ نے اپنے ایک مکتوب میں خود تحریر فرمایا ہے کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی واسطوں سے ارادت ہے طریقۂ نقشبندیہ میں اکیس واسطوں سے، طریقۂ قادریہ میں پچیس واسطوں سے اور طریقۂ چشتیہ میں ستائیس واسطوں سے (مکتوبات جلد سوم/مکتوب ۸۷) لیکن غلبہ آپ پر نقشبندیت کا رہا اور اس میں آپ نے لوگوں کو فیض پہنچایا۔

خواجہ باقی باللہ سے اجازت وخلافت:

۲۷ر جمادی الثانی ۱۰۰۷ھ میں آپ کے والد گرامی کا انتقال ہو گیا اس کے دوسرے سال آپ زیارت حرمین شریفین کے لیے روانہ ہو گئے راستہ میں جب دہلی آئے تو وہاں آپ کے ایک دیرینہ دوست مولانا حسن کشمیری نے آپ سے حضرت خواجہ باقی باللہ رضی اللہ عنہ کی بڑی تعریف و توصیف کی، آپ اپنے والد گرامی سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اور اس کے صوفیہ کی بہت تعریف سنتے ہی رہتے تھے یہ سن کر آپ کے دل پر شوقِ ملاقات موجزن ہو گیا اور آپ حضرت خواجہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے حضرت خواجہ نے یہ کہہ کر کہ قطب وقت ہیں پہلے ہی دکھا دیا گیا تھا حضرت خواجہ نے آپ کو دیکھا تو آپکا حلیہ اسی طرح پایا کہ جس طرح آپ کو دکھایا گیا تھا لہذا آپ امام ربانی کے گرویدہ ہو گئے اور خلاف معمول اور خلاف دستور حضرت امام ربانی سے کہا کہ اگر آپ چند روز فقیر کی صحبت میں رہیں تو کیا ہی اچھا ہو زیادہ نہیں ایک ماہ یا ایک ہفتہ یہاں ٹھہر جائیں تو کیا حرج ہے؟ حضرت امام ربانی نے حضرت خواجہ کے ارشاد پر چند روز وہاں قیام کرنے کا ارادہ فرمایا ابھی خانقاہ شریف میں آپ کو قیام کئے ہوئے صرف دو ہی روز گزرے تھے کہ حضرت خواجہ کے تصرف و کشش اور فیض صحبت نے آپ کو اتنا متاثر کیا آپ ان سے سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت ہو گئے اور ان کی خدمت رہ کر روحانیت کے اعلیٰ مراتب اور مدارج طے کرنے لگے اور چند ہی دنوں میں آپ روحانیت کے اس اعلیٰ وارفع مقام پر پہنچ گئے کہ بقول ڈاکٹر اقبال کے ’’آپ نے جن تجربات اور مشاہدات کا ذکر فرمایا ہے جدید علم النفس اس ترقی و کمال کے باوجود اس کی گرد تک نہیں پہنچ سکتا‘‘۔ البتہ آپ نے خود جن احوال و مقامات کا ذکر فرمایا ہے وہ یہ ہیں کہ حضرت خواجہ کی صحبت میں ابتداءً دو روز میں آپ پر بے خودی کی کیفیت طاری ہو گئی جسے اصطلاح تصوف میں غیبت کہتے ہیں پھر فنائے مصطلح حاصل ہوئی اس کے بعد ’’فناء الفناء‘‘ پھر مقام حیرت اور حضور نقشبندیہ جسے حضور غیبی بھی کہا جاتا ہے حاصل ہوا اس کے بعد فنائے حقیقی پھر جمع الجمع اور آخر میں فرق بعد الجمع تک آپ کو رسائی حاصل ہوئی۔ آپ فرماتے ہیں کہ خارج میں بجز ایک ذات کے میں نے کچھ موجود نہ دیکھا جب حالت حضرت خواجہ سے عرض کی تو آپ نے فرمایا فرق بعد الجمع کا مرتبہ یہی ہے اور سعی اور کوشش کی انتہا یہیں تک ہے اس سے زیادہ اگر کسی کی فطرت و استعداد میں مقدر کیا گیا ہو تو ظاہر ہوتا ہے اس مرتبہ کو مشائخ طریقت مقام تکمیل کہتے

ہیں۔ الغرض ڈھائی مہینہ کی مختصر سی مدت میں روحانیت کے اعلی مراتب حاصل کر کے سلوک کے تمام مدارج طے کر کے اور حضرت خواجہ سے اجازت وخلافت حاصل کر کے آپ سرہند شریف مراجعت فرما ہوئے اور وہاں مخلوق خدا کی رہبری وہدایت میں مصروف ہو گئے۔ حضرت خواجہ نے حضرت امام ربانی سے فرمایا کہ جب میرے مرشد حضرت خواجہ املنکی نے مجھے ہندوستان جانے کا حکم دیا تو میں نے عرض کی کہ میں اس کام کے لائق نہیں، آپ نے ان سے فرمایا کہ استخارہ کرو جب استخارہ کیا تو میں نے ایک طوطا دیکھا اور خیال کیا کہ یہ طوطا اگر ٹہنی پر سے میرے پاس آجائے تو یہ سفر میرے لئے بہتر ہوگا۔ یہ خیال آتے ہی طوطا میرے ہاتھ پر آبیٹھا میں نے منہ سے لعاب اس کی چونچ میں ڈالا اور اس نے اپنی چونچ سے کچھ شکر میرے منہ میں ڈالی جب یہ خواب میں نے اپنے مرشد سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا طوطا ہندوستانی جانور ہے ہندوستان میں تمہارے دامن سے ایک عزیز وابستہ ہوگا اس کو تم سے فائدہ ہوگا اور تم کو اس سے فائدہ ہوگا آپ نے حضرت امام ربانی کو یہ واقعہ سنا کر فرمایا کہ میں اشارت وبشارت کو تمہارے حسب حال پاتا ہوں اور ساتھ ہی اپنے مریدوں کو تربیت کے لئے آپ کے سپرد کر کے آپ کو رخصت فرمادیا...... خواجہ محمد نعمان کہتے ہیں کہ مجھے بھی حضرت خواجہ نے حکم دیا کہ میں ان کے دامن سے وابستہ ہو جاؤں اور آپ کی خدمت کو اپنی سعادت سمجھوں وہ کہتے ہیں کہ چونکہ امام ربانی میرے پیر بھائی تھے اس لئے میرے نفس میں خودی کی کیفیت پیدا ہوئی اور میں نے حضرت خواجہ سے عرض کیا کہ خواہ وہ کتنے ہی بڑے بزرگ ہوں میرے لئے تو آپ کا سنگ آستاں کافی ہے اس پر حضرت خواجہ نے غصہ ہوتے ہوئے فرمایا ''میاں شیخ احمد ایسے آفتاب ہیں کہ ہم جیسے ہزاروں ستارے ان میں گم ہیں اور کاملین اولیائے متقدمین میں بہت کم کوئی ان جیسا ہوا ہوگا'' بلکہ ایک مرتبہ جب حضرت امام ربانی اپنے مرشد سے ملاقات کے لئے دہلی آئے تو آپ کے تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ آپ نے حضرت امام ربانی کی تعظیم وتکریم میں حد کر دی کہ ان کے استقبال کے لئے دروازہ کابلی تک پاپیادہ تشریف لائے اور ان کی محفل سے جب اٹھ کر گئے تو الٹے پاؤں مراجعت فرما ہوئے اور اپنے تمام مریدین اور حاضرینِ مجلس کو حکم فرمایا کہ ان کے سامنے میری تعظیم نہ کرنا، مشیخت اور رشد وہدایت کا سارا کام حضرت امام ربانی کے سپرد کر کے آپ اس کام سے کنارہ کش ہو گئے حتیٰ کہ اپنے دونوں

شیرخوار بچوں کو بلا کر آپ کے سامنے پیش کیا اور آپ سے ان کو روحانی توجہ دلوائی۔

دہلی سے واپس آنے کے بعد کچھ روز آپ سرہند شریف رہے پھر اپنے مرشد کے حکم پر لاہور تشریف لے گئے اور اس خطہ کو اپنے روحانی فیوضات سے مستفیض فرمایا......تقریباً ۱۰۱۰ھ سے ۱۰۱۲ھ تک آپ لاہور میں قیام فرما رہے اپنے مرشد کے وصال یعنی ۱۰۱۲ھ کے بعد آپ سرہند شریف میں قیام فرما ہو کر رشد و ہدایت کا کام فرماتے رہے۔

وصال:

چونکہ آپ کی زندگی اتباع رسول کا ایک کامل نمونہ تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ۶۳ سال کی عمر عطا فرما کر زندگی کے ایام میں بھی اتباع رسول کی دولت سے سرفراز فرمایا جب آپ کی عمر ۵۳ سال سے زیادہ ہوئی آپ نے فرمایا میں ۶۳ سال سے زیادہ عمر نہیں دیکھتا یہ قضائے مبرم صاف صاف نظر آ رہی ہے (وصال احمدی/ص ۷) ۲۸ صفر المظفر ۱۰۳۴ھ کی رات اپنے خدام سے فرمایا آپ نے بہت تکلیف اٹھائی بس صرف آج کی رات کی تکلیف اور ہے گویا اعلان فرما دیا کہ آج آخری رات ہے چنانچہ جیسا فرمایا ویسا ہی ہوا دوسرے دن ۲۸ صفر کو بروز پیر صبح کے وقت آپ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے (انا للہ وانا الیہ راجعون) وصال کے بعد جب غسل کے لئے تخت پر آپ کو لٹایا گیا اور ہاتھ سیدھے کئے گئے تو احباب یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ آپ کے ہاتھ خود بخود اسی طرح بند گئے جیسے نماز کی حالت میں ہوتے ہیں گویا یہ اشارہ تھا اس طرف کہ ہمارے ان بندوں میں سے ہے جن کیلئے ہم نے قرآن میں اعلان کیا ہے کہ وہ ہمیشہ نماز میں رہتے ہیں۔

آپ کو آپکے صاحبزادے خواجہ محمد صادق کے برابر اس مقام پر دفن کیا گیا جس کے لئے آپ نے فرمایا تھا یہاں میں جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری دیکھ رہا ہوں۔

خدمات

اس مقالہ کا دوسرا حصہ ہے ''حضرت مجدد الف ثانی کی خدمات'' آپ کی کون سی خدمات کا ذکر کیا جائے زندگی کا ہر شعبہ اور ہر پہلو آپ کی گران قدر اور تابناک خدمات سے روشن اور درخشاں ہے آیئے آپ کی چند اہم خدمات کے ذکر سے اپنے مشام جان معطر کریں۔

ارباب اقتدار کی اصلاح:

آپ کے زمانہ اقدس میں اکبر اور اسکے بعد جہانگیر کی حکومت رہی، ان کے دور اقتدار میں دین اسلام کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا اور مسلمانوں پر کیا بیتی؟ اس کا کچھ اندازہ حضرت امام ربانی کے اس مکتوب گرامی سے ہوتا ہے جو آپ نے دربار جہانگیری کے ایک اہم رکن لالہ بیگ کو ارسال فرمایا، اس میں اسلام کی بے چارگی کا نقشہ کھینچتے ہوئے آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

> تقریباً ایک صدی سے اسلام کی بےبسی اور بے چارگی اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ وہ کافر بلاد اسلامیہ میں کافرانہ احکام کے صرف اجراء پر ہی اکتفاء نہیں کر رہے بلکہ وہ یہ چاہ رہے ہیں کہ مسلمانوں میں بوئے مسلمانی بھی نہ رہے، ان لوگوں نے معاملہ یہاں تک پہنچا دیا ہے اگر کوئی مسلمان شعائر اسلام کو بجالاتا ہے تو اس کو قتل کر دیا جاتا ہے۔
>
> (دفتر اول/مکتوب ۸۱)

خواجہ میر محمد نعمان کے نام اپنے ایک مکتوب گرامی میں اس وقت کی بدترین صورتحال کی تصویر کشی کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:۔

> الشریعۃ تحت السیف کے حکم کے موافق روشن شریعت کی ترقی و رواج شاہان بزرگ کے حسن انتظام سے وابستہ ہے لیکن کچھ عرصہ سے یہ امر ضعیف ہو گیا ہے اس لئے اسلام بھی ضعیف ہو گیا ہے کفار و ہندو بے خوف وخطر مسجدوں کو گرا کر اپنے معبد اور مندر تعمیر کر رہے ہیں چنانچہ تھانیسر میں ''حوض کرکھیت'' کے درمیان ایک مسجد اور ایک بزرگ کا مقبرہ تھا اس کو گرا کر اس کی جگہ ایک بہت بڑا بھاری مندر بنا دیا گیا نیز کفار اپنی رسموں کو کھلم کھلا بجالا رہے ہیں جبکہ مسلمان اکثر اسلامی احکام جاری کرنے سے قاصر ہیں ایکاوشی کے دن ہندو کھانا پینا ترک کر دیتے ہیں اور بڑی کوشش کرتے ہیں کہ اسلامی شہروں میں کوئی مسلمان اس دن بازار میں نان وطعام نہ پکائے اور نہ بیچے جبکہ

> رمضان المبارک میں برملا نان وطعام پکاتے اور بیچتے ہیں مگر اسلام کے مغلوب ہونے کے باعث کوئی انہیں روک نہیں سکتا۔
>
> (دفتر دوم/مکتوب ۹۲)

حضرت امام ربانی نے اپنے مکاتیب شریفہ میں جن حالات کی نشاندہی فرمائی ہے یقیناً حالات اسی طرح سے تھے اوراس کی تفصیلات ہمیں دیگر تاریخ کی کتابوں سے ملتی ہے کہ اکبر نے دینِ الٰہی کے نام سے ایک ایسا نیا دین ایجاد کیا تھا جس میں تمام مذاہب اور ادیان اور مسالک کے عقائد، نظریات اور اعمال کو سمونے کی کوشش کی گئی تھی اور اس پر لوگوں کو عمل کرایا جارہا تھا، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی بجائے یہ کلمہ پڑھا جاتا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اکبر خلیفۃ اللہ، سورج کی اس عقیدہ کے ساتھ پرستش کی جاتی تھی کہ یہی تمام عالم کو عطا وبخشش کرنے والا ہے اور بادشاہوں کا پالنہار ہے آفتاب کے علاوہ آگ، پانی، درخت، پتھر اور گائے کے گوبر تک کی پرستش کی جاتی تھی، قشقہ لگایا جاتا تھا، زنار پہنے جاتے تھے، سور اور کتے کو نہ صرف یہ کہ پاک قرار دیا گیا بلکہ محل میں ان کو رکھا جاتا تھا اور ان کی زیارت کو عبادت شمار کیا جاتا تھا۔ گائے کی تعظیم کی خاطر اس کے ذبیحہ پر پابندی عائد کردی گئی، قلیل مقدار میں شراب پینا حلال اور جائز قرار دے دیا گیا اور غسل جنابت اور چچا اور ماموں کے بیٹوں سے نکاح کو حرام قرار دے دیا گیا، ایک سے زائد شادی بارہ سال سے کم عمر لڑکوں کے ختنہ اور سنہ ہجری کے استعمال پر پابندی لگادی گئی اور سنہ الٰہی کے نام سے ایک نئے سن کا استعمال شروع کردیا گیا جس کی ابتداء بادشاہ کے اپنے جلوس کی تاریخ سے ہوتی تھی ٹکوں اور اشرفیوں میں اس سنہ الٰہی کو لکھوایا گیا، زنا کی عام اجازت دے دی گئی بلکہ فاحشہ عورتوں کے لئے شیطان پورہ کے نام سے ایک علیحدہ بستی بسائی گئی اور وہاں ان کے لئے محافظ اور منشی مقرر کیئے گئے، سود اور جوئے کو حلال قرار دے دیا گیا بلکہ بادشاہ کے دربار میں ایک جواخانہ بھی بنایا گیا جس میں جواریوں کو شاہی خزانے سے سود پر قرض بھی دیا جاتا تھا، لوگوں کو آزادی دے دی گئی کہ جو مذہب چاہیں اختیار کریں لیکن اگر کوئی ہندو عورت کسی مسلمان مرد سے محبت کر کے اسلام قبول کر لیتی تھی تو اس کو جبراً اس کے گھر والوں کے سپرد کر دیا جاتا تھا بھوک اور افلاس کو دور کرنے کے لئے اپنے بچوں کو سرعام فروخت کرنے کی اجازت دے دی گئی، زمیوں سے جزیہ لینا منسوخ کر دیا گیا، عورتوں کے لئے پردے کی ممانعت کر دی گئی اور

نوجوان عورتوں کو حکم دیا گیا کوچہ و بازار میں جب جائیں تو چہرہ کھلا رکھیں، داڑھی رکھنے کو معیوب سمجھا جانے لگا اور داڑھی منڈوانے کو بادشاہ کی پسندیدہ قرار دیا گیا بادشاہ کی رضا پر بڑے بڑے علماء اور فضلاء کی داڑھیاں قربان کی گئیں سونا اور ریشم جو اسلام میں مردوں کے لئے حرام ہے اس کا استعمال فرض عین قرار دیا گیا، سور کا گوشت حلال کر دیا گیا پہلے حکم دیا گیا کہ مردہ کو اس طرح دفن کیا جائے کہ اس کا سر مشرق کی طرف اور اس کے پیر مغرب کی طرف ہوں لیکن بعد میں یہ حکم جاری ہوا کہ سرے سے اس کو دفن ہی نہ کیا جائے بلکہ اس کی گردن میں کچھ اینٹیں اور کچھ اناج باندھ کر اس کو دریا میں بہا دیا جائے اور جہاں پانی نہ ہو وہاں اس کو جلا دیا جائے یا کسی درخت پر باندھ دیا جائے، حلال جانور بھینس، بکری اونٹ وغیرہ کے گوشت کو حرام قرار دے دیا گیا، اسلامی عقائد مثلاً رویت باری عالم کی تکوین، حشر و نشر وغیرہ کا مذاق اڑایا جانے لگا اور معراج مقدس کے عظیم معجزے کا عقل میں نہ آنے کے باعث سرے سے ہی انکار کر دیا گیا، عربی زبان اور تفسیر، حدیث، فقہ جیسے دینی علوم معیوب سمجھے جانے لگے اور ان کے حاصل کرنے والوں کو مطعون کہا جانے لگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک اسماء گرامی محمد، احمد، مصطفےٰ سے اتنی نفرت کی جانے لگی کہ جن کے یہ نام تھے ان کے نام بدل دیے گئے، ایک دوسرے سے ملاقات کے وقت سلام کرنے کی بجائے اللہ اکبر اور جل جلالہ کہنے کا حکم دیا گیا، صالح اور متقی علماء اور صوفیہ کی جائدادیں ضبط کر لی گئیں ان میں سے بعض کو قید میں ڈال دیا گیا اور بعض کو جلاوطن کر دیا گیا۔

یہ تو اکبر کے دور کا نقشہ تھا جبکہ اس کا بیٹا جہانگیر تخت پر بیٹھا تو ابتداءً اس کے عادات و خصائل بھی اپنے باپ سے کچھ زیادہ مختلف نہیں تھے اس کے ابتدائی دور کا نقشہ بھی اس کے باپ کے دور سے ملتا جلتا تھا وہ تمام مذاہب والوں کے ساتھ صلح کلی کا قائل تھا اس لئے آگ کو خدا کا نور کہتا تھا اور دسہرا دیوالی اور دیگر ہندو تہواروں کے وقت ان کے ساتھ ملکر جشن مناتا تھا، ہفتہ میں دو روز حلال جانوروں کے ذبیحہ پر پابندی عائد کر دی تھی خود بھی شراب نوش تھا اور دوسروں کو بھی اس کے پینے کی ترغیب دلاتا تھا تزک جہانگیری کے مطالعہ سے ان سب باتوں کا بخوبی پتہ ملتا ہے سورج کی تعظیم اس کے دل و دماغ پر ایسی چھائی ہوئی تھی کہ وہ اس کے لئے نیر اعظم، نزول اجلال، اوزانی داشت جیسے الفاظ استعمال کرتا ہے ستاروں کو نورِ الٰہی کا مظہر قرار دے کر ستارہ پرستوں کی طرح ان کی تعظیم کو ضروری سمجھتا تھا بلکہ اس کی تعظیم و تکریم کا دوسروں کو حکم دیتا ہے نہلے پہ دہلا یہ ہوا کہ اس کی محبوبہ بیوی

نور جہاں جو عالی شعبہ تھی اس کا حکومت میں اثر و رسوخ بڑھ گیا جس کی وجہ سے شیعی نظریات مثلاً حضرت علی کی افضلیت مطلقہ خلفائے ثلاثہ سے بغض وعداوت ان پر سبّ وشتم جیسے نظریات رواج پانے لگے، خود چونکہ راجہ بہاری مل کی لڑکی کے بطن سے پیدا ہوا تھا اور راجہ بھگوان داس کی بیٹی سے اس کی شادی ہوئی تھی اس کے علاوہ بہت سی ہندو عورتیں اس کی بیویوں میں شامل تھیں کئی نصرانی اور عیسائی سالار اس کے مقربینِ بارگاہ میں شامل رہے اکبر کے دور میں ہندوؤں کو جو اثر ونفوذ حاصل ہوا تھا وہ بدستور باقی تھا ایسے میں دینِ الٰہی سے ملتی جلتی صورتحال جس کا ہلکا سا نقشہ اوپر پیش کیا گیا اس کا ظہور پذیر ہونا کوئی بعید از قیاس بات نہیں، شاید اس لئے جرمن مورخ ڈاکٹر گستاؤلی بان کو لکھنا پڑا جہانگیر نے انہی امور کی بنیاد پر اپنے باپ کا طریقہ جاری رکھا، اور ساتھ نصرانیوں کو اپنے پاس رکھا (تمدن ہند ڈاکٹر گستاؤلی بان) انگریز مورخ ایڈورڈز کو بھی یہ کہنا پڑا کہ وہ اپنے باپ کی طرح ملحدانہ رجحانات رکھتا تھا انہی امور کی بنیاد پر مسلمان اور عیسائیوں کے درمیان مباحث کو بڑی خوشی سے سنتا تھا فنون لطیفہ کو پسند کرتا تھا، عیسائیوں کے علامتی نقوش اس نے اپنی مہر میں کندہ کرائے ہوئے تھے۔ (مغل رول انڈیا۔ایڈوڈز ص ۶۲)

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک مکتوب گرامی سے بھی ان حقائق کی تصدیق ہوتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

> ’’پہلی سلطنت (دور اکبری) میں دین مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم سے عناد معلوم ہوتا تھا اور اس سلطنت میں (عہد جہانگیری) ظاہری طور پر وہ عناد نہیں ہے اگر ہے تو بے علمی کے باعث ہے یہ ڈر ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ عناد اور دشمنی تک پہنچ جائے اور مسلمانوں پر معاملہ اس سے بھی زیادہ تنگ ہو جائے‘‘ (دفتر اول مکتوب ۶۵)

بہر حال خلاصہ یہ ہے کہ اس وقت کے یہ دونوں بادشاہ اسلام کو تقویت پہنچانے کی بجائے اس کی تباہی و بربادی اور شعائر اسلام کے انہدام اور شریعت مصطفوی کو مٹانے میں ہمہ تن مصروف اور سرگرداں تھے ایسی صورت حال میں اللہ تعالیٰ نے حضرت امام ربانی کو مجدد الف ثانی بنا کر مبعوث فرمایا جنہوں نے ظاہری و باطنی ہر طرح کی قوت اور طاقت رکھنے کے باوجود بادشاہان وقت کے خلاف بغاوت انقلاب کے ذریعہ ان کو ہٹانے کی تحریک چلانے کے بجائے ان کی اصلاح کی تحریک چلائی اور

اس کے لئے یہ حکمت عملی اختیار فرمائی کہ جو شاہان وقت کے خاص مقربین تھے ان کے کیبنیٹ ارکان تھے اپنے مکتوبات کے ذریعہ ان کی اصلاح فرمائی اور ان کو شوق اور رغبت دلائی کہ وقتاً فوقتاً بادشاہ کی اصلاح کرتے رہیں اور اس کو احکام اسلام کی طرف راغب کرتے رہیں چنانچہ اکبر کے دور میں شیخ فرید بخاری، قلیچ خاں، مرزا عزیز کوکلتاش، خان اعظم، میراں صدر جہاں اور عبد الرحیم خان خاناں جیسے امرائے وقت جو آپ کے ارادت مند اور عقیدت مند تھے اور اکبر کے خاص مقربین میں سے تھے ان کو آپ نے اس کام پر مامور فرمایا چنانچہ دربار اکبری کے ایک اہم رکن خان اعظم کے نام اپنے ایک مکتوب گرامی میں آپ نے اسلام کی زبوں حالی کا نقشہ کھینچ کر پہلے ان کے جوشِ ایمانی کو مہمیز دیتے ہیں پھر کس خوبصورت انداز میں دعاؤں کے ساتھ ان کو ان کے حالات کا مقابلہ کرنے کی ہمت دلاتے ہوئے فرماتے ہیں۔

> اسلام کی بے بسی اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ کفار کھلم کھلا اسلام پر طعن کرتے ہیں اور مسلمانوں کو برا بھلا کہتے ہیں کافرانہ احکام بے تحاشہ جاری کئے جا رہے ہیں اور ان احکام کے ماننے والوں کی خوب تعریفیں کی جا رہی ہیں جبکہ مسلمانوں کو احکام اسلامیہ کے اجراء سے منع کیا جا رہا ہے اور شریعت اسلامی کی اشاعت کرنے والا مذموم و مطعون ٹھہرایا جا رہا ہے۔ ع
>
> پری نہفتہ رخ و دیو در کرشمہ و ناز
> بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است
>
> (ترجمہ) پری نے تو اپنا چہرہ چھپا لیا ہے اور دیو ناز و نخرہ پر تلا ہوا ہے یہ کیا تماشہ ہے عقل حیرت سے چلی جا رہی ہے
>
> سبحان اللہ و بحمدہ! کہا گیا ہے کہ شریعت زیر شمشیر ہے اور شریعت کی رونق و صفا بادشاہوں کے دم سے ہے لیکن یہاں تو معاملہ برعکس ہو گیا ہے افسوس صد افسوس آج تمہارے وجود کو ہم غنیمت سمجھتے ہیں اور سوائے تمہارے کوئی مرد میدان اس میدان میں ہم کو نظر نہیں آتا حق تعالیٰ

> اپنے نبی کریم اور انکے اہل بیت (علیہ وعلیہم الصلوۃ والسلام) کے طفیل آپ کا حامی و مددگار رہو۔ حدیث پاک میں ہے کہ تم میں سے کوئی اسوقت تک کامل مؤمن نہیں ہوسکتا جب اسکو دیوانہ نہ کہا جائے اس وقت وہ دیوانگی جس کی بنیاد اسلامی غیرت وحمیت پر ہوتی آپ کی ہی فطرت میں نظر آتی ہے...... یہ زبانی جہاد جس کا موقع تمہیں آج میسر ہے بہت بڑا جہاد ہے اسکو غنیمت جانو اور زیادہ سے زیادہ جہاد کے طالب رہو یہ زبانی جہاد تلوار کے جہاد سے افضل ہے۔ ہم جیسے بے دست وپا (جن کی بادشاہ تک رسائی نہیں) اس نعمت سے محروم ہیں ہم نے تم کو یہ خزانے کا پتہ دے دیا ہے اگرچہ ہمارا ہاتھ اس تک نہیں پہنچ سکا تو شاید تم ہی اس کو پالو...... (دفتر اول حصہ دوم مکتوب ۶۵)

حضرت امام ربانی کی اس حکمت عملی کے جب کچھ اثرات ظاہر ہونے شروع ہوئے تو اکبر کی موت کا وقت قریب آگیا روضۃ القیومیہ میں ہے کہ آخر وقت میں وہ اتنا نرم ہوگیا تھا اور اس بات پر آمادہ ہوگیا تھا کہ لوگوں کو زبردستی دین الٰہی اختیار کرنے اور سجدۂ تعظیمی کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا بلکہ ان کو اختیار دے دیا جائے گا کہ وہ چاہیں تو اس کا بنایا ہوا دینِ الٰہی اختیار کریں اور چاہیں تو دینِ اسلام پر رہیں۔ تاریخ ہندوستان میں مولانا ذکاء اللہ دہلوی نے لکھا ہے کہ اکبر نے اپنی موت کے وقت جب میراں صدر جہاں نے کلمہ شریف کی تلقین کی تو اس نے بلند آواز سے کلمہ شریف پڑھنا شروع کر دیا اور میراں صدر جہاں سے کہا کہ میرے سرہانے بیٹھ کر ''سورت یٰسین اور دعائے عدیلہ'' پڑھو، جب انہوں نے یہ سورت اور دعا پڑھی تو بادشاہ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور اسی حالت میں اس نے جان جانِ آفریں کے سپرد کردی۔

جبکہ تزک جہانگیری کا جو انگریزی ترجمہ میجر برائس نے کیا ہے اسمیں اس نے کہا ہے کہ شہنشاہ اکبر نے سب سے بڑے مولوی کے ہاتھ پر توبہ کی اور کلمہ پڑھ کر جنتی مسلمانوں کی طرح اس دنیا سے رخصت ہوا۔ اس کے اسلام کے بارے میں یہ ایک انگریز کا اقرار اور شہادت ہے جسے کسی طرح نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ بہرحال ان تمام شواہد سے اتنی بات ضرور ثابت ہوتی ہے کہ اکبر بادشاہ پکا

متقی مسلمان نہ سہی لیکن حضرت امام ربانی کے مقرر کردہ سفراء کی رشد وہدایت کے باعث اپنے پرانے دین اسلام اور اسکی محبت وعقیدت کی طرف مائل ہونا شروع ہو گیا تھا اور یہ بھی امام ربانی کی بہت بڑی کامیابی تھی۔

بہر حال اکبر کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا تخت پر بیٹھا تو امام ربانی نے ''احیائے اسلام'' کے اپنے مشن کو مزید تیز تر کر دیا اور اسکے لئے بھی وہی حکمت عملی اختیار فرمائی کہ اس کے دربار کے مقربین کو مکتوبات کے ذریعہ اور خود ان سے ملاقاتیں فرما کر ان کو جہانگیر کی اصلاح اور احکام اسلام کی طرف اسکو مائل کرنے کی طرف متوجہ کیا اور اس عظیم کار انبیاء کے لئے ان کو تیار کیا اور اسکا ان کو شوق دلایا۔ جہانگیر کی حکومت کے اہم اراکین وعمائدین مثلاً شیخ فرید بخاری، جبار خاں، حکیم فتح اللہ، خان خانان، خان اعظم مرزا قلیج بیگ، لالہ بیگ، صدر جہاں، خان جہاں، سکندر خان لودھی،، بہادر خان اور خضر خان کے نام آپ کے کوئی بیسیوں مکاتیب گرامی مکتوبات شریف کے اندر موجود ہیں جن کے پڑھنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ آپ نے کس کس انداز سے اور کن کن طریقوں سے ان حضرات کو بادشاہ کی اصلاح کی طرف راغب کیا اور کس طرح عظیم کام ان سے لیا شیخ فرید جن کے لئے تزک جہانگیری میں خود جہانگیر لکھتا ہے کہ یہ میرے والد کی خدمت میں میر بخش تھے میں نے ان کو خلعت شمشیر مرصع دوات وقلم مرصع مرحمت کر کے اسی خدمت پر بحال رکھا ہے اور ما بدولت تم کو صاحب السیف والقلم جانتے ہیں۔

دربار جہانگیری کی اس مقرب شخصیت کے نام اپنے ایک گرامی نامہ میں حضرت امام ربانی فرماتے ہیں کہ

> آج جبکہ دولت اسلام کی ترقی اور موافعات اسلام کے زوال اور بادشاہ اسلام کی تخت نشینی کی خوشخبری خاص وعام کے کانوں تک پہنچی ہے تو اہل اسلام نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے کہ بادشاہ کے معین ومددگار بنیں اور شریعت کی ترویج اور مذہب کو تقویت دینے میں اس کی رہنمائی کریں خواہ یہ امداد وتقویت زبان سے ہو یا ہاتھ سے جس قسم کی بھی ہو اس سے دریغ نہ کریں سب سے بڑھ کر مدد یہ ہے کہ کتاب وسنت اور اجماع امت کے طریقہ پر شرعی مسائل کو بیان کریں اور عقائد کلامیہ کو ظاہر

> کریں تاکہ کوئی بدعتی اور گمراہ درمیان میں آکر بادشاہ کو راستہ سے نہ بہکا دے اور کام خراب نہ کر دے...... امید ہے جب حق تعالیٰ نے آپ کو بادشاہ کا قرب پورے طور پر بخشا ہے تو خلوت وجلوت میں اور پوشیدہ وعلانیہ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے رواج دینے میں آپ پوری کوشش کریں گے اور مسلمانوں کو ذلت وخواری سے نکالیں گے...... (دفتر اول مکتوب ۴۷)

جہانگیر کے ایک اور معتمد خاص صوبہ بہار کا تمام نظم ونسق جہانگیر نے جن کے سپرد کر رکھا تھا یعنی لالہ بیگ ان کو ایک مکتوب گرامی میں آپ نے تحریر فرمایا......

> سلطنت کی ابتداء ہی میں اگر مسلمانی نے رواج پالیا اور مسلمانوں نے اعتبار پیدا کرلیا تو بہتر ورنہ نعوذ باللہ اگر توقف ہوگیا تو مسلمانوں پر کام بہت مشکل ہو جائے گا الغیاث الغیاث ثم الغیاث الغیاث دیکھئے کون صاحب دولت اس دولت کو حاصل کرتا ہے اور کون بہادر آگے بڑھ کر اس دولت کو لیتا ہے...... **ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم** (دفتر اول مکتوب ۸۷)

مفتی صدر جہاں جو جہانگیر کے بچپن میں اس کی تعلیم کے نگران بھی رہے اور عہد اکبری میں منصب صدارت پر فائز تھے جہانگیر نے اپنے دور میں جن کے اختیارات میں مزید اضافہ کرتے ہوئے ان کو یکدم چار ہزاری کا منصب بھی عطا کر دیا تھا اور ان کو دربار میں سجدہ تعظیمی سے بھی مستثنیٰ کر دیا تھا ان کو ایک مکتوب گرامی میں حضرت امام ربانی بادشاہ کی اصلاح کی طرف یوں متوجہ کراتے ہیں......

> یقین ہے کہ اسلام کے مقتدرا نہی سادات عظام اور علمائے کرام خلوت وجلوت میں اس دین متین کی زیادتی اور اس صراط مستقیم کے درپے رہیں گے۔ (دفتر اول مکتوب ۱۹۴)
>
> اب جبکہ سلطنتوں میں انقلاب واقع ہوا ہے اور اہل مذاہب کی عداوت کی تیزی درہم برہم ہوگئی ہے اسلام کے پیشواؤں یعنی بڑے بڑے وزیروں اور امیروں اور بزرگ عالموں پر لازم ہے کہ اپنی

> تمام محنت کو روشن شریعت کی ترویج پر لگائیں اور سب سے پہلے یہ کریں کہ اسلام کے گرے ہوئے ارکان کو قائم کریں۔
> (دفتر اول مکتوب ۱۹۵)

خود جہانگیر کو بھی آپ نے ایک مکتوب گرامی ارسال فرمایا جس میں اس کو فتح ونصرت کی دعا دیتے ہوئے اس دعا کی غرض وغایت بھی اجرائے احکام شریعت کو قرار دیا اور فرمایا بادشاہ کی فتح ونصرت کی دعا کی جاتی ہے کیونکہ اجرائے احکام شریعت سلطنت کی تائید اور تقویت پر منحصر ہے۔

آگے اس دعا کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

> تلوار اور جہاد میں یہ قوت نہیں کہ قضائے الٰہی کو ٹال دے لیکن دعا میں خدا نے یہ طاقت رکھی ہے، اس لئے لشکر کی قوت سے دعا کی قوت زیادہ قوی اور موثر ہے۔

آپ کا یہ مشن زور وشور سے جاری رہا اور کامیابی سے آہستہ آہستہ ہمکنار ہونے لگا بادشاہ احکام اسلامی کی طرف مائل اور راغب ہونے لگا آپ کے مکاتیب سے بھی آپ کے مشن کی اس کامیابی کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے چنانچہ مفتی صدر جہاں کے نام ایک مکتوب گرامی میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ

> احکام شرعیہ کے جاری کرنے اور مذہب مصطفوی علی صاحبہا الصلوۃ و السلام کے دشمنوں کی ذلت و خواری کی باتیں سن کر ماتم زدہ مسلمانوں کے دل کو خوشی اور روح کو تازگی حاصل ہوئی ہے، اس بات پر اللہ تعالی کی حمد اور احسان ہے اور اللہ تعالی مالک وقدیر سے سوال ہے کہ اپنے نبی بشیر ونذیر علیہ الصلوۃ والسلام کے طفیل اس بڑے کام میں زیادتی بخشے۔ (دفتر اول مکتوب ۱۹۵)

ظاہر ہے شریعت اسلامیہ کا اجراء عقائد حنفیہ اور مسلک حنفیہ کا فروغ اور دین کا احیاء بھلا بدمذہبوں اور اسلام دشمنوں کو کب گوارہ ہوسکتا تھا چنانچہ وہ اپنی سازشوں میں مصروف ہو گئے اور حضرت امام ربانی کو بدنام کرنے کے لئے آپ کے ایک مرید کابل کے رہائشی حسن خان افغان کو استعمال کیا جو کسی وجہ سے آپ کا سخت مخالف ہوگیا تھا اس کے ذریعے آپ کے مکتوبات میں تحریف

کر کے اس میں کچھ کفریہ عبارات کا اضافہ کر کے وہ مختلف علماء کو بھجوائی گئیں اور اس پر حضرت امام ربانی کے خلاف فتوے لئے گئے۔

پروپیگنڈہ اتنا شدید تھا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی جیسے مقتدر عالم اور محدث بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور حضرت امام ربانی کے خلاف ہو گئے بعد میں جب صورت حال واضح ہوئی اور حضرت امام ربانی کے اصل مکاتیب آپ نے پڑھے تو آپ کی غلط فہمی رفع ہوئی ایسی صورت میں بادشاہ کا اس مکروہ پروپیگنڈے کے اثرات سے محفوظ رہنا ایک ناممکن امر تھا چنانچہ اس نے ان بے سروپا الزامات سے متاثر ہوکر آپ کو اپنے دربار میں وضاحت کے لئے طلب کرلیا آپ نے اس کے دربار میں جا کر اتنے عمدہ جوابات دئے کہ بادشاہ لاجواب ہوگیا معاندین کو جب اپنی سازش ناکام ہوتی ہوئی نظر آئی تو انہوں نے بادشاہ کو ورغلایا کہ انہوں نے آپ کو سجدہ نہ کر کے دربار کے آداب کی خلاف ورزی کی ہے اس کے علاوہ آپ نے شیعوں کے خلاف جو مکاتیب اور رسائل لکھے تھے اس کی وجہ سے جہانگیر کی محبوب ملکہ نور جہاں اور اس کے وزیر اعظم آصف جاہ جو سب شیعہ تھے وہ آپ کے سخت ترین دشمن ہو گئے تھے انہوں نے ان سازشوں میں اہم کردار ادا کیا اور آخر میں بادشاہ کو آپ کی قوت سے خوفزدہ کیا کہ ان کے مریدین ہر طرف پھیل رہے ہیں فوج میں بھی ان کا اثر رسوخ بڑھ گیا ہے یہ آپ کے اقتدار کے لئے کسی وقت بھی خطرہ بن سکتے ہیں لہذا ان کے خلاف فوری کوئی کاروائی عمل میں لائی جائے چنانچہ بادشاہ نے آپ پر لگائے جانے والے بے سروپا الزامات کا سہارا لے کر اور سجدہ تعظیمی نہ کرنے کا بہانہ بنا کر آپ کو قلعہ گوالیار میں قید کر دیا اور آپ کا تمام مال واسباب اور مکان وغیرہ سب ضبط کرلیا، لیکن اللہ تعالی کا وعدہ سچا ہے **ان تنصر اللہ ینصر کم** (ترجمہ) تم دین کی مدد کرو اللہ تمہاری مدد کرے گا) اللہ تعالی نے حضرت امام ربانی کی ایسی مدد فرمائی کہ دشمن کی تمام تدابیر الٹی ہوگئیں یہ قید و بند بھی آپ کی ذلت کی بجائے کئی طرح سے آپ کی عزت و منزلت اور اسلام کے مزید ارتقاء کا باعث بن گئی اولاً بقول خود آپ کے کہ اس قید کے ذریعہ بڑے بڑے روحانی مراتب اور مدارج سے اللہ تعالی نے آپ کو سرفراز فرمایا دوسرا یہ کہ جیل میں موجود سیکڑوں چوروں ڈاکوؤں، بدمعاشوں اور مجرموں کو آپ کی رشد و ہدایت نے راہ حق پر گامزن کر کے ان کو اللہ کا محبوب اور مقرب بنا دیا۔ تیسرا یہ کہ آپ کی گرفتاری کے بعد عوام وخواص میں جو بے چینی

پھیلی اور مختلف علاقوں میں شورش اور بغاوت کی سی صورت پیدا ہونے لگی اور آپ نے جیل ہی سے اپنے مکتوبات کے ذریعے ان سازشوں اور بغاوتوں کو پروان چڑھانے کی بجائے ان کو فرو کرنے اور ختم کرنے کے جو احکامات دیئے ان سب کو دیکھ کر جہانگیر کی عقل ٹھکانے آگئی کہ جس کو میں اقتدار کے لئے خطرہ سمجھے بیٹھا تھا وہ تو میرے اقتدار کا محافظ نکلا، اس پر سونے پہ سہاگہ یہ ہوا کہ اس کو خواب میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوگئی کہ آپ اپنی انگلی مبارک دانتوں میں دبائے کھڑے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ جہانگیر تو نے کتنے بڑے شخص کو قید کر دیا ہے الغرض اس قید نے نہ صرف یہ کہ بادشاہ کے دل کو آپ کی طرف سے صاف کر دیا بلکہ آپ کی ظاہری اور باطنی عظمتوں کا اس کو معترف کر دیا اور یہ قید کئی لحاظ سے آپ کے لئے ترقیات اور اسلام کی ترویج واشاعت کا باعث بن گئی...... پھر تو یہ عالم تھا کہ وہی بادشاہ جو آپ کو مغرور خود پسند سمجھ کر قید میں ڈال رہا تھا وہ آپ کی عظمتوں کا معترف ہو کر آپ سے کچھ عرصہ کے لئے لشکر میں آپ کے ہمراہ رہنے کی درخواست کر رہا تھا، اور آپ نے اس کی درخواست کو شرف قبولیت بخشا اور ایک عرصہ اس کو ساتھ رکھ کر اس کی تربیت فرمائی اور اس کی اصلاح فرمائی...... ایک وقت وہ تھا کہ وہ آپ کو کافر سمجھ رہا تھا پھر وہ وقت بھی آیا جب وہ آپ کو ایک ولی کامل سمجھ کر اپنی بیماری سے صحت یابی کے لئے آپ سے دعا کی درخواست کر رہا تھا آپ کے لنگر کے تبرک سے اپنا پرہیز کھولنے کا اعلان کرتا تھا، بطور تبرک لنگر کا کچھ حصہ اپنے ساتھ رکھتا تھا، اور لنگر کے اخراجات کیلئے یومیہ خرچہ پیش کر کے اس کو قبول کرنے کی استدعا کر رہا تھا اور آپ اس کی پیشکش کو یہ کہہ کر ٹھکرا رہے تھے کہ ہم خدا کے در کے بھکاری ہیں صرف خدا پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

ایک وہ زمانہ تھا جب وہ آپ کو ''مکار'' کہا کرتا تھا لیکن پھر وہ زمانہ بھی آیا جب وہ آپ کی محبت اور عقیدت سے سرشار ہو کر یہ کہا کرتا تھا کہ میں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا کہ جس سے مجھے نجات کی امید ہو البتہ میرے پاس ایک دستاویز ہے اس کو اللہ تعالی کے سامنے پیش کر دوں گا اور وہ دستاویز یہ ہے کہ ایک روز مجھ سے شیخ احمد سرہندی نے کہا تھا کہ اگر اللہ تعالی ہمکو جنت میں لے جائے گا تو ہم تمہارے بغیر نہیں جائیں گے بہرحال خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت امام ربانی کی تدبیر اور حکمت عملی کامیابی سے ہمکنار ہوئی آپ کی کوششوں سے اراکین حکومت کی اصلاح ہوئی اس کے بعد ان کے ذریعہ' پھر براہ راست خود آپ کے ذریعہ بادشاہ کی اصلاح ہوئی۔ دربار سے سجدۂ تعظیمی ختم کر دیا گیا، گائے کے ذبیحہ سے بھی پابندی اٹھائی گئی مسجدیں تعمیر کرائی جانے لگیں سنی فقہ کو مملکت کا قانون قرار دیا گیا اور

دربار کے لئے چار عالموں کے بندوبست کرنے کا حکم دیا گیا تاکہ وہ مسائل شرعیہ بتائیں اور کوئی کام خلاف شرع نہ ہونے پائے بادشاہ کا شہزادہ خرم شاہجہان آپکا بے حد معتقد تھا آپکے بعد آپکے صاحبزادے کا اسی طرح ادب و احترام کرتا تھا اس کے دور میں اور اورنگزیب عالمگیر کے دور میں جو کچھ اس سے پہلے تھوڑی بہت کسر رہ گئی تھی وہ بھی پوری ہوگئی ان دونوں بادشاہوں نے حضرت امام ربانی کے اولادِ امجاد کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے ملک میں مکمل نظام مصطفےٰ کا نفاذ کیا۔

الغرض اس دور میں اسلامی عقائد اور احکامات کو خوب فروغ حاصل ہوا اسلام کا پرچم ہر جگہ لہرانے لگا اور نور اسلام کی شعاؤں سے مشرق و مغرب روشن ہوگئے...... ''ارکان حکومت کی تبدیلی کے بجائے اذہان حکومت کی تبدیلی'' یہ وہ آپ کا عظیم کارنامہ ہے جس نے تاریخ کے رخ کو موڑ دیا صرف یہ خطۂ ہندوستان نہیں بلکہ افغانستان، بخارا، سمرقند اور ترکی تک پورے خطہ کو ایک عظیم اسلامی اور روحانی انقلاب سے سرفراز کردیا، آج بھی اس خطہ میں وہ اثرات محسوس ہو رہے ہیں اور رہتی دنیا تک اس کے اثرات برقرار رہیں گے انشاء اللہ، یہی وہ ''دیگر معاملہ'' اور عظیم کارنامہ ہے جس کی طرف آپ نے اپنے ایک مکتوب گرامی میں بھی ارشاد فرمایا تھا آپ فرماتے ہیں:۔

> اے فرزند باوجود اس معاملے کے جو میری پیدائش سے وابستہ رہا ہے ایک اور کارخانہ عظیم میرے سپرد کیا گیا ہے، مجھے پیری مریدی کے لئے نہیں لایا گیا اور نہ ہی میری پیدائش سے مخلوق کی تکمیل و ارشاد مقصود ہے بلکہ معاملہ کچھ اور ہے اور خداوند کریم اور قدرت کو مجھ سے کچھ اور ہی کام لینا ہے (دفتر دوم مکتوب ٦)

علمائے سو کے خلاف جہاد:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ بدترین لوگوں کے بدترین علماء ہیں (ترغیب) یعنی علمائے سو اللہ کے یہاں انسانوں میں سب سے بدترین انسان شمار ہوتے ہیں اس لئے کہ ایک عالم کی گمراہی سے ایک عالم گمراہ ہوجاتا ہے۔ تمام مؤرخین کا اس پر اتفاق ہے کہ شہنشاہ اکبر پہلے بہت دیندار علماء اور صوفیہ کا ادب کرنے والا شخص تھا لیکن اس کو گمراہ کرنے والے یہی ابوالفضل اور فیضی جیسے علماء سو تھے جنہوں نے بادشاہ کو خوش کرنے کے لئے اسلامی احکامات بدل ڈالے جائز امور کو

ناجائز بناڈالا اور ناجائز کو جائز، خواہشات نفس کی تکمیل کے لئے اسلام میں گنجایشیں نکال لیں اپنے ذاتی عناد اور دشمنی کے باعث مقتدر علماء کی تذلیل کی اور علم مصطفیٰ اور دین مصطفیٰ کو بادشاہ کے گھر کی لونڈی بنا کر دین الٰہی کے نام سے ایک ایسا نیا دین ایجاد کروا دیا جس میں اسلام اور اسلامی شعائر کی توہین کی گئی تھی اور دوسرے مذاہب کو اہمیت دی گئی تھی یہ سب کچھ علماء سو کی وجہ سے ہوا اسی لئے امام ربانی نے ان علماء کے خلاف جہاد فرمایا، اپنے مکتوبات کے ذریعے اپنے محبین و مخلصین کو بالخصوص جہانگیر کے دربار کے خاص مقربین کو علماء سو کے کرتوتوں سے آگاہ کر کے اسلام اور دین کے خلاف ان کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں کا قلع قمع فرمایا۔

چنانچہ جب جہانگیر نے یہ حکم دیا کہ چار دیندار علماء مہیا کئے جائیں جو مسائل بتائیں اور خلاف شرع چیزوں کی نشاندہی کریں تو آپ نے شیخ فرید بخاری کے نام اپنے ایک طویل مکتوب گرامی میں پہلے خبر پر اپنی خوشی کا اظہار کیا اور اسکے بعد ان کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ

> ایسے دیندار علماء (بادشاہ کو مہیا کئے جائیں) جو حبّ جاہ اور حب ریاست سے پاک ہوں اور ترویجِ شریعت اور تائید ملت کے علاوہ کوئی دوسرا مقصد نہ رکھتے ہوں تعداد میں اگرچہ قلیل ہوں اگر اسے حبّ جاہ ہوگئی تو وہ کسی نہ کسی طریقہ سے اپنی افضلیت کا اظہار کرے گا، اختلافی مسائل درمیان میں لائے گا اور اس کو بادشاہ کے قرب کا ذریعہ بنائے گا اس صورت میں لامحالہ دین کی مہم ابتر ہوجائے گی زمانہ گزشتہ (دور اکبری) میں علمائے سو کے اختلافات نے ہی دنیا کو بلا میں ڈالا تھا......اب بھی علمائے سو کی صحبت کا اندیشہ ہے......ایسی صورت میں ترویجِ دین کیا خاک ہوگی بلکہ الٹی تخریبِ دین ہوجائے گی، میں علماء سو کے فتنہ سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں اور علماء آخرت میں سے کوئی عالم میسر ہو تو اس سے اچھی بات کیا ہوگی اس کی صحبت کبریت احمر کا حکم رکھتی ہے......جس طرح مخلوق کی نجات علماء کے وجود سے وابستہ ہے اس طرح دنیا کا نقصان اور زیاں بھی انھی پر

منحصر ہے بہترین علماء بہترین عالم ہیں اور بدترین علماء بدترین خلائق ہیں ہدایت اور گمراہی دونوں ان پر موقوف ہیں، ایک شخص نے ابلیس کو دیکھا کہ فارغ بیٹھا ہوا ہے تو اس سے اس کا سبب پوچھا اس نے جواب دیا کہ اس زمانے کے علماء میرا کام انجام دے رہے ہیں اور وہ دنیا کو گمراہ کرنے کیلئے کافی ہیں۔ (مکتوبات جلد اول)

نام نہاد صوفیہ کے خلاف جہاد:

نام نہاد بناوٹی مصنوعی اور جعلی پیروں اور فقیروں اور صوفیہ نے اس دور میں اسلام کو سخت نقصان پہنچایا تصوف کی ایک اہم اصطلاح ''وحدہ الوجود'' کی غلط تشریحیں کر کے نہ صرف عوام کو گمراہ کیا بلکہ اکبر بادشاہ کو بھی لادینیت کا راستہ دکھایا اور ہندوؤں کے عقیدۂ حلال کی طرف اس کو مائل کر دیا، عبادت سے جان چھڑانے کے لئے یہ نظریہ ایجاد کیا کہ عبادات کی اسوقت تک ضرورت ہے جب تک معرفت حاصل نہ ہو جائے اس کے حاصل ہونے کے بعد عبادات کی کوئی ضرورت نہیں ہے (معاذ اللہ) بعض جہلاء نے تو یہ تک کہہ دیا کہ نماز روزہ کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ صرف باطن درست ہونا چاہیے بعض جہلاء نے سنت اور شریعت کے خلاف ریاضتیں اور مجاہدے ایجاد کر لئے اور ان کو وصولِ الٰہی کا ذریعہ قرار دے دیا اکثر پیروں فقیروں نے پیری مریدی کو رشد و ہدایت کی بجائے صرف کھانے کمانے کا دھندہ بنالیا، الغرض تصوف اور طریقت کی جو اہم اصطلاحات تھیں آپ نے ان کی صحیح تشریح فرمائی جو خلاف شرع امور تصوف میں کئے گئے تھے ان کو نکالا اور طریقت اور تصوف کو بدنام کرنے والے نام نہاد صوفیہ کا بھرپور انداز سے مقابلہ کیا اور عوام و خواص کو ان کے خلافِ شریعت افکار و نظریات سے بچا کر آپ نے دین کی بہت بڑی خدمت انجام دی شریعت کو طریقت سے جدا کرنے والوں کے خلاف جہاد کیا اس دور میں واضح طور پر مذہبی قیادت دو گروہوں میں تقسیم ہوگئی تھی ایک طرف علماء تھے اور دوسری طرف صوفیہ تھے علماء صرف شریعت پر زور دیتے تھے طریقت کی اہمیت سے انکار کرتے تھے جبکہ صوفیہ سب کچھ طریقت کو سمجھتے تھے اور شریعت سے بے اعتنائی برتتے تھے حتیٰ کہ انہوں نے یہاں تک کہنا شروع کر دیا کہ عوام شریعت کے مکلّف ہیں خواص اس کے مکلف نہیں، اور صوفیہ کو احکام شریعت کی پابندی ضروری نہیں حضرت امام ربانی کی ایک بہت بڑی خدمت

ہے کہ آپ نے شریعت وطریقت دونوں کی اہمیت سے آگاہ کر کے لوگوں کو ان دونوں کا عامل بنایا چنانچہ ایک مکتوب گرامی میں آپ فرماتے ہیں:

> اپنے ظاہر کو شریعت سے اور باطن کو باطنِ شریعت سے جو حقیقت سے عبارت ہے آراستہ وپیراستہ کریں کیونکہ حقیقتِ طریقت حقیقتِ شریعت سے ہی عبارت ہے اور راہ شریعت پر چلنا ہی حقیقت ہے یہ کہنا کہ شریعت دوسری چیز ہے اور طریقت وحقیقت دوسری چیز، یہ الحاد وزندقہ ہے۔ (حصہ دوم مکتوب ۵۷)

جمع الجوامع میں علامہ جلال الدین سیوطی نے ایک حدیث پاک نقل کی ہے کہ ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ میری امت میں ایک شخص ہوگا جسے صلہ (ملانے والا) کہا جائے گا اس کی شفاعت سے بکثرت لوگ جنت میں جائیں گے'' اس حدیث کا مصداق آپ کی ذات گرامی ہے، حضرت امام ربانی نے اپنے ایک مکتوب گرامی میں اپنے لئے صلہ کا لفظ استعمال کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے کہ جس نے مجھے دوسمندروں کو ملانے والا اور دو دشمنوں کے درمیان میں صلح کرانے والا بنایا ہے۔ (دفتر دوم مکتوب ٦)

ان دوگروہوں سے یقیناً علماء ظاہر اور علمائے باطن مراد ہیں اور دوسمندروں سے علم ظاہر علم باطن شریعت، اور طریقت کے سمندر مراد ہیں جن کو آپ نے ملاکر اس کے ذریعے دین کی ایک بہت بڑی خدمت انجام دی۔

بدعات کے خلاف جہاد:

آپ کی بے پایاں خدمات کی فہرست میں آپ کی ایک اہم اور نمایاں خدمت ''احیائے سنت'' بھی ہے یہ وہ زمانہ تھا کہ ہر طرف بدعتوں کا اندھیرہ تھا دین میں خلاف شرع نئی نئی باتوں کا اضافہ کرلیا گیا تھا مثلاً مسلمان دیوالی کے دنوں میں ہندوؤں کی رسمیں ادا کرتے تھے اور ہندوؤں کی تقلید کرتے ہوئے اپنے برتنوں پر رنگ پھیرتے تھے جانوروں کو اولیاء کرام کے مزارات پر لیجاکر وہاں ذبح کیا جاتا تھا پیروں فقیروں کے نام کے روزے رکھے جاتے تھے، ہندوؤں کی طرح دلہن سے دولہا کے گرد سات چکر لگوائے جاتے تھے، دولہا کو عورت کی طرح چاندی کا طوق پہنایا جاتا تھا، اسکے

علاوہ جاہل صوفیہ نے طریقت اور تصوف میں جو بدعات ایجاد کرلیں تھیں، ریاضات ومجاہدات میں جو خلاف شرع طریقے گھڑلئے تھے آپ نے ان سب بدعات کے خلاف بھرپور جہاد فرمایا، بدعت کی مذمت اور سنت کی مدحت کومختلف انداز سے اجاگر کر کے لوگوں کو بدعات سے دور رہنے اور سنتوں کو اختیار کرنے کی ترغیب دلائی۔ چنانچہ عبدالرحیم خان خاناں کے نام ایک مکتوب گرامی میں آپ نے تحریرفرمایا۔

> سعادت ابدی اور نجات سرمدی متابعت انبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ وابستہ ہے بالفرض اگر ہزار سال عبادت کی جائے اور سخت سے سخت ریاضتیں اور مشکل سے مشکل مجاہدات کئے جائیں مگران حضرات کے نور متابعت سے سینے منور نہ ہوں توان تمام ریاضات ومجاھدات کو ایک جو کے بدلے نہ خریدا جائے لیکن اگرزاہد کا سونا (قیلولہ) جوسراسر غفلت اور تعطل ہے ان حضرات کی متابعت میں ہے تو یہ ان ریاضات اور مجاہدات سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے۔ (جلداول مکتوب ۱۹۱)

علماء نے بدعت کی دوقسمیں بیان فرمائی ہیں ایک بدعت حسنہ، ایک بدعت سیۂ لیکن آپ کو بدعت سے اس قدر چڑ اور نفرت تھی کہ آپ نے ایک مکتوب گرامی میں فرمایا اس فقیر کو ان دونوں قسموں کی بدعتوں میں کسی میں بھی کوئی حسن اور نورانیت نظرنہیں آتی اور سوائے ظلمت اور کدورت کے اور کچھ اس میں محسوس نہیں ہوتا (جلداول مکتوب ۱۸۶)

اس لئے میلاد شریف اور ایصال ثواب وغیرہ کو آپ نے بدعت حسنہ کہکر اسکی اجازت نہیں دی کہ کہیں اس بہانہ بدعت کی طرف لوگ مائل نہ ہوجائیں بلکہ اسکوبھی انبیاء اور صحابہ کی سنت کی حیثیت سے اپنانے اور اختیار کرنے کی اجازت عطافرمائی۔

عقل پرستوں کے خلاف جہاد:

ہر دور میں ایسے لوگ رہے ہیں جوبطور فیشن ہر معاملے میں عقل کو دخل دیتے ہیں اسلامی احکام اور نظریات کوعقل کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں، جوان کی عقل میں آئے اس کو قبول کرتے ہیں اور جو نہ آئے اس کا انکار کردیتے ہیں ایسے لوگوں کے خلاف بھی آپ نے بھرپور جہاد فرمایا چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

> جو شخص تمام احکام شرعیہ کو اپنے عقل کے مطابق عقلی دلائل کے برابر کرنا چاہیے وہ شان نبوت کا منکر ہے اس کے ساتھ کلام کرنا بیوقوفی ہے (دفتر اول مکتوب ۲۱۴)

الغرض اسلامی احکامات اور نظریات کو فلسفیانہ اصول وقواعد کی کسوٹی پر پرکھنے والے اور دین کو عقل کے تابع کرنے والے عقل کے پجاریوں کی مذمت اور نشاندہی کر کے امت مسلمہ کو ان کے مکروفریب سے آپ نے آگاہ فرمایا اور اس طرح دین کے نام پر بے دینی پھیلانے والوں کے چنگل میں پھنسنے سے امت مسلمہ کو بچا کر آپ نے دین کی ایک بہت بڑی خدمت انجام دی۔

دشمنان صحابہ کے خلاف جہاد:

جب جہانگیر بادشاہ کی محبوب ملکہ نور جہاں اور اس کا خاندان شیعہ نظریات کا حامل ہوا اور حکومت کی باگ ڈوران کے ہاتھ میں ہونے کے باعث وہ صحابہ کرام کے خلاف نظریات کو حکومتی طاقت کے زور پر پھیلا رہا ہو ایسے میں کس کی ہمت ہوسکتی تھی کہ ان باطل نظریات کے خلاف آواز اُٹھا کر اپنی موت کو دعوت دیتا لیکن یہ عظیم خدمت بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی سے لی جنہوں نے بغیر کسی خوف کے اس طوفان کا مقابلہ کیا اور ہر سطح پر اس کا منہ توڑ جواب دیا مناظروں کی ضرورت پڑی تو آپ نے بڑے بڑے شیعہ علماء سے کھلے عام مناظرے کئے اور اس میں ان کو شکست فاش دی، جب شہر کے متبحر علماء نے ایک رسالہ لکھ کر اس میں حضرات خلفائے ثلاثہ کی تکفیر کی اور معاذ اللہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس میں مذمت اور آپ پر بہتان تراشی کی تو آپ نے نہ صرف یہ کہ زبانی اور تقاریر کے ذریعے محافل میں اسکا مسکت جواب دیا بلکہ اس کے جواب میں ایک مستقل رسالہ تحریر فرما کر ان کا منہ بند کرا دیا اس کے علاوہ شیعہ حضرات کے جو اہم موضوعات ہیں جن سے وہ عام ذہنوں کو متاثر کر کے ان کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں مثلاً حضور سے نسبی قرابت اور قربت رکھنے کے باعث حضرت علی خلیفہ اول ہیں صحابہ کرام کے درمیان جو اجتہادی نزاعات اور محاربات ہوئے انہیں بنیاد بنا کر صحابہ کرام سے لوگوں کو متنفر کرنا، ان کی بدگوئی اور ان پر سب وشتم کرنا، بالخصوص حضرت عائشہ کی توہین کرنا اور حضرت امیر معاویہ کی گستاخیاں کرنا، حدیث قرطاس کے

حوالہ سے عوام میں صحابہ کرام کے بارے میں غلط فہمیاں پیدا کرنا اس جیسے سیکڑوں مسائل پر آپ نے اپنے مکتوبات میں بڑے مدلل انداز سے بڑی سیر حاصل بحثیں فرمائیں اور عوام وخواص کے ذہنوں کو صاف کر کے صحابہ کرام کی عظمت ان کے دلوں میں پیدا کر کے انکو جہنم کی گہری کھائیوں میں گرنے سے بچالیا۔ ایک مکتوب گرامی میں تحریر فرمایا۔

> جاننا چاہیے پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سب کے سب بزرگ ہیں اور سب کا ذکر احترام سے کرنا چاہیے۔ خطیب نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ نے مجھے پسند فرمایا اور میرے لئے اصحاب کو پسند فرمایا اور ان میں سے بعض کو قرابت دار اور مددگار پسند فرمایا جس نے ان کے بارے میں مجھے محفوظ رکھا اسے اللہ نے محفوظ رکھا جس نے ان کے بارے میں مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی۔ (دفتر اول مکتوب ۲۵۱)

دشمنان اہل بیت کے خلاف جہاد:

بعض لوگوں نے اہل بیت اطہار سے محبت کی آڑ میں صحابہ کی برائی شروع کر دی انہیں اہل تشیع کہا جاتا ہے بعض وہ تھے جنہوں نے صحابہ کی محبت کی آڑ میں اہل بیت اطہار کی شان میں زبانِ طعن دراز کرنی شروع کر دی انہیں خوارج کہا جاتا ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دونوں باطل گروہوں کا مقابلہ کیا جہاں آپ نے صحابہ کرام کے خلاف اہل تشیع کے مطاعن کا جواب دیا اور صحابہ کرام کی عظمتوں کو بیان کیا وہاں آپ نے خوارجہ کی طرف سے اہل بیت اطہار کے بارے میں نازیبا باتوں کا رد بھی فرمایا اور اہل بیت اطہار کی عظمت وشان اور ان کی محبتوں کے نور سے بندگانِ خدا کے قلوب کو روشن ومنور کر دیا۔

ایک مکتوب گرامی میں آپ نے لکھا ہے کہ

> اہل بیت کی محبت کا نہ ہونا اہل سنت کے حق میں بھلا کیسے گمان کیا جاسکتا ہے جبکہ یہ محبت ایمان کا جز ہے اور خاتمہ کی سلامتی اس محبت کے واضح ہونے سے وابستہ ہے (دفتر دوم مکتوب ۳۶)

ایک اور مکتوب گرامی میں صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار دونوں کی محبت اور دونوں کی تعظیم کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

> رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو ستاروں کی مانند فرمایا اور اہل بیت کو کشتی نوح کی طرح فرمایا اس میں اشارہ ہے کہ کشتی کے سواروں کے لئے ستاروں کی رعایت کو مدنظر رکھنا ضروری ہے تاکہ وہ ہلاک ہونے سے بچ جائیں اور ستاروں کی رعایت کے بغیر نجات بالکل محال ہے۔ (دفتر اول مکتوب ۵۹)

دشمنان نبوت کے خلاف جہاد:

دشمنان اسلام کے پاس اسلام کمزور کرنے کا سب سے اہم حربہ یہ ہے کہ مسلمانوں کا رشتہ ان کے نبی سے کمزور کر دیا جائے ان کی عظمت و محبت ان کے غلاموں کے دل سے مٹا دی جائے چنانچہ آپ کے دور میں بھی یہی ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مسلمانوں کے دلوں میں ایسی نفرت پیدا کی جانے لگی کہ آپ کا نام نامی احمد اور محمد رکھا جانا بھی معیوب سمجھا جانے لگا جیسا کہ خود آپ نے اپنا رسالہ اثبات النبوۃ اور بعض مکاتیب میں اس کی صراحت فرمائی مسلمانوں کے دلوں سے آپ کی محبت ختم کرنے کیلئے اس وقت کے مصنفین نے اپنی اپنی کتابوں سے نعتیں خارج کر دیں داڑھی جیسی حضور کی اہم سنتوں کو ختم اور نفرت کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا نبی کی پیاری اور محبوب زبان عربی کو سیکھنا معیوب سمجھا جانے لگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج شریف اور شق القمر جیسے عظیم معجزوں کا انکار کیا جانے لگا۔ حضرت امام ربانی نے اس نقشہ کو بھانپتے ہوئے اس کے خلاف جہاد فرمایا اثبات نبوت کے نام سے مکمل ایک کتاب تصنیف فرمائی اور سیکڑوں مکاتیب مختلف شہروں اور ملکوں میں ارسال فرمائے جس میں مخالفین کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی ختم نبوت اور عظمت و شان کے بارے میں پھیلائے گئے وسوسوں اور اعتراضات کے معقول جوابات دیے اور حضور کی شان، آپکے مقام اور مرتبہ آشکارا کر کے غلامان مصطفیٰ کو پھر سے اپنے آقا کا گرویدہ بنا دیا آپ کے رسالہ اثبات نبوت اور آپ کے مکاتیب سے چند عبارات پیش خدمت ہیں جس سے یہ بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ نے نبی الانبیاء کی عظمتوں کو آشکارا کر کے کس خوبصورت انداز سے اس فتنہ کا

تدارک فرمایا دفتر سوم مکتوب ۱۰۰ فرمایا جاننا چاہیے کہ خلق محمدی دوسرے انسانی افراد کی پیدائش کی طرح نہیں ہے بلکہ افراد عالم میں سے کسی بھی فرد کی پیدائش سے مناسبت نہیں رکھتی رسول صلی اللہ علیہ وسلم عنصری پیدائش کے باوجود اللہ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا کہ **خلقت من نور اللہ** دوسروں کو یہ دولت میسر نہیں...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عالم ممکنات میں سے نہیں ہونگے بلکہ اس عالم سے اوپر ہونگے تو یقینی بات ہے کہ انکا سایہ اس سے لطیف تر ہوگا لیکن جب ان سے لطیف تر اس دنیا میں کوئی چیز نہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ کس طرح ہوسکتا ہے۔ معارف لدنیہ میں حضور کی شان اور مقام کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اولاد آدم کے سردار اور آقا ہیں اور قیامت کے دن سب سے زیادہ آپکے پیروکار ہونگے آپ اللہ کے نزدیک اولین اور آخرین میں سب سے زیادہ معزز ہیں۔ بروز حشر آپ سب سے پہلے قبرانور سے باہر تشریف لائیں گے آپ ہی سب سے پہلے شفاعت فرمانے والے ہونگے، سب سے پہلے آپ کی شفاعت قبول ہوگی۔ سب سے پہلے آپ ہی جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے اور آپ ہی کے لئے دروازہ کھولا جائے گا قیامت کے دن حمد کا جھنڈا آپ کے ہاتھ میں ہوگا اور اس جھنڈے کے نیچے حضرت آدم اور تمام انبیائے کرام علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات اور تمام لوگ ہونگے آپ ہی کی وہ مبارک ہستی ہے جس کے بارے میں آپ نے خود فرمایا کہ ہم سب کے بعد آنے والے ہیں لیکن قیامت میں سب سے آگے ہونگے آپ نے فرمایا کہ میں بغیر کسی فخر کے کہتا ہوں کہ میں اللہ کا حبیب ہوں، میں رسولوں کا امام اور پیشوا ہوں اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں اس کے بعد آپ نے تفصیلی حدیث نقل فرمائی جو اکثر کتب احادیث میں موجود ہے...... اس فتنہ کو پروان چڑھانے والوں کا ہمیشہ سے یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا جیسا بشر کہہ کر مسلمانوں کے دلوں سے آپ کی عظمت اور اہمیت کو کم کرنے کی کوشش کرتے ہیں حضرت امام ربانی رضی اللہ تعالی عنہ نے انکی اس سازش کے اس بنیادی نکتہ کی گرفت فرمائی اور اسکا قلع قمع کرتے ہوئے فرمایا

> جن عقل کے اندھوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کہا اور دوسرے انسانوں جیسا تصور کیا اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ منکر ہوگئے اور جن سعادت مندوں نے آپ کو رسول اور رحمت عالمیاں کے طور پر

دیکھا اور تمام لوگوں سے ممتاز سمجھا وہ دولت ایمان سے مشرف ہو گئے اور نجات پانے والوں میں شامل ہو گئے (دفتر سوم حصہ ہشتم مکتوب ۶۴)

منکرین تقلید کے خلاف جہاد:

مسلمانوں میں افتراق و انتشار پھیلانے والوں نے ہمیشہ سے ایک طریقہ یہ بھی اختیار کیا کہ بعض نے قرآن کے نام اور بعضوں نے حدیث کے نام پر ائمہ کی تقلید سے انکار کر دیا حالانکہ ائمہ کے اقوال خود ان کے ذاتی اور من گھڑت تو نہیں تھے وہ بھی قرآن و حدیث سے ماخوذ تھے لیکن اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لئے اور مسلمانوں میں انتشار پھیلانے کیلئے ائمہ کی تقلید سے انکار کر کے اپنے من پسند احکامات نکال کر لوگوں سے اس کی "تقلید" کرنے کیلئے کہا جانے لگا حضرت امام ربانی نے اپنے دور اقدس میں اس فتنہ کا بھی سد باب فرمایا چنانچہ ایک مکتوب گرامی میں آپ ارشاد فرماتے ہیں:

> جس طرح کتاب و سنت کے مطابق عقیدہ رکھنا ضروری ہے اسی طرح ان پر عمل کرنا بھی ضروری ہے لیکن اس طریقہ پر جس طرح ائمہ مجتہدین نے کتاب و سنت سے مسائل کا استنباط کیا ہے اور کتاب و سنت کے احکام کی تخریج فرمائی ہے جو حلال و حرام فرض و واجب، سنت اور مستحب اور مکروہ مشتبہ کے متعلق ہے انکا علم حاصل کرنا بھی ضروری ہے اور مقلد کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ مجتہد کی رائے کے خلاف کتاب و سنت سے احکام اخذ کرے اور اپنی تحقیق کے مطابق عمل کرنے لگے آدمی جن مجتہدین کا تابع ہو گیا ہے اپنے اس مجتہد کے مذہب سے قول مختار کو اختیار کرلے اور رخصت سے اجتناب کرے۔
>
> (دفتر اول مکتوب ۲۸۶)

آپ نے اپنے مکتوبات شریفہ میں نہ صرف یہ اعلان فرمایا کہ میں فقہ حنفی کا پابند ہوں بلکہ یہ بھی وضاحت فرمائی کہ ذوالنون مصری، بایزید بسطامی اور جنید و شبلی جیسے بڑے بڑے اولیائے کرام بھی عام مؤمنین کی طرح مجتہدین کی تقلید کے پابند ہی تھے آپ نے فرمایا جو تقلید سے ہٹ کر کوئی اور راہ اختیار کرے گا وہ خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والا ہے۔ تقلید کے مخالفوں نے حضرت

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی عظمتوں کا انکار کر کے آپ پر اعتراضات کئے اور آپ کے لئے جب نازیبا کلمات استعمال کئے تو آپ نے حضرت امام اعظم کی طرف سے بھرپور دفاع کرتے ہوئے آپ کی طرف سے ان کے اعتراضات کے جوابات دیے اور آپ کی عظمت وشان کو آشکارا کرتے ہوئے فرمایا وہ سنت رسول میں پیروی کے باعث تمام ائمہ میں سب سے آگے ہیں وہ مسلمانوں کے رئیس، دین کے سردار، سواد اعظم کے پیشواء، اللہ کا نور، علم فقہ کے بانی، فقہ میں صاحب خانہ، امام اجل، پیشوائے اکمل، تمام مجتہدین میں سب سے اعلم، سب سے زیادہ ورع وتقوی رکھنے والے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول کے بعد مسلک بھی مذہب حنفی ہوگا۔ ان کو اصحاب الرائے سمجھنے والا جاہل بلکہ خود اپنی جہالت سے بے خبر اور زندیق ہے، ان کی تقلید سے انکار کر کے چند حدیثیں یاد کر کے شرعی احکام کو ان میں منحصر کرنے والا ''نیم ملا'' ہے۔ تفصیلات کے لئے آپ کا مکتوب ۵۵، دفتر دوم اور مبدأ معاد ص ۵۵ کا مطالعہ کیا جائے۔

مسلک حنفیہ کو بدنام کرنے والوں کے خلاف جہاد

بعض لوگوں کا یہ وطیرہ رہا ہے کہ وہ بعض نظریات اور اعمال کو مسلک حنفیہ اہل سنت والجماعت کے خلاف قرار دے کر مسلک حنفی کو بدنام کرتے ہیں اس طرح راہ حق سے لوگوں کو ہٹا کر ان کو گمراہ کرنے کی مذموم سازش کرتے ہیں۔ مثلاً انبیاء اور اولیاء کی تعظیم وتکریم، ان سے مدد مانگنے اور ان کے مشکل کشا ہونے، ان کے عرس اور ایصال ثواب وغیرہ کی محفل منعقد کرنے کو مسلک حنفیہ اہل سنت والجماعت کے خلاف تصور کرتے ہیں بلکہ اس کو شرک اور بدعت سے تعبیر کرتے ہیں۔ حضرت امام ربانی نے اس فتنہ کے خلاف بھی جہاد فرمایا اور لوگوں کو مسلک حنفیہ اہل سنت والجماعت کے صحیح عقائد اور نظریات سے روشناس فرمایا۔ آپ کے مکتوبات میں سے آپ کے مکتوب نمبر ۹۲ (دفتر دوم) مکتوب ۱۴۲ (دفتر اول) مکتوب ۲۱۷/۱۰۵ (دفتر اول) مکتوب ۲۳۰/۲۳۳/۶۹ (دفتر اول) مکتوب ۳۶/۷۷ (دفتر دوم) اور معارف لدنیہ ص ۶۶ کے مطالعہ سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ آپ نے اس فتنہ کا کس طرح تدارک فرمایا، ان مکاتیب شریفہ میں آپ نے اولیاء کاملین کی عظمت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اولیاء اللہ کا وجود بذات خود ایک کرامت ہے اور اللہ تعالی کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے زمین والوں کے لئے امان اور غنیمت ہے کہ انہی کے صدقے میں رزق دیا جاتا ہے اور انہی کے صدقے

میں بارشیں برسائی جاتی ہیں ان کا کلام دواء ہے اوران کی نظر شفا ہے یہ اللہ تعالیٰ کے ہم نشین ہیں ان کے پاس بیٹھنے والا کبھی بد بخت نہیں ہوتا ان سے دوستی رکھنے والا کبھی نامراد نہیں ہوتا، یہ قطب ابدال ان فیوضات و برکات کے پہنچنے کا واسطہ ہوتا ہے جو عالم کے وجود اور بقا سے تعلق رکھتے ہیں لہذا پیدائش، رزق رسائی، ازالۂ بلیات، بیماریاں دور کرنا، صحت و عاقبت کا حصول وغیرہ وغیرہ یہ سب امور قطب ابدال کے فیوضات سے تعلق رکھتے ہیں ان اولیائے کرام سے محبت رکھنا اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے اوران سے بغض وعداوت رکھنا زہر قاتل ہے اوران پر اعتراض کرنا، ان کی بدگوئی کرنا ہمیشہ کی محرومی کا باعث ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ سے دھتکارنا چاہتا ہے اس کو اولیاء کی توہین اور مخالفت میں مبتلا کر دیتا ہے ان اولیائے کرام کے عرسوں میں خود اپنے جانے کا ذکر فرمایا ان کے مزارات پر حاضر ہوئے ان سے مدد طلب کرنے کے خود اپنے واقعہ کا ذکر فرمایا اس کے علاوہ انکے اور عام مسلمانوں کے لئے نماز، قرآن پاک، تسبیح وتہلیل کر کے اسکے ایصال ثواب کرنے کی ترغیب دلائی اور یہ بھی بتایا کہ پہلے میں کھانا پکوا کر حضور کی خدمت میں اس کا ثواب پہنچا دیا کرتا تھا لیکن ایک رات حضور نے خواب میں مجھ سے فرمایا کہ میں عائشہ کے گھر میں رہتا ہوں وہاں ثواب بھیجا کرو اس وقت سے پھر میں ثواب میں حضرت عائشہ کا نام لے کر ان کو بھی اس میں شریک کرنے لگا...... الغرض آپ نے اہل سنت والجماعت کے صحیح عقائد ونظریات کی اشاعت فرمائی اور سب کو ہدایت فرمائی کہ حضور کے ارشاد کے مطابق تہتر فرقے ہونگے جس میں سے بہت گمراہ ہونگے صرف ایک ہدایت پر ہوگا اور ناجی ہوگا اور وہ اہل سنت والجماعت ہیں لہذا اس پر مضبوطی کے ساتھ پابند رہو۔

ایک قومی نظریہ کے خلاف جہاد:

دو قومی نظریہ کہ کافر اور مسلمان دو علیحدہ علیحدہ قومیں ہیں یہ کوئی آج کا نیا نظریہ نہیں بلکہ یہ نظریہ ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا قرآن پاک میں اللہ کا ارشاد ہے کہ **ھو الذی خلقکم منکم کافر و منکم مؤمن** (٦/٦٤) ترجمہ:۔ وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا تم میں کوئی کافر ہے اور کوئی مؤمن۔ کافروں کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی کہ کافر اور مسلمانوں کو ایک قوم ثابت کیا جائے دونوں میں اتحاد کر کے مسلمانوں کی انفرادیت ان کی ملی اور دینی تشخیص کو ختم کر دیا جائے ان کی یہ کوشش اکبر کے دور میں اس وقت کامیابی سے ہمکنار ہوگئی جب اکبر نے دین الہٰی کے نام سے ایک نیا دین ایجاد

کر کے اسمیں کچھ اسلامی اور اکثر ہندومت کی تعلیمات، افکار اور نظریات کو یکجا کر کے اسلام اور مسلمانوں کی جداگانہ حیثیت کو بالکل مسخ کر کے رکھ دیا چند دینی احکامات کو کفر و شرک کی رسومات کے ساتھ جمع کر کے ایک قومی نظریہ کو پروان چڑھانے کی ناپاک کوشش کی لیکن حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی نے ''ملت ما جداگانہ است'' کا نعرہ لگا کر ایک قومی نظریہ کے خلاف بھرپور جہاد فرمایا اور اپنی تحریر و تقریر کے ذریعے کفر و شرک اور اس کی رسومات اور اس کے قبیح افعال کی قرآن و حدیث کی روشنی میں بھرپور مذمت کر کے اسلام کی عظمت اور کفر کی ذلت دلوں میں موجزن کر کے اس دو قومی نظریہ کی بنیاد رکھی کہ اس وقت کفر و شرک کا ''دیس نکالا'' ہوا اور اسلام کا ''بول بالا'' ہوا......آپ کے بعد آپ کی اولاد و امجاد اور آپ کے خلفاء و مریدین نے اس ایک قومی نظریہ کے خلاف جہاد جاری رکھا اور دو قومی نظریہ کو مسلسل پروان چڑھایا یہاں تک کہ اس دو قومی نظریہ کی بنیاد پر پاکستان کی صورت میں خطہ زمین پر مدینہ منورہ کے بعد دوسری اسلامی حکومت معرض وجود میں آ گئی، اور بقول بانی پاکستان جناب قائداعظم محمد علی جناح ---- کے کہ جب تک کافر گائے کی پوجا کرتے رہیں گے اور مسلمان اس گائے کو کاٹ کر کھاتے رہیں گے یہ دو قومی نظریہ بھی موجود رہے گا اور اس کی بنیاد پر قائم ہونے والی یہ مملکت بھی ان شاء اللہ موجود رہے گی۔ آپ کے اس دو قومی نظریہ کے پرچار نے ہندوستان سے لیکر افغانستان، بخارا اور سمرقند بلکہ ترکی تک اسلامی سلطنتوں کا جال بچھا دیا۔

ظلم کے خلاف جہاد:

اس کو آپ کی بہترین سماجی خدمات سے بھی تعبیر کیا جا سکتا ہے کہ جہاں کسی مظلوم، لاچار اور بے یار و مددگار شخص کی فریاد آپ تک پہنچتی تھی آپ فوراً اس کی دادرسی فرمایا کرتے تھے۔ آپ کے مکاتیب میں بہت سے ایسے مکتوبات بھی ہیں جن میں آپ نے ارباب اقتدار کو کسی نہ کسی مظلوم، لاچار اور بے یار و مددگار کی مشکل کشائی کی طرف متوجہ فرمایا اور اس کی سفارش فرمائی۔ وقت کے حکمرانوں کو جو خطوط ارسال فرمائے ان میں ان کو ظلم و جبر، تشدد اور تکبر و فرعونیت سے باز رہنے کی تلقین فرمائی اور عدل کا دامن تھامنے کی ہمیشہ نصیحت فرمائی۔ آخر زمانہ میں جب جہانگیر بادشاہ آپ کا معتقد ہو گیا اور آپ کی خدمت میں سرہند حاضر ہوا تو آپ کی سہولت کی خاطر حکم دے دیا کہ آپ کی خانقاہ تک آنے والے راستے میں جتنے مکانات بنے ہوئے ہیں وہ سب منہدم کر کے راستہ صاف کر دیا جائے لیکن آپ نے

بادشاہ کو ایسا کرنے سے منع کر دیا اور غریبوں میں اس طرح ظلم کرنے سے روک دیا...... اور یہ واقعہ تو آپ کے ابتدائی ایام کا ہے کہ پڑوس میں سے کسی کو پولیس پکڑ کر لے گئی آپ اس کی سفارش کے لئے کوتوال شہر کے پاس گئے تو وہ چونکہ آپ کے مقام سے واقف نہیں تھا اس لیے اس نے آپ کو بھی وہیں بٹھا لیا جب کسی نے اس کو آپ کی عظمت کے متعلق بتایا تو اس نے آپ کو چھوڑ دیا آپ نے زبان سے اس کو کچھ نہیں کہا لیکن رب کو اپنے اس پیارے کی اتنی سی دل آزاری بھی گوارہ نہ ہوئی اور دوسرے ہی دن ایک واقعہ میں پورے بارود خانہ میں آگ لگ گئی اور وہ اس طرح جل کر راکھ ہو گیا کہ اس کی راکھ کا پتہ بھی نہ چل سکا الغرض اس قسم کے بہت سے واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ سماجی خدمات اور ظلم کے خلاف جہاد کے حوالہ سے بھی آپ کی خدمات اپنی مثال آپ تھیں۔

بہر حال آپ کی مذہبی، دینی، علمی، تبلیغی، سیاسی، سماجی، معاشرتی، روحانی، اخلاقی الغرض زندگی کے ہر پہلو پر آپ کی اتنی گراں قدر اور بے پایاں خدمات ہیں کہ اگر آپ کے ارشادات اور واقعات وحالات کے حوالہ سے مفصل روشنی ڈالی جائے تو کئی ضخیم جلدیں تیار ہو جائیں۔

حضرت مجدد الف ثانی کے مقامات:

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے وصال سے چند روز قبل فرمایا کہ ایک انسان کے لئے جو کچھ کمالات اور مقامات ممکن الحصول ہیں اور اس کے لئے متصور ہو سکتے ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے صدقہ میں مجھے عطا فرما دیے...... اب بھلا کسی کی ہمت ہے کہ جو بے پایاں اور بلند و بالا اور بے حد و حساب مقامات کا ادراک، احساس اور احصاء کر سکے اور ان کو بیان کر سکے، ہاں البتہ آپ نے خود جن چند مقامات کا تذکرہ فرمایا وہ مقامات اختصار کے ساتھ پیش کئے جاتے ہیں۔

مقاماتِ مجدد الف ثانی

مجدد الف ثانی:

معتبر کتب احادیث میں منقول بسند صحیح حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کے شروع میں اس امت کے اندر ایک شخص مبعوث فرمائے گا جو اس کے دین کی تجدید

کرے گا۔ جبکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ اکبر کے دین الٰہی کے روپ میں اس دور کے اندر لادینیت جس طرح چھا گئی تھی اور دین اسلام اور اس کے شعائر کو جس طرح مٹا دیا گیا تھا اس میں آپ ہی کی ذات تھی جس نے دین کی تجدید اور اس کا احیاء کیا لہٰذا آپ کے مجدد کے لقب کا آپ سے زیادہ کون حقدار ہو سکتا ہے لیکن چونکہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہزار سال بعد تشریف لائے اور گیارہویں صدی کے آغاز میں آپ نے اپنے تجدیدی کام کا آغاز فرمایا اور ایسا کام کر دکھایا کہ اس کے اثرات آئندہ ہزار سال تک باقی رہنے والے تھے اس لئے آپ کو مجدد الف ثانی کہا جاتا ہے ۔ روضۃ القیومیہ نے واضح طور پر ''مجدد الف ثانی'' کے بارے میں یہ حدیث مبارک نقل کی ہے کہ حضور کا ارشاد پاک ہے کہ گیارہویں صدی کے شروع میں اللہ تعالیٰ دو ظالم بادشاہوں کے درمیان ایک ایسا شخص بھیجے گا جو میرا اہم نام ہوگا وہ ایک عظیم نور ہوگا جس کی شفاعت سے ہزارہا لوگ جنت میں جائیں گے اس حدیث مبارک کا صحیح مصداق حضرت امام ربانی کی ذات گرامی ہے جن کا نام احمد تھا جو اکبر اور جہانگیر دو بادشاہوں کے درمیان آئے اور جن کے لئے غوث اعظم نے ''نور عظیم'' فرمایا تھا اور انہی کی مساعی جمیلہ سے ہزارہا لوگ ہدایت پا کر جنتی بنے۔ روضۃ القیومیہ کے مصنف خواجہ کمال الدین محمد احسان جو اپنے وقت کے مقتدر عالم برگزیدہ بزرگ اور خاندان مجدد کے اولیائے کبار کے صحبت یافتہ تھے انہوں نے ''جامع الدور'' کے حوالہ سے یہ حدیث نقل فرمائی ہے وہ یقیناً معتبر اور صحیح حدیث ہوگی اور اس وقت کی کسی معتبر کتاب میں منقول ہوگی جو آج ناپید ہے، اور اگر بالفرض یہ حدیث ضعیف بھی ہو تو علم اصول حدیث کا یہ قانون ہے کہ ''تلقی بالقبول'' یعنی جس حدیث کو اہل علم قبول کر کے عمل کریں وہ حدیث ان کے ''تلقی بالقبول'' کی وجہ سے حسن کے مرتبہ پر پہنچ جاتی ہے لہٰذا قاضی ثناء اللہ پانی پتی، علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور شاہ غلام علی دہلوی جیسے ہزارہا اولیاء اور علماء نے ہر دور میں آپ کو مجدد الف ثانی تسلیم کر کے اس حدیث پر عمل کیا اس کی صحت میں اب کسی شک وشبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

خود آپ نے بھی اپنے مکتوب ۲/۳۲ اور میں مجدد مأۃ اور مجدد الف کے درمیان فرق بیان کرتے ہوئے مجدد الف کی اہمیت اور اس مقام کی عظمت اور اس کے فلسفہ کو جو بیان فرمایا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ پچھلی امتوں میں لوگوں کی ہدایت کے لیے وقتاً فوقتاً انبیاء آتے رہتے تھے لیکن اولوالعزم پیغمبر اور

رسل کرام ہزار سال کے بعد مبعوث ہوتے تھے جو نئی شریعت اور نئی کتاب لیکر آتے تھے اب چونکہ نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے اور ان کی جگہ پر اولیائے کرام کارِ نبوت انجام دے رہے ہیں اس لئے یہاں بھی یہ طریقہ رکھا گیا ہے کہ وقتاً فوقتاً مجدد ماۃ آ کر دین کی تجدید کرتے رہے اور کرتے رہیں گے لیکن اولوالعزم مجدد اپنے نبی کے سینۂ انور سے ایسے نئے علوم و معارف اور انوار و تجلیات کا حامل ہوگا جو سابقہ دور کے اولیاء سے بالکل ممتاز ہونگے اور وہ اپنے دور میں دین کے اتنے اہم کام انجام دے گا کہ اس کے اثرات اگلے ہزار سال بلکہ اس کے بعد تک موجود رہیں گے اور ہر آنے والا انہی کے فیض سے مستفیض ہو کر علم و معرفت کے چراغ جلائے گا اور رشد و ہدایت کی روشنی پھیلائے گا۔ یہ شان صرف امام ربانی کی ہے اور یہ منصب صرف آپ ہی کے ساتھ خاص ہے اور بقول حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے اس ہزار سال کی مدت میں کوئی دوسرا اس رحمت سے سرفراز نہیں ہوا۔

قیومیت:

آپ کو مقام قومیت سے بھی سرفراز کیا گیا چنانچہ مبدأ و معاد میں آپ فرماتے ہیں کہ وہ جذبہ جو صفت قیومیت میں کمال فنا حاصل ہونے سے پیدا ہوتا ہے اس فقیر کو اللہ تعالیٰ نے حضرت خواجہ باقی باللہ کی صحبت کے صدقے میں عطا فرمایا۔ اس مقام قیومیت کی مکمل وضاحت آپ نے دفتر سوم کے مکتوب ۷۹ اور ۸۰، (دفتر دوم مکتوب ۴۷) میں فرمائی آپ فرماتے ہیں کہ پوری معرفت رکھنے والا عارف جو مرتبہ ذات سے واصل ہے اور ذات سے ہمیشہ کی بقا پا چکا ہے ایک نادر الوجود عنقاء کا حکم رکھتا ہے فنا و بقا کے بعد اس کو ایک ایسی ذات عنایت کی گئی ہے کہ اسماء صفات کے عکوس و ظلال کا قیام جو کہ اس کی حقیقت ہے اس کی ذات سے ہوتا ہے جیسا کہ ان کے اصول جو کہ اسماء ہیں اللہ تعالیٰ کی ذات سے قائم ہیں تو ان اسماء کے ظلال کو اس ذات کے پرتو سے قیام ہوگا جو کہ عارف کو عطا ہوا ہے پھر تحدیثِ نعمت کے طور پر اس عظیم دولت سے خود کو سرفراز کئے جانے کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس صاحب دولت کو جس کو ذاتی بقا سے مشرف کیا ہے ایسی ذات عطا کی ہے کہ اس کی صفات کا قیام مثلاً علم اور قدرت وغیرہ اس ذات سے ہے جیسا کہ پہلے اس کا قیام دوسرے افراد عالم کی طرح ان کے اصول سے تھا۔ فرماتے ہیں کہ جب کامل انسان کو تمام اشیاء کا قیوم بنا دیا جاتا ہے تو تمام مخلوق کے وجود و بقا

اور تمام کمالات ظاہری و باطنی کے فیوض اس کے ذریعے پہنچائے جاتے ہیں۔ یہ عارف جو قیومیت اشیاء کے منصب پر مقرر رہوا ہے یہ وزیر کا حکم رکھتا ہے، مخلوقات مہمات اس کی طرف راجع ہیں۔

متشابہات کا علم:

قرآن پاک میں سورتوں کی ابتداء میں جو حروف مقطعات آتے ہیں جیسے الٓمٓ، الٓر، حٰمٓ، عٓسٓقٓ وغیرہ اور دیگر آیات جو متشابہات کہلاتی ہیں جن کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ یہ اللہ اور اس کے محبوب کے درمیان راز ہیں جن کا حقیقی علم انہی کو ہے۔ ان مقطعات اور متشابہات کے اسرار ورموز کا بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت امام ربانی پر سے پردہ اٹھا دیا تھا اور ان کے علم سے آپ کو بہرہ ور فرمایا تھا چنانچہ آپ فرماتے ہیں جب حق سبحانہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے متشابہات کی تاویلات کا ایک کرشمہ اس فقیر میں ظاہر کیا اور ایک نہر میں دریائے بے پایاں سے اس مسکین کے استعداد کی زمین کی طرف کھولی تو معلوم ہوا کہ علماء راسخین کو بھی متشابہات اور مقطعات کی تاویل میں کافی حصہ ملا ہے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد معصوم نے جب آپ سے بہت اسرار کیا تو آپ نے حروف مقطعات میں سے ایک حرف کے اسرار ورموز سے ان کو بھی آشنا فرمایا۔

محدث:

آپ نے خود ''محدث'' کی مکتوبات شریف میں تشریح فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی بلا واسطہ بھی اپنے بندے سے کلام فرماتا ہے جیسا کہ بعض انبیاء کے ساتھ اس نے کلام فرمایا لہٰذا انبیاء کرام کی کامل اتباع کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کے بعض متبعین کو بھی اس مقام پر بھی فائز فرما دیتا ہے کہ ان سے بھی براہ راست کلام فرماتا ہے جیسے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے یہ مقام عطا فرمایا، اور یہ کلام کئی طرح سے ہوتا ہے کبھی الہام کی شکل میں ہوتا ہے تو کبھی القائے قلبی کے طریقے سے ہوتا ہے، اس مقام سے اللہ صرف اس کامل انسان کو سرفراز فرماتا ہے جو عالم امر، عالم روح ونفس اور آلۂ عقل وخیال کا جامع ہوتا ہے..... اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے حضرت امام ربانی کو بھی اس مقام سے سرفراز فرمایا۔

قضائے مبرم میں تصرف:

قضائے مبرم وہ ہوتی ہے جو کسی طرح ٹلتی نہیں جو لکھا ہو ہر حال میں ہو کر رہتا ہے چنانچہ حضرت

خواجہ محمد معصوم کے استاد شیخ محمد طاہر لاہوری کے بارے میں آپ نے ایک دن فرمایا کہ اس کی پیشانی پر شقی لکھا ہوا ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا، چند دنوں کے بعد وہ ایک کافر عورت پر عاشق ہوا اور مرتد ہو گیا صاحبزادگان نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارے استاد کے لئے دعا کیجئے کہ وہ مسلمان ہو جائے آپ نے دعا فرمائی وہ قبول ہوئی اور وہ مسلمان ہو کر عارف باللہ ہوا اور بعد میں آپ کی اجازت و خلافت سے بہرہ ور ہوا اس کے متعلق مکتوب ۲۱۷ میں آپ فرماتے ہیں کہ جب میں طاہر لاہوری کے معاملہ کی طرف متوجہ ہوا تو لوح محفوظ میں نے دیکھا کہ اس کا معاملہ کوئی امر معلق نہیں ہے یعنی یہ قضائے معلق نہیں جو دعا سے ٹل جائے بلکہ یہ قضائے مبرم ہے جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی اور اس کو کسی طرح بدلا نہیں جا سکتا لیکن اسی اثناء میں مجھے خیال آیا کہ حضرت غوث اعظم نے فرمایا ہے کہ مجھے قضائے مبرم پر بھی تصرف کی قوت حاصل ہے میں نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ جب تو نے اپنے اولیاء میں سے ایک کو یہ دولت عطا فرمائی ہے تو مجھے بھی عطا فرما دے، آپ فرماتے ہیں میری بہت ہی عجز و نیاز کے ساتھ کی گئی دعا کو اللہ نے قبول فرمایا اور مجھے بھی اس مرتبہ سے سرفراز فرما دیا۔

متبع رسول:

آپ کو اللہ تعالیٰ نے اتباع رسول کے اعلیٰ درجہ پر فائز فرمایا۔ آپ نے مکتوبات شریف کے دفتر دوم کے مکتوب ۵۰ میں تفصیل کے ساتھ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت اور اس کے سات مراتب اور مدارج کا ذکر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اتباع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ساتوں مراتب سے سرفراز فرمایا تھا۔ اس موضوع پر فقیر نے پوری ایک کتاب لکھی ہے جس میں آپ کے اتباع رسول کے ساتوں درجات اور اس پر مرتب ہونیوالے اثرات اور مقامات کو تفصیل سے عرض کیا ہے۔

قلوب خمسہ:

اللہ تعالیٰ نے آپ کو قلوب خمسہ کے اسرار سے بھی نوازا بالخصوص “قلب خامس” کے اسرار و رموز سے جب آپ آگاہ ہوئے اور اس مقام سے سرفراز کئے گئے تو آپ کو معلوم ہوا کہ یہ مرتبہ منازل حصول کا سب سے آخری اور انتہائی مرتبہ ہے یہ نیابت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی اعلیٰ مقام نہیں اس مقام پر پہنچ کر انسان تمام جہانوں کا قلب بن جاتا ہے اور تمام اقطاب، اوتاد، ابدال اس کے دائرہ

ولایت کے تحت ہوتے ہیں اور تمام عوام وخواص اس کے انوارِ ہدایت سے فیضیاب ہوتے ہیں مبدأ و معاد میں آپ نے اس پر تفصیل سے کلام فرمایا ہے۔

مقام شفاعت:

آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بشارت دی گئی کہ کل قیامت کے دن کئی ہزار آدمی تمہاری شفاعت سے بخش دیے جائیں گے۔ جس روز آپ کو بشارت ملی اس دن شکرانہ کے طور پر آپ نے کھانا پکوا کر لوگوں کی دعوت کی اور اس خوشی میں ان کو کھانا کھلایا اور اسی تقریب میں آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے دو دریاؤں کے درمیان صلہ یعنی ملانے والا بنایا۔ آپ کا اشارہ حضور کی اس حدیث مبارک کی طرف تھا جس میں آپ نے فرمایا تھا کہ میری امت میں ایک شخص ہوگا جسے صلہ یعنی (ملانے والا) کہا جائے گا اور اس کی شفاعت سے اتنے اتنے لوگ جنت میں جائیں گے۔ جمع الجوامع میں علامہ سیوطی کی نقل کردہ اس حدیث مبارک کو ایک عالم نے جب حضرت امام ربانی کو سنایا تو آپ مسکرا دیے اور زبان سے اللہ کا شکر ادا کر کے اس عالم کو دعاؤں سے نواز کر اس کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

علم لدنی:

حضرت خضر علیہ السلام کی روحانیت کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم لدنی سے بھی سرفراز فرمایا، لیکن آپ فرماتے ہیں کہ اس مقام کا حصول بھی اس وقت تک رہا جب تک مقام اقطاب سے میں نہیں گزرا تھا، اس مقام سے گزرنے کے بعد تو مجھے اس سے بھی برتر مقام حاصل ہوا کہ علوم پھر بغیر کسی وسیلہ کے خود بخود اپنی ذات سے ہی حاصل ہونے لگے۔

فنائے حقیقی:

فنائے حقیقی کے مقام سے بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو سرفراز فرمایا جس میں آپ کے دل کو اس قدر فراخی اور کشادگی حاصل ہوئی کہ عرش سے لے کر فرش تک بلکہ مرکز زمین تک جو کچھ ہے وہ سب اس کشادگی کے آگے رائی کے دانے کے برابر محسوس ہونے لگا۔

جمع الجمع:

تصوف کے ایک اور بلند مقام ''جمع الجمع'' جسے مقام حق الیقین بھی کہتے ہیں اس سے بھی آپ کو

نوازا گیا، اس مقام پر پہنچ کر آپ نے پہلے تو یہ مشاہدہ فرمایا کہ تمام عالم ایک ذرہ میں گم ہے پھر اس ذرہ کو اتنا وسیع دیکھا کہ اس عالم جیسے کئی جہانوں کی اس میں گنجایش ہے۔ پھر ہر ذرہ کو ایک وسیع نور پایا اور یہ مشاہدہ فرمایا کہ ہر ذرہ تمام جہاں کو قائم رکھنے والا ہے۔ آپ کے مرشد نے فرمایا کہ یہی وہ مقام ہے جو جمع الجمع کہلاتا ہے جس سے خدا نے تمہیں سرفراز فرمادیا ہے۔

فرق بعد الجمع:

اللہ نے آپ کو ایک ایسا مقام عطا فرمایا جس میں آپ موجود اور موہوم کے درمیان صاف فرق محسوس کرتے تھے اور موجود حقیقی کو موہوم متخیل سے ممتاز پاتے تھے اور وہ صفات و افعال جو موہوم کے صادر ہوتے تھے ان کا صدور آپ حق تعالی سے مشاہدہ فرماتے تھے اور ان صفات و افعال کو بھی موہوم محض پاتے تھے اور خارج میں سوائے ایک ذات وحدہ لاشریک کے کسی کو موجود نہیں پاتے تھے۔ جب آپ نے اپنی یہ کیفیت مرشد سے عرض کی تو انہوں نے فرمایا کہ فرق بعد الجمع کا مرتبہ اسی کو کہتے ہیں اور کوشش و سعی کی انتہا اس مقام تک ہے، اور مشائخ طریقت نے اس کو مقام تکمیل کے نام سے موسوم کیا ہے۔

مریدین کا علم:

آپ کو اللہ تعالی نے یہ مقام عطا فرمایا کہ قیامت تک آپ کے سلسلہ میں جو لوگ داخل ہونگے خواہ بالواسطہ یا بلا واسطہ ان سب مردوں، عورتوں کی صورتیں آپ کو دکھائی گئیں ان کے نام، نسب، مولد و مسکن تک کے متعلق آپ کو بتایا گیا آپ فرماتے ہیں کہ اگر میں چاہوں تو ابھی تفصیل بیان کرسکتا ہوں۔

انبیاء کا علم:

آپ کو اللہ تعالی کی طرف سے یہ علم خاص دیا گیا کہ ہندوستان میں کتنے انبیاء کرام مبعوث ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ بعض انبیاء تو ایسے ہیں جن کے بہت کم پیروکار تھے حتی کہ بعض ایسے انبیاء کا مجھے علم دیا گیا جن کے صرف تین تین، دو دو اور ایک ایک پیروکار تھے آپ نے فرمایا کہ میں اگر چاہوں تو ان انبیاء کے مبعوث ہونے کے مقامات، ان کا مسکن اور ان کے مزارات تک بتا سکتا ہوں۔

اصحاب فترت کا علم:

جو لوگ پہاڑوں میں رہنے والے ہیں یا وہ لوگ جو رسولوں کے درمیانی وقفہ میں ہوتے انہیں ''اصحاب فترت'' کہا جاتا ہے ان میں جنہوں نے شرک کیا اور نبیوں کی تعلیمات ان تک نہیں پہنچی ان کا انجام کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے اس راز سے بھی پردہ اٹھایا اور آپ کو یہ خاص علم عطا فرمایا کہ حساب و کتاب کے بعد ان کو گناہوں کے مطابق سزا دے کر مطلق معدوم اور نیست کر دیا جائے گا۔ آپ فرماتے ہیں میں نے حقیقت جب علم مکاشفہ میں انبیائے کرام کے سامنے پیش کی تو ان سب نے اس کی تصدیق فرمائی اور اسے پسند فرمایا۔

آسمانوں کا علم:

آپ روحانی مقامات پر عروج و ارتقا کی منزلیں طے فرما رہے تھے کہ اسی اثناء میں آپ کو حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کی زیارت ہوئی۔ وہ آپ کے پاس تشریف لائے اور آپ سے فرمایا کہ میں تم کو آسمانوں کا علم سکھانے آیا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ یہ مقام صرف آپ ہی کے ساتھ خاص ہے۔ کیوں نہ ہو یہ آپ ہی کے لئے سرکار نے فرمایا تھا ''أنا مدینة العلم و علی بابها''۔

متقی ہونے کی بشارت:

آپ نے ایک روز اپنے فرزند کے ایصال ثواب کے لئے کھانا پکوایا جب ایصال ثواب کرنے لگے تو خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے ''انما یتقبل اللہ من المتقین'' کہ اللہ تعالیٰ صدقہ متقیوں سے قبول فرماتا ہے کہ نہ معلوم ہم سے یہ قبول بھی فرمائے یا نہیں؟ اس خیال کا آنا تھا کہ اسی وقت غیب سے آواز آئی ''انک من المتقین'' بیشک تم متقیوں میں سے ہو۔ یہ آپ کا ایک بہت بڑا اعزاز اور مقام ہے کہ دنیا ہی میں آپ کو متقی ہونے کی بشارت دے دی گئی۔

مژدۂ شفاعت:

ایک روز آپ اپنے مریدین کے ساتھ مراقبہ کے حلقہ میں بیٹھے ہوئے تھے اور انکساری کی وجہ سے اپنے اعمال کی کوتاہی پر افسردہ تھے کہ غیب سے آواز آئی '' غفرت لک و لمن توسل بک

بو اسطة او بغیر واسطة الی یوم القیامة‘‘ میں نے تم کو بھی بخش دیا جو تمہارا وسیلہ لے کر آئے گا خواہ بالواسطہ یا بلاواسطہ قیامت تک ایسے آنے والے کو بھی ہم نے بخش دیا۔ آپ کے لئے اور آپ کے سلسلہ میں آنے والوں کے لئے یہ بہت بڑا مژدہ اور ایک عظیم خوشخبری ہے۔

بارگاہ نبوت سے انعامات:

رمضان کے آخری عشرہ میں آپ آرام فرما تھے کہ اچانک آپ کو محسوس ہوا کہ کوئی میرے پاس آ کر بیٹھ گیا ہے جب آپ نے اس طرف توجہ کی تو پتہ چلا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس تشریف فرما ہیں اور فرما رہے ہیں کہ تمہارے لئے اجازت نامہ لیکر آیا ہوں ایسا اجازت نامہ میں نے اس سے پہلے کسی کو لکھ کر نہیں دیا، آپ فرماتے ہیں کہ جب میں نے اس اجازت نامہ کو دیکھا تو اس میں ایک طرف وہ الطاف وعنایات درج تھے جو اس دنیا سے تعلق رکھتے ہیں اور اس کی پشت پر وہ عنایات اور انعامات درج تھے جو دوسرے عالم سے تعلق رکھتے ہیں دفتر سوم کے مکتوب ۱۰۶ میں آپ نے اس کا ذکر فرمایا ہے یہ آپ کا مقام ہے جو اس سے پہلے کسی کو عطا نہیں کیا گیا۔

وساوس سے حفاظت:

ایک دن آپ صبح کے وقت نماز چاشت میں مصروف تھے کہ آپ نے مشاہدہ فرمایا کہ ایک بلائے عظیم آپ کے سینۂ انور سے نکل کر باہر چلی گئی، حتی کہ اس کے آشیانہ کو بھی آپ کے سینہ سے دور کر دیا گیا اسی کے ساتھ جو تاریکیاں تھیں وہ بھی سب سے دور ہو گئی اور آپ کو ایک عجیب قسم کا شرح صدر محسوس ہونے لگا کہ اس وقت آپ کو بتایا گیا کہ یہ خناس جو دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے جس سے قرآن پاک میں پناہ مانگنے کی ہدایت کی گئی ہے اس کو تمہارے سینہ سے نکال دیا گیا ہے۔ یہ وہی مقام ہے جو اللہ تعالی نے اپنے محبوب کو عطا فرمایا تھا اور ان کے صدقہ میں کامل متبع حضرت امام ربانی کو بھی عطا فرمایا۔

مقام اخلاص:

مقام اخلاص سے بھی آپ کو حظ وافر عطا کیا گیا ہے کچھ دن آپ پر یہ کیفیت طاری رہی کہ جب نماز میں ’’ایاک نعبد‘‘ کا لفظ آتا تو آپ پریشان ہو جاتے کہ یہ لفظ پڑھوں یا نہ پڑھوں اگر نہیں پڑھتا تو نماز نہیں ہوتی اگر پڑھتا ہوں تو کہیں جھوٹ نہ ہو جائے کہ ہم زبان سے یہ کہیں کہ ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں جب کہ حقیقت میں یہ عبادت صرف اللہ کیلئے نہ ہو اس میں ریا اور نمائش آ جائے اور شرک خفی

کے باعث وہ خالص عبادت اللہ کے لئے نہ رہے۔ آپ ابھی اسی پریشانی میں تھے کہ آپ کو غیب سے بشارت دی گئی کہ " **الاللہ الدین الخالص** " کہ تمہاری عبادت خالص اللہ کے لئے ہے اس میں کسی شرک کا کوئی شائبہ نہیں ہے۔ گویا کہ اخلاص کے اعلی مقام پر فائز ہونے کی آپ کو بشارت سنا دی گئی۔

مقام رضا:

اللہ تعالی نے آپکو مقام رضا سے بھی سرفراز فرمایا تھا کہ مصائب اور مشکلات کو صرف برداشت ہی نہیں کرتے تھے بلکہ محبوب کی رضا سمجھ کر اس میں لطف ولذت پاتے تھے۔ چنانچہ اپنے صاحبزادگان کو ایک مکتوب گرامی میں فرمایا کہ قید کے دنوں میں اپنی ناکامی اور بے اختیاری کا جو مطالعہ کرتا ہوں تو ایک عجیب قسم کی لذت پاتا ہوں اور ایک عجیب ذوق محسوس کرتا ہوں ...... وہ نہیں جانتے کہ نامرادی، بے اختیاری اور ناکامی میں کس بلا کا حسن و جمال ہے اور کوئی نعمت اس کے برابر ہے۔ (دفتر سوم مکتوب ۸۳)

محبت ذاتی:

روحانیت میں ایک مقام محبت ذاتی ہوتا ہے جو مقام رضا سے بھی بلند و بالا ہوتا ہے اللہ تعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل اتباع کے طفیل آپ کو اس بلند مقام پر بھی تمکن فرمایا آپ دفتر دوم کے مکتوب ۶ اور ۷ میں اس کو تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔

رفعت ذکر:

ایک دن آپ قضائے حاجت کے لئے بیت الخلاء تشریف لے گئے وہاں ایک پیالہ رکھا ہوا ہے گندگی میں لتھڑا ہوا ہے اور اس پر اللہ کا نام کندہ ہے آپ نے فوراً وہ پیالہ اٹھایا اور اس کو اچھی طرح خود اپنے ہاتھوں سے دھویا اور پاک صاف کر کے ایک اونچی طاق میں رکھ دیا۔ غیب کی ندا آئی کہ تم نے ہمارے نام کی تعظیم کی ہے ہم تمہارے نام کو دنیا و آخرت میں بلند کریں گے۔ **ورفعنا لک ذکرک** کے شان والے نبی کے صدقے میں اللہ تعالی نے آپ کے ذکر کی بلندی کا بھی اعلان فرما کر آپکو ایک بلند و بالا مرتبہ سے سرفراز فرمایا۔

ورفعنا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے تیرا ذکر ہے اونچا تیرا

حب مصطفٰے:

اللہ تعالیٰ نے آپ کو محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی انتہائی اعلیٰ وارفع مقام پر فائز فرمایا تھا، آپ پر اس محبت کا کتنا غلبہ تھا اور آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں کس قدر وارفتہ اور کس قدر فنا تھے اس کا کچھ اندازہ آپکے اتباع رسول کے علاوہ اس کلام سے بھی ہو سکتا ہے جس میں آپ نے فرمایا کہ

”حق سبحانہ وتعالیٰ را بواسطہ آں دوست دارم کہ رب محمد است“

کہ میں حق سبحانہ و تعالیٰ کو اس لئے دوست رکھتا ہوں کہ وہ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رب ہے (مبدأ و معاد)

اس کے علاوہ جمعہ کی رات احباب کو جمع کر کے ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنا، حضرت غوث اعظم نے جو درود شریف تحریر فرمایا ہے اس کو اکثر ورد میں رکھنا آپ کے حب رسول کا ایک بہترین ثبوت ہے۔

قطب ارشاد:

روحانیت کا ایک بلند ترین مقام قطب ارشاد ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آپ کو اس مقام پر بھی فائز فرمایا، اس مقام کی تشریح کرتے ہوئے مبدأ و معاد اور مکتوبات میں آپ نے فرمایا کہ قطب ارشاد جو کہ کمالات فردیہ کا بھی جامع ہوتا ہے وہ بڑا نادر الوجود ہے صدیوں کے بعد کوئی ایسا گوہر یکتا پیدا ہوتا ہے جس کے رشد و ہدایت کا نور سارے عالم کو شامل ہو یعنی عرش کے دائرے سے زمین کے مرکز تک جس کو بھی رشد و ہدایت اور ایمان و معرفت سے حصہ ملتا ہے وہ اسی کے ذریعہ ملتا ہے، اس کے وسیلے کے بغیر کوئی اس دولت کو نہیں پا سکتا۔ جو شخص ایسے بزرگ کا منکر ہو یا ایسا بزرگ اس سے ناخوش ہو تو اگرچہ وہ شخص ذکر الٰہی میں مشغول ہی کیوں نہ ہو لیکن رشد و ہدایت کی حقیقت سے محروم رہے گا یہ انکار اور آزار حصول فیض سے اس کے لئے مانع رہے گا۔ اپنے محبت کرنے والوں کو ایک عظیم خوشخبری دیتے ہوئے فرماتے ہیں...... ایسی جماعت جو اس عزیز سے محبت و اخلاص رکھتی ہے اگر توجہ مذکورہ اور ذکر الٰہی سے خالی ہوں لیکن صرف اس کی محبت کے سبب انہیں رشد و ہدایت کے نور سے حصہ مل جائے گا (مبدأ و معاد/ دفتر اول مکتوب ۲۶۰) آپ فرماتے ہیں کہ قطب ارشاد کی خلعت سے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سرفراز فرمایا ہے۔

مرادِ محبوب:

اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ مقام عطا فرمایا کہ آپ اپنے مرشد، اپنے نبی اور اپنے رب تینوں کی مراد تھے حضرت خواجہ باقی باللہ فرماتے ہیں کہ شیخ احمد مرید نہیں بلکہ مراد اور محبوب ہیں یہ فضل اور کمال کا وہ نیر تاباں ہیں جن کی روشنی میں ہم جیسے کتنے ہی ستارے گم ہیں، آپ جیسی ہستی آج آسمان کے نیچے کوئی نہیں آپ قطبیت، ارشادات قطبیت مراد کے جامع ہیں، ان کی ذات پر مجھے فخر ہے اور شیخ احمد کے ذریعہ ہی مجھ پر روشن ہوا کہ توحید وجودی تنگ کوچہ ہے۔ آپ کے ان ارشادات سے ثابت ہوا کہ آپ اپنے مرشد کی بھی مراد تھے۔ آپ اپنے نبی کی مراد ہیں اس لئے کہ جس کو نبی کریم کی روحانیت نے تربیت کر کے اقطاب محمدیہ کے مقام تک پہنچایا ہو (مبدأ و معاد) اور خود نبی کریم نے آ کر جس کو تحریری اجازت نامہ دیا اور جس میں دین دنیا کے تمام الطاف وعنایات سے نوازا گیا ہو وہ اس نبی کا محبوب اور مراد نہیں ہوگا تو اور کیا ہوگا......؟ آپ اپنے رب کی بھی مراد اور اس کے بھی محبوب تھے، چنانچہ دفتر سوم کے مکتوب ۸۷ میں فرماتے ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کا مرید بھی ہوں اور اللہ تعالیٰ کا مراد بھی ہوں میری ارادت کا سلسلہ بلاواسطہ اللہ تعالیٰ سے متصل ہے اور میرا ہاتھ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کے قائم مقام ہے۔ ارحم الراحمین نے میرے حق میں تربیت کے اسباب کو موقوف علیہ نہیں رکھا اور میری تربیت میں اپنے فضل کے سوا کسی کو علت فاعلی بنایا...... میں اللہ تعالیٰ کا پروردہ ہوں اور اس کے فضل وکرمِ لامتناہی کا مجتبیٰ ہوں۔

ولایت سہ گانہ:

ولایت کے تین درجات ہیں ایک اولیاء کی ولایت ہے جسے ولایت صغریٰ کہتے ہیں اور دوسری انبیاء کی ولایت ہے جسے ''ولایت کبریٰ'' کہتے ہیں اور تیسری ملائے اعلیٰ کی ولایت میں جسے ولایت علیا کہتے ہیں، حضرت امام ربانی پر ولایت کے یہ تین درجے منکشف کئے گئے اور آپ کو اس کے اسرار و رموز سے سرفراز کیا گیا آپ نے اس کی تفصیلات دفتر اول مکتوب ۲۶۰/ ۲۸۷ اور ۳۰۲ میں بیان فرمائی ہیں۔

حقیقت کعبہ:

حقیقت کعبہ، حقیقت نماز، حقیقت قرآن، بیت المقدس کے اسرار و رموز بھی آپ پر منکشف

فرمائے گئے اور آپ پر یہ بھی ظاہر کیا گیا کہ ایک ہزار سال کے بعد حقیقت احمدی کے ساتھ حقیقت محمدی متحد کردی جائے گی۔ ان تمام رازوں سے آپ نے دفتر دوم کا مکتوب ۲۷ اور دفتر سوم کا مکتوب ۱۲۴ میں پردہ اُٹھایا ہے۔

مقاماتِ نقشبندیہ:

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اعلی مراتب جو سالک برسوں میں طے کرتا ہے آپ نے اپنے مرشد کی محبت میں وہ سب مراتب دوڈھائی ماہ میں طے فرمالئے چنانچہ اپنے مرشدزادوں کے نام ایک مکتوب گرامی میں آپ نے ان مقامات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ فقیر سر سے پاؤں تک آپ کے والد گرامی کے احسانات میں غرق ہے فقیر نے اس طریقہ کے بسم اللہ تک کا سبق انہی سے حاصل کیا اور اس راستہ کا سب کچھ انہی سے سیکھا اندراج النہایہ فی البدایہ ان کے نظر کرم کے صدقہ حاصل ہوئی، اور سفر در وطن کی سعادت سے ان کے طفیل مشرف ہوا ان کی بارگاہِ لطف و کرم نے اس ناچیز کو دوڈھائی ماہ کے عرصہ میں نسبت نقشبندیہ تک پہنچا دیا اور ان بزرگوں کا حضور خاص عطا فرمایا اور وہ تجلیات، ظہورات، انوار، رنگ، بے رنگی، اور بے کیفیتی، جن کا حصول اس عرصہ میں ان کے طفیل ہوا وہ شرح و بیان سے باہر ہے۔ اس مرد خدا کی توجہ سے معارف توحید، اتحاد، قرب و معیت اور احاطہ و سریان میں سے شاید ہی کوئی دقیقہ ایسا رہ گیا ہو جس کا راز اس فقیر پر نہ کھلا ہو اور جس کی حقیقت پر مطلع نہ کیا گیا ہو، وحدت کا کثرت میں اور کثرت کا وحدت میں مشاہدہ کرنا ان معارف کے مقامات اور مبادی میں سے ہے۔ (دفتر اول مکتوب ۲۶۶)

عرش پر عروج:

آپ روحانیت میں اس اعلیٰ مقام پر بھی پہنچے کہ آپ کو عرش کی سیر کرائی گئی آپ فرماتے ہیں کہ جب میں مسافت طے کرتا ہوا عرش پر پہنچا تو مجھے ایسا عروج نصیب ہوا کہ جنت بھی مجھے نیچے محسوس ہونے لگی اس وقت مجھے خلفائے راشدین، ائمہ اہل بیت اطہار اور بڑے بڑے مشائخ عظام کے مقامات کا مشاہدہ کرایا گیا حتی کہ تمام انبیائے کرام، ملائکہ اور بالخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام خاص کا بھی مشاہدہ کرایا گیا...... آپ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ تمام انبیائے کرام کے مقامات ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام سے الگ ایک جانب تھے اسی طرح ملائکہ مقربین کے مقامات بھی ایک جانب تھے جبکہ سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو جملہ مقامات پر فوقیت اور

سروری حاصل تھی۔ (دفتر اول مکتوب اول) مبدأ و معاد میں عرش سے بھی اعلیٰ ایک مقام کی سیر کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ ایک جگہ میں طواف کر رہا ہوں اور ایک جماعت بھی میرے ساتھ طواف میں شریک ہے لیکن اس جماعت کی رفتار اتنی سست ہے کہ جب تک میں ایک دو طواف مکمل کرلوں وہ جماعت صرف دو تین قدم مسافت طے کرتی ہے اس دوران مجھے بتایا گیا کہ یہ جگہ عرش معلیٰ کے اوپر ہے اور یہ طواف کرنے والوں کی جماعت ملائکہ کی ہے۔ (مبدأ و معاد۔ ۲۳)

تجلی ذاتی واحسان وشہود:

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کے ایک خاص مقام تجلی ذاتی سے بھی آپ کو بہرہ ور کیا گیا، اور اس کے بعد خاص احسان وشہود سے جو مقام بقا کے مناسب ہے اس سے بھی آپ کو مشرف کیا گیا، جس دن آپ کو مقام احسان وشہود سے سرفراز کیا گیا وہ رمضان المبارک کی چھ تاریخ تھی، اس مقام پر پہنچ کر آپ کو یہ جو معارف وارد ہوئے ان میں سے اکثر معارف شرعیہ تھے اور ان کی بھی شان یہ تھی کہ علم استدلالی بدیہی ہو جاتا تھا اور مجمل مفصل ہو جاتا تھا۔ (دفتر اول مکتوب ۲)

سیر الی اللہ وسیر فی اللہ:

سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ جو روحانیت کے اعلیٰ وارفع مقامات میں سے ہے اس کی تکمیل کی خبر دیتے ہوئے آپ نے اپنے مرشد گرامی کو لکھا کہ جذبہ کی جہت سے اگرچہ سیر الی اللہ مکمل ہو چکی، لیکن بعض لوازم باقی تھے جو اس فنا کے ضمن میں جو سیر فی اللہ کے مرکزی مقام میں واقع ہوئی ہے تمام اور مکمل ہو گئے ہیں ...... ارادہ کی فنا بھی اس فنا کا ایک شعبہ ہے ...... (دفتر اول مکتوب ۱۱) ایک دوسرے مکتوب میں آپ نے فرمایا کہ سیر الی اللہ پچاس ہزار سال کا راستہ ہے ---- لیکن مقام حیرت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ طویل مسافت چند دنوں میں طے کرا دی۔ (دفتر اول مکتوب ۱۳)

مقام محبوبیت:

آپ فرماتے ہیں کہ مجھ پر خلفائے راشدین کے مختلف مقامات ظاہر ہوئے ایک مقام پر بطور عروج جب میں پہنچا اور اس وقت حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رضی اللہ عنہ میرے ساتھ تھے تو مجھے بتایا گیا کہ یہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقام ہے، اور اس مقام کے بالمقابل ایک اور مقام

ظاہر ہوا جو نہایت نورانی مقام تھا ایسا نورانی مقام اس سے قبل میری نظر سے نہیں گزرا تھا اس کے متعلق بتایا گیا کہ یہ ''مقام محبوبیت'' ہے یہ مقام انتہائی رنگین اور منقش تھا اور اس کے عکس اور پرتو سے میں نے اپنے آپ کو رنگین اور منقش پایا...... (دفتر اول مکتوب ۱۱)

فنا و بقا:

آپ فرماتے ہیں کہ وہ علوم جو فنا و بقا سے تعلق رکھتے ہیں وہ بھی حق سبحانہ وتعالیٰ نے مجھ پر منکشف فرما دیے نیز یہ بھی بتا دیا گیا کہ ہر چیز کی وجہ خاص کیا ہے اور سیر فی اللہ کس معنی میں ہے اور تجلی ذاتی برقی کسے کہتے ہیں اور محمدی المشرب کون ہوتا ہے اس طرح کے دیگر علوم اور ہر مقام کے لوازم وضروریات پر مجھے اطلاع بخشی گئی اور شاید ہی کوئی ایسی چیز باقی رہ گئی ہو جس کا اولیاء اللہ نے نشان بتایا ہو یا جو انہیں راہ طریقت میں پیش آئی ہو وہ اس ناچیز کو نہ دکھائی گئی ہو...... جو مقبول ہوتا ہے وہ بغیر کسی علت وسبب کے مقبول ہوتا ہے۔ (دفتر اول مکتوب ۱۲)

لطائف پنجگانہ:

لطائف پنجگانہ کی آپ کو سیر کرائی گئی اس سیر کی ابتداء قلب سے ہوئی قلب سے گزر کر روح، اس کے بعد سر، اس کے بعد خفی، اس کے بعد اخفی کے مراتب کی سیر ہوئی۔ ان لطائف پنجگانہ میں سے ہر ایک کے مخصوص علوم و معارف اور احوال و مواجد کو طے کرانے کے بعد پھر ان لطائف پنجگانہ کے اصول کی سیر کرائی گئی جن کا تعلق عالم کبیر یعنی مجموعۂ کائنات سے ہے۔ اس سیر کا آغاز عرش مجید سے ہوا ان پنجگانہ مراتب کے اصول کو طے کرانے کے بعد آپ کو اسماء وصفات کے ظلال میں سیر کرائی گئی اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے آپ کو اپنے اسماء وصفات کی سیر کرائی اور اس کی تجلیات اور اس کے شیون واعتبارات کے جلوے آپ پر ظاہر فرمائے۔ (دفتر اول مکتوب ۲۵۷)

معراج:

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو معراج پر بلایا اور کائنات کی سیر کرائی اور اس سیر میں آپ نے ازل و ابد کو متحد اور ایک آن میں پایا، ماضی اور مستقبل کے بہت سے واقعات کا آپ نے مشاہدہ فرمایا، آنحضرت کے کامل اتباع کے طفیل اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے اس عظیم مرتبہ اور مقام سے کچھ حصہ

آپ کو بھی عطا فرمایا اور آپ کو ایسا عروج نصیب فرمایا جس میں آپ نے بھی ازل و ابد کو متحد پایا اور بہت سے ماضی اور مستقبل کے واقعات کا مشاہدہ فرمایا، چنانچہ اپنے مکاتیب شریفہ میں اس مقام اور مرتبے کی وضاحت کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ جب ممکن قربِ الٰہی کے مقامات میں دائرہ امکان کے باہر قدم رکھتا ہے تو ازل اور ابد کو متحد پاتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات مقامات عروج کے اندر حضرت یونس کو مچھلی کے پیٹ میں پایا، طوفانِ نوح بھی موجود تھا اور اہل سنت کو بہشت میں اور دوزخیوں کو دوزخ میں دیکھا...... اس فقیر کو بھی بعض اوقات حبیب خدا علیہ الصلوۃ والسلام کے صدقہ یہ حالت میسر آئی کہ میں نے ان ملائکہ کو جو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کر رہے تھے عین سجدہ کی حالت میں دیکھا کہ اب تک انہوں نے سجدہ سے سر نہیں اٹھایا تھا اور ملائکہ علیین جنہیں سجدہ کا حکم نہیں دیا گیا تھا انہیں سجدہ کرتے فرشتوں سے علیحدہ دیکھا کہ اپنے مشہود میں فنا اور غرق ہیں اور آخرت کے جن حالات کا وعدہ فرمایا گیا ہے سب کا میں نے اس آن مشاہدہ کیا...... (مبداُ و معاد ۶۹/۴۹)

نبوت کی مہر تصدیق:

آپ نے اپنی مختلف تصانیف اور مکاتیب شریف میں جو کچھ مشاہدات، مکاشفات، علوم و معارف اور افکار و نظریات بیان فرمائے ہیں ان کی صحت کے بارے میں دلیل دیتے ہوئے ایک مقام پر آپ نے فرمایا کہ یہ جو بے شمار علوم و معارف ابرِ نیساں کی طرح برستے ہیں یہ اس کثرت کے باوجود علوم شرعیہ کے موافق ہیں اور بال برابر بھی سنت کے خلاف نہیں ہیں ان کی صحت کی سب سے بڑی دلیل یہی ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ اس لئے میرے مرشد خواجہ باقی باللہ نے فرمایا تھا کہ تمہارے سب علوم درست اور صحیح ہیں (دفتر اول مکتوب ۲۰۷) مرشد کی اس تصدیق کے علاوہ ان معارف پر نبوت کی مہر تصدیق بھی لگ چکی ہے وہ اس طرح کہ مکتوبات شریف کے دفتر اول کی تکمیل کے بعد جب دفتر دوم کا کام شروع ہوا تو اچانک آپ کے دل میں خیال آیا کہ یہ جو کچھ میں نے لکھا ہے نا معلوم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول اور پسندیدہ بھی ہے یا نہیں بس یہ خیال آنا تھا کہ غیب سے آواز آئی کہ جو کچھ تمہاری تحریر اور تقریر میں آئے ہیں وہ سب ہمارے نزدیک مقبول اور پسندیدہ ہے بلکہ یہ سب ہماری طرف سے ہیں اور ہماری ہی بیان کردہ ہیں۔ حتیٰ کہ عقائد کے بارے میں آپ نے ایک رسالہ تحریر فرمایا تو اس کے بارے میں آپ نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک جماعت کثیر کے ساتھ موجود ہیں اور آپ

کے دست مبارک میں وہ رسالہ ہے اور کمال کرم سے اس کو بوسہ دے رہے ہیں اور مشائخ کو دکھا کر فرما رہے ہیں کہ اس طرح کے عقیدے رکھنے چاہئیں (دفتر اول مکتوب ۱۴/۱۶) بلکہ آپ پر یہ بھی ظاہر کیا گیا کہ آخری زمانہ میں جب حضرت امام مہدی علی نبینا علیہ السلام تشریف لائیں گے، ان کے سامنے جب آپ کی تحریریں پیش کی جائیں گی تو وہ بھی اس کو پسند فرمائیں گے اور ان کی بارگاہ میں بھی یہ شرف قبولیت پائیں گی...... (دفتر اول مکتوب ۲۳۴)

زیارت کعبہ:

آپ کو ہمیشہ خانہ کعبہ کی زیارت کا شوق رہتا تھا ایک سال وہ عشق حد سے بڑھ گیا چنانچہ جب حج کے ایام آئے تو آپ کی بے قراری بڑھ گئی عرفہ کے دن آپ صبح فجر کی نماز کے بعد قبلہ رو ہو کر مراقبہ اور اوراد و وظائف میں مصروف ہو گئے جب مراقبے سے سر اٹھایا تو اپنے محرمان اسرار سے فرمایا کہ آج مجھے زیارت خانہ کعبہ کا شوق غالب ہوا تو اچانک میں نے کیا دیکھا کہ خود خانہ کعبہ میرے سامنے آ گیا ہے اور میرے ارد گرد گھوم رہا ہے اور غیب سے آواز آ رہی ہے تم ہمیشہ کعبے کے مشتاق رہتے تھے آج کعبہ کو ہم نے تمہاری زیارت کے لئے بھیج دیا اور جو نور اس کعبے میں ہے وہ ہم نے تمہاری اس زمین میں ودیعت کر دیا ہے۔ (حضرات القدس/ روضۃ القیومیہ)

مجتہد علم کلام:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آپ کو ''مجتہد علم کلام'' کے مقام سے نوازا گیا، چنانچہ آپ خود تحریر فرماتے ہیں کہ احوال و سلوک کی درمیانی حالت میں ایک مرتبہ حضرت پیغمبر خدا علیہ وعلی آلہ الصلوات والتسلیمات نے واقعہ میں اس فقیر سے فرمایا کہ تم علم کلام کے مجتہدین میں سے ہو، اس وقت سے مسائل کلامیہ کے ہر مسئلے میں اس فقیر کی رائے خاص اور علم مخصوص ہے، اشاعرہ اور ماتریدیہ کے اکثر اختلافی مسائل میں سے جب کوئی مسئلہ سامنے آتا تھا تو ابتدائی طور پر اشاعرہ کی جانب حق نظر آتا تھا لیکن جب نور فراست سے دیکھا جاتا تو معلوم ہوتا کہ حق ماتریدیہ کی جانب سے ہے علم کلام کے اختلافی مسائل میں اس فقیر کی رائے علمائے ماتریدیہ کی رائے کے موافق ہے۔

وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود:

وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود جنہیں ''توحید وجودی اور توحید شہودی'' کے نام سے بھی یاد کیا جاتا

ہے یہ تصوف کے بلند ترین اور مشکل ترین مقامات ہیں جن کی حضرت امام ربانی نے آسان ترین زبان میں اس طرح تشریح فرمائی کہ توحید شہودی میں ایک ذات کو دیکھنا ہے یعنی سالک کا مشہود سوائے ایک کے کوئی اور نہ ہو اور توحید وجودی میں ایک کو موجود جاننا ہے اس کے غیر کو معدوم سمجھنا ہے اور باوجود عدمیت کے اس جمال اور مظاہر کو ایک خیال کرنا ہے (دفتر اول مکتوب ۴۲) حضرت امام ربانی سے قبل تمام بڑے بڑے صوفیاء کرام توحید وجودی کو منتہائے کمال سمجھتے رہے، ان کے نزدیک یہ آخری مقام تھا اس سے اعلیٰ کوئی مقام نہیں تھا، حتی کہ آپ کے مرشد گرامی کا بھی یہی نظریہ تھا لیکن اللہ تعالی نے حضرت امام ربانی کو اپنے فضل سے عروج وارتقاء کی اس منزل پر پہنچایا جہاں آپ کو پتہ چلا کہ یہ سب سے ادنی مرتبہ ہے اس سے اعلی وارفع بھی ایک منزل ہے جسے توحید شہودی کہتے ہیں حتی کہ آپ کے مرشد گرامی آخری عمر میں فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں شیخ احمد کی صحبت کے اثر سے معلوم ہوا کہ توحید ایک تنگ کوچہ ہے جس کے اوپر ایک وسیع شاہراہ ہے...... (زبدۃ المقامات ص ۲۲۵) آپ نے اس اعلیٰ مقام پر عروج فرماتے ہوئے اعلان فرمایا کہ ''ہمہ اوست'' کا قول درست نہیں بلکہ ''ہمہ از اوست'' کا قول درست ہے انبیائے کرام میں سے کسی نے بھی وحدتِ وجود کی دعوت نہیں دی بلکہ وحدتِ معبود کی دعوت دی ان کی دعوت کا مدار بھی ''دوئی'' اور غیر کا وجود ثابت کرنے پر ہے لہذا توحید وجودی میں ایک ذات تعالی ماسوا کی جو نفی کی جاتی ہے وہ عقل وشرع کے خلاف ہے۔ اس لئے آپ فرماتے ہیں جب کمال عنایت سے اللہ تعالی مجھے اس مقام سے اوپر لے گیا اور مقام عبدیت تک پہنچایا اور اس مقام کا کمال دکھایا تو میں گزشتہ مقامات سے تائب ہوا اور اس پر میں نے استغفار کیا اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا گزشتہ دور کے تمام بڑے بڑے اولیاء کرام اس طریقت کے ادنی اور پست مرتبہ پر آخر تک فائز رہے؟ اس شبہ کا ازالہ کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ اگر ان مشائخ کی عبارات میں ایسے الفاظ ہوں جو توحید وجودی پر صراحۃً دلالت کریں تو ان کو ابتدائے زمانہ پر محمول کیا جائے کہ ابتداء میں جب وہ علم الیقین کے مرتبہ پر فائز تھے اس وقت یہ کلام ان سے صادر ہوا ہو جب وہ عین الیقین کے مرتبہ پر پہنچے تو ان پر بھی یہ واضح ہو گیا کہ مرتبہ کمال توحید شہودی ہے جیسا کہ حضرت خواجہ باقی باللہ کے ساتھ ہوا اور اگر مشائخ کا توحید وجودی پر مشتمل کلام ان کے آخری زمانہ کا ہو تو پھر آپ نے مکتوبات شریف میں اس کی ایسی توجیہہ اور تشریح بیان فرمائی جس سے آپ نے یہ ثابت فرمایا کہ ''ہمہ اوست'' کا معنی بھی 'ہمہ از اوست'' ہی ہے، اور یہ نزاع لفظی ہے ان کے کلام میں توحید وجودی سے بھی توحید شہودی ہی مراد ہے دونوں کا مآل اور انجام ایک ہی ہے، شاید اسی تطبیق کی وجہ سے

آپ کو حدیث مبارک میں صلہ (ملانے والا) کہا گیا انہی وجودی اور شہودی کے دو دریاؤں کو ملانے پر آپ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ "اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے دو دریاؤں کو ملانے والا بنایا"، تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیے۔ (دفتر اول مکتوب ۴۳/۱۶۰/۲۹۱/۲۹۱/ دفتر دوم مکتوب ۴۴)

مژدۂ مغفرت:

آپ کو محبوبیت کے اس اعلیٰ مقام پر فائز کیا گیا کہ آپ سے جس کو تعلق اور کسی قسم کی بھی کوئی نسبت ہوگئی اس کی بھی بخشش اور مغفرت کا اعلان کر دیا گیا، چنانچہ رمضان المبارک میں آپ نے سنت کی رعایت کرتے ہوئے جیسے ہی دائیں کروٹ لی آواز آئی کہ آخرت میں تمہیں کوئی عذاب نہیں ہوگا اور تمہارا خادم جو اس وقت تمہارے پیر دبا رہا ہے ہم نے اس کو بھی بخش دیا۔ آپ اپنے جد امجد حضرت شاہ رفیع الدین اور اپنے والد گرامی حضرت خواجہ عبد الاحد کے مزارات پر جو علیحدہ علیحدہ قبرستانوں میں ہیں جب حاضر ہوئے تو ان دونوں مقامات پر آپ کو بشارت دی گئی کہ تمہارے آنے اور تمہاری دعا کی برکت سے ہم نے ان سب قبرستان والوں پر سے عذاب اٹھا لیا اور ان سب کی مغفرت فرما دی آپ کو یہ بھی بشارت دی گئی کہ جس کی تم نماز جنازہ پڑھ لو گے اس کو ہم بخش دیں گے، ایک دفعہ آپ کو یہ مژدہ بھی سنایا گیا کہ قیامت تک جو تمہارا وسیلہ لے کر آئے گا خواہ بالواسطہ ہو یا بلا واسطہ ہم نے ان سب کو بخش دیا۔ ایک روز خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو یہ خوشخبری دی کہ تمہاری شفاعت سے قیامت کے دن ہزار ہا مسلمانوں کی اللہ تعالیٰ بخششیں اور مغفرت فرمائے گا...... حتیٰ کہ خواجہ محمد معصوم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ نے یہاں تک فرما دیا کہ اگر میرے روضہ کی مٹی میں سے ایک مٹھی بھر مٹی کسی قبر پر ڈال دی جائے تو رحمت عظیم کی امید ہے...... (حضرات القدس)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے عظیم مقبول و محبوب بندے کے دامن سے ہمیشہ وابستہ رکھے، ان سے ادنیٰ تعلق اور نسبت کے صدقہ میں ہماری بخشش اور مغفرت فرمائے۔ (آمین)

☆......☆......☆

مآخذ و مراجع

۱...... احمد سرہندی، شیخ، مکتوبات شریف، مطبوعہ کوئٹہ

۲...... احمد سرہندی، شیخ، مبدأ و معاد، مطبوعہ لاہور، ۱۹۵۶ء

۳...... احمد رضا خان، امام، حدائق بخشش، مطبوعہ کراچی

۴...... بدرالدین سرہندی، خواجہ، حضرات القدس، مطبوعہ سیالکوٹ ۱۴۰۳ھ

۵...... بدرالدین سرہندی، خواجہ، وصال احمد، مطبوعہ لاہور

۶...... محمد احسان اللہ مجددی، روضۃ القیومیہ، مطبوعہ لاہور

۷...... محمد ہاشم، خواجہ، زبدۃ المقامات، مطبوعہ سیالکوٹ ۱۴۰۷ھ

۸...... محمد مسعود احمد، ڈاکٹر، سیرت مجدد الف ثانی، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۶ء

☆......☆......☆

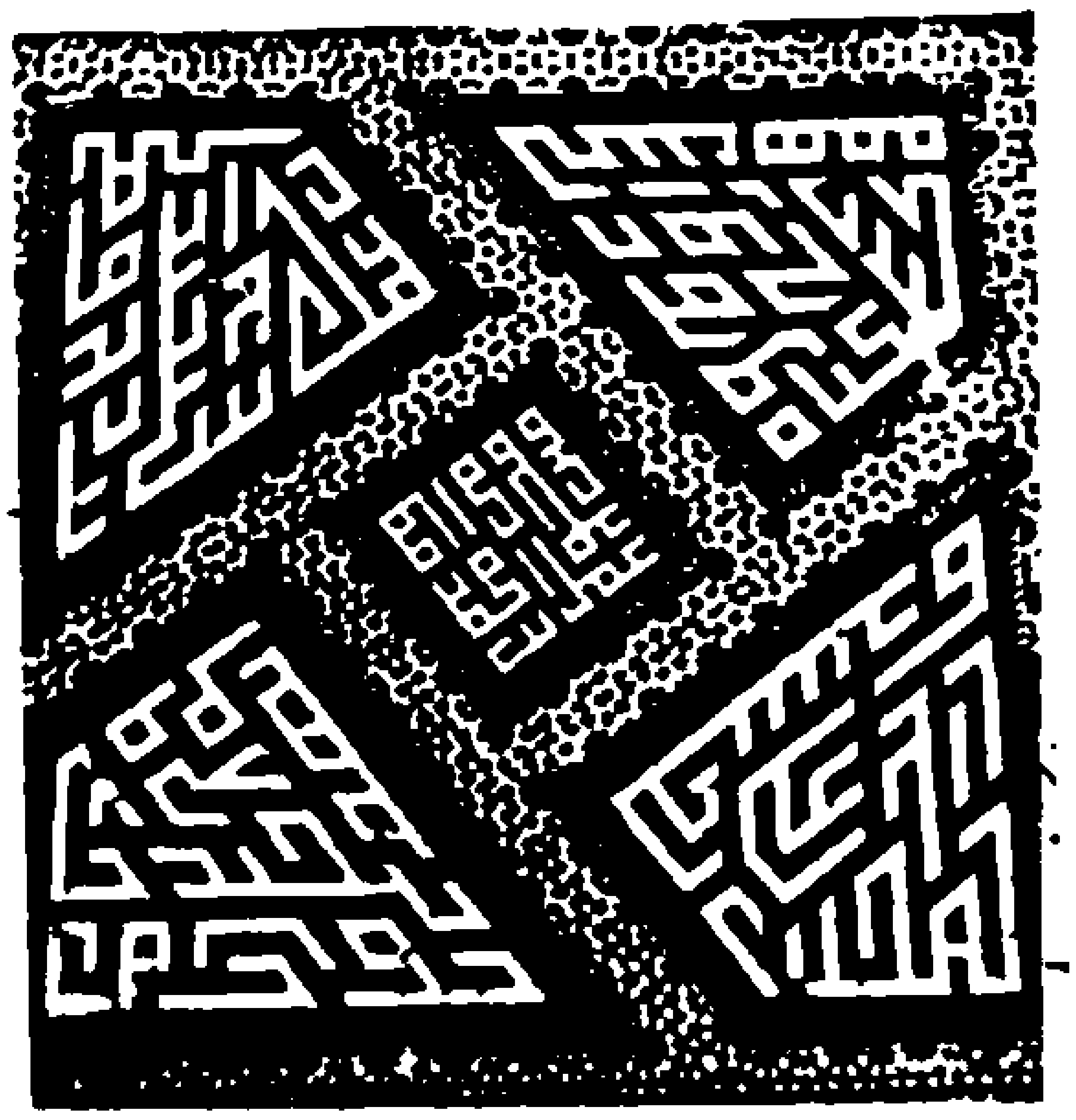

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

امام ربانی اور فیضانِ کمالاتِ نبوت

(مکتوبات کی روشنی میں)

ابوالسرور محمد مسرور احمد

(چیئرمین، امام ربانی فاؤنڈیشن انٹرنیشنل، کراچی)

☆☆

حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ (م۔ ۱۰۳۴ھ/ ۱۶۲۴ء) کی ذات گرامی تاریخ اسلام میں نہایت ہی ممتاز ہے۔ آپ کے مقامات عالیہ کا ادراک ممکن نہیں۔ کیوں کہ جس مقام سے آپ گفتگو فرماتے ہیں وہاں تک رسائی عوام تو عوام خواص بلکہ اخص الخواص کے لیے بھی ممکن نہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیگر سلاسل طریقت میں بیعت واجازت کے بعد ۱۰۰۸ھ/ ۱۵۹۹ء میں دہلی میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے قافلہ سالار خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ (م۔ ۱۰۱۲ھ/ ۱۶۰۳ء) کی خدمت میں حاضر ہوے اور آپ کے فیض سے مستفیض ہوے۔ آپ نے پہلی ملاقات میں محسوس کرلیا کہ یہ باکمال صحبت بلندیوں تک لے جائے گی۔ چنانچہ آپ نے اپنے خلیفہء اجل خواجہ محمد ہاشم کشمی (م۔ ۱۰۴۵ھ/ ۱۶۳۵ء) سے فرمایا:

> ”جس روز سے فقیر نے اپنے خواجہ قدس اللہ سرہ کی خدمت عالی میں تعلیم طریقت حاصل کرنی شروع کی اسی روز مجھے یقین ہوگیا تھا کہ عنقریب اللہ سبحانہ وتعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے مجھ کو راہ طریقت کی معراج تک پہنچا دے گا۔ ہر چند کہ اپنے اعمال واحوال پر نظر جاتی تو اس یقین کی نفی کرتا مگر چین نہیں آتا اور زبان پر اکثر یہ شعر رہتا۔“

ازیں نورے کہ از تو بر دلم تافت
یقیں دانم کہ آخر خوا ہمت یافت[۱]

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۰۸ھ/ ۱۵۹۹ء میں کابل سے دہلی جارہے تھے جب سرہند شریف سے گزر ہوا تو جو کچھ آپ نے مشاہدہ فرمایا اس کا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سے اس طرح ذکر فرمایا:

> ''فقیر نے دیکھا کہ ایک بڑا چراغ روشن کیا گیا ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کی روشنی بڑھتی گئی۔ لوگ ہزاروں چراغ اس سے روشن کر رہے ہیں حتی کہ میں سرہند کے قریب پہنچا تو وہاں کے دشت و در کو چراغوں سے منور پایا۔ یہ اشارہ بھی تمہاری ہی طرف تھا۔''[۲]

اس میں شک نہیں حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو پہچانا اور حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ کو پہچانا۔ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے فیض روحانی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> ''اس فقیر کو یقین تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک کے بعد اس قسم کی صحبت اور تربیت وارشاد ہرگز کہیں نہیں دیکھی گئی ہوگی۔ فقیر اس نعمت پر خدا کا شکر ادا کرتا ہے۔ اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے مشرف نہیں ہوا لیکن اس صحبت کی سعادت سے بھی محروم نہیں رہا۔''[۳]

اور خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے مقامات عالیہ کا مشاہدہ کرتے ہوئے یہ پیش گوئی فرماتے ہیں:

> ''ایسا معلوم ہوتا کہ وہ آگے چل کر ایک ایسا چراغ بن جائیں گے جس سے جہاں روشن ہوں گے۔ الحمد للہ! اُن کے احوال کامل کو دیکھ کر مجھے اس بات کا یقین ہوگیا ہے۔''[۴] (کہ ایسا ہی ہوگا)۔

بلکہ حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے بارے میں یہاں تک

تحریر فرمایا جو نہایت ہی حیران کن ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''میاں شیخ احمد! ایک آفتاب ہیں کہ ہم جیسے بہت سے تارے اُن کی روشنی میں گم ہیں۔''۵

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے اپنے مقامات عالیہ کا بطور تحدیث نعمت خود ذکر فرمایا ہے۔ آپ ایک مکتوب شریف میں قرب نبوت اور قرب ولایت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

''وہ راستے جو جناب اقدس کی طرف پہچانے والے ہیں دو ہیں۔ ایک راستہ وہ ہے جس کا تعلق قرب نبوت علیٰ اربابھا الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہے اور وہ اصل الاصل تک پہچانے والا۔ اس راہ کے واصلین باالاصالت انبیاء علیہم التسلیمات ہیں اور ان کے صحابہ اور باقی امتوں میں سے جس کو بھی اس دولت سے نوازیں۔ اگرچہ وہ قلیل بلکہ اقل (بہت ہی کم) ہیں۔ اور اس راہ میں توسط اور حیلولہ نہیں ہے اور جو کوئی بھی ان واصلوں میں سے فیض حاصل کرتا ہے وہ بغیر کسی توسط کے اصل سے اخذ کرتا ہے اور کوئی دوسرے کے لیے حائل نہیں ہے۔

اور دوسرا راستہ قرب ولایت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اقطاب، اوتاد، ابدال و نجباء اور عام اولیاء اللہ سب اسی راہ سے واصل ہوئے ہیں اور راہ سلوک سے مراد یہی راہ ہے بلکہ جذبہء متعارفہ بھی اسی میں داخل ہے اور توسط و حیلولہ بھی اسی راہ میں ثابت ہے۔''۶

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ ایک مکتوب شریف میں اپنی طرف اشارہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ممکن ہے کہ کوئی شخص قرب ولایت کی راہ سے قرب نبوت تک پہنچ جائے اور دونوں معاملات میں شریک ہو اور انبیاء علیہم التسلیمات کے طفیل اس کو وہاں بھی جگہ دے دی جائے اور کارخانے کو اس سے وابستہ کردیں اور اس جگہ کا معاملہ اس سے متعلق کردیا جائے۔''۷

پھر ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

> ''اے فرزند! کمالات نبوت کا حصول محض بخشش اور اس کے فضل و کرم پر موقوف ہے کسب و عمل کو اس دولتِ عظمیٰ کے حصول میں کچھ دخل نہیں۔''[۸]

پھر اسی مکتوب شریف میں آگے چل کر فرماتے ہیں:

> ''جاننا چاہیے کہ اس بخشش کا حصول انبیاء علیہم التسلیمات کے حق میں بلا واسطہ ہے اور انبیاء علیہم التحیات کے اصحاب کے حق میں جو تبعیّت و وراثت کے طور پر اس دولت سے مشرف ہوئے ہیں وہ بھی ان انبیاء علیہم الصلوٰۃ والبرکات کے توسط سے ہیں۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات اور اُن کے اصحاب کے بعد بہت کم حضرات اس دولت سے مشرف ہوئے ہیں۔ اگرچہ جائز ہے کہ کسی دوسرے کو بھی تبعیّت و وراثت کے طور پر اس دولت سے سرفراز کیا جائے۔
>
> میں خیال کرتا ہوں کہ اس دولت نے کبار تابعین پر بھی اپنا پرَتو ڈالا ہے اور اکابر تبع تابعین پر بھی سایہ فگن ہوئی ہے۔ بعد ازاں یہ دولت پوشیدہ ہوگئی حتیٰ کہ آنسرور علیہ وعلیٰ والتسلیمات کی بعثت سے الف ثانی کی باری آگئی اور اس وقت پھر وہ دولت تبعیت و وراثت کے طور پر منصۂ شہود میں آگئی اور آخر (زمانے) کو اول (زمانے) کے مشابہ بنا دیا ہے۔''[۹]

سبحان اللہ! وہ دولت گرامی جو اکابر تبع تابعین ے بعد پوشیدہ ہوگئی تھی وہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں پھر ظاہر ہوئی اور آپ کو تبعیّت و وراثت کے طور پر اس دولت سے سرفراز کیا گیا اور آپ کا مبارک دور اس دولت کی برکت سے ''خیر القرون قرنی'' کا مظہر بن گیا۔ ایک اور مکتوب شریف میں اس دولت عظمیٰ کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

> ''یہ دولت جس کے پوشیدہ رکھنے میں ہم کوشش کرتے ہیں انبیاء

> علیہم التسلیمات کے مشکوٰۃ نبوت سے اقتباس کی ہوئی ہے اور ملائکہ، ملاء اعلیٰ علیٰ نبینا وعلیہم التسلیمات بھی اس دولت میں شریک ہیں اور انبیاء علیہم التسلیمات کی متابعت کرنے والوں میں سے جس کو اس دولت سے مشرف فرمائیں وہ بھی اس دولت میں شریک ہے۔''۱۰

کمالاتِ نبوت سے مستفیض ہونے کے بعد آپ کے مشاہدات کا عالم ہی کچھ اور ہو گیا، آپ ماضی کو بھی ملاحظہ فرما رہے ہیں، حال کو بھی اور مستقبل کو بھی۔ ماضی میں ازل پر نظر ہے، فرماتے ہیں:

> ''کشفِ صریح سے معلوم ہوا ہے کہ آں سرور علیہ وآلہ والتسلیمات کی پیدائش اسی امکان سے ہوئی کہ جس کا تعلق صفات اضافیہ سے ہے نہ کہ ایسے امکان سے جو تمام ممکنات عالم میں ثابت ہے اور جس قدر بھی دقتِ نظر سے ممکنات عالم کے صحیفے کا مطالعہ کیا جاتا ہے آں سرور علیہ وآلہ والصلوٰۃ والسلام کا وجود شریف وہاں مشہود نہیں ہوتا بلکہ آپ کی خلقت وامکان کا منشاء صفات اضافیہ کا وجود اور ان کا امکان محسوس ہوتا ہے اور چونکہ آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود عالم ممکنات سے نہیں ہے بلکہ اس عالم کے فوق سے ہے تو لازمی طور پر آپ علیہ وعلیٰ آلہ والتسلیمات کا سایہ نہ تھا۔''۱۱

اور اسی عالم میں سابقین انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کو ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ ایک مکتوب شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

> ''اے فرزند! یہ فقیر جس قدر ملاحظہ کرتا ہے اور نظر دوڑاتا ہے تو کوئی ایسی جگہ نہیں پاتا جہاں ہمارے پیغمبر علیہ وعلیٰ آلہ والصلوٰۃ والسلام کی دعوت نہ پہنچی ہو بلکہ محسوس ہوتا ہے کہ آنحضرت علیہ وعلیٰ آلہ والصلوٰۃ والسلام کی دعوت کا نور آفتاب کی طرح سب جگہ پہنچا ہے حتیٰ کہ یاجوج ماجوج میں بھی جن کے درمیان دیوار حائل ہے پہنچا ہوا ہے۔''۱۲

پھر اسی مکتوب شریف میں اُمم ماضیہ کے احوال پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

> ''اور گذشتہ امتوں میں بھی ملاحظہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی جگہ بہت کم ہی ہے جہاں پیغمبر مبعوث نہ ہوئے ہوں یہاں تک کہ زمینِ ہند میں بھی جو کہ اس معاملے سے دور دکھائی دیتی ہے معلوم ومحسوس ہوتا ہے کہ اہل ہند سے بھی پیغمبر مبعوث ہوئے ہیں اور شان جل شانہ کی طرف دعوت فرمائی ہے۔''[۱۳]

یہ چند مثالیں آپ کی نذر گرامی کیں جو ماضی کو دیکھ رہی تھیں اور حال پر بھی آپ کی نظر تھی چنانچہ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

> ''اور ہندوستان کے بعض شہروں میں محسوس ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم التسلیمات کے انوار شرک کے اندھیروں میں مشعلوں کی طرح روشن ہیں۔''[۱۴] (اگر فقیر ان شہروں کو متعین کرنا چاہے تو کر سکتا ہے)۔

پھر اسی مکتوب میں آگے چل کر فرماتے ہیں:

> ''اور دیکھتا ہے کہ کوئی پیغمبر ایسا ہے جس پر کوئی بھی ایمان نہیں لایا اور اس کی دعوت کو قبول نہیں کیا اور کوئی پیغمبر ایسا ہے جس پر صرف ایک آدمی ایمان لایا ہے اور کسی پیغمبر کے تابع صرف دو شخص ہوئے ہیں اور بعض پر صرف تین آدمی ایمان لائے ہیں۔ تین آدمیوں سے زیادہ نظر نہیں آتے جو کسی ایک پیغمبر پر ایمان لائے ہوں تاکہ چار آدمی ایک پیغمبر کی امت ہوتے۔''[۱۵]

اسی طرح سرہند شریف میں آپ نے انوار الٰہیہ کا مشاہدہ فرمایا جس کی تفصیل ایک مکتوب شریف میں اس طرح بیان فرمائی ہے۔

> ''اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عنایت اور اس کے حبیب علیہ وعلیٰ آلہ الصلوۃ والسلام والتحیۃ البرکۃ کے طفیل شہر سرہند جو کہ میری جائے پیدائش ہے۔۔۔ اس کو اکثر شہروں اور مقاموں پر بلندی (فضیلت) بخشی گئی

> ہے، اور اس زمین میں بے صفتی و بے کیفی کا ایک نور امانت کے طور پر رکھا گیا ہے اور وہ نور اُس نور کی طرح ہے جو بیت اللہ شریف کی پاک و مقدس زمین سے روشن و درخشاں ہے۔
>
> (مکتوبات امام ربانی، جلد دوم، مکتوب ۲۲)

جس طرح آپ کی نظر ماضی پر تھی اسی طرح آپ کی نظر حال پر تھی اور مستقبل پر بھی۔ وصال سے چند ماہ قبل ۱۵ / شعبان المعظم کی رات آپ وضو فرما رہے تھے۔ رفیقہء حیات ساتھ کھڑی ہوئی تھیں اور یہ فرما رہی تھیں:

> ''نہ معلوم خدا نے آج کس کس کے نام ورق ھستی سے مٹائے ہوں گے؟''١٦

یہ سنتے ہی آپ نے فرمایا:

> ''تم یہ بات شک اور تردّد سے کہہ رہی ہو، اس شخص کا کیا حال ہوگا جو یہ دیکھ رہا ہے اور جانتا ہے کہ صحیفہء ھستی سے اُس کا نام مٹا دیا گیا ہے۔''١٧

آپ نے ۱۵ / شعبان المعظم کی رات یہ فرمایا اور ۲۹ / صفر المظفر کو آپ کا وصال ہوگیا دوسرے سال کا شعبان المعظم نہیں آیا، اللہ اکبر! آپ کی نظر لوح محفوظ پر بھی ہے۔ ایک عقیدت مند آپ کے حضور یہ کہہ رہے تھے میرا ارادہ امسال حج بیت اللہ کا ہے۔ آپ نے فوراً فرمایا:

> ''مقام عرفات میں آپ نظر نہیں آتے ہیں۔''١٨

ابھی تو واقعہ گزرا بھی نہیں مگر آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں، یہ ہے فیضان کمالات نبوت۔ کئی سال تک وہ حضرت حج کا ارادہ کرتے رہے مگر ان کا جانا نہ ہوسکا، جس فیضان نبوت نے آپ کو یہ نظر عطا فرمائی اسی فیضان نبوت کی وجہ سے آپ پر وارد ہونے والے اسرار و معارف کا عالم ہی کچھ اور تھا۔ پڑھ پڑھ کر حیرت ہوتی ہے، کسی عارف کے کلام میں یہ باتیں نظر نہیں آتیں۔ ایک مکتوب شریف میں انہی اسرار و معارف کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے آپ تحریر فرماتے ہیں:

> ''وہ علوم و معارف جن کا فیضان ہوتا رہتا ہے ان میں سے بیشتر حصہ

تحریر ہوتا ہے اور ہر اہل اور نا اہل کے گوش گزار ہوتا رہتا ہے لیکن وہ اسرار و دقائق جن کے ساتھ یہ فقیر ممتاز ہے اس کا ذرا سا حصہ بھی اظہار نہیں کیا سکتا، بلکہ رمز و اشارے سے ان دقائق کا ذکر نہیں کیا جاسکتا۔‘‘[19]

ایک اور مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

’’یہ معارف جس طرح فکر و نظر سے بالا ہیں اسی طرح کشف و شہود کے اطوار سے بھی ماورا ہیں، نیز اربابِ کشف و شہود ان علوم کو سمجھنے میں ارباب علم و عقل کی طرح ہیں اِن کے لیے نبوت کی فراست کا نور درکار ہے۔ جو انبیاء علیہم التسلیمات کی متابعت کی دولت سے ان حقائق کو سمجھنے کی طرف ہدایت فرماتا ہے اور ان علوم و معارف کو حاصل کرنے کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔‘‘[20]

وہ علوم و معارف جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائے انہی کا فیضان یہاں بھی نظر آتا ہے۔ ایک مکتوب میں آپ فرماتے ہیں:

’’حق تعالیٰ جل شانہ کے دقیق اسرار ہیں جن کو وہ اپنے اخص الخواص بندوں پر ظاہر فرماتا ہے اور کسی نا محرم کا اُن کے پاس سے بھی گزر نہیں ہوسکتا۔ حضرت خاتم الرسل علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات نے جو کہ رحمت عالمیان ہیں اپنی کمال معرفت اور وفور قدرت سے ان اسرار کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کے درمیان بیان فرمایا اور سننے والوں کی قابلیت کو محسوس فرما کر ان پوشیدہ موتیوں کو ان پر نثار کر دیا۔ مجھ جیسا مفلس بے بضاعت ان اسرار کے ذکر اور خطروں سے ہراساں و لرزاں ہے اور اپنی اس خرابی اور آوارگی کے باوجود ان عالی مطالب کے ساتھ کسی طرح بھی اپنی مناسبت نہیں پاتا۔ ہاں خداوند جل شانہ کے شایان شان یہی ہے اور خدائے تعالیٰ کو ایسا ہی

کرم زیب دیتا ہے۔''۲۱

ایک اور مکتوب شریف میں ان اسرار و معارف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> ''جو کاروبار اس ولایت سے وابستہ ہے اگر اس میں سے تھوڑا سا بھی ظاہر کر دیا جائے یا وہ معاملات جو ان دونوں ولایتوں سے وابستہ ہیں اگر اشارے کے طور پر بھی ان کو ظاہر کر دیا جائے تو نرخرہ کاٹ دیا جائے اور حلق ذبح کر دیا جائے۔ جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بعض علوم کے اظہار میں جو انھوں نے حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حاصل کیے ہیں قُطِعَ الْبُلْعُوْم (نرخرہ کاٹ دیا جائے فرمایا) تو دوسروں کے متعلق کیا کہا جائے۔''۲۲

پھر اسی مکتوب میں آگے چل کر فرماتے ہیں:

> وہ خداوند کریم قدیم الاحسان اور ارحم الراحمین اس بات پر بھی قادر ہے مجھ جیسے پس ماندہ کو سابقوں کے درجات تک پہنچا دے اور ان کے طفیل ان کی دولت کا شریک کر دے۔''۲۳

انہی مقامات عالیہ کی سرفرازی کے بعد حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال کرم سے اپنی زیارت سے مشرف فرمایا اور اپنی خاص عنایتوں سے نوازا۔ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ ۱۰۲۸ھ/ ۱۶۱۸ء اور ۱۰۲۹ھ/ ۱۶۱۹ء کے درمیان جب جہانگیر بادشاہ کی خواہش پر اس کے شاہی قافلے کے ساتھ تھے اسی زمانے میں آپ نے خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت فرمائی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخرت کا اجازت نامہ عطا فرمایا اور مقام شفاعت سے بھی حصہ عطا فرمایا اس کرم نوازی کے وقت حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو جو اپنائیت اور محبت و شفقت عطا فرمائی اس کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

> ''اور مجھے اس وقت ایسا محسوس ہوتا تھا کہ میں اور آں سرور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام باہم ایک ہی جگہ باپ بیٹے کی طرح زندگی بسر کر رہے ہیں۔ آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اہل بیت

> علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات میرے لیے کچھ اجنبی نہیں ہیں اور میں اس اجازت نامے کو لپیٹ کر اور اپنے ہاتھ میں لے کر محرم فرزندوں کی طرح اُن کے حرم شریف میں داخل ہوا ہوں۔ امہات المؤمنین میں سے حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مجھ سے آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں بعض خدمات کے لیے بڑے اہتمام سے حکم فرماتی ہیں اور کہتی ہیں کہ میں تیرا انتظار کر رہی تھی، اس اس طرح کرنا چاہیے۔'' [۲۴]

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ اپنے ارشادات کی روشنی میں قرب نبوت اور کمالات نبوت کے فیض سے مستفیض ہوئے، خوب نوازے گئے اور اُن اسرار و معارف اور علوم سے سرفراز ہوئے جن کو نہ کوئی زبان بیان کر سکتی ہے نہ کوئی کان سن سکتا ہے، نہ کوئی دماغ سمجھ سکتا ہے۔ آپ اپنے مکتوبات شریف کی روشنی میں اکابر تبع تابعین کے بعد اس نعمت سے سرفراز ہو کر اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ میں منفرد و ممتاز ہوئے۔

آپ کی شخصیت کی عظمت کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کے حالات، افکار و خدمات کی تفصیلات گیارہ ضخیم جلدوں میں نہ سما سکیں جن کے صفحات کی مجموعی تعداد چھ ہزار سے بھی زیادہ ہے۔ یہ عظیم انسائیکلوپیڈیا ''جہان امام ربانی مجدد الف ثانی'' (علیہ الرحمۃ) کے نام سے امام ربانی فاؤنڈیشن انٹرنیشنل کراچی (پاکستان) شائع کر رہی ہے۔ ۲۰۰۵ء میں سات جلدیں شائع ہو چکی ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ چار جلدیں ۲۰۰۶ء میں شائع ہونے والی ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کو پردہ فرمائے ہوئے آج تقریباً چار سو سال گزر چکے ہیں۔ آپ کے نعرۂ تکبیر کی گونج دنیا میں اب تک سنی جا رہی ہے۔ اسلامی دنیا میں آزادی کی تحریکیں آپ ہی سے فیض یافتہ ہیں اس لیے ڈاکٹر علامہ اقبال نے کہا تھا:

تو میری رات کو آفتاب سے محروم نہ رکھ
تیرے پیمانے میں ہے ماہ تمام اے ساقی

☆......☆......☆

حواشی

۱ خواجہ محمد ہاشم کشمی: زبدۃ المقامات، ص ۱۴۵
۲ ...... ایضاً، ص ۱۴۱
۳ ...... احمد سرہندی، مجدد الف ثانی: مبداء و معاد، ص ۶۷
۴ ...... زبدۃ المقامات، ص ۱۴۵
۵ ...... خواجہ احمد حسین خاں: جواہر مجددیہ، ص ۱۲۰
۶ ...... احمد سرہندی، مجدد الف ثانی: مکتوبات جلد سوم، مکتوب نمبر ۱۲۳
۷ ...... مکتوبات امام ربانی: جلد سوم، مکتوب نمبر ۱۲۳
۸ ...... مکتوبات امام ربانی، جلد اول، مکتوب نمبر ۳۰۱
۹ ...... مکتوبات امام ربانی، جلد اول، مکتوب نمبر ۳۰۱
۱۰ ...... مکتوبات امام ربانی، جلد اول، مکتوب نمبر ۲۶۷
۱۱ ...... مکتوبات امام ربانی، جلد سوم، مکتوب نمبر ۱۰۰
۱۲ ...... مکتوبات امام ربانی، جلد اول، مکتوب نمبر ۲۵۹
۱۳ ...... مکتوبات امام ربانی، جلد اول، مکتوب نمبر ۲۵۹
۱۴ ...... مکتوبات امام ربانی، جلد اول، مکتوب نمبر ۲۵۹
۱۵ ...... مکتوبات امام ربانی، جلد اول، مکتوب نمبر ۲۵۹
۱۶ ...... وصال احمدی، ص ۴۔۵
۱۷ ...... ایضاً
۱۸ ...... جواہر مجددیہ: ص ۱۲۱
۱۹ ...... مکتوبات امام ربانی، جلد اول، مکتوب نمبر ۲۶۷
۲۰ ...... مکتوبات امام ربانی، جلد سوم، مکتوب نمبر ۶۷
۲۱ ...... مکتوبات امام ربانی، جلد سوم، مکتوب نمبر ۹۵
۲۲ ...... مکتوبات امام ربانی، جلد سوم، مکتوب نمبر ۹۵
۲۳ ...... مکتوبات امام ربانی، جلد سوم، مکتوب نمبر ۹۵
۲۴ ...... مکتوبات امام ربانی، جلد سوم، مکتوب نمبر ۱۰۶

ماٰخذ ومراجع

۱......احمد سرہندی: مکتوبات امام ربانی، مطبوعہ امرتسر ۱۳۱۳ھ/ ۱۹۱۴ء وکراچی ۱۳۹۲ھ/ ۱۹۷۲ء

۲......احمد سرہندی: مبداء ومعاد، مطبوعہ لاہور ۱۳۷۶ھ/ ۱۹۵۶ء

۳......احمد حسین خان خواجہ: جواہر مجددیہ، مطبوعہ کراچی ۲۰۰۲ء

۴......بدرالدین سرہندی، خواجہ: حضرات القدس، مطبوعہ لاہور ۱۳۴۱ھ/ ۱۹۲۲ء

۵......بدرالدین سرہندی، خواجہ: وصال احمدی، مطبوعہ سیالکوٹ ۱۳۹۶ھ

۶......عبدالحق محدث دہلوی، شیخ: مجموعہ مکاتیب والرسائل الی ارباب الکمال والفضائل، مطبوعہ دہلی ۱۳۳۲ھ/ ۱۹۱۲ء

۷......عبدالقادر بدایونی، ملاّ: منتخب التواریخ، مطبوعہ لاہور ۱۳۸۲ھ/ ۱۹۶۲ء

۸......محمد اقبال مجددی: مقامات معصومی، جلد اول، مطبوعہ لاہور ۲۰۰۵ء

۹......محمد ہاشم کشمی، خواجہ: زبدۃ المقامات، مطبوعہ کانپور ۱۳۰۷ھ/ ۱۸۸۹ء

☆......☆......☆

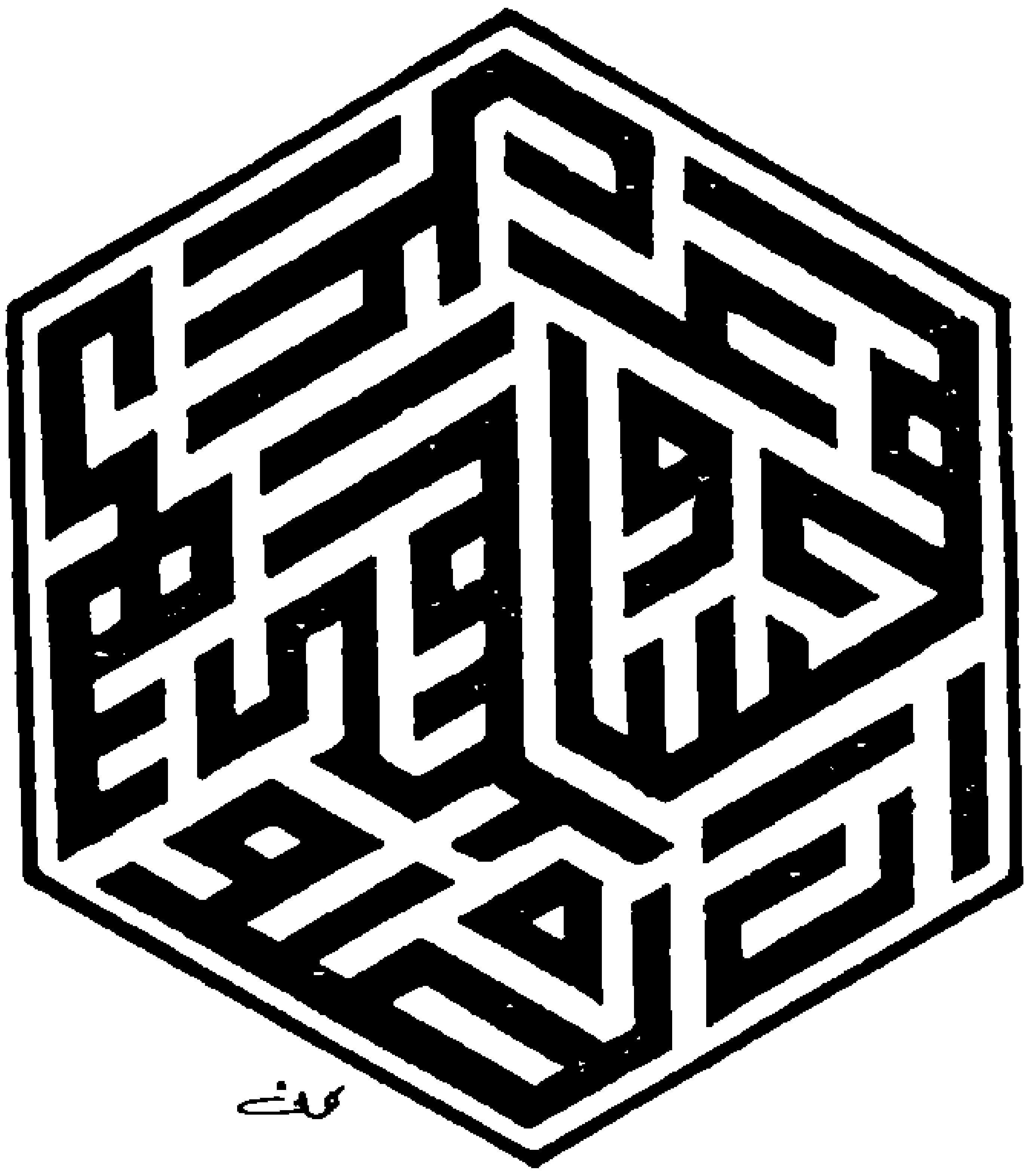

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کشورِ سوم

جو کام ہمارے لیے مشکل ہیں جہاں میں
تیرے لیے آساں ہیں مجدد الف ثانی

(حفیظ قادری)

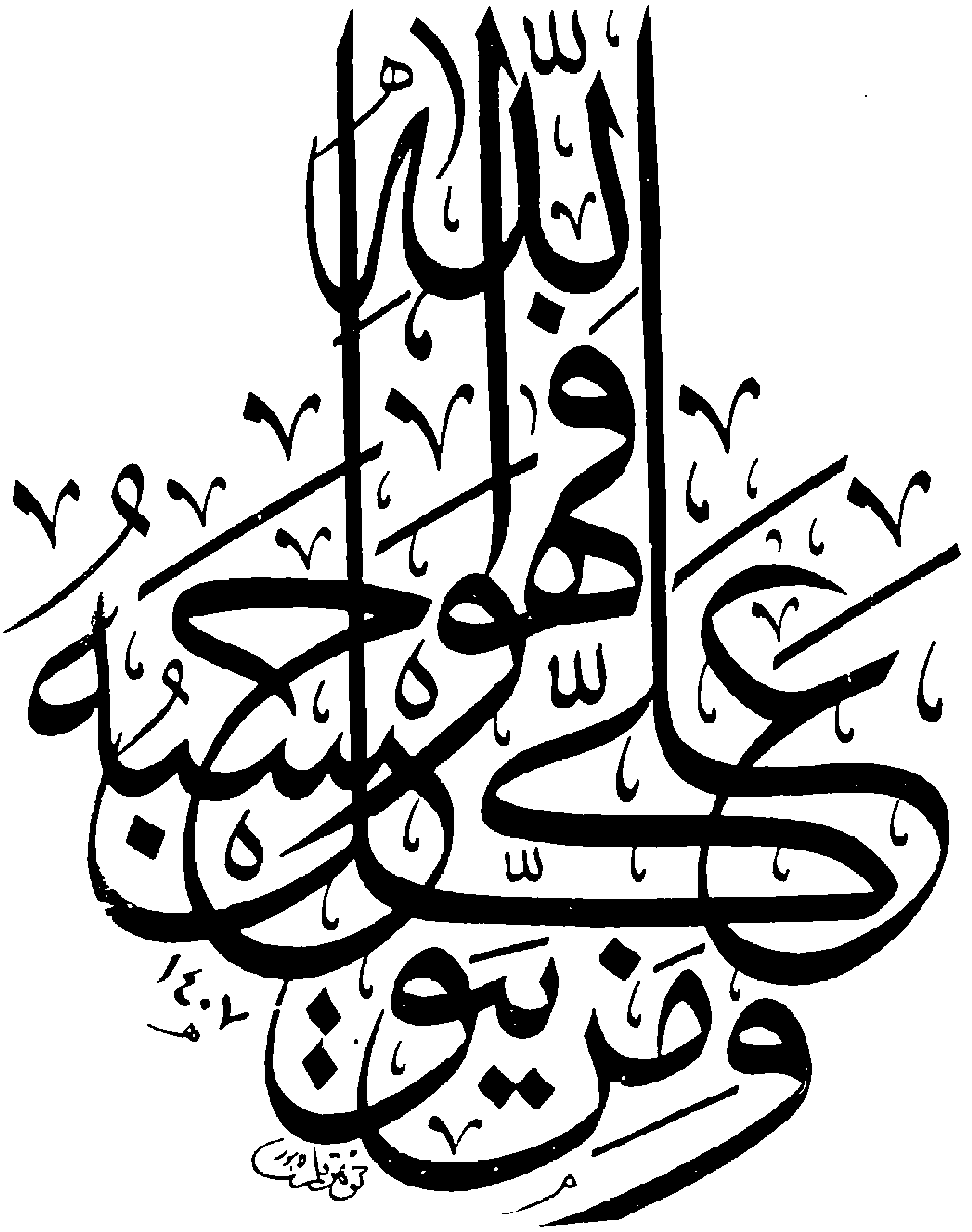
ومن يتوكل على الله فهو حسبه
١٤٠٧ هـ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تفسیر مظہری میں
معارف واذکار امام ربانی مجدد الف ثانی

مفتی محمد جان نعیمی نقشبندی
(مہتمم دار العلوم مجددیہ نعیمیہ ملیر، کراچی)

☆☆

قرآن شریف میں حروف مقطعات، اور آیات متشابہات کے معانی، مفاہیم و اسرار کا علم، آیا صرف اللہ ربّ العالمین جلّ جلالہ کے ساتھ مخصوص ہے؟ یا اللہ ربّ العالمین جلّ جلالہ اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اپنی امت میں سے آپ کے اتباعِ کاملین میں سے جسے چاہتا ہے مطلع فرماتا ہے۔

اس بارے میں حضرت قاضی ثناء اللہ مجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (صاحب تفسیر مظہری) نے الٓمٓ کی تفسیر میں بعض مفسرین کے وہ اقوال نقل فرمائے جن میں یہ نظریہ پیش کیا گیا ہے کہ مقطعات اور متشابہات کی معانی ومفہوم ومراد کا صرف اللہ ربّ العالمین جلّ جلالہ کے ساتھ مخصوص ہے۔

اور اپنا نظریہ اس طرح بیان کرتے ہیں:

> والحق عندی أنها من المتشابهات، وهی أسرار بین اللّٰه تعالیٰ و بین رسولهٖ صلی اللّٰه علیه وسلم لم یقصد بها إفهام العامة، بل إفهام الرسول صلی اللّٰه علیه وسلم ومن شاء إفهامه من كل إتباعه الخ.

(تفسیر مظہری، جلد اول، صفحہ ۲۰، مطبوعہ دار احیاء التراث بیروت طبع اولیٰ ۲۰۰۴ء)

یعنی میرے نزدیک حروف مقطعات کے بارے میں قطعی اور حق بات یہ ہے کہ وہ متشابہات میں سے ہیں، اور یہ مخفی رموز و اسرار میں سے ہیں جو اللہ رب العالمین جل جلالہ اور اس کے پیارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان واقع ہیں، جس سے عام لوگوں کو سمجھانا مقصود نہیں، بلکہ ان سے مقصودِ خدا تعالیٰ یہ ہے کہ اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے کامل متبعین میں سے جسے چاہے اس کو سمجھا دے۔

صاحب تفسیر مظہری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس مؤقف کی تائید میں جو دلائل و براہین پیش کیے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے:

وأدعى المجدد للألف الثاني رضي الله عنه أن الله تعالىٰ اظهر عليه تأويل المقطعات، وأسرارها، لكنها ممالا يمكن بيانها للعامة الخ (تفسیر مظہری، جلد اول، صفحہ ۲۱ مطبوعہ بیروت)

یعنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے بھی اس بات کا دعویٰ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر حروف مقطعات، اور اس کے اسرار کی تأویل ظاہر کی ہے، لیکن ان کی تفسیر و بیان عام لوگوں کے لیے ممکن نہیں۔

صاحب تفسیر مظہری رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فرمانِ حقیقت سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فإنه ينافي كونها سرًّا من أسرار الله تعالىٰ

(تفسیر مظہری، جلد اول صفحہ ۲۱، مطبوعہ بیروت)

یعنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان اس نظریہ کی نفی کرتا ہے کہ حروف مقطعات اسرار الٰہی میں سے ایک سر ہے، اور ان کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ مختص ہے (کوئی اور اس پر مطلع نہیں)

واللہ تعالیٰ اعلم و رسولہ باالصواب

حضرت مجدد الف ثانی کے نزدیک تمام اذکار میں تلاوت قرآن اور نفل نماز افضل ترین ذکر ہیں:

قولہ تعالیٰ (فَاذْكُرُوْنِيْ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْالِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ)

(سورۃ البقرۃ، پارہ۲، آیت۱۰۲)

ترجمہ: تو میرا ذکر کرو میں تمہارا چرچا کرونگا اور میرے شکر گزار رہو اور کفران نعمت نہ کرو۔

حضرت صاحب تفسیر مظہری رحمہ اللہ تعالیٰ اس آیت مبارکہ کی تفسیر وتشریح میں اللہ جل جلالہ کے ذکر کی فضیلت اور ذکر کی کیفیت وشرائط بیان کرنے کے بعد صوفیاء کاملین کا مؤقف بیان کرتے ہیں:

قال: ومن أجل ذلك الأخبار أختار الصوفية العليّة، التهليل بالقلب، أوباللسان جهراً، أو إخفاتاً الخ

(تفسیر مظہری جلد اول صفحہ ۱۶۸ مطبوعہ بیروت)

یعنی مذکورہ احادیث مبارکہ کی وجہ سے صوفیاء کاملین نے ذکر (لا الہ الا اللہ) کو پسند فرمایا خواہ وہ دل سے ہو یا زبان سے بلند آواز سے ہو یا آہستہ۔

آگے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مؤقف بیان کرتے ہیں کہ آپ کے ہاں تمام اذکار میں تلاوت قرآن اور کثرت نوافل پسندیدہ عمل ہے، ایک تو اس لیے کہ قرآن شریف کی فضیلت خود زیادہ ہے، اور دوسرا اس لیے بھی کہ قرآن شریف اللہ تعالیٰ کی بلاواسطہ صفت حقیقیہ ہے، اور علیٰ وجہ القیاس یہ ایک رسی کی مثل ہے کہ ایک کنارہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور ایک ہماری طرف ہے۔

قال: وأما المجدّد رضي الله عنه فالمختار عنده تلاوة القرآن لأن القرآن صفة حقيقة قايمة بالله تعالىٰ بلاواسطة طرفه بيدالله، وطرفه بأيدينا فمن استهلك فيه فلامزيد عليه الخ (تفسیر مظہری، جلد اول، صفحہ ۱۶۸، ۱۶۹ مطبوعہ بیروت)

یعنی حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک قرآن شریف کی تلاوت مختار ہے کیونکہ قرآن اللہ تعالیٰ کی بلاواسطہ صفت حقیقیہ ہے،

اس کا ایک کنارہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور ایک ہماری طرف جو اس میں فناء ہو گیا تو اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں

اور کثرت نوافل کے بارے میں فرماتے ہیں:

قال: فأما الصلاة فإنها معراج المؤمن، وغاية مقامات العابدين حقيقة الصلاة، والترقي هناک بكثرة الصلاة

(تفسیر مظہری جلد اول، صفحہ ۱۶۹، مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: کثرت نوافل اس لیے پسندیدہ عمل ہے کہ نماز مؤمن کی معراج ہے، اور نماز کی کثرت سے درجات میں ترقی ہوتی ہے اور عابدوں کے مقامات کی انتہاء نماز کی حقیقت ہے

حضرت صاحب تفسیر مظہری رحمہ اللہ امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے اس فرمان کی تشریح یوں فرماتے ہیں:

لكن هذا بعد فناء النفس، وأما قبل الفناء فالمختار عنده الاقتصار على النفي، والاثبات لقوله تعالى: لَايَمَسُّه، يعني القرآن اِلَّا الْمُطَهَّرُون يعني من رذائل النفس والله اعلم

(تفسیر مظہری، جلد اول صفحہ ۱۶۹' مطبوعہ بیروت)

یعنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا اذکار میں تلاوت قرآن اور کثرت نوافل کو اختیار کرنا بعد فناء نفس ہے، باقی قبل از فناء نفس تو آپ بھی ذکر نفی و اثبات کو پسند فرماتے ہیں، کیونکہ تلاوت قرآن شریف میں مشغول ہونا قبل از نفس مناسب نہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے لَایَمَسُّهٗ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ یعنی جو لوگ رذائل نفس سے صاف نہیں ہوئے ان کو تلاوت قرآن شریف سے زیادہ مناسب ذکر اللہ ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم و رسولہ بالصواب

حضرت مجدد الف ثانی اور عقیدہ برزخی حیات:

قولہ تعالیٰ: (وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ) الآية. (سورۃ البقرۃ پارہ نمبر۲، آیت نمبر۱۵۴)

ترجمہ: اور مت کہو اس کو جو قتل کیا جائے اللہ کی راہ میں مردہ، بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں شعور نہیں۔

اس آیت کریمہ کے شان نزول کے بارے میں صاحب تفسیر مظہری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ آیت مبارک شہداء بدر کے بارے میں نازل ہوئی تھی جن میں چھے شہید مہاجرین میں سے تھے اور آٹھ، انصار میں سے ان کے بارے میں کچھ لوگ کہتے تھے کہ فلاں شخص فوت ہو گیا اور وہ دنیوی نعمت سے محروم ہو گیا، تو اللہ رب العالمین جل جلالہ نے ان کے اس وہم و گمان کے ازالہ اور ان کی حیات طیبہ اور بلندی درجات پر باخبر کرنے کے لیے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔ (تفسیر مظہری، جلد اول، صفحہ ۱۶۹، مطبوعہ بیروت)

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں صاحب تفسیر مظہری رحمہ اللہ تعالیٰ حیات شہداء کے بارے میں فرماتے ہیں۔

يعنى إن الله تعالىٰ يعطى لأرواحهم قوة الأ جساد فيذهبون من الأرض، والسماء، والجنة، حيث يشاؤن، وينصرون أوليائهم ويدمّرون أعدائهم إن شاء الله تعالىٰ، ومن أجل ذلك الحياة لاتأكل الأرض أجسادهم ولاأكفانهم الخ

(تفسیر مظہری جلد اول، صفحہ ۱۶۹، ۱۷۰، مطبوعہ بیروت)

یعنی اللہ تعالیٰ جلّ جلالہ (شہداء) کی ارواح کو جسم جیسی طاقت عطا فرماتے ہیں، جس کے ذریعہ وہ زمین، آسمان، جنت اور جہاں بھی چاہیں سیر کرتے ہیں، اپنے دوستوں کی مدد کرتے ہیں اور اپنے دشمنوں کو ہلاک و برباد کرتے ہیں اور اسی حیات کی وجہ سے زمین ان کے جسم اور کفن کو نہیں کھاتی۔

مذکورہ بالا آیت مبارکہ کے ظاہری الفاظ سے بعض حضرات نے استدلال کیا کہ یہ حیات صرف شہداء کے ساتھ مخصوص ہے (تفسیر مظہری جلد اول، صفحہ ۱۷۰، مطبوعہ بیروت) لیکن صاحب تفسیر مظہری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس استدلال اور نظریہ کی سختی سے تردید فرمائی اور اپنا نظریہ واضح الفاظ میں اس طرح بیان فرمایا:

> **قال: والحق عندى عدم اختصاصها بهم، بل حيات الانبياء أقوى منهم، وأشد ظهورهم، آثارها في الخارج حتى لا يجوز النكاح بأزواج النبى صلى الله عليه وسلم بعد وفاته، بخلاف الشهيد، والصديقون أيضاً أعلى درجة من الشهداء، والصالحون يعنى الأولياء ملحقون بهم، كمايدل عليه الترتيب فى قوله تعالىٰ (مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ) ولذلك قالت الصوفية العلية، أورواحنا أجسادنا، وأجسادنا أروحنا الخ**

(تفسیر مظہری جلد اول، صفحہ ۱۷۰)

یعنی میرے نزدیک حق اور سچ بات یہ ہے کہ (برزخی) حیات صرف شہداء کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، بلکہ حیات انبیاء ان سے زیادہ قوی اور مضبوط تر ہے، اس کا خارجی اثر یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات سے نکاح، آپ کی وفات کے بعد بھی جائز نہیں، جبکہ شہید کی زوجہ سے نکاح جائز ہے۔ اور صدیقین بھی برزخی حیات میں شہداء سے اعلیٰ درجہ میں ہیں، اور صالحین (یعنی اولیاء اللہ) یہ شہداء کے ساتھ ملحق ہیں۔ جیسا کہ قرآن شریف نے فرمان باری تعالیٰ کو بالترتیب (ان کے مقامات) کو ذکر کیا یعنی جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا وہ انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین ہیں، اسی وجہ سے صوفیاء کاملین نے فرمایا: ہماری ارواح، ہمارے جسم ہیں، اور ہمارے جسم ہماری ارواح ہے۔

صاحب تفسیر مظہری آگے لکھتے ہیں:

وقد تواتر عن کثیر من الأولیاء أنهم ینصرون أولیائهم ویدمّرون أعدائهم ویهدون إلی الله تعالیٰ من یشاء الله تعالیٰ الخ (تفسیر مظہری جلد اول، صفحہ ۱۷۰، مطبوعہ بیروت)

یعنی کثیر اولیاء کرام سے (بعد از وفات) یہ ثابت ہے کہ وہ اپنے دوستوں کی مدد کرتے ہیں، اور اپنے دشمنوں کو ہلاک و تباہ کرتے ہیں، اور جس کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوتا ہے اسے راہ خدا دکھاتے ہیں۔

آگے صاحب تفسیر مظہری رحمہ اللہ اپنے اس موقف اور نظریہ کی تائید میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے فرمان عالی سے استدلال کرتے ہیں:

قال و قد ذکر المجدّد رضی الله عنه أن أرباب کمالات النبوة بالوراثة، (قلت وهم الصدیقون و المقربون فی لسان الشرع) یعطی لهم من الله تعالی وجوداً موهوبا
(تفسیر مظہری جلد اول، صفحہ ۱۷۰، مطبوعہ بیروت)

یعنی حضرت مجدد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ارباب کمالات نبوت (اصطلاح شریعت میں انہیں صدیقین اور مقربین کہتے ہیں) کو وراثتاً اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک وجود وھبی عطا ہوتا ہے۔

حاصل کلام:

مذکورہ بالا تحقیق سے صاحب تفسیر مظہری حضرت قاضی ثناء اللہ مجددی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ کو واضح کیا کہ برزخی زندگی صرف شہداء سے مخصوص نہیں بلکہ انبیاء کرام، صدیقین اور اولیاء کرام کے لیے بھی ثابت ہے اور یہی نظریہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی (قدسنا اللہ بسرہ السامی) کا ہے۔

والله تعالیٰ اعلم ورسولہ بالصواب

اہل بیت کے وسیلہ کے بغیر کوئی بھی درجہ ولایت حاصل نہیں کر سکتا:

قولہ تعالیٰ: (وَ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَ اَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَ فِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ؕ وَ مَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ) الآية

(سورۃ آل عمران پارہ ۴، آیت ۱۰۱)

ترجمہ: اور تم کیسے کفر کرو گے حالانکہ تم ہو کہ تلاوت کی جاتی ہے تم پر اللہ کی آیتیں، اور تم میں اللہ کا رسول ہے، اور جو مضبوط پکڑے اللہ کو تو بے شک اس کو سیدھی راہ کی ہدایت دی گئی۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر و تشریح میں صاحب تفسیر مظہری رحمہ اللہ تعالیٰ نے وہ احادیث مبارکہ بھی نقل فرمائیں جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گمراہیت سے بچنے کے لیے دو چیزوں سے وابستگی کو لازم فرمایا:

ایک: کتاب اللہ (قرآن) یعنی جو اس کے حکم پر چلے گا ہدایت پر ہوگا جو اس کو چھوڑے گا گمراہ ہوگا۔

دوسرا: عترت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی اہل بیت) آگے لکھتے ہیں......

کہ راہ ہدیٰ کے لیے کتاب اللہ کے علاوہ اہل بیت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وابستگی کا مشورہ کیوں دیا۔

(تفسیر مظہری، جلد دوم صفحہ ۱۰۵، مطبوعہ بیروت)

اس کے جواب میں صاحب تفسیر مظہری رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا نظریہ بیان کرتے ہیں:

قلت: أشار النبی صلی اللہ علیہ وسلم إلی أھل البیت لأنھم أقطاب الإرشاد في الولایات، أولھم علی علیہ السلام ثم أبناء الی الحسن العسکری، وآخرھم غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنھم أجمعین، لایصل أحدمن الأولین، والآخرین إلی درجة الولایة إلا بتوسطھم، کذاقال المجدد رضی اللہ عنہ

(تفسیر مظہری جلد سوم، صفحہ ۱۰۶)

یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بیت کے ساتھ وابستگی کا مشورہ اس لیے دیا کہ اہل بیت ہی ولایت کے سلسلے میں راہنمائی کے قطب ہیں ان کے وسیلہ جلیلہ کے بغیر کوئی بھی درجہ ولایت تک نہیں پہنچ سکتا، اس میں اوّل حضرت علی علیہ السلام ہیں، پھر آپ کے بیٹے ہیں، حسن عسکری تک یہ سلسلہ آتا ہے اور آخرت غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر جیلانی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، یہی فرمان ہے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔

اس کے بعد صاحب تفسیر مظہری رحمہ اللہ تعالیٰ اولیاء کرام اور علماء حقہ سے وابستگی اور ان کی اتباع کے بارے میں فرماتے ہیں:

ثم اولياء أمة النبى صلى الله عليه وسلم وعلماؤها كلهم أتباع لأهل البيت داخلون فيهم بحكم الوراثة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم العلماء ورثة الانبياء

(تفسیر مظہری، جلد دوم، صفحہ ۱۰۶ مطبوعہ بیروت)

یعنی اہل بیت کے بعد اولیاء اور علماء امت کا درجہ ہے جو وراثتاً اہل بیت کے حکم میں داخل ہیں کیونکہ یہ سب اہل بیت کے تابع ہیں۔ (جیسا کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ بالصواب

حضرت مجدد الف ثانی مقام خلّت پر فائز ہیں:

قولہ تعالیٰ: (وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا)

(سورۃ النساء پارہ ۵، الآیۃ ۱۲۵)

ترجمہ: اور بنالیا اللہ نے ابراہیم (علیہ السلام) کو خاص دوست۔

صاحب تفسیر مظہری رحمہ اللہ تعالیٰ، لفظ خلیل کی معنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے قول سے کرتے ہیں۔

قال المجدد رضی اللہ عنہ: الخلیل ھو الندیم الذی یعرض المرء علیہ أسرار محبّہ ومحبوبہ الخ

(تفسیر مظہری جلد دوم، صفحہ ۴۶۲، مطبوعہ بیروت)

یعنی خلیل وہ ہم نشین ہے جن کے سامنے آدمی اپنے محبّ ومحبوب کے راز ظاہر کرے۔

مذکورہ بالا آیت کریمہ کی تشریح میں حضرت صاحب تفسیر مظہری رحمہ اللہ تعالیٰ مقام خلّت اور مقام محبوبیت (یعنی مقام خلیل اللہ اور مقام حبیب اللہ) کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

ہمارے پیارے نبی کریم سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ خلّت کے مقام سے ارفع واعلیٰ تھا۔ آپ کا درجہ خالص محبوبیت کا درجہ ہے، مقام خلّت سے آپ کا گذر ہوا آپ نے اسے عبور کیا، اسی گذر اور عبور کی وجہ سے آپ نے اپنے کو خلیل اللہ فرمایا کہ: **لو کنت متخذًا خلیلاً لإتخذت أبابکر ولکنہ أخی و صاحبی وقد اتخذ اللہ صاحبکم خلیلاً** (رواہ مسلم)

یعنی اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو بناتا لیکن ابوبکر میرے بھائی اور ساتھی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے صاحب کو اپنا خلیل بنایا

اور ترمذی شریف کی روایت میں ہے:

ألا وصاحبکم خلیل اللہ (الحدیث)

سن لو تمہارا صاحب خلیل اللہ ہے۔

(تفسیر مظہری جلد دوم، صفحہ ۴۶۳، مطبوعہ بیروت)

آگے مزید وضاحت فرماتے ہیں:

لکن لأجل عدم إستقرارہ فی ھذا المقام لعلو شأنہ وعدم إقتضاء المحبوبیۃ بعدما إرتفع عن ھذا المقام غیر أنہ کان

طالباً لحصول ذلک المقام بالتفصیل لبعض أتباعه حتی یکون ذلک التفصیل معدوداً فی کماله بناءً علی أن کمالات الإتباع نبذمن کمال المتبوع قال العلماء من اهل سنة بالإجماع فی کتب اصول الدین کرامات الأولیاء معجزات لنبیه الخ

(تفسیر مظہری جلد دوم، صفحہ ۴٦۳ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: لیکن بسبب بلندی مقام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام خلّت میں استقرار نہ تھا، اور مقام محبوبیت اپنی بلندی کی وجہ سے مقام خلّت کا اقتضاء نہیں کرتا لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعض متبعین کے لیے تفصیلی مقام خلّت کے طلب گار اور دعا گو تھے، تاکہ ان متبعین کے تفصیلی کمالات کا شمار آپ کے کمال میں ہو جائے کیونکہ متبعین کے کمالات رہبر و راہنما کے کمال کا کچھ حصہ ہوتے ہیں، جیسا کہ علماء اہل سنت کا (کتب اصول دین میں) اجماعی فیصلہ ہے کہ اولیاء کرام کی کرامتیں نبی کے معجزات ہوتی ہیں۔

آگے لکھتے ہیں قال علیہ السلام:

من سنّ سنة جسنة فله أجرها وأجرمن عمل بها من غیر آن ینقص من أجورهم شئ (رواہ الترمذی)

یعنی جس نے کوئی اچھا طریقہ ایجاد کیا اس کو بھی اس طریقہ پر چلنے کا ثواب ملے گا اور جو لوگ اس طریقہ پر عمل کریں گے ان کا بھی ثواب ملے گا مگر ان لوگوں کے ثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی

وقال علیه الصلاة والسلام الدال علی الخیر کفاعل (رواہ البخاری) آن

یعنی نیکی کا راستہ بتانے والا بھی نیکی کرنے والے کی طرح ہے۔

ان روایات سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ویرشدک مارویناأن أعمال الأمة و کمالاتهم داخلة فی أعمال النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم و کماله الخ

(تفسیر مظہری جلد اول، صفحہ ٢٦٤، مطبوعہ، بیروت)

یعنی مذکورہ روایات سے ثابت ہوا کہ امت کے اعمال (حسنہ) اور کمالات، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال وکمالات میں داخل ہیں۔

آگے لکھتے ہیں:

ولطلب ذلک التفصیل له ولأتباعه قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فی الصلاة والماثورة: اللّٰهم صلّ علٰی محمّد وّ اٰل محمّد کما صلّیت علٰی اٰل ابراهیم و علٰی اٰل ابراهیم الخ

(تفسیر مظہری جلد اول، صفحہ ٢٦٤، مطبوعہ بیروت)

یعنی ان تفصیلی کمالات کو طلب کرنے کے لیے اپنے لیے اور اپنے متبعین کے لیے اس طرح دعا فرمائی: اے اللہ درود بھیج (حضرت) محمد پر اور آل محمد پر جس طرح درود بھیجا (حضرت) ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر

آگے فرماتے ہیں:

فاستحاب اللّٰه تعالٰی هذا الدعاء وأعطی بعد ألف سنة ذلک للمجدّد رضی اللّٰه عنه فاستقر فی مقام الخلة واتصف بتفصیله الخ (تفسیر مظہری جلد اول، صفحہ ٢٦٤)

یعنی اللہ تعالیٰ نے (اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی) اس دعاء کو قبول فرمایا اور ہزار برس کے بعد یہ مقام (خلت) حضرت مجدد رضی اللہ عنہ کو عطاء فرمایا۔ اور آپ مقام خلت میں مستقر ہوئے اور تفصیلی خلت سے موصوف ہوئے۔

آگے فرماتے ہیں۔

هذا أمر ثبت بالكشف الصحيح ولا علينا لو أنكره أحد وإنما كلامنا مع من (يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ، اُولٰئک الَّذِیْنَ هَدٰاهُمُ اللّٰهُ وَ اُولٰئِکَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ)

(تفسیر مظہری جلد اول، صفحہ ۲۶۴ مطبوعہ بیروت)

یعنی یہ مقام خلّت (حضرت مجدد رضی اللہ عنہ کے لیے) صحیح کشف سے ثابت ہے اگر کوئی اس کا انکار کرتا ہے کرے ہماری گفتگو ان لوگوں سے ہے (جن کے بارے میں فرمان الٰہی ہے) جو بات سنتے ہیں اور اچھی بات پر چلتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی اور یہی لوگ عقلمند ہیں۔

آگے لکھتے ہیں۔

إنما ذكرت هذا الكلام لأن بعض قاصري الأفهام كانوا يعترضون على كلام المجدد رضي الله عنه في هذا المقال ويزعمه مستحيلاً، وكفراً، والإنسان عدو لما جهل وبما ذكرنا لك اتّضح أن هذا القول دعوى أمر ممكن يقتضي الحسن الظن بالأكابر قبوله أو السكوت عنه الخ

(تفسیر مظہری جلد اول، صفحہ ۲۶۴، مطبوعہ بیروت)

یعنی میں نے (مذکورہ بالا) بات اس لیے ذکر کی کہ بعض کم فہم لوگ حضرت مجدد رضی اللہ عنہ کے کلام پر اعتراض کرتے ہیں اس مقام پر آپ نے جو کچھ فرمایا اسے محال اور کفر قرار دیتے ہیں (معاذ اللہ) اور ہم نے جو ذکر کیا ہے اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ حضرت مجدد رضی اللہ عنہ نے جو کچھ اس مقام پر ذکر فرمایا وہ ناممکن اُمر کا دعویٰ نہیں ہے، اکابرین سے حسن ظن کا تقاضا یہی ہے کہ اس کو تسلیم کیا جائے یا سکوت اختیار کیا جائے (نہ کہ اس پر طعن، اعتراض کیا جائے)

آ گے لکھتے ہیں:

وما ذكرنامن استقرار المجدد رضى اللّٰه عنه فى مقام الخلة لاينافى ترقياته من ذلك المقام و سيره و عبوره بالتبعية والوراثة الى مقام المحبوبية الصرّفة فإن السير والعبور غيرالاستقرار والمقام، واللّٰه و اعلم

(تفسیر مظہری جلد دوم صفحہ ۴٦۵)

یعنی ہم نے جو اوپر ذکر کیا کہ حضرت مجدد رضی اللہ عنہ مقام خلّت پر مستقر تھے اس سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ آپ اس مقام سے آگے ترقی نہیں کر سکتے کیونکہ آپ کی سیر وگزر بالتبع اور بالواسطہ مقام محبوبیت کی طرف تھی۔

آخر میں صاحب تفسیر مظہری رحمہ اللہ علیہ اس بات کی بھی وضاحت فرمارہے ہیں:

قال: ولايلزم من رسوخ بعض أكابر الصحابه، وائمة أهل البيت فى مقام المحبوبية الصرّفة فضلهم علىٰ ابراهيم عليه السلام لأن وصول الصحابة والأئمة إلى مقام المحبوبية كان بالتبعية والوراثة، وما كان لابراهيم عليه السلام كان بالأصالة، وشتان لما بينهما

یعنی بعض جلیل القدر صحابہ کرام اور ائمہ اہل بیت مقام محبوبیت پر فائز تھے اس سے یہ بات ہرگز ثابت نہیں ہوتی کہ ان کا مقام حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اونچا ہے کیونکہ ان حضرات کو جو مقام ملا وہ بالتبع اور بالواسطہ ملا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جو مقام ملا وہ بالذات اور بلا واسطہ تھا ان دونوں میں بڑا فرق ہے

(تفسیر مظہری جلد دوم، صفحہ ۴٦۵، مطبوعہ بیروت)

واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ بالصواب

تمام اولیاء کرام اور صحابہ کرام مقام ولایت میں حضرت علی کے تابع ہیں:

قوله تعالٰی: (أَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْه،)

الآیة (۱۷، سورۃ ھود پارہ ۱۲)

ترجمہ: کیا تو جو ہوا پنے پروردگار کی طرف سے روشن دلیل پر اور بیان کرتا ہو اس کو اللہ کی طرف سے آیا ہوا گواہ۔

صاحب تفسیر مظہری رحمہ اللہ تعالٰی نے مذکورہ آیت مبارکہ میں لفظ شاہد کے تشریحی مراد میں چند اقوال نقل فرمائے ہیں۔

(۱)..... ابن جریر، ابن المنذر، ابوالشیخ، اور ابن مردویہ، نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ شاہد سے مراد حضرت جبریل امین علیہ السلام ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کردہ کتاب تلاوت کرتے تھے۔

(۲)..... حضرت حسن بصری، اور حضرت قتادہ، کے قول کے مطابق شاہد سے مراد خود ذات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

(۳)..... بعض مفسرین ومحدثین کا یہ بھی قول ہے کہ شاہد سے مراد سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہیں، جیسا کہ امام بغوی رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل فرمایا۔

قال علی رضی اللہ عنہ مامن رجل من قریش إلا وقد نزلت فیه آیة من القرآن، فقال: له رجل و أنت أ شئ نزل فیک قال: (وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ)

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہر قریشی کے متعلق کوئی نہ کوئی آیت ضرور نازل ہوئی ہے، کسی نے پوچھا حضرت آپ کے متعلق کون سی آیت نازل ہوئی ہے فرمایا (یہ آیت) وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ

(تفسیر مظہری، جلد چہارم، صفحہ ۳۸۳، مطبوعہ بیروت)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاہد ہونے کی وجہ سے صاحب تفسیر مظہری رحمہ اللہ تعالٰی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات سے اخذ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فإن قيل فما وجه تسمية علي بالشاهد. قلت: لعل وجه ذلک أنه أول من أسلم من الناس فهو أول من شهد بصدق النبي صلى الله عليه وسلم الأوجه عندي أن يقال: أن علياً رضي الله عنه كان قطب كمالات الولاية، وسائر الاولياء حتى الصحابة رضوان الله علبهم اتباع له في مقام الولاية وافضلية الخلفاء الثلاثلة بوجه آحر، كذا حقق المحدد رضي الله عنه في مكتوب من أواحر مكتوباته الح

(تفسیر مظہری، جلد چہارم، صفحہ ۳۸۳، مطبوعہ بیروت)

یعنی اگر کوئی پوچھے کہ حضرت علی کو شاہد کہنے کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟ تو میں نے کہا کہ اس کی توجیہ شاہد یہ ہے کہ لوگوں میں سب سے پہلے آپ ایمان لائے تو اس اعتبار سے آپ نے سب سے پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر شہادت دی، میرے نزدیک اور اس سے زیادہ مضبوط وجہ آپ کو شاہد کہنے کی یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تمام کمالات ولایت کے مرکز تھے، تمام اولیاء کرام حتیٰ کہ تمام صحابہ کرام مقام ولایت میں آپ کے تابع ہیں، خلفاء ثلاثہ کی افضلیت آپ پر کسی اور وجہ سے ہے۔

والله تعالیٰ اعلم ورسولہ بالصواب

اہل جنت کو اپنے مراتب کے مطابق دیدار اللہ رب العالمین ہوگا:

قولہ تعالیٰ، (وَأَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ، خَالِدِيْنَ فِيْهَا)

(الآیۃ ۱۰۸، سورۃ ھود، پارہ ۱۲)

ترجمہ: اور جو نیک بخت کیے گئے وہ جنت میں ہیں اور اس میں ہمیشہ رہنے والے۔

حضرت صاحب تفسیر مظہری رحمہ اللہ تعالیٰ مذکورہ آیت مبارکہ کی تشریحی مراد میں امکان رویت باری تعالیٰ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

> میرے نزدیک مختار قول یہ ہے کہ اہل جنت کو بعض اوقات میں وہ بلند مقام عطا کیا جائے گا جو جنت سے بھی اعلیٰ ہوگا۔
>
> **وذلک هو الاستغراق فی رؤیة اللّٰه تعالیٰ و کمال لاتصال بجنابه بلاکیف الخ**
>
> (تفسیر مظہری جلد چہارم، صفحہ ۴۲۷، مطبوعہ بیروت)
>
> یعنی وہ مقام اللہ رب العالمین کے دیدار میں استغراق اور ذات اقدس سے کامل اتصال ہے۔ الخ

اس بارے میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے قول سے اکتساب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

> **وقال المجدد للالف ثانی رضی اللّٰه عنه فی تحقیق سرّ إشتغال قلب یعقوب بمحبة یوسف علیهما السلام أن جنة کل رجل عبارة عن ظهور اسم من أسماء اللّٰه تعالیٰ الذی هو مبداء التعین ذلک الرجل، وأن ذلک الاسم یتجلی بصورة الأشجار، والأنهار، والقصور، والحور، والغلمان، ویستحکم هذا المکشوف بقوله صلی اللّٰه علیه وسلم ان الجنة طیّبة التربة، عذبة الماء، وأنها قیعان وأن غراسها هذه یعنی: سبحان اللّٰه، والحمدللّٰه، ولااله الا اللّٰه واللّٰه اکبر،**
>
> (تفسیر مظہر جلد چہارم، صفحہ ۴۲۷، مطبوعہ بیروت)
>
> یعنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے یعقوب علیہ السلام کے دل یوسف علیہ السلام کی محبت میں مشغول ہونے کے اسرار کی حقیقت کی تشریح کے ذیل میں لکھا ہے کہ اسماء باری تعالیٰ میں سے جو اسم مبارکہ

جس آدمی کا مبدء تعین ہوتا ہے اس اسم کا ظہور اس آدمی کی جنت ہے، اور اس اسم کی تجلی درختوں، نہروں، محلات اور حور و غلماں کی شکل میں ہوگا، اس بات کی تائید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول مبارک سے ہوتی ہے کہ جنت کی مٹی پاکیزہ ہے اور پانی میٹھا ہے، وہاں (کھلا میدان ہے) اور اس کے پودے سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ہیں۔

آگے لکھتے ہیں:

ثم قال المجدد رضی اللہ عنه ان تلک الأشجار، والأنهار، قدتصیر فی حین من الأحیان علی هیئة الإجرام الزجاجیة، فتصیر وسیلة الی رؤیة اللہ سبحانه غیر متکیفة ثم تعود الی حالها الذی کانت علیه فیشغل المؤمن بنفسها ر وهکذا إلی أبدا الآبدین (تفسیر مظہری جلد چہارم، صفحہ ۴۲۷، مطبوعہ بیروت)

یعنی حضرت مجدد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کبھی یہ درخت اور نہریں زجاجی (شیشہ) اجسام کی شکل اختیار کریں گے اور اللہ رب العالمین کے بے کیف دیدار کے حصول کا ذریعہ ہو جائیں گی پھر اپنی اصلی شکل کی طرف لوٹ آئیں گی اور مؤمن انہیں میں مشغول ہوگا اور ہمیشہ اس طرح ہوتا رہے گا۔

واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ بالصواب

تحدیثِ نعمت کی خاطر اپنے لیے مراتب کا ذکر کرنا خودستائی نہیں:

قوله: (وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ)

(آیت ۳۸، سورہ یوسف، پارہ ۱۲)

اور میں نے باپ دادا ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کے دین کی اتباع کی ہے۔

حضرت صاحب تفسیر مظہری رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت مبارکہ میں اس وہم کا ازالہ کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام کی یہ بات خودستائی کے ذیل میں نہیں آتی کیونکہ اعمال کا دارومدار نیت پر موقوف ہے، ویسے بھی انبیاء کرام کو تحدیث نعمت کا حکم دیا گیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔

(وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ) (تفسیر مظہری، جلد پنجم، صفحہ ۳۵، مطبوعہ بیروت)

آگے فرماتے ہیں:

فویل للذین یطعنون علٰی أولیاء اللّٰہ تعالٰی مثل المجدد للالف الثانی رضی اللّٰہ عنہ حیث ذکر و اتراقیاتھم و مدارج قربھم من اللّٰہ تعالٰی و ماأفضل اللّٰہ تعالٰی علیھم حسداً و جھلاً (تفسیر مظہری جلد پنجم، صفحہ ۳۵، مطبوعہ بیروت)

یعنی افسوس ہے ان لوگوں پر جو بطور نادانی یا حسد کی وجہ سے اولیاء اللہ پر اس وقت طعن کرتے ہیں جب یہ اولیاء اللہ اپنے مراتب قرب، اور مدارج کا ذکر کیا کرتے ہیں (جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی پر طعن کرتے ہیں) کیونکہ حضرت مجدد رضی اللہ عنہ کا اپنے لیے مراتب قرب مدارج کا ذکر کرنا خودستائی کی وجہ سے نہیں بلکہ تحدیث نعمت کی وجہ سے ہے۔

واللہ تعالٰی اعلم ورسولہ بالصواب

نیک مومن مرد وعورت کو پاکیزہ زندگی اور نیک کاموں کا اجر وثواب ملتا ہے:

قولہ: (مَنْ عَمِلَ صَالِحاً مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَ ھُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً وَلَنَجْزِیَنَّھُمْ اَجْرَھُمْ بِاَحْسَنِ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ

(آیت ۹۷، پارہ ۱۴، سورۃ النحل)

ترجمہ: جس نے کام کیا لیاقت والے کا مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان والا ہے تو ضرور ہم اسے زندہ رکھیں گے پاکیزہ زندگی کے ساتھ اور ضرور ہم دیں گے انہیں ان کا ثواب ان کے سب سے اچھے کام کے لائق۔

حیات طیبہ کے بارے میں مختلف اقوال ذکر کرنے کے بعد صاحب تفسیر مظہری رحمہ اللہ تعالٰی اپنا

مؤقف اس طرح بیان کرتے ہیں:

قلت: والأولى ان يقال إن العبد إذا أحب الله تعالىٰ فكل ماوصل اليه من المحبوب من حلاوة، أو مرارة يلتذبه

(تفسیر مظہری جلد پنجم، صفحہ ۲۲۵، مطبوعہ بیروت)

یعنی میرے نزدیک حیات طیبہ کے بارے میں پسندیدہ قول یہ ہے جب بندہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے تو محبّ کو محبوب کی طرف سے جو کچھ پہنچتا ہے خواہ وہ تلخی ہو یا شیرینی وہ اس سے لذت اندوز ہوتا ہے۔

اس بارے میں حضرت امام ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

قال المجدد رضى الله تعالىٰ عنه إيلام المحبوب ألذللمحب من إنعامه فإن المراد فى الإنعام كان كائن على مراده، و فى الإيلام كائن على مراد المحبوب و مراد المحبوب أحب عنده من مراد نفسه (تفسیر مظہری، جلد پنجم، صفحہ ۲۲۵، مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: حضرت مجدد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ محبّ کو محبوب کی طرف سے جو تکلیف پہنچتی ہے وہ محبوب کی طرف سے آنے والی خوشی سے زیادہ لذیذ ہوتی ہے کیونکہ تکلیف تو صرف محبوب کی رضا ہوتی ہے اور خوشی میں ذاتی مقصد ہوتا ہے اور محبّ کو محبوب کی مرضی ہی سب سے پیاری ہوتی ہے۔

مولانا رومی قدس سرہ نے فرمایا:

عاشقم برلطف و بر قہرت بجد
اے عجب من عاشقم بر ہر دو ضد
ناخوش از وے خوش بود در جانِ من
جانفرائے یار جانِ رنجانِ من

واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ بالصواب

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلّت اور دوستی:

قولہ: (وَاٰتَیْنَاہُ فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً إِنّہ، فِی الْاٰخِرَۃِ لَمِنَ الصَّالِحَیْنِ) (آیت ۱۲۲، پارہ ۱۴، سورۃ النحل)

ترجمہ: اور ہم نے (ابراہیم علیہ السلام کو) دنیا میں بھلائی دی تھیں اور بے شک وہ آخرت میں ضرور لیاقت والوں میں سے ہیں۔

حسنۃ کی تفسیر میں حضرت صاحب تفسیر مظہری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

یعنی الرسالۃ و الخلۃ یعنی رسالت اور خالص دوستی۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حسنۃ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

قال المجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ المراد بھا الخلّۃ فإن کل أحد یظھر علی خلیلہ کل سرّلہ بمحبّہ أو محبوبہ، ولأجل ذلک طلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلاۃ مثل الصلاۃ علیہ فقال اللّٰھم صل علیٰ محمد و آل محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم و آل ابراھیم

(تفسیر مظہری جلد پنجم، صفحہ ۲۲۵، مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: حضرت مجدد رضی اللہ عنہ نے فرمایا حسنہ سے مراد خلّت (خالص دوستی) ہے کیونکہ ہر شخص اپنے خلیل پر ان اسرار کو ظاہر کرتا ہے جو محبّ یا محبوب سے تعلق رکھتے ہیں اس وجہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے اور اپنی آل کے لیے نزول رحمت کی دعا کی تھی جو حضرت ابراہیم اور ان کی آل پر نازل ہوئی آپ نے دعا فرمائی۔

اللّٰھم صلی علیٰ محمّد صلی اللہ علیہ وسلم اللّٰھم صل علیٰ محمد و آل محمد کماصلیت علیٰ ابراھیم و آل ابراھیم. الخ

واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ بالصواب

تہجد کی نماز مقامِ شفاعت حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ:

قولہ:(عَسٰی أَن یَّبعَثَکَ رَبُّکَ مَقاماً مَّحمُوداً)

(آیت ۷۹ سورہ بنی اسرائیل، پارہ ۱۵)

ترجمہ: عنقریب تمہاری جگہ بنائے گا تمہارا پروردگار مقام محمود کو۔

مذکورہ آیت کریمہ کی تفسیر وتشریح میں شفاعت انبیاء علیہم السلام کے بارے میں متعدد احادیث مبارکہ مفصل بیان کی گئی ہیں اس بحث میں صاحب تفسیر مظہری رحمہ اللہ تعالیٰ حصول مقام شفاعت کے لیے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے قول سے اکتساب کرتے ہیں:

قال المجدد للالف الثانی رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ تعقیب قولہ تعالٰی (عَسٰی أَن یَّبعَثَکَ رَبُّکَ مَقاماً مَّحمُوداً) بعد قولہ (ومن اللیل فتھجدبہ نافلۃ لک) یشعر بال لصلاۃ التھجد مدخلاتاما فی قیام الرجل مقام الشفاعۃ واللّٰہ اعلم

(تفسیر مظہری، جلد پنجم، صفحہ ۳۲۶، مطبوعہ بیروت)

یعنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ رب العالمین نے پہلے **ومن اللیل فتھجد** الخ فرمایا اس کے بعد **عسیٰ ان یبعثک** الخ فرمایا مذکورہ ترتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ تہجد کی نماز کو مقام شفاعت حاصل کرنے میں کامل دخل ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ بالصواب

حضرت موسیٰ علیہ السلام اہل محبت کے پیشوا اور ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام محبوبوں کے سردار:

قولہ:(وَأَلقَیتُ عَلَیکَ مَحَبَّۃً مِّنِی)

(سورۃ طٰہٰ، پارہ سولہ، آیت ۳۹)

ترجمہ: اور ڈال دی میں نے تم پر اپنی محبت. (یعنی میں نے تجھ پر اپنی محبت ڈال دی تجھ سے محبت کی اور ظاہر ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے محبت کی تو لوگوں کے دلوں میں بھی آپ کی محبت پیدا ہوگئی)

مذکورہ آیت مبارکہ کی تشریح میں حضرت مجدد رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں:

قال المجدد للالف الثانی رضی اللہ کان مبدا تعین الکلیم صلوات اللّٰہ علیہ المحبیة الصرفة ومبداء تعین الحبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم المحبوبیة الصرفة فلاجل ذلک کان الکلیم علیہ السلام رأس المحبیب والحبیب صلی اللہ علیہ وسلم رأس المحبوبین.

(تفسیر مظہری، جلد ششم، صفحہ ٦٧، مطبوعہ بیروت)

یعنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کلیم اللہ کا مبداء تعین خالص محبت ہے اس وجہ سے (حضرت موسیٰ علیہ السلام) اہل محبت کے پیشوا ہوگئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبدأ تعین خالص محبوبیت ہے اس وجہ سے آپ محبوبوں کے سردار قرار پائے۔

واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ بالصواب

حضرت مجدد الف ثانی کی تخلیق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خمیر سے ہوئی ہے:

قولہ تعالیٰ: مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ وَ فِيۡهَا نُعِيۡدُ وَمِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰی الآیۃ (سورۃ طٰہٰ، پارہ سولہ، آیت ۵۵)

ترجمہ: اسی زمین سے ہم نے تم کو پیدا فرمایا اور اسی میں دوبارہ کریں گے ہم تمہیں، اور اسی سے نکالیں گے ہم تمہیں دوبارہ۔

صاحب تفسیر مظہری مذکورہ آیت کریمہ کی تفسیر وتشریح میں وہ احادیث مبارکہ نقل کرتے ہیں جن سے یہ بات بخوبی واضح ہوتی ہے کہ بعض افراد کی تخلیق انبیاء کرام علیہم السلام کے خمیر سے ہوتی ہے، صوفیائے کرام کی اصطلاح میں اس کو اصالۃ الطینۃ کہا جاتا ہے بلکہ بعض کاملین کی تخلیق خصوصیت کے ساتھ رسول

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خمیر کے ساتھ ہوتی ہے، صوفیائے کرام کی اصطلاح میں اسے اصالة الکبریٰ کہا جاتا ہے، آگے فرماتے ہیں:

> **وقد ادعی الاصالة الکبریٰ الشیخ احمد مجدد للالف الثانی رضی اللّٰہ تعالغی عنه بمکشوفه و اعتراض بذلک الدعوٰی علیه رضی اللّٰہ عنه بعض الناس اما جهلاً او عناداً فویل لمن عاند اولیاء اللّٰہ ولم یذھب علیحسن الظن فی شانهم و اللّٰہ اعلم**
>
> (تفسیر مظہری، جلد ششم صفحہ ۷۴)
>
> یعنی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنی کشف کے ذریعہ اصلت کبریٰ کا دعوٰی کیا ہے اس پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا، یا جہالت (کم علمی) کی وجہ سے یا بطور عناد کی وجہ سے، افسوس ہے ان لوگوں پر جو اولیاء اللہ سے عناد کرتے ہیں اور ان کے بارے میں حسن ظن سے کام نہیں لیتے۔

واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ بالصواب

ولایت انبیاء نبوت سے افضل ہے:

> **قولہ تعالیٰ:** (قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَکَ مِنْۢ بَعْدِکَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِیُّ) (سورۃ طٰہٰ آیت ۸۵ پارہ سولہ)
>
> ترجمہ: ہم نے آزمایا تمہاری قوم کو تمہارے بعد اور انہیں سامری نے گمراہ کر دیا ہے۔

اس آیت مبارکہ کی تفصیل وتشریح میں صاحب تفسیر مظہری صوفیائے کرام کے اس قول کو نقل فرماتے ہیں جس میں کہا گیا ہے کہ ولایت انبیاء ان کی نبوت سے افضل ہے کیونکہ ولایت کا تقاضی استغراق فی اللہ اور توجہ الی اللہ ہے اور نبوت کا تقاضی دعوت الی اللہ ہے مخلوق کی طرف توجہ کرنا (اور ظاہر ہے مخلوق کی طرف توجہ کرنے سے خالق کی طرف توجہ کرنا افضل ہے) اس بارے میں حضرت مجدد رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں۔

والتحقیق ماحقق المجدد للالف الثانی رضی اللّٰہ عنہ، ان النبوۃ ھی الافضل من الولایۃ مطلقاً اذالولایۃ عبارۃ عن التجلیات الصفاتیۃ والنبوت عن التجلیات الذاتیۃ فاین لھذا من ذلک

(تفسیر مظہری، جلد ششم صفحہ ۸۵)

یعنی تحقیق وہ ہے جو حضرت مجدد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبوت ولایت سے مطلقاً افضل ہے کیونکہ ولایت تجلیات صفاتی سے تعبیر ہے اور نبوت تجلیات ذاتیہ سے لہٰذا ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔

مذکورہ بات کو مزید سہل کرتے ہوئے حضرت مجدد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبوت اور ولایت دونوں کے دورخ ہیں (۱) عروج (۲) نزول، مرتبہ عروج میں دونوں کی توجہ خالصۃً اللہ کی طرف ہوتی ہے تاکہ خود ان کو کمال ذاتی اور ترقی مرتبہ حاصل ہو، اور مرتبہ نزول میں دونوں کی توجہ مخلوق کی طرف ہوتی ہے تاکہ اوروں کو کامل بناسکیں اور ان کو اکتساب فیض کا موقع مل سکے۔

(تفسیر مظہری جلد ششم صفحہ ۸۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆……☆……☆

فتقبلها ربها بقبول حسن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

افکارِ حضرت مجدد الف ثانی اور تفسیر روح المعانی

پروفیسر حافظ قاری محمد رفیق مسعودی

☆☆

"تفسیر رُوح المعانی" کے مصنف کا نام علامہ ابوالفضل شہاب الدین السیّد محمود الآلوسی البغدادی ہے[1] آپ کے والد گرامی کا نام عبداللہ صلاح الدین ہے اور آلوسی اس خاندان کا نام ہے جس میں بہت متبحر علماء شامل تھے۔ اور یہ خاندان حسنی اور حسینی سید افراد پر مشتمل ہے۔ علامہ سید محمود آلوسی کی تاریخ پیدائش ۱۲۱۷ھ/۱۸۰۲ء اور تاریخ وصال ۱۲۷۰ھ/۱۸۵۴ء ہے۔ کئی سال تک بغداد کے مفتی رہے اور شعبہ تدریس سے وابستہ رہے[2] نامور معلم مفکر اور مناظر اسلام تھے۔

مندرجہ ذیل کتب آپ کی یادگار ہیں:

(۱) تفسیر روح المعانی
(۲) **الاجوبَۃُ العِراقیّہ عَنِ الاسئلَۃ الایُرانیّہ**
(۳) علم نحو اور علم عروض کی کُتُب کی شرحیں
(۴) **نشوۃ الشمول فی الذھاب الیٰ استانبول**
(۵) **نشوۃ المدام فی العود الیٰ دار السلام**
(۶) **غرائب الاغتراب ونُزھۃُ الالباب**

علامہ سید محمود آلوسی کے بڑے بھائی عبداللہ بہاؤالدین (۱۲۴۸ھ تا ۱۲۹۱ھ۔ ۱۸۳۲ تا ۱۸۷۴ء) قاضی بصرہ، علم نحو، منطق کی کتابوں کے مصنف تھے۔ جبکہ دوسرے بھائی عبدالرحمٰن (م ۱۲۸۴ھ/۱۸۶۷ء) بغداد کے خطیب اور علامہ ابن جوزی کے ہم پلہ عالم دین تھے[3]

تاریخی جائزہ:۔

صاحب ''تفسیر روح المعانی'' علامہ سید محمود آلوسی بغدادی علیہ الرحمۃ نے جن حالات میں علمی خدمات سرانجام دیں اور تفسیر لکھی، اس وقت عالم اسلام میں سلطنت عثمانیہ کا دور دورہ تھا۔ عثمانی حکمرانوں نے کم و بیش چھ سو سال تک شان وشوکت سے حکومت کی۔ سلطنت عثمانیہ، (۶۸۷ھ/ ۱۲۸۸ء تا ۱۳۸۰ھ/ ۱۹۶۰ء) تین براعظموں پر دو سمندروں اور متعدد باجگزار (ٹیکس دھندہ) مملکتوں پر مشتمل تھی۔ جس میں بیس مختلف نسلوں کے لوگ آباد تھے۔ مصر، شام، حجاز، حرمین شریفین، بغداد کے علاقے اس سلطنت عثمانیہ کے حصے تھے۔ حرمین شریفین کی خدمت کا شرف ترکوں کو حاصل تھا، علامہ سید محمود آلوسی علیہ الرحمۃ کے دور میں مندرجہ ذیل چار حکمران' خلافت عثمانیہ کے حوالے سے تحت حکومت پر فائز ہوئے:

۱۔ سلیم ثالث (۱۲۰۳ھ/ ۱۷۸۹ء تا ۱۲۲۲ھ/ ۱۸۰۷ء)

۲۔ مصطفٰی رابع (۱۲۲۲ھ/ ۱۸۰۷ء تا ۱۲۲۳ھ/ ۱۸۰۸ء)

۳۔ محمود ثانی (۱۲۲۳ھ/ ۱۸۰۸ء تا ۱۲۵۵ھ/ ۱۸۳۹ء

۴۔ سلطان عبدالمجید خاں اول (۱۲۵۵ھ/ ۱۸۳۹ء تا ۱۲۷۷ھ/ ۱۸۶۱ء)[۴]

تعارفِ تفسیر:۔

علامہ سید محمود آلوسی بغدادی علیہ الرحمۃ نے اپنی تفسیر کا آغاز ایک فصیح و بلیغ، عربی ادب کے اعلیٰ ترین، اور بلند علمی مرتبہ پر مشتمل الفاظ والے خطبہ سے کیا۔ جس کا ایک، ایک لفظ سلکِ مروارید اور سلسلۃ الذہب ہے۔ جس سے ان کی علمی بلندی کا اندازہ ہو جاتا ہے اور خطبہ کے بعد اپنے خواب کا تذکرہ کرتے ہیں:

> میں نے ۱۲۵۲ھ رجب، شب جمعہ واضح طور پر خواب دیکھا کہ مجھے حالت خواب میں دیدار خداوندی حاصل ہوا۔ اور مجھے رب کریم نے آسمانوں اور زمین کو ملانے اور لپیٹنے کا حکم دیا، اوران کے درمیان جو فاصلہ ہے اسے لمبائی اور چوڑائی میں جوڑنے اور اکٹھا کرنے کا حکم دیا۔ میں نے اپنا ایک ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیا اور دوسرا ہاتھ تحت الثریٰ جہاں پانی ہے، وہاں تک جھکا دیا۔ پھر میں بیدار ہوا میں اپنے خواب کی وجہ سے عظمت محسوس کر رہا تھا۔ چنانچہ میں اس خواب کی

تعبیر کو تلاش کرنے لگا تو میں نے بعض کتابوں میں دیکھا کہ اس سے قرآن مجید کی تفسیر لکھنے کا اشارہ ہے۔

آغاز:۔

چنانچہ ۳۴ سال کی عمر میں ۱۶ر شعبان المعظم/ ۱۲۵۲ھ کو تفسیر قرآن مجید لکھنے کا آغاز کیا۔ عالمانہ اور محبت سے لبریز خطبہ کے بعد مصنف کی شخصیت اور ان کی کمال عاجزی اور حد درجہ انکساری کا انداز ہ مندرجہ عبارت سے ہوتا ہے، جو خطبہ کے فوراً بعد آپ نے تحریر فرمائی۔

عبارت:۔

(امابعد) **فیقول عیبة العیوب وذنو ب الذنوب افقر العباد الیه عز شَانُه'.**

اپنے آپ کو سراپا معصیت اور مجسمہ خطا اور اللہ کے تمام بندوں سے بڑھ کر اس کی رحمت کا محتاج قرار دیا۔ ایسی کمال عاجزی وانکساری سے یہ حقیقت ظاہر ہو رہی ہے۔ ''نہد شاخ پُر میوہ سر بر زمین''۔ کہ جو ٹہنی، جس قدر پھل دار ہوتی ہے وہ اسی قدر زیادہ جھکی ہوتی ہے۔

مصنف کے مطابق تفسیر کا نام مولانا علی رضا پاشا نے تجویز کیا[۵] مقدمہ میں علم تفسیر کا معنیٰ ومفہوم۔ اس کی فضیلت۔ تفسیر کی اقسام۔ اسماء قرآن مجید۔ ترتیب وتدوین قرآن مجید۔ اعجازِ قرآن مجید یعنی قرآن مجید کا معجزہ ہونا، اور قرآن مجید کی سات قرأتوں کا تذکرہ درج کرنے کے بعد، سورہ فاتحہ کی تفسیر شروع کی اور ربیع الثانی ۱۲۶۷ھ کو ۳۹۰۴ صفحات پر مشتمل تفسیر ۱۵ سال کے عرصہ میں مکمل فرمائی۔ جو کہ پہلے استنبول (تُرکی) سے شائع ہوئی اور اب پاکستان میں مکتبہ امدادیہ ملتان نے ۱۵ جلدوں میں شائع کی۔ مصنف نے تفسیر مکمل اس نکتے پر کہ ''قرآن مجید کا آغاز بسم اللہ شریف کے حرف ''با'' سے ہوا اور اختتام سورۃ الناس کی ''سین'' پر ہوا''۔ فرماتے ہیں کہ ''ب'' اور ''س'' کو ملائیں تو بس کا لفظ بنتا ہے، اور بس کا معنیٰ فارسی میں ہے: کافی۔ حَسب۔ اس میں اشارہ ہے کہ قرآن مجید ہر معاملے کے حل کے لیے ہر ایک کی ہر دور میں کفایت کرنے والا ہے۔ پھر اپنے ابتدائی خواب کا ذکر اس طرح فرمایا، **فھٰذا والحمدللہ تأویلُ رؤیَای مِنْ قبلَ قدْ جعَلَھَا ربی حقاً**[۶] یہ میرے خواب کی تعبیر ہے جسے میرے رب کریم نے سچا کیا۔ اس کے بعد ایک رقت آمیز دعا پر اختتام فرمایا۔

اپنی تفسیر کی تکمیل ۴۹ سال کی عمر میں کی، اور چار سال بعد دارِ فانی سے دار بقا کی طرف سفر اختیار کیا، اور ۵۳ سال کی عمر میں وصال فرمایا۔

زندہ ہوجاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کِس نے مسیحا کردیا
اقبال کِس کے عشق کا یہ فیضِ عام ہے
رُومی فنا ہوا، حبشی کو دوام ہے

صاحب تفسیر روح المعانی علامہ آلوسی کا علمی مرتبہ:۔

تفسیر کے مطالعہ سے مصنف کی علمی جلالت اور برتری کا اندازہ مختلف انداز سے سامنے آتا ہے۔ جس کی ایک مثال یہ ہے کہ بسم اللہ شریف کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے کلام کا آغاز اس سے کیوں کیا؟ پھر اس کی دو وجوہات لکھتے ہیں:

پہلی وجہ یہ کہ بسم اللہ شریف کے بعد پورے قرآن مجید میں جس قدر تفصیلات ہیں، ان سب کا اجمالی بیان فقط اسی ایک آیت میں موجود ہے۔ یہ ایک عظیم آیت کریمہ ہے عارف کامل کے لیے بڑی نعمت ہے، جس کے فوائد کی کوئی انتہا نہیں، اور اس میں موجود بے مثل موتیوں کی قیمت کی کوئی حد نہیں ہے۔ اگر اختصار سے بحث کریں تو ہمیں وسیع علوم میں مہارت کی ضرورت ہے، اور پھر خود ہی بسم اللہ شریف کی مختلف جہتوں کے حوالے سے بحث کا آغاز کرتے ہیں کہ بسم اللہ کی ’’ب‘‘ حرف جر ہے جب اس حوالے سے اس کے کلمات کو جاننا ہو تو ہمیں علم نحو کی ضرورت ہے۔ اگر اس کے کلمات کی ترتیب اور بناوٹ سے بحث کریں تو علم صرف کی ضرورت ہے۔ اس میں موجود ’’قصر‘‘ کی اقسام کو جانچنے کے لیے علم معانی کی ضرورت ہے۔ حقیقت ومجاز کی پہچان کے لیے علم بیان کی ضرورت ہے۔ اس کے کلمات کے لفظی حُسن کو پہچاننے کے لیے علم بدیع کی ضرورت ہے، اور اگر یوں دیکھنا ہو کہ یہ آیت نظم ہے یا نثر موزوں ہے، یا غیر موزوں تو علم عروض وقوافی درکار ہے۔ اور اگر اس کے الفاظ کے لغوی مدلولات کو پہچاننا ہو تو علم لغت کی حاجت ہوگی، اور اگر یہ جانچنا ہو کہ اس کے الفاظ کن اقسام کے لیے وضع کیے گئے ہیں تو علم وضع کی ضرورت ہے، اور اس کے لکھنے کے طریقہ کو پہچاننے کے لیے علم الخط کی ضرورت ہے، اور یہ جاننے کے لیے کہ یہ قفیہ کی کون سی قسم، یا یہ غیر

قضیہ ہے تو علم منطق کی ضرورت ہے۔ اور اس میں موجود اسماء کی کنہ اور حقیقت کے فہم کے لیے علم کلام کی ضرورت ہے۔ اور اگر یہ جاننا ہو کہ بسم اللہ شریف کہاں کہاں پڑھنی ہے تو علم فقہ کی ضرورت ہے' اور ظاہر ونص کے حوالے سے علم اصول کی ضرورت ہوگی اور اس کے تواتر کو جاننے کے لیے اس کے مخصوص علم کی ضرورت ہے، اور اعراض کا کون سا مقولہ ہے یہ جاننے کے لیے علم حکمت درکار ہے۔ اور طبائع حروف کی پہچان کے لیے علم الحرف کی ضرورت ہے۔ اس میں موجود اللہ کی رحمت کی اقسام جاننے کے لیے علم الافلاک علم تشریح اعضاء، اور خواص الاشیاء درکار ہے۔ اور اگر یہ جاننا ہو کہ اس کے الفاظ جن خوبیوں پر دلالت کرتے ہیں اس سے کون سی خوبیوں کی تخلیق ممکن ہے تو علم الاخلاق کی ضرورت ہے۔ ان ٢٠ علوم کے تذکرہ کے بعد لکھتے ہیں کہ اگر بسم اللہ شریف کے جملہ اسرار ورموز کو جاننا ہو تو وہ لامحدود ہیں کیونکہ یہ کلام الٰہی ہے۔[7]

وعلى تَفَنُّنِ واصِفِيْه بِوَصْفه يفنِ الزَّمانُ وفيه مَالم يُوصَفُ

تیرے اوصاف کا اک باب بھی پورا نہ ہوا
زندگیاں ختم ہوئیں اور قلم ٹوٹ گئے

محاسن تفسیر:۔

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ کو ''اَحْسَنَ الْقَصَص'' سب سے حسین واقعہ قرار دیا[8] اور اس کا آغاز خواب سے ہوا۔ جو یوسف علیہ السلام نے دیکھا تھا۔ علامہ آلوسی کی تفسیر کا آغاز بھی خواب کے بعد ہوا جو آپ نے دیکھا، اور تمام واقعہ کی تکمیل کے بعد جو الفاظ قرآنی، حضرت یوسف علیہ السلام کی زبان پر آئے مصنف نے اپنی تفسیر کی تکمیل انہیں الفاظ سے کی۔ اس تعلق سے واقعہ یوسف اور مصنف کی تفسیر میں گہرا ربط ہے۔ یعنی جس طرح یوسف علیہ السلام کے واقعہ میں کمال حسن ہے، یونہی مصنف کی تفسیر میں بے شمار خوبیاں اور محاسن ہیں۔ ان میں چند ایک درج ذیل ہیں:

(١) جامعیت:۔

ہر لفظ قرآنی کی مناسبت سے اس کے تمام جزئیات کا احاطہ کیا گیا ہے مثلاً ''حمد'' کے حوالے سے یہ امور بیان کیے: محمود بہ۔ محمود علیہ۔ حامد۔ محمود۔ محمود کی صفت کمال کا اظہار۔ حمد اور مدح میں فرق، حمد اور شکر میں فرق:۔ اقسام حمد۔ اسرار ورموز۔

(۲) مدلل انداز:۔

کسی بھی اہم موضوع پر تمام ائمہ کرام کے نقطہ نظر کو تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔ مثلاً: بسم اللہ شریف، سورۃ فاتحہ یا ہر سورۃ قرآنیہ کا جز ہے۔ اس پر دیگر ائمہ کرام کے ۱۳ دلائل کا ذکر کر کے پھر ان کی توجیہ کی، اور اپنے موقف کو مدلل طریقے سے ثابت کیا۔

(۳) عربی ادب کا وسیع ذخیرہ:

قرآن مجید کی تقریباً ہر آیت مبارکہ کے الفاظ کی لُغوی تشریح، نحوی ترکیب، ائمہ قرات، ائمہ نحو کے اقوال کا حوالہ (چنانچہ حضرت جبریل علیہ السلام کے تلفظ کی ۱۳ قرأتوں یعنی ۱۳ انداز تلفظ بمعہ اعراب کے بیان کیے گئے) موقع کی مناسبت سے عربی اشعار اور امثال کا استعمال کیا گیا، اور ایک لفظ قرآن مجید میں جہاں، جہاں استعمال ہوا انہیں یکجا کر دیا گیا۔

(۴) دیگر ائمہ تفسیر سے تقابل:۔

بعض مواقع پر دیگر ائمہ تفسیر سے اختلاف کر کے مصنف اپنی رائے کا اظہار فرماتے ہیں۔ مثلاً سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۲۱ میں **لعلکم تتقون** میں فرماتے ہیں کہ: یہاں حضرت عبداللہ بن عباس اَلشُرک کا لفظ محذوف مانتے ہیں۔ **وَاَظنکَ لاتقدر شیئًا** اور میری رائے یہ ہے کہ یہاں کسی لفظ کو پوشیدہ تسلیم کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور پھر آگے اس کی توجیہ کی ہے۔[9]

(۵) سابقہ تفاسیر سے استدلال:۔

مصنف سابقہ تفاسیر سے استدلال فرماتے ہیں، اور ان کے مصنفین کے نام ادب و احترام سے تحریر فرماتے ہیں، مثلاً حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ترجمان القرآن کہہ کر پکارتے ہیں۔ امام رازی قدس سرہٗ امام غزالی قدس سرہٗ اور امام بیضاوی کو دعائیہ کلمات سے یاد کرتے ہیں۔

(۶) آیت کی آیت اور لفظ کی لفظ سے مناسبت:۔

ایک آیت کی سابقہ آیت سے مناسبت اور تعلق بیان کرتے ہیں، اور لفظ کا لفظ سے تعلق بھی بیان فرماتے ہیں مثلاً سورۂ بقرہ میں اللہ تعالیٰ نے نماز سے پہلے صبر کا حکم دیا۔ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں لَا نہا **لاتکمل الابہٖ**[10] نماز سے پہلے صبر اس لیے ضروری ہے کہ بغیر صبر کے نماز کی تکمیل ناممکن ہے۔

چند خوبصورت نکات اور انمول نمونے

(۱) بسم اللہ شریف میں اللہ تعالیٰ کی دو صفات رحمٰن اور رحیم کا ذکر ہے، مصنف نے صفت رحمٰن کو پہلے اور صفت رحیم کو بعد میں ذکر کرنے کی حکمتوں کا بیان کیا اور دیگر ائمہ کرام کے حوالہ جات بیان کیے اور اپنی طرف سے ایک وجہ یہ بیان کی کہ رحیم حضور صلی اللہ کی صفت بھی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: بالمؤ منین رؤف رحیم "جس طرح لفظ رحیم کے ذریعے بسم اللہ کی تکمیل ہوئی، یونہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ وجود کائنات کی تکمیل ہوئی۔ کائنات کی ابتدا اور انتہا آپ کے دم قدم سے ہے۔[۱۲]

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

(اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی)

بارش کے حوالے سے گرج، چمک، بادلوں، آسمان کے مختلف طبقات اور ان کے احوال کا فاضلانہ انداز سے تذکرہ اور مختلف اقوال کا رد کرتے ہوئے حدیث نبوی درج کی۔ کہ ہر شئے پر ایک فرشتہ مقرر ہے وانَّ کُلَّ قَطْرَةٍ من المَطَرات يَنْزِلُ مَعَهامَلَک" کہ بارش کے ہر قطرہ کے ساتھ فرشتہ نازل ہوتا ہے۔[۱۳]

(۳) کائنات میں غور و فکر کے حوالے سے اور اس میں اللہ تعالےٰ کی قدرت کی نشانیوں کا مشاہدہ کے سلسلے میں فرماتے ہیں کہ زمین کی پیداوار (اناج، پھل، سبزیاں وغیرہ) کی مثال اولاد کی طرح ہے جو شکم مادر سے جنم لیتی ہے۔ زمین سے پیداوار کا انداز، قدرت نے اس لیے اختیار کیا تا کہ بندگان خدا کی عقلیں انس و محبت حاصل کریں اور انہیں کیفیت تخلیق سے آشنائی ہو اور انہیں اس چیز کی بھی پہچان ہو جائے کہ جس طرح اولاد کا خالق اللہ تعالیٰ ہے مگر اس کے وجود کے لیے والدہ کو سبب بنایا، اسی طرح تمام پھلوں اور پیداوار کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے۔ پھلوں کو درختوں سے پیدا فرمایا، اور درختوں کو زمین سے وجود میں لایا۔ اس طرز فکر سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی عبادت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

تَـامَّـلُ فِـی رِیَـاضِ الْاَرضِ وَانْظُرُ. الیٰ اٰثَارِمَا صَنَعَ الملیْک
عُیُـون مِـنَ لَـجَیـن شاَ خِصَات. عَلیٰ اهَدابِهَا ذَهَب سبِیُک
علیٰ قضُب الوجد شَاهِداُت. بِاَنَّ اللّٰه لُیُس لَه' شریک[۱۴]

(۱) زمین کے باغات میں غور وفکر کرو اور ان نشانیوں کو دیکھو جو بادشاہ حقیقی (اللہ تعالیٰ نے اپنی کاریگری سے پیدا کی ہیں۔)

(۲) بلند درختوں کے درمیان بہنے والے چشموں میں جن کے اطراف میں چاندی کی طرح سفید پانی بہ رہا ہے۔

(۳) زبرجد (سبز قیمتی پتھر) کی کٹی ہوئی شاخیں گواہی دے رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہے۔

فرعون کا پانی میں غرق ہونا:۔ فرعون تاریخ کا ایک بڑا حوالہ، قرآن مجید کا ایک اہم موضوع، ہزاروں انسانوں کا قاتل، بادشاہ مصر، چار سو سال سے زائد عمر پانے والا[15] پانی میں غرق کیوں ہوا؟ علامہ آلوسی فرماتے ہیں: ''چونکہ پانی میں ڈوب کر مرنا شدید ترین تکلیف والی موت ہے، اس لیے اگر مسلمان پانی میں ڈوب کر فوت ہو تو وہ شہید ہوتا ہے۔ ایک وجہ تو فرعون کی پانی میں غرق ہونے کی یہ تھی۔

دوسری وجہ یہ کہ اس نے ربوبیت کا دعوٰی کیا تھا اس کی بے بسی کا اظہار کرنا مقصود تھا۔

اور تیسری وجہ یہ کہ اپنے رب ہونے اور صاحب اقتدار ہونے کی دلیل کے اظہار کے لیے اس نے پانی پر غرور کیا تھا جیسے قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے اس سے حکایت کیا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے اَلَیْسَ لِیْ مُلْکُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِیْ۔ کیا مصر کی سلطنت میرے پاس نہیں ہے؟ اور یہ نہریں جو میرے (محل کے) نیچے بہ رہی ہے[16] اللہ تعالےٰ نے اسی پانی کو اسی کے ملک میں ہلاکت کا ذریعہ بنایا[17] (لہٰذا کسی نعمت پر غرور وتکبر نہ کرنا چاہیے، ورنہ وہی چیز ہلاکت کا سبب ہوسکتی ہے)۔

انقلابات جہاں واعظ رب ہیں
ہر تغیّر میں صدا ہے فافہم

افکار حضرت مجدد الف ثانی اور تفسیر روح المعانی:

تفسیر روح المعانی کے حسن وکمال کا ایک عظیم پہلو یہ بھی ہے کہ علامہ آلوسی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے افکار عالیہ کی بھرپور ترجمانی کرتے ہیں۔ چند نمونے ملاحظہ ہوں:

(۱) اولیاء کرام کی فضیلت و برتری کا اظہار:۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اولیاء کرام کے بارے میں فرماتے ہیں:
''یہ لوگ زمین والوں کے لیے امان اور زمانہ کے لیے غنیمت ہیں۔ ان محبوبوں کے طفیل لوگوں کو رزق دیا جاتا ہے، اور انہیں کے طفیل بارشیں برسائی جاتی ہیں۔ ان کی گفتگو دوا ہے، ان کی نظر شفاء ہے، یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ہم جلیس اور ہمنشین ہیں۔[18] علامہ آلوسی قرآن مجید کے اسرار و رموز کے حوالے سے صوفیہ کرام کی بصیرت کا اعتراف یوں فرماتے ہیں۔ انصاف اور مکمل انصاف یہی ہے کہ حضرات صوفیہ کرام کے حضور سر تسلیم خم کر دیا جائے الذين هم مركز الدائرة المحمديه. وہ دائرہ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرکز ہیں، اگر تو ان کے بارے میں الزام تراشی کرتا ہے تو یہ تیرے بیمار اور ناقص ذہن کی وجہ سے ہے جو دنیاوی حرص اور خواہشات کی محبت کے اسباب میں گرفتار ہونے کے سبب ان کے مقام رفیع کو نہیں پہنچ سکتا۔

واذلَمْ تَرِالهِلالَ فَسَلِّمْ لِاُناسٍ رَأَوْهُ بالْاَبْصَارْ[19]

''جب تو چاند کو نہ دیکھ سکے تو ان لوگوں کو تسلیم کر جنہوں نے اسے
آنکھوں سے دیکھا ہے۔''

(۲) نسبت نقشبندیہ کا اظہار:۔

لفظ ''اللہ'' کی تشریح اور مفہوم میں ارشاد فرماتے ہیں۔ یہ اسم اعظم اس ذات کے لیے وضع کیا گیا ہے جو تمام اوصاف و کمالات کی جامع ہے اور اسی کی طرف ہمارے سادات (سردار) نقشبندیہ، جن کی برکتوں سے اللہ تعالیٰ وقوف قلبی کی ہماری ہر آرزو کو پورا فرمائے، کا کلام اشارہ کرتا ہے کہ ذکر الٰہی کرنے والا جب لفظ اللہ کا بار بار تکرار کرتا ہے تو وہ اپنے دل میں اس نام اقدس ذاتی کے سرور، نشہ اور مستی کا مشاہدہ کرتا ہے۔[20]

(۳) نسبتوں کی بہار:۔

سورۃ فاتحہ میں آیت مبارکہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ کا نکتہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ''یہاں جمع کا لفظ کیوں لایا گیا یعنی ہم عبادت کرتے ہیں حالانکہ نمازی جب تنہا نماز پڑھتا ہے تو وہ اکیلا ہوتا ہے اسے اَعْبُدُ۔ میں عبادت کرتا ہوں۔ کہنا چاہیے تھا تو نَعْبُدُ جمع کا لفظ لانے میں کیا راز ہے؟ فرماتے ہیں

هو الاشارة الیٰ حال العَبدِ ۔ اس میں بندے کی حالت کی طرف اشارہ ہے گویا کہ وہ دوران عبادت اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ میں تنہا، یہ عبادت نہیں کر رہا، کیونکہ مجھ اکیلے کی عبادت میں کمی اور کوتاہی کی آمیزش ہے **وَلٰکِنْ اَخلِطُهَا بعبادة جمیع العابدین** ۔ بلکہ میں اپنی ناقص عبادت کو تیرے جملہ عبادت گزار بندوں کی عبادت میں شامل کر رہا ہوں۔ اس مجموعہ عبادت گزاروں میں اپنے آپ کو شامل کرنے کی غرض سے جمع کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ [۲۱] اور پھر آگے محبوبانِ حق کی نسبت اور ان سے تعلق کی خوبی کا فائدہ یوں لکھتے ہیں اور اس میں یہ بھی راز ہے **مَن تَشَبَّهَ بقوم فهو منهم** ۔ جو آدمی جس قوم سے مشابہت رکھتا ہے اس کا شمار اسی قوم سے ہوتا ہے یعنی عبادت گزار، جب کسی قوم کے مسلک و مشرب کو اختیار کرتا ہے اور اپنی عبادت ان کی عبادات سے ملا دیتا ہے اور ان کی زبان و عادات کو اختیار کر لیتا ہے امید ہے۔ اس کا شمار انہیں میں سے ہوگا۔

> **ان لم تکونوا منهم فَتَشَبَّهُوْا. اِنَّ التَّشَبُّه بِالکِرَام فَلَاحٌ** [۲۲]
>
> ''اگر تم اُن (نیکوکاروں) میں سے نہیں ہو تو ان کی مشابہت ہی اختیار کر لو کیونکہ ایسے کریم لوگوں سے مشابہت بھی کامیابی ہے۔''

(۴) چمن ابو حنیفہؒ کی رنگینی:۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ''امام ابو حنیفہ فقہ کے بانی ہیں تین، چوتھائی فقہ ان کے لیے مسلم ہے جبکہ باقی ائمہ ایک چوتھائی میں سارے شریک ہیں۔ فقہ میں صاحب خانہ ابو حنیفہ ہیں اور باقی سب ان کے بال بچے ہیں۔ دوسرے ائمہ مجتہدین کو وافر علم اور کمال۔ [۲۳]

تقویٰ کے باوجود امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کے سامنے بچوں کی طرح دیکھتا ہوں۔ علامہ آلوسی سورۃ فاتحہ میں ولا الضَّآلِّین کے بعد آمین کی تشریح کرتے ہوئے حدیث نبوی درج کرتے ہیں۔

کہ جب امام نماز میں ولا الضَّآلین کہے، تو مقتدی آمین کہے اور اس کے بعد لکھتے ہیں **وَاِخْفَاءُ هَا مذهب ساداتنا الحنفیه** [۲۴] اور آمین آہستہ کہنا، ہمارے سادات حنفیہ کا مذہب ہے۔ یونہی بسم اللہ کے مباحث میں اختلاف ائمہ کے بعد مسلک احناف کے دلائل دیتے ہوئے لکھتے ہیں: **وهوا لامام الاعظم والمجتهد الاقدم** ۔ امام ابو حنیفہ امام اعظم اور مجتہد اقدم ہیں۔ [۲۵] اور ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ میں امام شافعی علیہ الرحمۃ کے اقوال اور ان کے نظریات سے بے حد متاثر تھا، اور ان کے اقوال کی روشنی کا قبضہ

میرے دل پر قیس لیلیٰ عامری کے شعر کے مطابق تھا۔

؎ اَتانی ھواھا قبل ان اعرِفَ الھویٰ فَصَادَفَ قلبًا خالیًا فتمکنا

''میں اس کی محبت وشوق میں گرفتار ہوا حالانکہ میں ابھی عشق ومحبت
سے ناواقف تھا محبت سے خالی دل نے جب اچانک اسے دیکھا تو
اس کی محبت کا اسیر ہوگیا۔''

یہ فقہ شافعیہ سے میرا تعلق تھا، یہاں تک کہ میں احناف کے اقوال کے مطالعہ میں جب مشغول ہوا اور حضرت امام ابوحنیفہ نعمان کے روشنیوں والے باغات میں ہمیشہ رہنے لگا تو آپ کے مسلک کی محبت کے غلبے کا یہ حال ہوا:

مَحاجُبُھاحُبَّ الالُیٰ کُنَّ قبلھا. وحُلَّتْ مَکَانًا لَمْ یکُنْ حَلَّ من
قبل [26]

''اس کی محبت نے پہلی محبت کو محو کردیا، اور اس مقام تک سرایت کرگئی جہاں پہلے نہ تھی''

(۵) جمالِ ہم نشین صحبت کاملاں:۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے فرمایا: ''مجاہدوں کے ہزار چلوں سے خاصان خدا کی صحبت کی ایک ساعت بہتر ہے۔ [27]

علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ اسی فکر مجدد کی ترجمانی کرتے ہیں، حضرت میکائیل علیہ السلام کے مقابلے میں جبریل امین کی فضیلت اور برتری پر دوسرے ائمہ نے جو استدلال کیا اسے لکھتے ہیں: انہوں نے کہا کہ حضرت جبریل وحی اور علم لیکر اُترتے ہیں، اور وہ روح کی غذا ہے۔ اور میکائیل بارش برسانے کے ذمہ دار ہیں، اور بارش سے جسم کی غذا اور خوراک کی پیداوار ہوتی ہے۔ چونکہ روحانی غذا جسمانی غذا سے افضل ہے، اس لیے جبرئیل میکائیل سے افضل ہیں۔ اس استدلال کو رد کرتے ہوئے اپنی دلیل یوں دیتے ہیں **وانَا اقول بالا فضلیّة ولیس عندی اقویٰ دلیلاً علیھا من مزید صحبته لحبیب الحق بالا تفاق وسید الخلق علی الاطلاق وکثرة نُصرَته وَحُبّه له وَلَا مَّته۔**

میرے نزدیک حضرت جبریل امین کی فضیلت وبرتری کی سب سے قوی دلیل یہ ہے کہ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیادہ صحبت اور قُرب نصیب ہوا، اور انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیادہ مدد کرنے،

آپ اور آپ کی اُمت سے محبت کا شرف حاصل ہوا۔[۲۸]

جس طرف چشمِ محمد کے اشارے ہو گئے
جتنے ذرے سامنے آئے ستارے ہو گئے

(۶) رِفعتِ مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم :۔

(ا)۔ وجہ تخلیق کائنات :۔ حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عز وجل نے اپنے محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ارشاد فرمایا **لولاک لما خلقت الافلاک لولاک لما اظهرت الربوبية**۔ یعنی ”اے محبوب اگر تم کو پیدا کرنا منظور نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔ اگر تمہارا پیدا کرنا مجھے مقصود نہ ہوتا تو میں اپنا رب ہونا بھی ظاہر نہ کرتا۔[۲۹]

علامہ آلوسی تخلیق آدم علیہ السلام کے حوالے سے یہی نکتہ درج کرتے ہیں: **وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ**[۳۰] میں آدم علیہ السلام کی تخلیق کا بیان ہے مگر ”رَبُّکَ“ میں ’ک‘۔ ضمیر متصل خطاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے۔ کیونکہ **فهو صلى الله تعالىٰ عليه وسلم على الحقيقة الخليفة الاعظم فى الخليقة والامام المقدم فى الارض والسَّمٰوٰت العُلىٰ ولولاه ما خُلِقَ اٰدَمُ بَل (ولا ولا)** دراصل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی تخلیق کے حوالے سے اللہ تعالےٰ کے نائب ہیں اور بلند آسمانوں اور زمین کے اولیں پیشوا ہیں۔

اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا، نہ آدم علیہ السلام پیدا ہوتے نہ کچھ اور پیدا ہوتا۔

(ب):۔ نورانیتِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

”فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جسم عنصری رکھنے کے باوجود اللہ کے نور سے پیدا ہوے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے پیدا فرمایا ہے۔[۳۱]

علامہ آلوسی اس تصور کو مزید تقویت یوں دیتے ہیں:

بَلْ مامن ذرّةِ نُور شعت فى العٰلمين الاتصدقت بها شمس ذاتِه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ولِله سبحانه دَرّا لبُو صيرى

حیث یقول: کُلَّ آیٍ اَتی الرُّسُلُ الکرامُ بھا فانما اتصلَتْ
من نورہ بھم

''یعنی سارے جہانوں میں نور کی کوئی کرن جو چمک رہی ہے وہ آفتاب محمدی کا صدقہ ہے۔ اور علامہ بوصیری نے کیا خوب فرمایا ہے کہ اللہ کے معزز و مکرم رسولوں کو جو معجزہ بھی ملا ہے وہ درحقیقت آپ کے نور کا فیضان ہے''۔ ۳۲

(ج) علمِ غیب:

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں: ''جو علم غیب اللہ تبارک وتعالےٰ کے ساتھ مخصوص ہے اس پر وہ اپنے خاص رسولوں کو مطلع فرما دیتا ہے''۔ ۳۳

دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں: ''انبیاء واولیاء کی پاک روحوں کو عرش سے فرش تک ہر جگہ برابر نسبت ہوتی ہے کوئی چیز ان سے نزدیک ودور نہیں۔ ۳۴ تفسیر روح المعانی سورۃ آل عمران آیت ۱۷۹ کے تحت ہے کیونکہ منافقین کی پہچان بہ ذریعہ وحی حضور اکرم صلی اللہ علیہ کو ہی کرائی گئی تھی۔ اس لیے اس کے بعد فرمایا کہ غیب پر مطلع ہونا ہر کسی کے اختیار کی بات نہیں اور نہ ہر ایک میں اس کی صلاحیت پائی جاتی ہے۔ عام لوگوں کا ذریعہ علم تو دلائل اور ظاہری علامات ہیں، اور غیب پر صرف رسولوں کو آگاہ کیا جاتا ہے۔ کیونکہ ان میں ہی غیب پر مطلع ہونے کی استعداد پائی جاتی ہے اور اولیاء کرام کو یہ نعمت حضور فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی سے میسر ہوتی ہے۔ اور حضور کے وسیلہ کے بغیر یہ چیز حاصل نہیں ہوسکتی ۳۵ اور سورہ الجن کی آیت **فلا یُظْھِھَا عَلیٰ غیبہ اَحَدًا الامن ارتَضیٰ** من رسول کے تحت ہے **فیظھوۃ عَلیٰ بعض غیبہ حتی یکون اخبارُہ، بِہ معجزۃً.** اللہ تعالےٰ اپنے بعض علوم غیبیہ اپنے رسول کو عطا فرما دیتا ہے تاکہ ان علوم سے جب وہ لوگوں کو آگاہ کرے تو وہ اس رسول کا معجزہ قرار پائے۔ ۳۶

(د) مقامِ شفاعت:۔

آبروئے ما ز نام مصطفیٰ است۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ''انبیاء وصلحاء علیھم الصلوٰت والتسلیمات کی شفاعت باذن اللہ قیامت کے روز اہل ایمان کے لیے ثابت ہے۔ پہلے انبیاء کی، پھر صلحاء کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ''میری شفاعت اہل کبائر کے لیے ہے''۔[۳۷] تفسیر روح المعانی میں آیت **لاتجزی نفس عن نفس شیئا ولا یُقبلُ منها شفاعة** کے تحت ہے۔ یہ خطاب کفار کے لیے ہے اور ان کے بارے میں آیت نازل ہوئی ہے۔ قیامت کے روز ٹھہرنے کے مقامات اور اس کے زمانے (وقت) کی مقدار میں طوالت اور وسعت ہے۔ شاید اس آیت میں وقوع قیامت کی ابتدائی حالت اور شدت کا تذکرہ ہے **ثم یاذن بالشفاعة**۔ پھر اذن شفاعت حاصل ہوگا۔ اور شفاعت کے بارے احادیث صحیحہ جو کہ حد تواتر تک پہنچتی ہیں موجود ہیں۔ اور آیت مبارکہ (**واستغفر لذنبک وللمؤمنین**) بھی شفاعت کی طرف اشارہ کرتی ہے جو ہمارا موقف ہے اور پھر یہ دعا مانگتے ہیں **رَزَقَنا اللّٰہُ تعالی الشفاعة وَحشَرنَا فی زُمرَۃِ اَھلِ السُّنَّۃِ والجماعة**۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شفاعت کی سعادت عطا فرمائے اور حشر اہل سنت و جماعت کے ساتھ فرمائے۔[۳۸]

وسیلہ محمد کا کام آگیا ہے
زباں پر محمد کا نام آگیا ہے

علامہ آلوسی حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ کی قبولیت کے باب میں فرماتے ہیں۔ رأی مکتوبا علی ساق العرش محمد رسول الله فتشفع به آپ نے ساق عرش پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا تو محمد کا وسیلہ بارگاہ خداوندی میں پیش کیا۔[۳۹] اور آیت ۸۹ کے تحت لکھتے ہیں کہ یہ آیت یہود قریظہ اور بنو نضیر کے بارے نازل ہوئی ہے جو کہ بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اوس و خزرج قبائل سے جنگ کے وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے فتح کی دعا مانگتے تھے۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس حضرت قتادہ اور سدی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ جب یہود اور مشرکین کی جنگ شروع ہوتی تو یہود تورات کھولتے اور جن صفحات پر محمد کا نام ہوتا وہاں پر ہاتھ رکھ کر یہ دعا مانگتے تھے۔ اللهم انا نسئلک بحق نبیک الذی وعدتنا ان تبعثه فی اخر الزمان ان تنصرنا الیوم علی عدونا فینصرون۔ یعنی اے اللہ ہم تیرے اس نبی کے وسیلہ سے جس کی بعثت کا تو نے وعدہ کیا ہے دعا کرتے ہیں کہ تو ان کو آخری زمانے میں مبعوث فرمانے والا ہے ہم کو ہمارے دشمنوں کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔ چنانچہ ان کی مدد کی جاتی اور انہیں فتح حاصل ہو جاتی

طریقہ مجددی کے حوالے سے قلب ذکر الٰہی اور صحبت عارف کی اہمیت :۔

علامہ آلوسی بعض مقامات پر تصوف اور معرفت کی باتیں (الاشارہ) کے نام سے کرتے ہیں مندرجہ ذیل اقتباس نسبت مجددیہ کی تائید کر رہا ہے۔ سورۃ بقرہ آیت ۵۰ فرعون کے غرق ہوجانے اور موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کی نجات کے بعد لکھتے ہیں:

آیت میں **البحر** سے مراد دنیا ہے، اور اس کے پانی سے مراد دنیا کی شھوات' خواہشات اور لذات ہیں۔ **موسیٰ** سے مراد قلب (دل) انسانی ہے۔ **قوم موسیٰ** سے مراد صفات قلب ہیں فرعون، نفس امارہ ہے اور اس کی قوم صفاتِ نفس امارہ ہے۔ جس طرح فرعون اور اس کی قوم، موسیٰ علیہ السلام اور اس کی قوم کے دشمن تھے اور انہیں قتل کرنا چاہتے تھے۔ یہی حال اور تعلق نفس اور اس کی صفات کا قلب اور صفات قلب سے ہے قلب اور صفات قلب کی منزل مقصود اللہ تعالیٰ کی بارگاہ ہے نفس دشمن فرعون کی طرح پیچھے ہے تعاقب کر رہا ہے اپنی فوج کے ساتھ، جبکہ آگے دنیاوی خواہشات اور لذات کا سمندر ہے، پیچھے فوجیں آگے سمندر کی موجیں بارگاہ الٰہی تک رسائی کے لیے سمندر کو عبور کرنا لازمی ہے۔ اب سمندر کو عبور کرنے کے لیے دو شرطیں درکار ہیں: (۱) دست موسیٰ (۲) عصائے موسیٰ (**لا الٰہ** کا ذکر)۔ اگر عصا موسیٰ نہ ہو تب بھی ناکامی اور دست موسیٰ کے بجائے وہ عصا دست فرعون میں ہو تب بھی ناکامی۔ جب یہ دونوں شرطیں حاصل ہوجائیں۔ قلب صاف ہو **لا الٰہ** کے ذکر کی ضرب ہو، تو دنیا کا سمندر پھٹ جاتا ہے اور شھوات ولذات کا پانی دائیں بائیں ہٹ جاتا ہے اللہ تعالےٰ کرم اور جود کی ہوا چلاتا ہے۔ اور اس دنیوی سمندر کی شدید تاریکیوں میں ہدایت کی روشنی عطا فرماتا ہے۔ شہوات کا پانی خشک ہوجاتا ہے۔[۴۱] **موسیٰ** اپنی قوم کے ہمراہ ساحل نجات حاصل کر لیتے ہیں اور فرعون اپنی قوم کے ہمراہ غرق ہوجاتا ہے۔

دمِ عارف نسیم صبحدم ہے
اسی سے ریشۂ معنیٰ میں نم ہے
اگر کوئی شعیب آئے میسر،
شبانی سے کلیمی دو قدم ہے
(اقبال)

قرآنِ مجید کا معجزاتی پہلو:۔

قرآن مجید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زندۂ جاوید معجزہ ہے جس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالےٰ نے لیا ہے [۴۲] اس کے بہت سے معجزاتی پہلو میں ایک روشن پہلو اس کا حفظ ہونا۔ محفوظ ہونا اور اس کی تعلیمات کا پھیلنا ہے۔

دنیا کی کسی کتاب کا کوئی حافظ نہیں ہوا اور نہ ہے یہ صرف اعزاز اسی کتاب مجید کو حاصل ہوا، کہ اس کے حفاظ ہر دور میں رہے حفظ کرنے کی مدت کے چند حوالے ملاحظہ ہوں:

(۱) امام اہلسنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قادری علیہ الرحمۃ نے ایک ماہ میں پورا قرآن مجید حفظ فرمایا [۴۳]

(۲) امام احمد علیہ الرحمۃ (ولادت ۱۳۲ھ) شاگرد رشید امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ انہوں نے سات روز میں یہ سعادت حاصل کی۔ [۴۴]

(۳) حضرت قطب الدین خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ جن کی والدہ کو نصف کلام پاک یاد تھا اور وہ روزانہ ان پاروں کی تلاوت فرمائی تھیں۔ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ جب پیدا ہوئے تو وہ ان پندرہ پاروں کے حافظ تھے، اور مکتب میں قرآن کریم پڑھنے گئے تو اپنے استاد صاحب کو نصف کلام پاک سنایا۔ [۴۵]

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ کا وجود مسعود آپ کی شخصیت، آپ کے افکار، آپ کے کارنامے معجزاتی شان کے حامل ہیں۔ جن سے قرآن مجید اور صاحب قرآن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان جھلکتی ہے۔ اور اب ۱۴۲۶ھ میں ''جہان امام ربانی'' کا منظر عام پر آنا حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی کرامت اور سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے جس کی مثال سابقہ چار صدیوں میں نظر نہیں آتی۔ اور یہ سعادت حضرت قبلہ مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد دامت برکاتہم العالیہ کے حصے میں آئی۔ جن کے کارنامے تجدیدی شان کے حامل ہیں۔ جنہوں نے آج سے پچاس سال قبل امام اہلسنت مجدد دین وملت پر قلم اٹھایا تو پورے عالم میں افکار رضا کی دھوم مچادی اور ماہر رضویات قرار پائے۔ اور اب حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے حوالے سے ایک منفرد، لازوال کارنامہ سرانجام دیا جس سے چمن علم نبوت کی یاد تازہ ہوگی اور افکار مجدد سے کائنات میں اجالا ہوگا نفرتوں کی دیواریں گر جائیں گی اور محبتوں کا چمن آباد ہوگا۔ (انشاء اللہ)

☆......☆......☆

حواشی:

۱...... روح المعانی، جلد اوّل، ص۲ مکتبہ امدادیہ ملتان

۲..... ایضاً

۳..... دائرہ معارف اسلامیہ، لاہور، جلد اوّل ص۲۲۴

۴...... روح المعانی جلد اول۴

۵...... روح المعانی جلد اول ص۴

۶...... سورۂ یوسف۔۱۰۰۔ القرآن الکریم

۷...... روح المعانی ص۶۵۔۶۶

۸...... سورۂ یوسف۱۸۷۔

۹...... روح المعانی جلد اوّل۔ سورۂ بقرہ۔ آیت۲۱

۱۰...... روح المعانی ص۲۴۸ جلد اوّل۔

۱۱ .. سورۂ توبہ آیت۱۲۸

۱۲... روح المعانی جلد اوّل ص۶۳

۱۳...... ایضاً ص۱۷۳

۱۴...... روح المعانی۔ سورۃ البقرہ ص۲۲۔ ص۱۹۳۔ مکتبہ امدادیہ ملتان

۱۵...... کنز الایمان۔ حاشیہ صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی سورۂ بقرہ ص۴۹

۱۶...... القرآن الحکیم۔ الزخرف ۵۱

۱۷... روح المعانی البقرہ آیت (۵۰) جلد اوّل، ص۲۵۶

۱۸...... مکتوبات دفتر دوم مکتوب۹۲

۱۹...... روح المعانی جلد اوّل ص۸

۲۰... روح المعانی جلد اوّل ص۵۸

۲۱...... روح المعانی جلد اوّل ص۸۸

۲۲... ایضاً۔ ص۸۹

۲۳... مکتوبات امام ربانی، دفتر دوم، مکتوب۵۵

۲۴...... روح المعانی، جلد اوّل، ص۹۷

۲۵.. ایضاً صفحہ۸۵

۲۶...... ایضاً ص ۳۹

۲۷...... آفتاب ہدایت، جاوید اقبال مظہری۔ مظہری پبلی کیشنز کراچی ص ۹

۲۸...... روح المعانی، جلد اوّل، ص ۳۳۴ سورۃ البقرہ۔ مکتبہ امدادیہ ملتان

۲۹...... مکتوبات جلد سوم، مکتوب ۲۳ (ص ۲۳۲)

۳۰...... القرآن الکریم، البقرۃ

۳۱...... مکتوبات امام ربانی، دفتر، سوم مکتوب نمبر ۱۰۰

۳۲...... روح المعانی بحوالہ حاشیہ آیت سورۃ نساء ۱۶۴۔ تفسیر ضیاء القرآن جلد اوّل۔ جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازھری

۳۳...... جلد اوّل مکتوب ۳۱۰ ص ۴۴۶

۳۴...... جلد اوّل مکتوب ۲۵۸۔ ۳۷۱

۳۵...... بحوالہ تفسیر ضیاء القرآن سورۃ آل عمران آیت ۱۷۹ جسٹس پیر محمد کرم شاہ صاحب

۳۶...... روح المعانی جلد ۱۵، ص ۱۷۰۔ سورۃ الجن آیت (۲۶۔ ۲۷)

۳۷...... مکتوبات امام ربانی دفتر سوم مکتوب ۱۷۔ بحوالہ تجلیات امام ربانی علامہ اختر شاہجہاں پوری

۳۸...... روح المعانی، جلد اوّل، سورۂ بقرہ ۴۸۔ ص ۲۰۲

۳۹...... ایضاً آیت ۳۷ ص ۲۳۷

۴۰...... روح المعانی سورۃ البقرۃ آیت ۸۹۔ جلد اوّل

۴۱...... روح المعانی سورۃ البقرہ آیت ۵۰۔ جلد اوّل۔ ص ۳۵۶

۴۲...... القرآن الکریم، الحجر ۳۹، ماہنامہ کنز الایمان لاہور، جلد ۱۴ نومبر ۲۰۰۴ء ص ۳۴

۴۳...... امام احمد رضا اور علوم جدیدہ۔ علامہ سید ریاست علی قادری بحوالہ ماہنامہ نوائے اساتذہ، لاہور شمارہ دسمبر ۲۰۰۴ء

۴۴...... تذکرۃ المحدثین۔ علامہ غلام رسول سعیدی ص ۱۴۰

۴۵...... شان مصطفیٰ مولانا محمد اسلم، سیہول۔ ڈاک خانہ آہدیاں ضلع شیخوپورہ ص ۱۳۸

☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کشورِ چہارم

ہیں منبعِ فیضان رسول عربی
سرکار کا داماں ہیں مجدد الف ثانی
(حفیظ قادری)

٢٩٦

الجامعة الوطنية للغات الحديثة باسلام اباد
قسم اللغة العربية و آدابها

مكتوبات
الشيخ أحمد السرهندي باللغة العربية
(دراسة تحليلة و نقدية)

بحث مقدم لنيل شهادة الماجستير في اللغة العربية و آدابها

إشراف
الأستاذ الدكتور سيد على أنور
(رئيس قسم اللغة العربية)

إعداد
محمد عتيق الرحمن

رقم التسجيل : ١٧٨٦-MA/Arabic/٢٠٠٣

العام الدراسي: ١٤٢٦هـ - ٢٠٠٥م

٣٢٨٠

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تخریج احادیث در مکتوبات (فارسی)

پروفیسر ڈاکٹر محمد بابر بیگ مطالی

☆☆

(۱)...... پیغمبر فرمودہ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسّلام کہ:

بنائے اسلام بر پنج چیز است'' (دفتر سوم مکتوب ۱۷)

اسے امام بخاری و مسلم علیہما الرحمۃ نے صحیحین میں امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے ''جامع'' میں، امام نسائی علیہ الرحمۃ نے ''سنن'' میں اور ابو یعلیٰ موصلی علیہ الرحمۃ نے ''مسند'' میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً بلفظہٖ روایت کیا۔

چنانچہ امام بخاری فرماتے ہیں:

''حدثنا عبیداللّٰہ بن موسٰی قال أنا حنظلة بن أبی سفیان عن عکرمة بن خالد عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنهما قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: بنی الإسلام علٰی خمسٍ، شهادة أن لا إلٰه إلا اللّٰہ وأنّ محمّدًا رسول اللّٰہ واقام الصلوٰة وایتآء الزکوٰة والحجّ و صوم رمضان''[١]

امام مسلم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''حدثنا عبیداللّٰہ بن معاذ قال أبی قال نا عاصم و هوا بن محمدٍ بن زید بن عبداللّٰہ بن عمر عن أبیه قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: بنی الإسلام علٰی خمسٍ شهادة

أن لا اله الااللّٰه وأنّ محمّدا عبدهٗ رسوله واقام الصلوٰة وايتاء الزكوٰة و حج البيت و صوم رمضان‘‘۲

امام ترمذی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

’’حدثنا ابن أبی عمرنا سفيان بن عيينة عن سعيد بن الخميس التميمی عن حبيب بن أبی ثابت عن ابن عمر قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم : بنی الإسلام علىٰ خمسٍ شهادة أن لا إلٰه الّا اللّٰه و أنّ محمّدًا رسول اللّٰه واقام الصلوٰة وايتاء الزكوٰة وصوم رمضان و حج البيت‘‘۳

اور بعدازاں فرمایا:

’’وفی الباب عن جرير بن عبداللّٰه‘‘ هذا حديث حسنٌ صحيحٌ و قدروی من غير وجهٖ عن ابن عمر عن النبّی صلی اللّٰه عليه وسلم نحو هذا و سعد بن الخميس ثقة عنداهل الحديث‘‘۴

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ:

’’أخبرنا محمدبن عبداللّٰه بن عمار قال حدثنا المعافی يعنی ابن عمران عن حنظلة ابن أبی سفيان عن عكرمة بن خالد عن اب ن عمر أنّ رجلاً قال له، الا تغزوا قال سمعت رسول اللّٰه صلی الله عليه وسلم يقول: بنی الإسلام علىٰ خمس، شهادة أن لاإلٰه ال االلّٰه واقام الصّلوٰة وايتاء الزكوٰة والحجّ وصيام رمضان‘‘۵

اور امام ابویعلیٰ موصلی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

’’حدثنا أبوخيثمه حدثنا هاشم بن القاسم حدثنا عاصم عن أبيهٖ عن ابن عمر عن النبّی صلی اللّٰه عليه وسلم قال:

بنی الإسلام علٰی خمسٍ: شهاده أن لا الٰه الا اللّٰه وأن محمّدًا رسول اللّٰه علیه واقام الصلوٰة وایتاء الزکوٰة وحج البیت و صوم رمضان"[6]

علامہ خطیب تبریزی علیہ الرحمۃ نے ''مشکوٰۃ المصابیح'' میں بیان کیا اور فرمایا ''متفق علیہ''[7]

(۲)......درخبر آمده است

بعد از هر نماز فرض هر که آیت الکرسی بخواند مانع نباشد او را از دخول بهشت مگر موت' (دفتر سوم مکتوب ۱۷)

اسے امام ابوشجاع دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے ''فردوس الاخبار'' میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بلفظ (من قرء ایٰة الکرسی فی دبر کل صلوٰة مکتوبةٍ لم یمنعه' من دخول الجنّة الّا الموت) روایت کیا لیکن اسناد یوں بیان نہیں کیں۔[8]

البتہ امام بیہقی علیہ الرحمۃ ''شعب الایمان'' میں لکھتے ہیں:

''أخبرنا ابوعبداللّٰه الحافظ حدثنی القاسم بن غانم بن حموية ابن الحسین بن معاذ حدثنا أبوالعباس محمد بن اسحٰق بن الصباح حدثنا أبی حدثنا محمّد بن عمرو القرشی عن نهشل بن سعید الضبی عن أبی اسحٰق الهمدانی عن حبّةٍ العرنی قال سمعت علی بن أبی طالب یقول سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم علی اعواد المنبر یقول: من قرء ایٰة الکرسی دبر کل صلوٰة لم یمنعه من دخول الجنّة الاالموت، ومن قرأها حین یأخذ مضجعه أمّنه، اللّٰه علی داره ودارجاره دویرات حوله،[9]

اور بعد ازاں فرمایا: ''اسناده، ضعیف''[10]

علامہ خطیب تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ''مشکوٰۃ المصابیح'' میں ذکر کیا اور فرمایا:

''رواه البیهقی فی شعب الإیمان''[11]

امام ابن جوزی نے اسے موضوعات میں شمار کیا اور فرمایا:

”هذا لا يصحّ عبدالعزّى (حبّة العرنى) لايعرف و نهشل قد كذّبه أبوداؤد الطيالسى و ابن راهوية و قال الرّازى والنسائى هو متروك و قال ابن حبان: لايحل كتب حديثه الاعلى التعجب“[١٢]

لیکن علامہ سیوطی نے ابن جوزی کا تعاقب کرتے ہوئے فرمایا:

”(قلت)أخرجه البيهقى فى شعب الإيمان عن الحاكم و قال اسناده، ضعيفٌ والله اعلم“[١٣]

راقم الحروف کہتا ہے کہ ابن جوزی کا اسے موضوعات میں شمار کرنا درست نہیں کیونکہ یہ حدیث مختلف طرق سے مروی ہے۔ امام نسائی علیہ الرحمۃ نے ”عمل اليوم والليله“ میں حضرت أبوامامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا چنانچہ فرمایا:

”أخبرنا الحسين بن بشر بطروس، كتبناعنه، (قال) حدثنا محمّد بن زياد عن أبى أمامة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قرأاٰية الكرسى فى دبر كل صلوٰةٍ مكتوبة لم يمنعه من دخول الجنّة الا ان يموت“[١٤]

امام ابن السنی علیہ الرحمۃ نے اسے ”عمل اليوم والليله“ میں روایت کیا۔ آپ لکھتے ہیں:

”حدثنا محمد بن عبيدالله بن الفضل الكلاعى المحمصى حدثنا اليمان بن سعيد واحمد بن هارون جميعاً بالمصيصة قالا حدثنا محمد بن حمير عن محمد بن زياد الالهانى عن أبى أمامة الباهلى رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : من قرأاٰية الكرسى فى دبر كلّ صلوٰةٍ مكتوبةٍ لم يحل بينه وبين دخول الجنّة الاالموت“[١٥]

اور شارح ابو محمد سالم بن احمد سلفی نے اسے حدیث صحیح قرار دیا۔[١٦]

لیکن علامہ ابن جوزی نے اس روایتِ ابی امام رضی اللہ عنہ کو بھی موضوعات میں شمار کیا۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

"(قال) الدّارقطنی: حدثنا عبداللّٰه بن سليمان بن الاشعث حدثنا هارون بن زياد النجار و على بن صدقه الانصارى قالا حدثنا محمد بن حمير عن محمد بن زياد الألهانى عن أبى أمامة قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: من قرأاية الكرسى دبر كل صلوٰةٍ مكتوبة لم يمنعه، من دخول الجنّة الاّ أنّ يموت"[17]

اور بعدازاں فرمایا: "تفرد به محمد بن حمير وليس بالقوى"[18]

مگر علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے ابن جوزی کا تعقب کیا[19]

اور "اللآلی المصوعه" میں فرمایا:

"(قلتُ) كلابل قوىّ ثقةٌ من رجال البخارى والحديث صحيحٌ على شرط البخارى و قد أخرجه النّسائى وابن حبان فى صحيحهٖ وابن السنى فى عمل اليوم والليلة وصححه ايضاً الضياء المقدسي فى المختارهٖ وقال الحاظ ابن حجر تخريج احاديث المشكاة:

غفل ابن الجوزى فأوردهذا الحديث فى الموضوعات وهو من اسمج ماوقع له، وقال الحافظ شرف الدّين الدّمياطى فى جزء جمعه فى تقوية هذا الحديث محمد بن حمير القضاعى السليمى الحمصى كنيته أبو عبدالحميد احتج بهٖ البخارى فى صحيحه وكذالک محمد بن زياد الألهانى أبوسفيان الحمصى احتجّ بهٖ البخارى ايضاوقد تابع ابا امامه على بن ابى طالب وعبداللّٰه من عمرو بن العاص

والمغيره بن شعبه و جابر و انس رضى اللّٰه عنهم فرووه عن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم وأورد حديث على من الطريقتين السابقتين و حديث ابن عمر والمغيرة وجابر وأنس من الطريق الّتى مانريدها، ثم قال وإذا أنضمت هٰذه الاحاديث بعضها إلٰى بعض أخذت قوة

وقال الذهبى فى تاريخهٖ نقلت من خط السيّف أحمد بن أبى المجلد الحافظ قال صنف ابن الجوزى كتٰب الموضوعات فأصاب فى ذكره أحاديث مخالفة للنقل والعقل وممّالم يصب فيه اطلاقه الوضع علىٰ أحاديث بكلام بعض الناس فى أحد رواتها كقوله فلان ضعيف أوليس بالقوىٰ أولين وليس ذالک الحديث مما يشهد القلب ببطلانه ولافيه مخالفة ولامعارضة لكتٰب ولاسنّة ولاإجماع ولاحجة بانّه، موضوعٌ سوىٰ كلام ذٰلک الرّجل فى رواية وهٰذا عدوان ومجازفة قال فمن ذٰلک أنّه، أورد حديث أبى أمامة فى قرأة اٰية الكرسى بعد الصلوٰة لقول يعقوب بن سفيان فى رواية محمد بن حميد ليس بالقوىٰ و محمد هذا روى له البخارى فى صحيحه و ثقه، احمد و ابن معين انتهىٰ" [٢٠]

امام ابونعیم نے "حلية الأوليا" میں اسے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا۔ چنانچہ آپ رقمطراز ہیں:

"حدثنا أبوأحمد محمد بن أحمد القاضى حدثنا ابرٰهيم بن زهير حدثنا مكى بن ابرٰهيم حدثنا هاشم بن هاشم عن عمر بن ابرٰهيم عن محمّد بن كعب عن المغيرة ابن شعبة قال

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم : من قرأیۃ ی الکرسی دبر کلّ صلوٰۃ مابینہ وبین أن یدخل الجنۃ الاّ أن یموت فإذامات دخل الجنۃ''[٢١]

اور بعدازاں فرمایا:

''ھذا حدیث غریب من حدیث المغیرۃ تفرد بہ ھاشم بن ھاشم عن عمرعنہ ماکتبناہ عالیا الامن حدیث مکی''[٢٢]

لیکن علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ نے اس مفرد راوی کو ثقہ اور قابل احتجاج قرار دیا۔

چنانچہ ابونعیم علیہ الرحمۃ کی روایت مغیرہ پر تبصرہ کرتے ہوے فرمایا:

''قال الحافظ شرف الدّین الدمیاطی:

''مکّی و ھاشم ومحمد بن کعب اتفقا علی الإحتجاج بھم و عمر بن ابرٰھیم أبوحفص العبدی البصری احتجّ بہٖ الترمذی والنسائی و ابن ماجہ، قال فیہ یحییٰ بن معین: ثقۃ، وقال عبدالصمد ابن عبدالوارث: ثقۃ و فوق ثقۃ''[٢٣]

پھر علامہ سیوطی نے ''**الجامع الصغیر**'' میں امام نسائی اور ابن حبان کے حوالہ سے، بلفظ (**من قرأأیۃ الکرسی دبر کلّ صلوٰۃ مکتوبۃ لم یمنعہ من دخل والجنّۃ الاّ أن یموت**) ذکر کیا اور اسے حدیث صحیح قرار دیا۔[٢٤]

(پس حدیث بلفظ مجدد صحیح ہے)

(٣)......''بعدازاداۓ ہر نمازی ازنماز ۓ پنجگانہ باید کہ سی وسہ بار **کلمۂ تنزیھہ سبحان اللّٰہ** بگویند وسی وسہ بار **کلمہ تحمید الحمدللّٰہ** وسی وسہ بار **کلمہ تکبیر اللّٰہ اکبر** ، ویکبار بگویند، **لا الٰہ الّا اللّٰہ وحدہ، لاشریک لہ، لہ الملک، ولہ الحمد یُحي ویمیت وھوعلٰے کلّ شئٍ قدیرٌ تاعدد صدپورہ شود**''(دفتر سوم مکتوب ١٧)

اسے امام علیہ الرحمۃ نے ''**صحیح**'' میں اور امام أحمد بن حنبل نے ''**مسند**'' میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا۔ چنانچہ امام مسلم فرماتے ہیں:

”حدثنی عبدالحمید بن بیان الواسطی قال أنا خالد بن عبداللّٰہ عن سھیل عن أبی عبیدالمزجحی قال مسلم أبو عبیدمولٰی سلیمان بن عبدالمالک عن عطاء بن یزید اللیثی عن أبی ھریرۃ عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال، من سبّح للّٰہ فی دبر کلّ صلوۃ ثلاثاً و ثلاثین وحمد اللّٰہ ثلاثاوثلثین و کبّر اللّٰہ ثلاثاً وثلثین و تلک تسعۃ وتسعون و قال تمام المائۃِ لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہ،لہ الملک ولہ الحمدوھوعلیٰ کلّ شیٔ قدیرٌ، غفرلہ خطایاہ و ان کانت مثل زبد البحر“ [۲۵]

اورامام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”حدثنا محمد بن الصباح قال حدثنی اسمٰعیل یعنی ابن زکریا عن سھیل بن أبی صالح عن أبی عبید عن عطاء بن یسارعن أبی ھریرۃ عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال، من سبّح للّٰہ فی دبر کلّ صلوۃٍ ثلاثاً و ثلثین وحمد اللّٰہ ثلاثاًوثلثین و کبّر اللّٰہ ثلاثاً وثلثین فتلکتسع وتسعون ثم قال تم المائۃلا الٰہ إلااللّٰہ وحدہٗ لاشریک لہٗ، لہ الملک ولہ الحمدوھوعلٰی کلّ شیٔ قدیرٌ، غفرلہ خطایاہ و ان کانت مثل زبد البحر“ [۲۶]

علامہ خطیب تبریزی نے ”مشکوٰۃ المصابیح“ میں بیان کیااورفرمایا”رواہ المسلم“ [۲۷]
(حدیث صحیح ہے)

(۴)...... درحدیثِ نبوی آمدہ است علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کہ:

ھرکہ ایں دعا(اللّٰھم ما أصبح بی من نعمۃٍ أوبأحدٍ خلقک الخ) رادرروز بخواند شکرآں روز بجا آوردہ باشدوھرکہ ھرشب بخواند شکرآں شب بجا آوردہ باشد“ (دفترسوم مکتوب ۱۷)

اسے علامہ خطیب تبریزی نے "مشکوٰۃ المصابیح" میں بلفظہٖ ذکر کیا۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

"عن عبداللّٰہ بن غنام قال قال رسول اللّٰه صلی الله علیه
وسلم من قال حین یصبح اللّٰهمّ ما أصبح بی من نعمةٍ او
بأحدٍمن خلقک فمنک وحدک لاشریک لک فلک
الحمدولک الشکر فقد أدّی شکریومهٖ ومن قال مثل
ذالک حین یمسی فقد أدّی شکر لیلتهٖ ۲۸

اور بعدازاں فرمایا "رواه أبو داؤد "۲۹

امام ابوداود نے "سنن" میں روایت کیا لیکن الفاظ (أوبأحدٍ من خلقک) ذکر نہیں کئے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

"حدثنا أحمد بن صالح حدثنا یحيٰ بن حسّان و اسمٰعیل قالا
حدثنا سلیمٰن بن بلال عن ربیعة بن أبی عبدالرحمٰن عن
عبداللّٰه بن عنبسة عن عبداللّٰه بن غنّام البیاضی أن رسول اللّٰه
صلی الله علیه وسلم . قال: من قال حین یصبح: اللّٰهمّ ما
أصبح بی من نعمة فمنک وحدک لاشریک لک فلک
الحمدولک الشکر فقد أدّی شکریومه ومن قال مثل
ذالک حین یمسی فقد اذّی شکر لیلةٍ "۳۰

اور علامہ نووی نے روایت ابوداؤد کی اسناد کو جیّد (حسن) قرار دیا۔ ۳۱

امام بخاری "التاریخ الکبیر" نسائی اور بغوی نے شرح "السنّه" میں حضرت ابن غنام رضی اللہ عنہ سے جبکہ امام ابن السّنی "عمل الیوم واللیلة" اور ابن حبان نے "صحیح" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا۔ لیکن یہ دعا بوقت شام پڑھنے کا ذکر نہیں کیا...... البتہ امام بیہقی نے "شعب الایمان" میں بروایت ابن غنام رضی اللہ علیہ بوقت شام کا ذکر بھی کیا۔

چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"قال (لنا) اسمٰعیل حدثنی أخی عن سلیمٰن بن بلال عن ربیعة بن أبی عبدالرحمٰن عن عبداللّٰہ بن عنبسة عن ابن غنام عن النبّی صلی اللہ علیه وسلم قال: من قال حین یصبح اللّٰهمّ ما أصبح (بی) من نعمةٍ أو بأحدٍ من خلقک فمنک وحدک لاشریک لک فلک الحمدولک الشکر، أدّی شکر ذٰلک الیوم" ٣٢

امام ابن السنی لکھتے ہیں:

"اخبرنا أبوعبدالرحمٰن أخبر نایونس بن عبدالاعلیٰ فی حدیثہٖ عن ابن وھب اخبرنی سلیمان بن بلال عن ربیعة بن أبی عبدالرحمٰن عن عبداللّٰہ بن عنبسة عن عبداللّٰہ بن عباس رضی اللّٰہ عنه أن رسول اللّٰہ صلی اللہ علیه وسلم قال: من قال حین یصبح اللّٰهم ماأصبح بی من نعمة أوبأحدٍمن خلقک فمنک وحدک لاشریک لک، ولک الحمدولک الشکر، فقد أدّی شکر ذالک الیوم"٣٣

امام ابن حبان فرماتے ہیں:

"أخبرنا ابن قتیبة حدثنا یزید بن موھب حدثنا ابن وھب عن سلیمان ابن بلال عن ربیعة بن أبی عبدالرحمٰن وھو ربیعة الرأی عن عبداللّٰہ بن عنبسة عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنه أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: من قال حین یصبح: اللّٰهم ما أصبح بی من نعمة أوبأحدٍ من خلقک فمنک وحدک لاشریک فلک الحمد ولک الشکر، فقد أدّی شکر ذٰلک الیوم٣٤

امام نسائی لکھتے ہیں:

"أخبرنا عمرو بن منصور قال حدثنا عبداللّٰه بن مسلمة قال حدثنا سليمان عن ربيعة عن عبداللّٰه بن عنبسة عن ابن غنّام عن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم انّه' قال: من قال حين يصبح، ألـلّهمّ مـأ أصبح بى من نعمةٍ أوبأحدٍ من خلقك فمنك وحدك لاشريك لك فلك الحمدولك الشكر، الاّ اذّى شكر ذالك اليوم"[۳۵]

اوراسی طرح امام بغوی علیہ الرحمۃ نے "شرح السنۃ" میں روایت کیا۔ چنانچہ فرمایا:

"أخبرنا عبدالواحد المليحى، أناأبو منصورى السمعانى حدثنا أبو جعفر الرّبانى حدثنا حميد بن زنجويه حدثنا ابن أبى أويس حدثنا سليمٰان بن بلال عن ربيعة بن أبى عبدالرحمٰن عن عبداللّٰه ابن عنبسه عن ابن غنّام عن النبّى صلى اللّٰه عليه وسلم أنه، قال: من قال حين يصبح: أللّٰهمّ ما أصبح بى من نعمة أوبأحدٍ من خلقك فمنك وحدك لاشريك لك فلك الحمدولك الشكر، أدّى شكر، ذالك اليوم"[۳۶]

لیکن امام بیہقی نے "شعب الایمان" میں حضرت ابن غنام رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا اور "بوقت شام" کا بھی ذکر کیا۔ چنانچہ رقمطراز ہیں:

"حدثنا أبوعبدالرحمٰن بن الحسين السلّمى أخبرنا محمد ابن أمد بن سعيد الرازى حدثنا ابو حاتم محمدبن ادريس الرازي حدثنا القعنبى حدثنا سليمان بن بلال عن ربيعة عن عبداللّٰه بن عنبسة عن ابن غنّام قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم : من قال حين يصبح و حين يمسى

أللّٰهمّ ما أصبح بی نعمة أو بأحدٍ من خلقک فمنک وحدک لاشریک لک، فلک الحمد ولک الشکر، الاّ أدّی شکر ذالک الیوم'' [۳۷]

(یہ حدیث حسن ہے)

(۵)......پیغمبر فرمودہ است علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسّلام کہ:

روزہ سپر است از آتش دوزخ'' (دفتر سوم مکتوب ۱۷)

اس حدیث نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰت والتسلیمات کو امام ابن ماجہ اور امام نسائی نے 'سنن' میں حضرت عثمان بن ابی العاص الثقفی سے مرفوعاً بلفظہٖ، جبکہ امام مسلم نے ''صحیح'' میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً باختصار روایت کیا، چنانچہ امام ابن ماجہ فرماتے ہیں:

''حدثنا محمد بن رمح المصری انبأنا اللیث بن سعد عن یزید بن ابی حبیب عن سعید بن أبی هند أنّ مطرفاً من بنی عامر بن صعصعة حدثه أنّ عثمان بن أبی العاص الثقفی دعاله بلبن یسقیه فقال مطرف انّی صائم فقال عثمان رضی اللّٰه عنه سمعتُ رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: الصّیام جنّة من النار کجنّة أحدکم من القتلٰ'' [۳۸]

امام نسائی لکھتے ہیں کہ:

''أخبرنا علی بن الحسین قال حدثنا ابن أبی عدی عن ابن اسحاق عن سعید بن أبی هند عن مطرف قال دخلت علیٰ عثمان بن أبی العاص فدعا بلبن فقلت إنّی صائم فقال سمعت رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم یقول: الصّوم جُنّة من النّار کجنّة احدکم من القتال'' [۳۹]

اور امام مسلم نے فرمایا:

''حدثنا عبداللّٰه بن مسلمة بن قعنب وقتیبة ابن سعید قالا

حدثنا المغيرة وهو الحزامی عن أبی الزناد عن الأعرج عن
أبی هريرة رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه
وسلم : الصّيام جنّةٌ''[۳۰]

(یہ حدیث صحیح ہے)

(٦)... فرمودہ است علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسّلام کہ:

''حج ہدم میکنہ گناھانِ سابق را'' (دفتر سوم مکتوب ۱۷)

یہ ایک قطعۂ حدیث ہے جسے امام مسلم نے ''صحیح'' میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بلفظ: (إنّ الحجّ يهدم ما كان قبله) روایت کیا۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

''حدثنا محمد بن المثنی الغندی وأبو معن الرّقاشی و
اسحٰق بن منصور كلهم عن أبی عاصم واللفظ لابن مثنیٰ
قال نا الضّحاک يعنی أبا عاصم قال أنا حيوٰة بن شريح قال
حدثنی يزيد بن ابی حبيب عن أبی شماسة المهدی قال
حضرنا عمرو بن العاص وهو فی سياقهِ الموت يبكی طويلاً
وحوّل وجهه الی الجدار فجعل ابنه يقول يا أبتاه
اما بشّرک رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم بكذا اما
بشرک رسول اللّٰه بكذا قال فاقبل بوجهه و قال انّ افضل
ما نعدّ شهادة أن لا اله الا اللّٰه وأنّ محمدا رسول اللّٰه إنّی
قد كنت علیٰ اطباقٍ ثلاثٍ لقد أيتنی وما احد أشد بغضا
لرسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم منّی ولا أحبّ إلّی ان
أكون قد استمكنت منه فقتلته منه فلومتُّ علی تلک
الحال لكنت من أهل النّار فلمّا جعل اللّٰه الاسلام فی قلبی
اتيت النبی صلی اللّٰه عليه وسلم فقلت أبسط يمينک
فلأبايعک فبسط يمينه قال فقبضت يدی قال مالک يا

> عمرو قال قلت أردت ان اشترط قال تشترط بما ذا قلت أن یغفرلی قال اماعلمت یاعمرو: إنّ الإسلام یهدم ماکان قبله و ان الهجرة تهدم ماکان قبلها وأنّ الحجّ یهدمما کان قبله الخ‘‘[۴۱]

علامہ خطیب تبریزی ’’مشکوٰۃ المصابیح‘‘ میں لکھتے ہیں:

> ’’عن عمرو بن العاص قال أتیت النبّی صلی اللّٰه علیه وسلم، فقلت ابسط یمینک فلایعک فبسط یمینه، فقبضت یدی فقال مالک یا عمرو قالت اردتُ ان اشترط قال تشترط بماذا قلت أن یغفرلی قال اماعلمت یا عمرو انّ الاسلام یهدم ما کان قبله وأنّ الهجرة تهدم ماکان قبلها وانّ الحجّ یهدم ماکان قبله‘‘ [۴۲]

اور بعدازاں فرمایا: ’’رواہ المسلم‘‘[۴۳]
(یہ قطعہ حدیث صحیح ہے)

(۷)......درحدیث صحیح آمدہ است کہ:

> ’’ہفتاد وہزار کس ازامت من بیحساب بہشت خواہند درآمد،
> پرسیدند کہ چہ کسانند آنہا یارسول اللہ؟

فرمودہ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام: الذین لایکتوؤن ولایسترقون وعلی ربّهم یتوکلون‘‘ (دفتر سوم مکتوب ۲۱)

اسے امام مسلم نے ’’صحیح‘‘ میں حضرت عمران رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بلفظہٖ روایت کیا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

> ’’حدثنا یحییٰ بن خلف الباهلی قال نا المعتمر هن هشام بن حسان عن محمد یعنی ابن سیرین قال حدثنی عمران قال

قال النبّی صلی اللّٰه علیه وسلم: یدخل الجنة من امّتی سبعون الفاً بغیر حسابٍ قالو اومن هم یارسول اللّٰه؟ قال همً الذّین لایکتوؤن ولایسترقون وعلی ربّهم یتوکلون، فقام عکاشة فقال ادع اللّٰه ان یجعلنی منهم قال أنت منهم قال فقام رجلٌ فقال یانبی اللّٰه اُدع اللّٰه أن یجلعنی منهم قال سبقک بهاعکاشة" [۴۴]

(یہ حدیث صحیح ہے)

(۸)......آنسرور دین علیہ الصلوٰۃ والسّلام از خانۂ یھودی طعام خوردہ است" (دفتر سوم مکتوب ۲۲)

اسکا ذکر امام بخاری و مسلم نے "صحیحین" اور امام اَبوداوَد نے "سنن" میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً کیا۔

چنانچہ امام بخاری فرماتے ہیں:

"حدثنا عبداللّٰه بن عبد الوهاب قال ثنا خالد بن الحارث ثنا شعبة عن هشام بن زید عن انس بن مالک ان یهودیة اتت النبی صلی اللّٰه علیه وسلم بشأةٍ مسمومة فاعل منها فجئ یها فقیل الاتّقتلها قال "لا" قال فما زلت اعرقها فی تهوات رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم. [۴۵]

امام مسلم رحمۃ اللہ لکھتے ہیں:۔

"حدثنایحیٰ بن حبیب الحارثی حدثنا خالد بن الحارث حدثناشعبة عن هشام ابن زید عن انس رضی اللّٰه عنه: أنّ امرأة یهودیة أتت رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم بشأةٍ مسمومة فأکل منها فجئ بها الیٰ رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم فسألها عن ذٰلک فقالت: اردت لاقتلک قال: ماکان اللّٰه لیسلطک علیٰ ذٰلک قال أوقال علیَّ" قال:

قال قالوا: ألانقتلها، قال: ”لا“ قال: فمازلت أعرفها فی لهوات رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم “[۴۶]

اورامام اُبوداود نے باسناد الفاظِ مسلم روایت کیا۔[۴۷]

(یہ حدیث صحیح ہے)

(۹) … ”وبظرف مُشر کے طہارت کردہ“ (دفتر سوم مکتوب ۲۲)

اس کا ذکر امام بخاری نے ”صحیح“ میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی طویل قصّہ میں کیا۔ چنانچہ فرمایا۔

”حديثا ابو الوليد حدثنا سلم بن زيدقال سمعت أبارجاء حدثنا عمران بن حصين انّهم كانوامع النبّی صلی اللّٰه علیه وسلم من فسير فأدلجواليلتهم حتیٰ إذا كان فی وجه الصبح عرّسوافغلبتهم أعينهم حتیٰ ارتفعتِ الشمس فكان اوّل من استيقظ من منامهٖ أبوبكر وكان لايوقظ رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فی منامهٖ حتی يستيقظ فاستيقظ عمر فقعد أبوبكر عند رأسهٖ فجعل يكبّر ويرفع صوته حتیٰ استيقظ النبّی صلی اللّٰه علیه وسلم فنزل و صلی بنا الغداة فاعتزل رَجُلٌ من القوم لم يصلّ معنا فلمّا انصرف قال:يافلان مايمنعک ان تصلّی معنا قال اصابتنی جنابةٌ فامره ان يتيمّم بالصعيد ثم صلیّ و جعلنی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیهٖوسلم فی ركوبٍ بين يديه وقد عطشنا عطشا شديدًا فبينما نحن نسير اذا نحن بأمرأة سادلة رجليها بين مزادتين فقلنا لها أين الماء فقالت أنه، لأماء قلنا كم بين اهلک و بين الماء قالت يوم اليلة فقلنا انطلقی إلٰی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، فقالت وما رسول اللّٰه فلم نملّكها من أمرها حتیٰ استقبلنا

بها النبّى صلى الله عليه وسلم فحدثتهُ بمثل الذى حدثتنا غير انها حدثته انّها مؤتمة فأمر بمزادتيها فمسح فى العزلاوين فشربنا عطاشاً أربعون رجلاً حتىٰ روينا فملانا كلَّ قربة معنا واداواة غير أنّه، لم نسق بعير اوّهى تكاد تنصّ من المأثم قال هاتواماعندكم فجمع لها من الكسر والتمرحتى أتت اهلها فقالت لقيت أسمر الناس أوهو نبىٌّ كمازعموا فهدى الله ذالك الصرم بتلك المرأة فاسلمت وأسلموا" ۴۸

روایت مذکورہ کے الفاظ: (فأمره بمزادتيها فمسح فى العزلاوين) سے زیرِ تحقیق عبارت کا مفہوم اخذ ہوتا ہے۔

(۱۰) ...... "وحضرت عثمان کہ در بدر حاضر نہ بودہ، حضرت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم اورا مدینہ گذاشتہ آمدہ بودند از برائے تیمارداری اهلیہ اُوکہ بنت آنحضرت بودہ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات فرمودند کہ: ھرچہ بدریاں را فضیلت حاصل شود ترا ھم حاصل خواھد شد ودر بیعت رضوان کہ حاضر نہ بود آنسرور علیہ الصلوٰۃ والسّلام اورا پیش اھل مکہ فرستادہ بودند واز جانب اُوخود بیعت فرمودند، چنانچہ مشہور است" (دفتر سوم مکتوب ۲۴)

اسے امام بخاری نے "صحیح" میں، امام احمد نے "مسند" میں اور امام ترمذی نے "جامع" میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ چنانچہ امام بخاری فرماتے ہیں:

"حدثنا موسىٰ بن اسمعيل ثنا أبوعوانة حدثنا عثمان هو ابن موهب قال جاء رجلٌ من أهل مصر وحج البيت فرىٰ قوماً جلوساً فقال من هٰؤلآء القوم فقالوا هٰؤلآء قريش قال فمن الشيخ فيهم قالوا عبدالله بن عمر قال يا ابن عمر انّى أسألك عن شى فحدثنى هل تعلم أنّ عثمان فرّيوم أُحدٍ قال نعم، قال تعلم أنه تغيّب عن بدرٍ ولم يشهد قال نعم قال تعلم انه تغيّب عن بيعة الرضوان فلم يشهدها، قال نعم قال

اللّٰه اکبر قال ابن عمر تعال ابیّن لک أمّا فرارہ یوم احد فأشهد إنّ اللّٰه عفا عنه و غفرله واما تغیّبه عن بدرٍ فانّه، کانت تحته بنت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وکانت مریضة فقال له، رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، انّ لک أجر رجل ممن شهد بدر أو سهمه، وأما تغیّبه عن بیعة الرضوان فلو کان احدا عزّ ببطن مکّة من عثمان لبعثه مکانه فبعث رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وکانت بیعة الرضوان بعد ماذهب عثمان الی مکّة فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم بیده الیمنٰی هذه یدعثمان فضرب بها علٰی یدہٖ فقال هذا العثمان فقال له، ابن عمر اذهب بها الاٰن معک"[49]

امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے "جامع" میں مثل امام بخاری بیان کیا اور فرمایا:

"هٰذا حدیث حسنٌ صحیحٌ"[50]

اور امام احمد نے بقدر اختصار روایت کرتے ہوئے فرمایا:

"حدثنا هاشم ثناء ابو معاویة یعنی شیبان عن عثمان بن عبداللّٰه قال جاء رجلٌ الی ابن عمر فقال یا ابن عمر انی سائلک عن شی تحدثنی به قال نعم فذکر عثمان فقال ابن عمر امّا تغیّبه عن بدرٍ فانّه کانت تحته، ابنة رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم فکانت مریضة فقال له النبّی صلی الله علیه وسلم : إنّ لک أجر رجلٍ شهد بدرًا وسهمه، واما تغیّبه عن بیعة الرضوان فانّ لو کان احدٌ أعزّ ببطن مکة من عثمان لبعثه فبعث عثمان وکانت بیعة الرضوان بعد ماذهب عثمان الٰی مکة فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم بیده الیمنٰی هذهٖ یدعثمان فضرب بیدالأخری علیها

فقال هذه لعثمان، فقال له، ابن عمر رضی اللّٰه عنه اذهب بهذه الان معک" [۵۱]

علامہ خطیب تبریزی نے "مشکوٰۃ المصابیح" میں بیان کیا اور فرمایا "رواہ البخاری" [۵۲]

(یہ حدیث صحیح ہے)

(۱۱) ...... در حدیث آمدہ است علیٰ قائلہ الصلوٰۃ والسلام کہ:

هیچ بنی آدم نیست مگر انکه او را قرینے از جن ست پر سیدنا یا رسول اللّٰه شما را قرین جنی است؟

فرمودہ کہ ہست اما خدائے تعالےٰ مرا بروے اعانت دادہ است کہ از شرّ او سالم ماندہ، (دفتر سوم مکتوب ۳۳)

اسے امام مسلم نے "صحیح" میں اور امام احمد نے "مسند" میں، حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے، مرفوعاً روایت کیا۔ چنانچہ امام مسلم فرماتے ہیں:۔

"حدثنا عثمان بن أبي شيبة و اسحٰق بن ابراهيم قال اسحٰق أنا وقال عثمان حدثنا جرير عن منصور عن سالم بن أبي الجعد عن أبيه عن عبداللّٰه بن مسعود رضي اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: مامنكم من أحدٍ إلاّ وقد وكّل اللّٰه به قرينة من الجنّ قالو اواياک يا رسول اللّٰه؟ قال واياى إلاّ إنّ اللّٰه اعانني عليه فأسلم فلا يأمرني الاّبخير" [۵۳]

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں:

"حدثنا زيادبن عبداللّٰه البكائي حدثنا منصور عن سالم عن أبيه عن عبداللّٰه قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: مامن أحدٍ الاّوقد وكّل به قرينه من الجنّ قالوا: وأنت يا رسول اللّٰه؟ قال وأنا إلاّ إنّ اللّٰه اعانني عليه فاسلم، فليس يأمرني إلّا بخير" [۵۴]

علامہ خطیب تبریزی نے: "مشکوٰۃ المصابیح" میں بیان کیا اور فرمایا "رواہ المسلم" [۵۵]

(یہ حدیث صحیح ہے)

(۱۲)...... روزے حضرت پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وسلم از اصحاب خود پرسیدند کہ میدانند کہ اسرق السارقین کیست یعنی بدترین دزدان کدام است عرض کردند نمیدانیم، فرمائید آنحضرت فرموداہ علیہ وعلیہم الصلوٰت کہ اسراق السارقین کسے است کہ از نماز خود بدزود ارکان نماز ابتمام وکمال ادا نماید'' (دفتر سوم مکتوب ۴۱)

اسے امام مالک نے: ''مؤطا'' میں حضرت نعمان بن مرّہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا۔

چنانچہ فرمایا:

> ''عن یحیٰی بن سعید عن النعمان بن مرّة أنّ رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال، ترون فی الشارب والسارق والزّانی وذالک قبل أن ینزل فیهم، قالو اللّٰه و رسوله اعلم، قال هنّ فواحش و فیهنّ عقوبة واسرق السرقه الذی یسرق صلٰوته قالو او کیف یسرق صلٰوته؟ یا رسول اللّٰه، قال: لایتمّ رکوعها ولا سجودها''[۵۶]

امام منذری نے اسے: ''الترغیب والترھیب'' میں بیان کیا اور فرمایا: ''رواہ مالک''[۵۷]

(یہ حدیث صحیح ہے)

(۱۳)...... ابوحزیفہ رضی اللہ عنہ از حضرت پیغمبر روایت کند کہ فرمودہ علیہ علیٰ الہ الصلوٰۃ والسّلام:

اے گروہ آدمیاں:

> از زنا پرھیز نمائید کہ در وے شش خصلت است، سہ، در دنیا و سہ، در آخرت امّا سہ کہ در دنیاست یکے آنست کہ بھاو نورانیّت وصفا از زنا کنندہ زائل می گردد، دوئم آنکہ زنا مورث فقرست، سویم آنکہ نقصان در عمر می آرد، وآں سہ ۳ خصلت کہ زانیاں را در آخرت یکے سخط وغضب خداست جلّ سلطانہ دوئم سُوء حساب ست، سویم عذاب نار'' (دفتر سوم مکتوب ۴۱)

اسے امام بیہقی ''شعب الایمان'' میں اور ابو نعیم نے ''حلیتہ الاولیاء'' میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے جبکہ علامہ خطیب بغدادی نے ''تاریخ بغداد'' میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت کیا۔ چنانچہ امام بیہقی فرماتے ہیں۔

”أخبرنا أبو طاهر الفقيه و محمّد بن موسىٰ وغيرهما حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب حدثنا محمد بن اسحٰق الصنعانی حدثنا سعید بن عفیر حدثنی مسلمة بن الخشنی عن أبی عبدالرحمٰن الكوفی عن سليمان الأعمش عن شقيق بن سلمة عن حذيفة بن اليمان رضی اللّٰہ عنه أنّ رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم قال: يامعشر المسلمين، ايّاكم والزّناء فإنّ فيه ستّ خصالٍ: ثلٰثٍ فی الدينا وثلاث فی الأخره فامّاالتی فی الدّنيا فذهاب البهاء و دوام الفقرو قصر العمرو امّاالتی فی الأخرة سخط اللّٰه و سوء الحساب والخلودُفی النار، ثم تلارسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم: أن‘ سخط اللّٰه عليهم وفی العذاب هم خٰلدون“ ۵۸

اور بعدازاں (امام بیہقی) نے فرمایا:۔

”فهٰذا أسناد ضعيفٌ مسلمة بن علی الخشنی متروكه أبوعبدالرحمٰن الكوفی مجهولٌ. الأيه فی التخليدوردت فی الكفّار“ ۵۹

جبکہ امام ابونعیم لکھتے ہیں:

”حدثنا محمد بن المظفر قال حدثنا احمد بن سعيد الدمشقی قال حدثنا هشام ابن عمّار ثنا مسلمة بن علی عن الاعمش عن شقيق عن حذيفة رضی اللّٰه عنه قاله قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم ايا كم والزّنا فانّ فيه ست خصالٍ ثلاثا فی الدنا وثلاثافی الأخرة فأمّا اللّواتی فی الدّنيا فانّهٗ يذهب بالبهاء ويورث الفقرو ينقص العمرو امّا اللواتی فی الأخرة فانّه يورث سخط الرّب و سوء الحساب والخلودفی النّار“ ۶۰

اور بعدازاں فرمایا:

"غریبٌ من حدیث الأعمش تفرّدبهٖ مسلمة و هو ضعیف الحدیث"[٦١]

امام ابن جوزی نے اسے بطریق ابونعیم: "کتاب الموضوعات" میں ذکر کیا اور فرمایا:

"(فیه) مسلمة بن علی. قال یحیٰی: لیس بشیٍٔ و قال النسائی والدار قطنی: متروک. وفی رواتهٖ مسلمة عن عبدالرحمٰن الکوفی عن الأعمش"[٦٢]

لیکن علامہ سیوطی نے ابن جوزی کا تعاقب کرتے ہوئے فرمایا:

'(قلت': أخرجه من الطریق الأول أبونعیم فی الحلیة وقال تفرّدبه مسلمة و هو ضعیف الحدیث والبیهقی فی شعب الإیمان وقال هذا اسنادضعیف، مسلمة متروکه و أبو عبدالرّحمٰن الکوفی مجهولٌ واللّٰه أعلم،"[٦٣]

اور "التعقبات علی الموضوعات" میں فرمایا:

"مسلمة من رجال ابن ماجه لم یتهم بالکذب، والطریقان شاهدان لهٗ وقد أخرجه البیهقی فی الشعب وقال صعیفٌ ولبعضهٖ شاهد من حدیث ابن عمرو أخرجهٗ البیهقی أیضاً بلفظ الزّنایورث الفقر"[٦٤]

امام خطیب بغدادی علیہ الرحمۃ نے اسے: "تاریخ بغداد" میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

"حدثنی التنوخی حدثنا کعب بن عمروبن جعفر البلخی املاء. حدثنا الحسن بن عرفة العبدی حدثنی یزید بن هارون الواسطی عن حمید الطویل عن انس رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ایاکم والزنا فانّ فی الزّناستّ خصالٍ ثلاث فی الدّنیا و ثلاث فی الأخرة فأما

اللّواتی فی دارالدّنا فذهاب نورالوجه وانقطا ع الرّزق
وسرعة الفناء وامّااللّواتی فی الأخرة فعضب الرّب و سوٓء
الحساب والحلول فی النّار الأأن یشاءَ اللّٰه [۶۵]

اور بعدازاں فرمایا: رجاله ثقات سوٰی کعب‘‘[۶۶]

راقم الحروف کہتا ہے کہ اس روایت کی اسناد میں مذکورراوی: ’’کعب بن عمرو البلخی ‘‘ضعیف ہے۔

امام خطیب بغدادی فرماتے ہیں: ’’وکان گیر ثقة‘‘[۶۷]

اورامام ذہبی نے بھی ’’میزان الاعتدال‘‘ میں فرمایا کہ:

’’کعب بن عمرو البلخی دن اسمٰعیل الصفار روای عنه أبی
النرسی فی مشیختهٖ قال أبوبکر الخطیب: کان غبر ثقة‘‘ [۶۸]

لیکن امام ابن جوزی نے اس رویت خطیب کو بھی موضوعات میں شمار کیا اور فرمایا:

’’أمّاحدیث انس: فقال أبوبکر الخطیب: اسنادهٗ کلهم ثقاة
سوىٰ کعب فقال ابن أبی الفوارس: کان کعب سئ الحال
فی الحدیث‘‘ [۶۹]

مگر علامہ سیوطی نے ’’اللآ لی المنوعۃ‘‘ میں ابن جوزی کا تعاقب کرتے ہوے فرمایا:

’’(قلت) ولهٗ طریق اخرواهٍ أخرجهٗ أبونعیم حدثنا أبوبکر
المفید حدثناأبو الدنیا الأ شجع عن علی بن أبی طالب رفعه
لهٗ واللّٰه أعلم‘‘[۷۰]

(یہ حدیث ضعیف ہے)

(۱۴)......درحدیث نبوی آمده است:

زنائے چشماں نظر بسوئے محرّمات ست وزنائے دستاں گرفتن محرّمات ست وزناپائے ہارفتن بسوئے محرّمات ست‘‘ (دفتر سوم مکتوب ۱۴)

اسے امام احمد بن حنبل نے: ’’مسند‘‘ میں حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بلفظہٖ روایت کیا۔

چنانچہ فرمایا:

"حدثنا عبدالصمد بن عبدالوارث حدثنا حماد عن سهیل عن أبیه عن أبی هریرة رضی اللّٰہ عنه أنّ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: کل ابن اٰدم له حظه من الزّنافزنا العین النظروزنا الیدین البطش وزنا الرجلین المشی وزنا الفم القبل والقلب یهوی ویتمنّٰی ویصدق ذالک أویکذبه الفرج و حلق عنده ثم ادخل أصبعه السبابة فیها یشهد علی ذلک أبو هریره لحمه و دمه"[۷۱]

جبکہ امام مسلم نے "صحیح" میں فرمایا:

"حدثنی اسحاق بن منصور أنا أبو هاشم المخزومی ناوهیب نا سهیل بن أبی صالح عن أبیهٖ عن أبی هریرة ان النبّی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال کتب علٰی ابن اٰدم نصیبه من الزنا مدرک ذالک لا محاله فالعینان زناهما النظروالاذنان زنا هماالاستماع واللسان. زناه الکلام والیدُ زنا ها البطش والرجل زنا الخطٰی والقلب یهوی و یمنّٰی ویصدق ذالک الفرج ویکذبه" [۷۲]

اور امام بخاری نے "صحیح" میں روایت کیا ہے:

"حدثنا محمود بن غیلان حدثنا عبدالرّزاق قال أخبرنامعمر عن ابن طاؤس عن أبیهٖ عن ابن عباس قال مارأیت شیئاً اشبه باللّمم مما قال أبوهریرة رؤی اللّٰہ عنه عن النبّی صلی اللّٰہ علیه وسلم : إنّ اللّٰہ کتب علی ابن اٰدم حظّه من الزّنٰی ادرک ذلک لا محالة فزنٰی العین النظروزنٰی اللسان المنطق والنّفس تمنی وتشتهی والفرج یصدّق ذٰلک و یکزبهٗ و قال شبابة حدثنا ورقاء

(ابن عمر) عن ابن طاؤوس عن إبيه عن إبی هريرة عن النّبی صلی اللّٰه عليه وسلم.[۷۳]

(۱۵)...... مخبر صادق فرموداه علیہ من الصلوٰت اتّمھا کہ:

فردائے قیامت خونِ شہداء را با سیاھی علماء وزن کنند پلّہ آں سیاھی راجح آید'' (دفتر سوم مکتوب ۴۷)

اسے علامہ علی متقی نے ''کنز العمال'' میں بلفظِ - **اذا کان یوم القیٰمة یوزن دم الشهداء بمدادالعلماء فیر جح مدادالعماء علیٰ دم الشهداء)** ''ذکر کیا اور فرمایا کہ اسے ابن نجّار نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے[۷۴]

امام غزالی نے ''احیاء علوم الدّین'' میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مقطوعاً ذکر کیا کہ:

'' یوذن مداد العلماء بدم الشهداء فیر جح مداد العلماء بدم الشّهداء''[۷۵]

علامہ ابن عبدالبر علیہ الرحمۃ نے '' جامع بیان العلم'' میں حضرت ابوالدردا رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا۔ چنانچہ فرمایا:

'' قرأت علٰی خلف بن القاسم أنّ أحمد بن ابراهيم بن عطيّة الحداد حدثه قال حدثنا أحمد بن محمّد بن موسٰی بن عيسٰی قال حدثنا محمد بن عبد اللّٰه بن المستيذ قال حدثنا أبو عصمة بن النعمان البلخی قال حدثنا اسمٰعيل بن أبی زياد عن أبی يونس القشير ی عن سماک بن حرب عن أبی الدردآء رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم: يؤزن يوم القيٰمة مداد انعلماء و دم الشهداء[۷۶]

امام غزالی علیہ الرحمۃ نے ''احیاء علوم الدّین'' میں بلفظ ''ابن عبدالبرّ'' ذکر کیا[۷۷]

اور علامہ عراقی علیہ الرحمۃ نے اس کی تخریج میں فرمایا: **'' أخرجهُ ابن عبدالبرمن حديث أبی الدرداء مرفوعاً بسند ضعيف''**[۷۸]

امام ابن جوزی علیہ الرحمۃ ''العلل المتناهیه ''میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

> '' أنا ابن ناصر قال أنا محمد بن ابرٰهیم قال انا محمد بن الفضل قال أخبرنا ابن مردویه قال نا عبداللّٰه بن ابرٰهیم الجرجانی قال ابراهیم بن یومرد قال نا احمد بن بهر ام قال نا سهل بن عبدالکریم عن یعقوب القمّی عن هارون بن عنترةعن الشعبی قال خطبنا النعمان بن بشیر فقال سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول:یوزن مداد العلماء مع دم الشهداء یرجح مداد العمآء علٰی دم الشهداء''[۷۹]

اور بعدازاں فرمایا:

> ''هٰذا لایصّح. امّاهارون بن عنترة فقالاابن حبّان: لایجوز الاحتجاج بہٖ یروی المناکیر التی یسبق إلی القلب أنّه المعتمد لها و یعقوب القمّی ضعیفٌ''[۸۰]

امام ابن جوزی علیہ الرحمۃ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوعاً روایت کیا چنانچہ فرمایا:

> ''حدثنا أحمد بن علی بن ثابت قال أخبرنی الحسن ابن أبی طالب قال أنا أبوبکر محمد بن جعفر بن العباس قال حدثنا محمد بن الحسن العسکری قال حدثنا العباس بن یزید البحرانی قال حدثنا اسمٰعیل بن علیة قال حدثنا أیّوب عن نآفع عن ابن عمر عن النبّی صلی اللّٰه علیه وسلم: وزن حبر العلماء بدم الشهداء فرجح علیهم''[۸۱]

اور بعدازاں فرمایا:

> ''هذا الحدیث لایصح عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم''[۸۲]

علامہ خطیب بغدادی علیہ الرحمۃ (ابوبکر احمد بن علی بن ثابت) نے: ''تاریخ بغداد میں روایت کیا اور فرمایا:

''رجاله کلهم ثقاتٌ گیر محمد بن الحسن'' [۸۳]

علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ نے ''الجامع الصغیر'' میں بحوالۂ خطیب ذکر کیا اور اسے حدیث ضعیف قرار دیا۔[۸۴]

اور امام مناوی علیہ الرحمۃ نے اسکی شرح میں فرمایا:

''هکذا عند الدیلمی فی مسنده والحدیث یشرح بعضه بعضاً'' [۸۵]

علامہ سیوطی نے (بلفظِ خطیب) اسے ''**الدرر المنتشرة**'' میں بھی ذکر کیا[۸۶] پھر ''الجامع الصغیر'' میں بلفظ (**یوزن یوم القیٰمة مداد العلماء ودم الشهداء فیر جح مداد العلماء علی دم الشهداء**) ذکر کیا اور فرمایا:

''رواه شیرازی عن انس رضی الله عنهُ المرهبی عن عمران بن حصین، ابن عبدالبر فی العلم عن أبی الدّرداء'' [۸۷]

اور اسے بھی ضعیف قرار دیا[۸۸]

البتہ علامہ عجلوانی نے ''**کشف الخفاء**'' میں فرمایا:

''أسانیده ضعیفة لکن رقوی بعضها بعضًا'' [۸۹]

(۱۶)......مخبر صادق فرمودہ است علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام:

در بہشت تسبیح وتہلیل وتحمید درختاں نبشانید'' (دفتر سوم مکتوب ۱۰۰)

اسے امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''المعجم الکبیر'' میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ذکر کیا۔

چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

''حدثنا محمد بن نوح بن حرب العسکری ثَنا محمد بن هارون الرازی حدثنا حسین بن علوان ثنا عمرو بن خالد عن ابی هاشم الرّمانی عن زادان عن سلمان قال سمعت

رسول اللّٰہ صلیٰ اللّٰہ علیه وسلم، یقول: إنّ فی الجنّة قیعانًا فاکثرو اغرسها، قالو ایارسول اللّٰہ و ما غرسها؟ قال: سبحان اللّٰہ والحمداللّٰہ ولا اله إلاّاللّٰہ واللّٰہ اکبر''۹۰

علامہ ہیثمی نے ''مجمع الزوائد'' میں فرمایا ''وفیه الحسن بن علوان وهو ضعیف''۹۱

راقم الحروف کہتا ہے کہ اسے امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے '' جامع'' میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً معمولی اختلاف متن سے روایت کیا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

''حدثنا عبداللّٰہ بن أبی زیاد حدثناسیّارنا عبدالواحد بن زیاد عن عبدالرحمٰن بن اسحٰق عن القاسم بن عبدالرحمٰن عن ابیه عن ابن مسعود قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ عله وسلم: لقیت ابرٰهیم لیلة أسرٰی بی فقال یا محمّد اقرأ امّتک منّی السلام و اخبرهم انّ الجنة طیّبة التربة عذبة الماء و انّها قیعانٌ وانّ غراسها سبحان اللّٰہ والحمدللّٰہ ولا اله الاّاللّٰہ واللّٰہ اکبر''۹۲

اور بعدازاں فرمایا:

''وفی الباب عن أبی أیوب هٰذا حدیث حسنٌ غریبٌ من هٰذاالوجه من حدیث ابن مسعود۹۳

علامہ خطیب تبریزی علیہ الرحمۃ نے ''مشکوٰۃ المصابیح'' میں بیان کیا اور فرمایا ''رواہ الترمذی''۹۴ (یہ حدیث حسن ہے)

(۱۷)......دراحادیث صحاح آمدہ است کہ:

ہر کہ احیائے سنت نماید بعد ازانکہ عمل بآں سنت مرتفع شدہ باشد آنکس راثواب صد شہیدست'' (دفتر سوم مکتوب ۱۰۵)

اسے خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ نے مکتوبات معصومیہ مین (من احیا سنتی بعد ما امتیت فله اجر مائة شهید) ذکر کیا لیکن ماخذ بیان نہیں کیا۔ ۹۵

راقم الحروف کہتا ہے کہ اسے امام بیہقی نے: ''الزھد الکبیر'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بلفظ: (**من تمسّک بسنتی عندفساد امّتی فله أجر مائة شهيد**) روایت کیا چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

> **''اخبرنا أبو الحسن بن بشر ان أنبأنا أبو احمد حمزة بن محمد ابن العباس حدثنا عبدالله بن روح حدثنا الحسن بن قتيبة حدثنا عبدالخالق بن المنذر عن ابن أبی نجيح عن مجاهد عن ابن عباس رضی الله عنه عن النبی صلی الله عليه وسلم قال: من تمسک بسنّتی عند فساد امّتی فله أجر مائة شهيدٍ''**[۹۶]

علامہ منذری علیہ الرحمۃ نے: ''الترغیب والترھیب'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً (بلفظ بیہقی) ذکر کیا اور فرمایا:

> **''رواه البيهقی من رواية الحسن بن قتيبه ورواه الطبرانی من حديث أبی هريرة رضی الله عنه بأسنادٍ لابأس به الاّانّه قال فلهٔ أجر شهيد''**[۹۷]

امام طبرانی نے: ''**المعجم الأوسط**'' میں حضرت أبو هريرة رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ((**المتمسک بسنّتی عندفساد امّتی له اجر شهيد**'' روایت کیا۔[۹۸]

جبکہ امام ترمذی: ''جامع'' میں لکھتے ہیں:

> **''حدثنا عبدالله بن عبدالرحمن حدثنا محمد بن عيينه عن مروان بن معاوية عن كثير بن عبدالله عن أبيهٖ عن جدّهٖ أنّ النبّی صلی الله عليه وسلم قال لبلالٍ بن الحارث اعلم قال ما اعلم يا رسول الله. قال انّهٗ من أحيٰی سنّة من سنّتی قد ميتت بعدی كان لهٗ من الأجر مثل من عمل بها من غير أن ينقص من اجورهم شيئًا ومن ابتدع بدعة ضلالة**

لایرضاها الله ورسوله کان علیه أثام مثل من عمل
بها لاینقص ذٰلک من أوزار الناس شیًا''[٩٩]

اور بعدازاں فرمایا: ''هٰذا حدیث حسن. محمد بن عیینه هٰذا هو امصیصی شامی وکثیر بن عبدالله هو ابن عمرو بن عوف المزنی'' [١٠٠]

امام ابن ماجہ علیہ الرحمۃ نے یہ روایتِ ترمذی علیہ الرحمۃ اپنی ''سنن'' میں بمعمولی اختلاف متن روایت کی[١٠١]

پس الفاظ مجدد علیہ الرحمۃ ہر دو احادیث (بیہقی و ترمذی) کا مفہوم ہیں، البتہ بالجملہ حدیث بلفظ مجدد ضعیف ہے۔

(١٨)......درحدیث صحیح آمدہ است کہ:

بندہ چوں بنماز داخل می شود حجابیکہ درمیان بندہ وخدا است مرتفع میگردد۔ (دفتر سوم مکتوب ١٢١)

اسے امام غزالی: ''احیاء علوم الدّین'' شیخ الشیوخ علامہ شہاب الدین سہروردی: ''عوارف المعارف''۔ کاشانی: ''مصباح الهدایة'' اور ابو طالب مکی نے ''قوت القلوب'' میں بیان کیا۔

چنانچہ امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''فی الخبر انّ العبد إذا قام فی الصّلٰوة رفع الله سبحانه الحجاب بینه و بین عبدهٖ وواجهه بوجهه وقامت الملٰئکة من لدن منکبیه إلی الهواء بصلاته ویؤمنون علٰی دعائهٖ وإن المصلی لینثر علیه البر من عنان السّماء إلٰی مفرق رأسه وینادی منادٍ لو علم هٰذا المناجی ماالتفت وانّ أبواب السّمآء تفتح للمصلّین وانّ الله عزّوجل یباهی ملئکته بعبده المصلّی''[١٠٢]

اور علامہ عراقی علیہ الرحمۃ نے تخریج احیاء میں فرمایا ''لم أجده''[١٠٣]

علامہ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

”قد ورد فی الأخبار إنّ العبد إذا قام إلٰی الصلوٰة رفع اللہ
الحجاب بینہ و بینہ و واجھہ بوجھہ الکریم وقامت
الملٰئکة من لّدن منکبیہٖ إلٰی الھوا یُصلّون بصلاتہٖ ویؤ منون
علٰی دعائہٖ وانّ المصلی لینثر علیہ البرّمن عنان السماء إلٰی
مفرق رأسہ وینادیہ منادٍ: لوعلم المصلّی من یناجی مالتفت،
أو ماانفتل“[۱۰۴]

اور علامہ عزّ الدّین کاشانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ”مصباح الھدایة“ میں بلفظ سہروردی ذکر کیا[۱۰۵]
امام اَبوطالب مکی ”قوت القلوب“ میں لکھتے ہیں:

”وردت الأخبار: إن العبد إذا قام الی الصلوٰة رفع الحجاب
بینہٗ و بینہ و واجھہ بوجھہٖ وقامت الملٰئکة من لّدن منکبیہٖ
الٰی الھواء فیصلون بصلوتہٖ ویؤمنون علٰی دعائہٖ وان
المصلّی لینثر علیہ البرّمن عنان السمّاء الی مفرق رأسہ
وینادیہ مناد: لوعلم المناجی من یناجی ماانفتل وان أبواب
السماء تفتح للمصلّین وانّ اللہ تعالیٰ یباھی ملٰئکتہٗ
بصفوف المصلین“[۱۰۶]

البتہ معنوی طور پر یہ حدیث (لایزال اللہ مقبلاً علیٰ العبد قائمًا فی الصلّوتہ' مالم یلتفت فاذاصرف وجھہ انصرف عنہ) سے ماخوذ ہے کہ جسے امام نسائی علیہ الرحمۃ نے ”سنن“ میں حضرت اَبوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

”أخبرنا سوید بن نصر قال أخبرنا عبداللہ بن المبارک عن
یونس عن الزھری قال سمعت أبا الأحوص یحدثنا فی
مجلس ابن المصیب جالس وابن المصیب جالس أنّہ سمع
أباذر رضی اللہ عنہ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

لایـزال اللہ مقبلاض علی العبد قائماً فی الصلٰوۃ مالم یلتفت
فإذا صرف وجهه انصرف عنه" ۱۰۷

اورامام ابوداؤد نے "سنن" میں مرسلاً روایت کیا' چنانچہ فرمایا:

" حدثنا احمد بن صالح نا ابن وهب اخبرنی یونس عن ابن شهاب قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: لا یزال اللّٰه عزوجل مقبلاً علی العبد وهوفی صلوته مالم یلتفت فاذا التفت الصرف عنه "۱۰۸

أبوداؤداورنسائی کے رواۃ ثقہ ہیں اورحدیث أبی ذر رضی اللہ عنہ صحیح ہے۔ جبکہ أبداؤد کی روایت مرسل ہے لیکن حسن ہے۔

(۱۹)......آمد: "صلوٰۃ معراجِ مؤمن" (دفتر سوم مکتوب ۱۲۱)

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے اسے یہاں بغیر تصریح حدیث ذکر کیا لیکن ایک دوسرے مکتوب میں مرفوعاً بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"فرموده اند علیه وعلیٰ اٰله الصلوٰة والسّلام: الصلوٰة معراج المؤمنین"۱۰۹

راقم الحروف کہتا ہے کہ یہ حدیث صوفیاء کے ہاں مشہور ہے۔ اسے علامہ نجم الدین رازی "مرصاد العباد" میں بکری نے؟ "تاریخ الخمس" میں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے "مدارج النبوۃ" میں بیان کیا ہے۔۱۱۰

(۲۰)......درحدیث آمدہ است کہ:

شہداء بہ چیز برانبیاء مدنیّت دراند۔ شہداء اراحتیاج بغسل نیست وانہارا غسل باید داد و برشہداء نمازجنازہ نیامدہ" (دفتر سوم مکتوب ۱۲۲)

اسے علامہ قرطبی علیہ الرحمۃ نے تفسیر القرآن "الجامع لاحکام القرآن" میں بیان کیا۔ چنانچہ فرمایا:

"روی عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انهٗ قال أكرم الله

تعالیٰ الشھداء بخمسٍ کراماتٍ لم یکرم بھا أحدا من الانبیاء ولأنا احد ھا أنّ جمیع الأنبیاء قبض ارواحھم ملک الموت وھوالذی سیقبض روحی وأمّا الشھداء فاللہ ھوا الذی یقبض أرواحھم بقدرتہٖ کیف یشآء ولا یسلّط علی أرواحھم ملک الموت.

والثانی والثالث أنّ جمیع الأنبِیاء قدغسّلوا بعد الموت وانا اغسّل بعد الموت وا لشھداء لا یغسلون ولا حاکة لھم الیٰ ماء الدنیا کفّنوا وأنا اکفّن والشھداء لایکفنون بل یدفنون فی ثیابھم والّرابع أنّ الأنبیاء لماماتوا سمّوا أمواتاً وإذامت یقال قد مات والشھداء لایسمّون موتی والخامس أنّ الانبیاء تعطی لھم الشفاعة یوم القیٰمة و شفاعتی أیضاً یوم القیٰمة. وامّا الشھدآء فانّھم یشفعو افی کلّ یوم فیمن یشفعون“[۱۱۱]

(۲۱) ......درصحاح آمدہ است

”بعضے از کمالات درافراد امتاں باشد کہ انبیاء غبطہ ان نمایند علیھم الصّلوٰۃ والتسلیمات“ (دفتر سوم مکتوب۱۲۲)

اسے امام طبرانی ”المعجم الکبیر “اور امام احمد نے ”مسند“ میں حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ سے، جبکہ امام بیہقی نے ”شعب الایمان“ میں حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے، امام ترمذی نے ”جامع“ میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے اور امام بزّاز نے حضرت أبوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا۔ چنانچہ امام طبرانی فرماتے ہیں:

”حدثنا اسحٰق بن ابرٰھیم الدبری عن عبدلرزاق عن معمر عن ابن ابی حسین عن شھر بن حوشب عن أبی مالک الأشعری قال کنت عند النبّی صلی اللہ علیہ وسلم فنزلت ھٰذہٖ (لاتسألوان اشیآء ان تبدلکم تسؤکم) قال فنحن

نسألهٗ إذ قال: انّ لِلّٰه عبادًاماهم بانبياء ولا شهداء يغبطهم النّبيّون والشهداء بقربهم و مقعدهم من الله عزّوجلّ يوم القيامة"۱۱۲

امام احمد فرماتے ہیں:

"حدثنا أبوالنصر ثنا عبدالحميد بن بهرام الفزارى عن شهر بن حوشب حدثنا عبدالرحمٰن بن غنم أنّ أبامالک الأشعرى رضى الله عنه جمع قومهٗ...... ثم انّ رسول الله صلى الله عليه وسلم لما قضٰى صلوتهٗ أقبل الى الناس بوجهه فقال ايها الناس اسمعو او اعقلو اواعلموا:

انّ لِلّٰهِ عزّوجلّ عبادًاليسوا بانبياء ولاالشهداء يغبطهم الأنبياء والشهداء علٰى مجالسهم وقربهم من الله فجاء رجل من الأعراب من قاصية الناس والوى بيدهٖ الٰى نبىّ الله صلى الله عليه وسلم فقال يا نبى الله ناس من الناس ليسوّ بأنبياء ولاالشهداء تغبطهم الانبياء و الشهداء علٰى مجالسهم وقربهم من الله انعتهم لنايعنى صفهم لنا فسرّوجه رسول الله صلى الله عليه وسلم لسوال الاعرابى فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: هم أناس من أفناء الناس ونوازع القبائل لم تصل بينهم أرحامهم متقاربة تحابوافى الله و تصافوا يضع الله لهم يوم القيٰمة منابر من نور فيجلسهم عليها فيجعل وجوههم نوراً وثيابهم نوراً يفزع الناس يوم القيامه ولا يفزعون وهم اولياء الله الّذين لاخوف عليهم ولا هم يحزنون"۱۱۳

علامہ عراقی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:"شهر بن حوشب مختلف فيه"۱۱۴

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

”أخبرنا أبوالحسين بن بشران قال: أنااسمٰعيل بن محمد الصفار قال: حدثنا أحمد بن منصور الرماديّ، قال، حدثنا عبدالرزاق قال، أنا معمر عن ابن أبي حسين عن شهر بن حوشب عن أبي مالك الأشعرى قال: كنت عند النّبى صلى الله عليه وسلم إذقال إنّ لله عبادًا ليسوا بأنبياء ولا شهداء يغبطهم الأنبيآء والشهداء يقربهم من الله يوم القيٰمة، وقام فى ناحية القوم أعرابى فجثا علٰى ركبتيهٖ ورمىٰ بيدهٖ فقال:
حدثنا يا رسول الله عنهم من هم؟ قال: فرأيت فى وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم البشر، فقال النبيّ صلى الله عليه وسلم: هم عبادمن عبادالله من بلدان شتى وقبائل شتىٰ من شعوب القبائل لم يكن بينهم أرحامهم يتواصلون بهاولادنيا يتباذلون بهايتحابون بروح الله يجعل الله وجوههم نوراً ويجعل لهم منابرمن لؤلؤ يفزع الناس ولا يفزعون ويخاف الناس ولايخافون“[۱۱۵]

اور اسی کتاب میں فرمایا:

”والمحفوظ عن ابى زرعة عن عمر بن الخطاب وابوزرعة عن عمر مرسلاً“[۱۱۶]

البتہ امام بیہقی نے یہ روایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے متصلاً بیان کی۔ چنانچہ فرمایا:

”أخبرناأبوعبدالرحمٰن السلمى قال: أخبرنى أبومحمّد السمزى قال حدثنا عبدالله بن سيرويه قال نا اسحٰق الحنظلى قال أنا جرير عن عمارة بن القعقاع عن أبى زرعة عن عمرو بن جرير عن عمر بن الخطاب قال قال رسول

الله صلی الله علیه وسلم : إنّ من عباد الله عبادًا ماهم بأنبیآء ولا شهداء یغبطهم الأنبیاء والشهداء لمکانهم من الله عزوجلّ، قالو یا رسول الله من هم وما أعمالهم أخبر نا من هم؟ قال هم قوم تحابوابروح الله علی غیر أرحام بینهم والاموال یتعاطونها فوالله أن وجوههم لنوروانّهم لعلیٰ نورٍ لایخافون إذاأخاف الناس ولا یحزنون إذا الناس ثم قرأ ألاإنّ أولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون......[۱۱۷]

امام ترمذی ”جامع“ میں روایت کرتے ہیں کہ:

”حدثنا احمد بن منیع حدثنا کثیر بن هشام حدثنا جعفر بن برقان حدثنا حبیب بن أبی مرزوق عن عطا بن أبی رباح عن أبی مسلم الخولانی حد ثنی معاذ بن جبل رضی الله عنه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول قال الله عزّوجل المتحابّون فی جلالی لهم منابرمن نور یغبطهم النّبیّون والشهداء“[۱۱۸]

اور بعدازاں فرمایا:

”وفی الباب عن أبی الدّرداء وابن مسعود و عباده بن الصامت وأبی مالک الأشعری وأبی هریرة هذا حدیث حسن. وأبومسلم الخولانی اسمهٔ عبدالله بن ثوب“[۱۱۹]

امام بزّاز فرماتے ہیں:

حدثنا الحسن بن یحیٰ حدثنا أبوعمر ان موسیٰ بن عبدالله حدثنا عمر بن سعید بن أبی عروة عن قتادة عن النضربن انس عن بشیر بن نهیک عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله عبادا لیسوا بأنبیآ ء ولا شهداء یغبطهم الانبیاء والشهداء یوم القیٰمة[۱۲۰]

اور علامہ ھیثمی نے ”مجمع الزوائد“ میں فرمایا ”رواه البزاز و فيه من لم أعرفهم“[۱۲۱]

”ورواه أبوهريرة رضي الله عنه وقال فيه: إنّ حول العرش منابر من نورٍ عليها قوم لباسهم نورو وجوههم نور ليسوا بأنبياء ولا شهداء يغبطهم النبيّون والشهداء، فقالو: يا رسول الله صفهم لنا، فقال: هم المتحابون في الله والمتجالسون في الله والمتزاورون في الله“[۱۲۲]

(پس یہ قطعۂ حدیث صحیح ہے)

اور علامہ عراقی نے اس کی تخریج میں فرمایا: ”أخرجه النسائي في سننه الكبرىٰ ورجالهٗ ثقات“[۱۲۳]

☆......☆......☆

حواشی

۱......صحیح البخاری، جلد اوّل، صفحہ ٦، کتٰب الایمان، باب (قول النّبی صلی اللہ علیہ وسلّم بنی الاسلام علیٰ خمسٍ)

۲......صحیح مسلم، جلد اوّل، صفحہ ۳۲، کتٰب الایمان۔ بیان (ارکان الاسلام ودعائمہ العظام)

۳......جامع ترمذی، جلد ۲، صفحہ ۸۸، ابواب الایمان، باب (ماجاء: بنی الاسلام علیٰ خمسٍ)

۴......ایضاً

۵......سنن نسائی، جلد ۲، صفحہ ۲٦۷، ۲٦۸، کتٰب الایمان وشرائعہ، باب (علیٰ کم بنی الاسلام)

٦......مسند ابی یعلیٰ موصلی، جلد ۱۰، صفحہ ۱٦۴، مسند ابن عمر، حدیث ۴۷۳ (مطبوعہ دار المامون)

۷......مشکوٰۃ المصابیح، صفحہ ۱۲، کتاب الایمان۔ فصل اول

۸......فردوس الاخبار، جلد ۴، صفحہ ۳۲۔ حدیث ۵۵۹۲

۹......شعب الایمان، جلد ۲، صفحہ ۴۵۸۔ شعبہ ۱۹۔ باب (تعظیم القرآن) فصل (فضائل السّور والاٰیٰت) تخصیص آیۃ الکرسی بالذکر)

۱۰......ایضاً

۱۱......مشکوٰۃ المصابیح، صفحہ ۹۰، کتٰب الصلوٰۃ، باب (الذّکر بعد الصلوٰۃ) فصل ثالث ۳

۱۲......الموضوعات، جزءِ اوّل، صفحہ ۲۴۳، باب (قراۃ آیۃ الکرسی بعد الصّلوٰۃ)

۱۳......اللآلی المضوعۃ، جلد اوّل، صفحہ ۲۳۰، باب (فضائل القرآن)

۱۴......احمد بن شعیب نسائی (متوفی ۳۰۳ھ) ''عمل الیوم واللّیلۃ'' تحقیق دکتور فاروق حماد (مؤسسۃ الرّسالۃ۔ بیروت، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء) صفحہ ۱۸۲، حدیث ۱۰۰ بیان: (ثواب آیۃ الکرسی دبر کل صلوٰۃ)

۱۵......عمل الیوم واللّیلۃ (لابن السّنی) صفحہ ۴۸، حدیث ۱۲۴۔ باب، (مایقول فی دبر صلوٰۃ الصّبح)

۱۶......ایضاً برحاشیہ

۱۷......الموضوعات، جزء اوّل، صفحہ ۲۴۲، باب (قراۃ آیۃ الکرسی بعد الصلوٰۃ)

۱۸......ایضاً

۱۹......التعقبات علی الموضوعات، صفحہ ۱۰، باب (فضائل القرآن)

۲۰......اللآلی المضوعہ، جلد اوّل، صفحہ ۲۳۰ و ۲۳۱، باب (فضائل القرآن)

۲۱......حلیۃ الاولیاء، جز ۳، صفحہ ۲۲۱، باب (محمد بن کعب القرظی)

۲۲......ایضاً

۲۳......اللآلی المضوعۃ، جلد اوّل، صفحہ ۲۳۱، باب: (فضائل القرآن)

۲۴......الجامع الصّغیر، جلد ۲، صفحہ ۱۷۷ (حرف المیم)

۲۵......صحیح مسلم، جلد اوّل، صفحہ ۲۱۹، کتاب المساجد باب: (استحباب الذکر بعد الصّلوٰۃ وبیان صفتہٖ)

۲۶......مسند احمد بن حنبل، جلد ۲، صفحہ ۳۷۱، بیان (مسند ابی ہریرۃ)

۲۷......مشکوٰۃ المصابیح، صفحہ ۸۹، کتب الصلوٰۃ۔ باب (الذکر بعد الصلوٰت) فصل اوّل

۲۸......مشکوٰۃ المصابیح، صفحہ ۲۱۱، کتاب الدّعوات، باب، (مایقول عند الصباح والمسآء والمنام)

۲۹......ایضاً

۳۰......سنن ابی داوٗد، جلد ۲، صفحہ ۳۳۶، کتاب الادب، باب (مایقول اذا اصبح)

۳۱......اذکار نووی، صفحہ ۳۷ و ۳۸، (باب: مایقال عند الصباح وعند المساء)

۳۲......التاریخ الکبیر، جلد ۸، صفحہ ۴۴۳۔ جزءِ ۴، قسم ثانی۔ باب الغین، ذکر: من لایعرف لہٗ اسم'' ولایعرفون باباۤء هم۔ بیان نمبر ۳۶۳۶

۳۳......عمل الیوم واللّیلۃ (لابن السّنی) صفحہ ۱۹ و ۲۰۔ باب (مایقول اذا اصبح) حدیث ۴۱

۳۴......صحیح ابن حبان۔ جلد ۳۔ صفحہ ۵۷۔ کتب الصلوٰۃ۔ باب الاذکار۔ ذکر الشیٔ الّذی اذا قالہ' المرء عند الصباح کان مؤدّیاً حدیث ۸۵۸

۳۵......عمل الیوم واللّیلۃ (للنسائی) صفحہ ۱۳۷، حدیث نمبر ۷، بیان (ثواب من قال حین یصبح و حین یُمسی رضیتُ باللہ ربًا و بالاسلام دینًا الخ)

۳۶......شرح السنۃ، جزء ۵، صفحہ ۱۱۵، باب مایقول حین یصبح، حدیث ۱۳۲۸

۳۷......شعب الایمان، جلد ۴، صفحہ ۸۹، شعبہ ۳۳ باب: (تعدید نعم اللہ عزّ وجلّ وشکرھا) حدیث ۴۳۶۸

۳۸......سنن ابن ماجہ، جلد اوّل، صفحہ ۵۲۵، کتب الصیام۔ باب (ماجاء فی فضل الصیام) حدیث ۱۶۳۹

۳۹......سنن نسائی، جلد اوّل، صفحہ ۳۱۱۔ کتب الصیام، باب (فضل الصّیام)

۴۰......صحیح مسلم، جلد اوّل، صفحہ ۳۶۳۔ کتب الصیام۔ باب (فضل الصیام)

۴۱......صحیح مسلم، جلد اوّل، صفحہ ۷۶، کتب الایمان۔ باب: (کون الاسلام یھدم ماقبلہ و کذا الحجّ و الھجرۃ)

۴۲......مشکوٰۃ المصابیح، صفحہ ۱۴۔ کتب االایمان۔ فصل اوّل

۴۳......ایضاً

۴۴......صحیح مسلم، جلد اوّل، صفحہ ۱۱۶، کتب الایمان۔ باب (الدلیل علیٰ دخول طوائف من المسلمین الجنۃ بغیر حسابٍ ولا عذابٍ)

۴۵......صحیح البخاری، جلد اوّل، صفحہ ۳۵۶، کتاب الھبہ وفضلھا والتحریض علیھا، باب (قبول للھدیۃ من المشرکین)

۴۶......صحیح مسلم، جلد ۲، صفحہ ۲۲۲۔ کتاب السّلام۔ باب السّم

۴۷......سنن ابی داؤد، جلد ۲، صفحہ ۲۶۳ و ۲۶۴۔ کتاب الدیات باب (فیمن سقیٰ رجلاً سمًّا او اطعمہُ فمات ایقادمنہ)

۴۸......صحیح البخاری، جلد اوّل، صفحہ ۵۰۴۔ جزء ۱۴۔ کتاب المناقب باب: (علامات النّبوۃ فی الاسلام)

۴۹......صحیح البخاری، جلد اوّل، صفحہ ۵۲۳، کتب المناقب، باب (مناقب عثمان رضی اللہ عنہ)

۵۰......جامع ترمذی، جلد ۲، صفحہ ۲۱۲، ابواب المناقب، باب (مناقب عثمان رضی اللہ عنہ)

۵۱......مسند احمد بن حنبل، جلد ۲، صفحہ ۱۲۰، بیان (مسند ابن عمر رضی اللہ عنہ)

۵۲......مشکوٰۃ المصابیح، صفحہ ۵۶۲، باب (مناقب عثمان رضی اللہ عنہ) فصل دوم (۲)۔

۵۳......صحیح مسلم، جلد ۲، صفحہ ۳۷۶، کتاب التوبۃ، باب (تحریش الشیطان وبعثہٗ سرایاہ لفتنۃ النّاس وان مع کل انسانٍ قرینًا)

۵۴......مسند احمد بن حنبل، جلد اوّل، صفحہ ۴۶۰، (مسند ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

۵۵......مشکوٰۃ المصابیح، صفحہ ۱۸، کتب الایمان، باب (الوسوسۃ) فصل اوّل

۵۶ ... مؤطا امام مالک، صفحہ ۱۶۶۔ کتاب (قصر الصلوٰۃ فی السفر) باب (العمل فی جامع الصلوٰۃ) حدیث ۷۶

۵۷ ... الترغیب والترھیب، جلد اوّل، صفحہ ۲۶۳، کتاب الصلوٰۃ، بیان (التّرھیب من عدم اتمام الرکوع والسّجود) حدیث ۷۳۰

۵٨..... شعب الایمان، جلد۴، صفحہ٣٨٠، ٣٧٩، شعبہ٣٧۔ باب: (تحریم الفروج) فصل (الترغیب فی النکاح) حدیث ۵۴٧۵

۵٩..... ایضاً حوالہٗ سابق ۵٨ از شعب الایمان

٦٠..... حلیۃ الاولیاء، جزء۴، صفحہ١١١۔ باب: (شقیق بن سلمۃ)

٦١..... ایضاً

٦٢..... کتب الموضوعات، جلد٣، صفحہ١٠٨۔ کتب: ذم المعاصی۔ باب (ذم الزنا)

٦٣..... اللآنی المضوعۃ، جلد٢، صفحہ١٩١ (کتب الاحکام والحدود)

٦۴..... التعقباب علی الموضوعات، صفحہ٣٠، باب الجنایات

٦۵..... تاریخ بغداد، جلد١٢، صفحہ۴٩٣۔ بیان، ٦٩٦۴ (کعب بن عمرو البلخی)

٦٦..... ایضاً

٦٧..... ایضاً

٦٨..... میزان الاعتدال، جلد٣، صفحہ۴١٢۔ باب: (کریم۔ کعب) بیان: ٦٩٦٢

٦٩..... کتب الموضوعات، جلد٣، صفحہ١٠٨، کتب ذمّ المعاصی۔ باب (ذمّ الزنا)

٧٠..... اللآلی المضوعہ، جلد٢، صفحہ٩١، کتب الاحکام والحدود

٧١..... مسند احمد بن حنبل، جلد٢، صفحہ۵٣٦ (مسند ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ)

٧٢..... صحیح مسلم، جلد٢، صفحہ٣٣٦، کتب القدر، باب (قدر علیٰ ابن ادم خطہٗ من الزنا وغیرہ)

٧٣..... صحیح البخاری، جلد٢، صفحہ٩٧٨، کتب القدر، باب: (قول اللہ "وحرام" علیٰ قریۃٍ اھلکنٰھا انّھم لایرجعون)

٧۴..... کنز العمال، جزء١٠، صفحہ١٧٣۔ کتب العلم، باب اوّل (الترغیب) حدیث ٢٨٨٩٩

٧۵..... احیاء علوم الدّین، جلد اوّل، صفحہ٨، کتاب العلم۔ باب اوّل۔ بیان (فضیلۃ العلم)

٧٦..... جامع بیان العلم، جزء اوّل، صفحہ٣٠ و٣١، باب (تفضیل العلماء علی الشھداء)

٧٧..... احیاء علوم الدّین، جلد اوّل، صفحہ٦، کتب العلم، باب اوّل۔ بیان: (فضیلۃ العلم)

٧٨..... ایضاً برحاشیہ

٧٩..... العلل المتناھیہ فی الاحادیث الواھیہ: جزء اوّل، صفحہ٧٢ کتب العلم باب: وزن حبر العلماء بدم الشھداء۔ حدیث ٨۵

٨٠..... ایضاً

٨١..... ایضاً، صفحہ٧١، حدیث ٨٣

۸۲......ایضاً

۸۳......تاریخ بغداد، جلد۲، صفحہ۱۹۳، بیان ۶۱۸۔ (محمد بن الحسن الدّعا الاصم)

۸۴......الجامع الصغیر، جلد۲، صفحہ۱۹۵۔ حرف الواوَ

۸۵......فیض القدیر شرح الجامع الصغیر جلد۶، صفحہ۳۶۶۔ شرح حدیث۹۶۱۹

۸۶......الدّرر المنتشرہ۔ صفحہ۲۳۹

۸۷......الجامع الصغیر: جلد۲، صفحہ۲۰۵۔ حرف الیاء۔

۸۸......ایضاً

۸۹......کشف الخفاء، جلد۲، صفحہ۵۴۳۔ حدیث:۳۲۸۱

۹۰......المعجم الکبیر، جلد۶، صفحہ۲۴۰، بیان: (زاذان ابوعمرو عن سلمان رضی اللہ عنہ) حدیث۶۱۰۵

۹۱......مجمع الزّوائد، جلد۱۰، صفحہ۹۰، کتاب الاذکار باب، (ماجآء فی الباقیات الصالحات ونحوھا)

۹۲......جامع ترمذی، جلد۲، صفحہ۱۸۴، ابواب الدعوات، باب (ماجآء فی فضل التّسبیح والتکبیر والتھلیل والتحمید)

۹۳......ایضاً

۹۴......مشکوٰۃ المصابیح، صفحہ۲۰۲، کتاب: اسمآء اللہ تعالیٰ باب (ثواب التسبیح) فصل ثانی (۲)

۹۵......مکتوبات معصومیہ، دفتر سوم، صفحہ۴۳ (مکتوب ۱۷)

۹۶......الزھد الکبیر، صفحہ۱۵۱، حدیث۲۰۹

۹۷......الترغیب والترھیب، جلد اوّل، صفحہ۵۹۔ بیان (الترغیب فی اتباع الکتاب والسنۃ) حدیث۶۴

۹۸......(دیکھئے) الجامع الصغیر، جلد۲، صفحہ۱۸۴۔ حرف المیم

۹۹......جامع ترمذی، جلد۲، صفحہ۹۶۔ ابواب العلم باب: (الاخذ بالسنۃ واجتناب والبدعۃ)

۱۰۰......ایضاً

۱۰۱......سنن ابن ماجہ، جلد اوّل، صفحہ۶۷ مقدمہ: باب (من احیاء سنۃ قدامیّت) حدیث۲۱۰

۱۰۲......احیاء علوم الدین، جلد اوّل، صفحہ۱۷۰، کتب اسرار الصلوٰۃ ومھمّاتھا باب۳۔ بیان (تفصیل ماینبغی ان یحضر فی القلب عند کلّ رکن وشرطٍ من اعمال الصلوٰۃ)

۱۰۳......ایضاً

۱۰۴......عوارف المعارف، صفحہ۱۶۰، باب (۳۶) فضیلۃ الصلوٰۃ وکبر شانھا

۱۰۵......مصباح الھدایۃ، صفحہ۲۹۹۔ باب ہفتم در اعمال۔ فصل چہارم (در بیان علوّ شان اُو ومحافظت برآں)

۱۰۶...... قوت القلوب، جلد۲، صفحہ۱۰۰، فصل۳۳ (دعائم الاسلام الخمس التی بنی علیہا) کتب الصلوٰۃ۔ ذکر (فضائل الصلوٰۃ وآدابہا)

۱۰۷...... سنن نسائی، جلداوّل، صفحہ۱۷۷، کتاب السہو۔ باب (التشدید فی الالتفات فی الصلوٰۃ)

۱۰۸...... سنن ابی داؤد، جلداوّل، صفحہ۱۳۱۔ کتاب الصلوٰۃ۔ باب (الالتفات فی الصلوٰۃ)

۱۰۹...... دفتر اوّل مکتوب۲۶۱۔

۱۱۰...... مرصاد العباد، صفحہ۹۵۔ باب سوم تاریخ الخمیس، جلداوّل، صفحہ۳۱۲۔ ذکر (قصۂ معراج)

مدارج النبوۃ، جلداوّل، صفحہ۴۰۵۔ باب دہم درانواع عبادات۔ نوع دوم = (درنماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم)

۱۱۱...... القرطبی ابوعبداللہ۔ محمد بن احمد۔ الانصاری۔ ''الجامع لاحکام القرآن'' (داراحیاء التراث العربی۔ بیروت۔ لبنان) جزء۴، صفحہ۴۷۶ تفسیر سورۃ آل عمران۔ آیت۱۷۱۔

۱۱۲...... المعجم الکبیر، جلد۳، صفحہ۲۹۰، حدیث۳۴۳۳۔ بیان **(شهر بن حوشب عن أبی مالک الاشعری رضی الله عنه)**

۱۱۳...... مسند احمد بن حنبل، جلد۵، صفحہ۳۴۳، (حدیث ابی مالک الاشعری رضی اللہ عنہ)

۱۱۴...... المغنی بہامش احیاء علوم الدین، جلد۲، صفحہ۱۵۸۔ بیان (فضیلۃ الالفۃ والاخوۃ)

۱۱۵...... شعب الایمان، جلد۶، صفحہ۴۸۶ و۴۸۷۔ حدیث۹۰۰۱۔ شعبہ۶۱۔ باب **(لامقاربة وموادة اهل الدّین، فصل المصافحه والمعانقه عند الالتقاء)**

۱۱۶...... ایضاً............ صفحہ۴۸۶۔ حدیث۸۹۹۸

۱۱۷...... ایضاً

۱۱۸...... جامع ترمذی، جلد۲، صفحہ۶۴۔ ابواب الزہد۔ باب: (ماجآء فی الحبّ فی اللہ)

۱۱۹...... ایضاً

۱۲۰...... کشف الاستار عن زوائد البزار، جلد۴، صفحہ۲۲۸۔ کتب الزّہد۔ باب: (المتحابین فی اللہ) حدیث۳۵۹۳

۱۲۱...... مجمع الزّوائد، جلد۱۰، صفحہ۲۷۷۔ کتب الزہد۔ باب: (المتحابین فی اللہ)

۱۲۲...... احیاء علوم الدّین۔ جلد۲، صفحہ۱۵۸۔ کتب **(آداب الألفة و الأخوّة والصحّبة والمعاشرة مع اصناف الخلق)** بیان: **(فضیلة الألفة والأخوّة)**

۱۲۳...... ایضاً

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تخریج احادیث مکتوبات امام ربانی

مؤلفہ: ابوکلیم محمد صدیق فانی
نظر ثانی: مولانا محمد خلیل خاں فیضی

☆☆

پیش نظر مقالے میں مکتوبات امام ربانی میں مذکور احادیث مبارکہ کا اردو ترجمہ اور تخریج پیش کی گئی ہے جو کہ نہایت جاں فشانی کا کام ہے۔ اسی موضوع پر اقلیم دوم، کشور اول میں ڈاکٹر محمد بابر بیگ مطالی کا مقالہ بھی شائع ہو چکا ہے جس میں مکتوبات امام ربانی کی جلد سوم کی ۱۰۵/احادیث مبارکہ کے عربی متون اور تخریج پیش کی گئی ہے……

چونکہ پیش نظر مقالہ مفصل اور اس مقالے سے قبل طبع شدہ ہے اس لیے ''جہان امام ربانی'' میں اس کی اشاعت نہایت مناسب ہے۔ (مرتبین)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

تخریج احادیث مکتوبات امام ربانی

☆☆

1۔ اس راز کے باعث شاید یہ بات ہے کہ جلدی روزہ افطار کرنے کا حکم ہے اور سحری میں تاخیر کرنے کے متعلق وارد ہوا ہے۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 48، دفتر اوّل، حصہ اوّل، مکتوب نمبر 4 طبع مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی 1971ء)۔

i۔ رواہ ابوداؤد، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، باب ما یستحب من تعجیل الفطر، کتاب الصیام

ii۔ رواہ ابن ماجۃ، ابواب ماجاء فی الصیام، باب ماجاء فی تعجیل الافطار، عن سہل، وابو ہریرۃ رضی اللہ عنہما۔

iii۔ رواہ الترمذی، ابواب الصیام، باب ماجاء فی تعجیل الافطار، عن سہل بن سعد رضی اللہ عنہ (ساعدی)۔

iv۔ رواہ ابن ماجۃ، ابواب ماجاء فی تاخیر السحور، عن زید بن ثابت وحذیفہ رضی اللہ عنہما

v۔ رواہ الترمذی، ابواب الصیام، باب ماجاء فی تاخیر السحور، عن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

vi۔ رواہ النسائی، فی کتاب الصیام، باب تاخیر السحور، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

vii۔ رواہ البیہقی فی السنن صفحہ نمبر 237 جلد نمبر 3۔

2۔ (الف) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہت سے قرآن پڑھنے والے ایسے ہوتے ہیں کہ خود قرآن ان پر لعنت کرتا ہے۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 57، دفتر اوّل، حصہ اوّل، مکتوب نمبر 9)۔

احیاء علوم الدین باب فی ذم تلاوۃ الغافلین صفحہ نمبر 275 جلد نمبر 1 طبع مصر عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ۔

(ب) و کم من صائم لیس لہ من صیامہ الا الظماء والجوع۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 57، دفتر اوّل، حصہ اوّل، مکتوب نمبر 9)۔

i۔ رواہ ابن ماجۃ، ابواب ماجاء فی الصیام، باب ماجاء فی الغیبۃ والرفث للصائم، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ (بالفاظ مختلفہ)۔

ii۔ رواہ ابن خزیمہ، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث 1997۔

3۔ **کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متواصل الحزن ودائم الفکر**

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 60 دفتر اوّل، حصہ اوّل، مکتوب نمبر 10)۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متواصل الاحزان دائم الفکر۔

i۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر، عن الحسن بن علی رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث 414 جلد 22۔

ii۔ رواہ الترمذی فی الشمائل، باب کیف کان کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، عن الحسن بن علی رضی اللہ عنہ۔

4۔ **ما اوذی نبی مثل مااوذیت۔**

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 61، دفتر اوّل، حصہ اوّل، مکتوب نمبر 10)۔

یہ حدیث درج ذیل الفاظ سے مروی ہے۔

i۔ مااوذی احد مااوذیت۔

رواہ عبد بن حمید رضی اللہ عنہ، ابن عساکر فی تاریخہ، عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ (ضعیف)

ii۔ مااوذی احد مااوذیت فی اللہ

رواہ ابی نعیم فی الحلیۃ، عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال السخاوی واصلہ فی البخاری

(الجامع الصغیر مع شرح الفیض القدیر صفحہ نمبر 431 جلد نمبر 5 طبع بیروت)۔

درج ذیل حدیث اس کی تائید کرتی ہے۔

سالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اشد الناس بلاء؟ قال: النبیون، ثم الامثل فالامثل، یبتلی الرجل علی حسب دینہ الخ۔

iii۔ رواہ احمد فی المسند صفحہ نمبر 12 جلد نمبر 3، طبع بیروت۔

iv۔ رواہ الحاکم فی المستدرک، عن مصعب بن سعد بن ابی وقاص عن ابیہ رقم الحدیث 121، طبع بیروت 1995ء۔

v۔ ولقد اوذیت فی اللہ وما یؤذی احد۔

رواہ الترمذی فی الشمائل، عن انس رضی اللہ عنہ۔

5۔ اتقوا من مواضع التہم۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 94 دفتر اوّل، حصہ اوّل، مکتوب نمبر 23)۔

رواہ الخرائطی فی مکارم الاخلاق عن عمر رضی اللہ عنہ موقوفا بلفظ من اقام نفسہ مقام التہم فلا تلومنّ من اساء الظن بہ۔

(الموضوعات الکبریٰ صفحہ نمبر 49)۔

6۔ ان اللہ لیؤید ہذا الدین بالرجل الفاجر ۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 119، دفتر اوّل، حصہ اوّل، مکتوب نمبر 33)۔

i۔ رواہ البخاری، کتاب التقدیر، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

ii۔ رواہ الدارمی، رقم الحدیث 2517 (مترجم)۔

iii۔ رواہ الطبرانی، فی الکبیر، عن عبداللہ رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث 8913 جلد 9۔

7۔ خیر الہدی ہدی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 162، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 41)۔

رواہ المسلم، کتاب الجمعۃ، عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ۔

8۔ ادبنی ربی فاحسن تادیبی۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 162، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 41)۔

رواہ ابن السمعانی فی الادب الاملاء، عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ (صحیح)۔

(الجامع الصغیر صفحہ نمبر 13 جلد 2)۔

(رسالہ قشیریہ صفحہ نمبر 516 طبع پاکستان، 1984ء)

9۔ رجعنا من الجهاد الاصغر الی الجهاد الاکبر ۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 164، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 41)۔

ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ (م 1014ھ) اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

قلت ذکر الحدیث فی الاحیاء ونسبہ العراقی الی البیہقی من حدیث جابر رضی اللہ عنہ وقال ہذا اسناد فیہ ضعف ۔ وقال السیوطی روی الخطیب فی تاریخہ من حدیث جابر قال قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم من غزاۃ لہم فقال علیہ الصلوٰۃ والسلام قدمتم خیر مقدم وقدمتم من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر۔ الخ

(الموضوعات الکبریٰ صفحہ نمبر 127 طبع کراچی)۔

(الجامع الصغیر مع شرح الفیض القدیر صفحہ نمبر 511 جلد نمبر 4 طبع بیروت)۔

(کنز العمال صفحہ نمبر 43 جلد 4 طبع بیروت 1405ھ عن جابر رضی اللہ عنہ)۔

10۔ المرء مع من احب۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 174، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 45)۔

i۔ رواہ البخاری فی الادب المفرد، رقم الحدیث 352۔

ii۔ رواہ المسلم، کتاب البر والصلہ والادب، عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (باب المرء مع من احب)۔

وانک مع من احببت۔

iii۔ رواہ احمد فی المسند، صفحہ نمبر 165 جلد نمبر 3۔

iv۔ رواہ الترمذی فی کتاب الزہد، باب المرء مع من احب، عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ۔

11۔ الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 174، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 45)۔

یہ حبان بن اسود کا قول ہے۔

(شرح الصدور صفحہ نمبر 21 للسیوطی علیہ الرحمۃ)۔

12۔ اس ماہ رمضان کی ہر رات میں ہزار شخص کو جو دوزخ کا مستحق ہوتا ہے، آزادی ملتی ہے

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 176، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 45)۔

ان اللہ فی کل یوم عند الافطار الف الف عتیق من النار، لایثبت۔

(تذکرۃ الموضوعات صفحہ نمبر 20)۔

(نوٹ) یاد رہے کہ کسی محدث کا کسی حدیث کے متعلق لایثبت کہنا اس کے موضوع ہونے کی دلیل نہیں بلکہ وہ حدیث ضعیف ہوگی۔

محدث سخاوی لکھتے ہیں:

''لایثبت'' لایلزم منہ ان یکون موضوعا فان الثابت لایشتمل الصحیح فقط۔ الخ

(تذکرۃ الموضوعات صفحہ نمبر 7)۔

13۔ اس مہینہ میں بہشت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 176، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 45)۔

i۔ رواہ البخاری، کتاب الصیام، پارہ نمبر 7، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

ii۔ رواہ الترمذی، ابواب الصیام، باب ماجاء فی فضل شہر رمضان، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

iii۔ رواہ ابن خزیمۃ، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث 1882۔

14۔ روزہ کھجور سے افطار کرنا سنت ہے۔

………… (مکتوبات صفحہ نمبر 176، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 45)۔

رواہ ابن ماجۃ، ابواب ماجاء فی الصیام، باب ماجاء علی ما یستحب الفطر عن سلمان ابن عامر رضی اللہ عنہ۔

15۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام افطار کے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

ذهب الظماء وابتلت العروق ۔الخ

………… (مکتوبات صفحہ نمبر 176، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 45)۔

رواہ ابوداؤد، باب القول عند الافطار، عن ابن عمر رضی اللہ عنہ۔

16۔ **من كثر سواد قوم فهو منهم ۔الخ**

………… (مکتوبات صفحہ نمبر 181، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 47)۔

من سود مع قوم فهو منهم ۔الخ

رواہ الخطیب، عن انس رضی اللہ عنہ (ضعیف)۔

(الجامع الصغیر مع شرح الفیض القدیر صفحہ نمبر 156 جلد نمبر 6 طبع بیروت)۔

17۔ **مثل اهل بيتي كمثل سفينة نوح ۔الخ**

………… (مکتوبات صفحہ نمبر 185، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 51)۔

i۔ رواہ الحاکم فی المستدرک، عن ابی ذر رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث 3312۔

ii۔ رواہ الطبرانی، فی الکبیر، عن ابی ذر رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث 2637 جلد 3۔

18۔ **الكبرياء ردائي والعظمة ۔الخ**

………… (مکتوبات صفحہ نمبر 186، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 52)۔

i۔ رواہ المسلم، کتاب البر والصلۃ، باب تحریم الکبر، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ (بتغیر قلیل)

ii۔ رواہ ابن ماجۃ، ابواب الزہد، باب البرأۃ من الکبر، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

iii۔ رواہ الحمیدی فی المسند، رقم الحدیث 1169۔

iv۔ رواہ الطبرانی، فی الاوسط، عن علی رضی اللہ عنہ۔

v۔ رواہ ابن النجار، عن ابن عباس رضی اللہ عنہ۔

(کنز العمال جلد نمبر 3، رقم الحدیث 534-535)۔

19۔ حدیث قدسی میں آچکا ہے۔

عادنفسک فانھا ۔الخ

(مکتوبات صفحہ نمبر 186، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 52)۔ ....

یہ الفاظ دراصل حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلمات قدسیہ میں سے ہیں۔

(حاشیہ نمبر 1 مکتوبات صفحہ نمبر 186، دفتر اوّل، حصہ دوم)۔

20۔ جددوا ایمانکم ۔الخ

(مکتوبات صفحہ نمبر 188، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 52)۔ ....

i۔ رواہ الحاکم فی المستدرک، کتاب التوبۃ، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث 7657

ii۔ رواہ احمد فی المسند، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

(الجامع الصغیر صفحہ نمبر 142 جلد نمبر 1)۔

21۔ حدیث شریف میں اس کلمہ مبارک کے فضائل میں وارد ہوا ہے کہ اگر تمام آسمانوں اور تمام زمینوں کو ایک پلہ میں رکھیں اور اس کلمہ کو دوسرے پلہ میں تو اس کا پلہ دوسرے پلہ پر غالب رہے گا۔

(مکتوبات صفحہ نمبر 188، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبو 52)۔

i۔ رواہ الطبرانی، فی الکبیر، عن ابن عباس رضی اللہ عنہ رقم الحدیث 13024 جلد 12۔

ii۔ رواہ البغوی فی شرح السنۃ۔

22۔ من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ۔

(مکتوبات صفحہ نمبر 190، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 54)۔

i۔ رواہ الترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی الشکر لمن احسن الیک، عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ۔

ii۔ رواہ احمد فی المسند صفحہ نمبر 32 جلد نمبر 3۔

iii۔ رواہ الطبرانی، فی الکبیر، رقم الحدیث 8941، جلد نمبر 9 عن جریر۔

iv۔ رواہ البخاری فی الادب المفرد باب من لم یشکر الناس، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

v۔ رواہ ابن حبان، صفحہ نمبر 173 جلد نمبر 5۔

23۔ من احب اخاہ فلیعلمہ ایاہ۔

(مکتوبات صفحہ نمبر 192، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 55)۔

i۔ رواہ البخاری فی الادب المفرد، باب اذا احب الرجل اخاہ فلیعلمہ، عن المقدم بن معدی کرب رضی اللہ عنہ ۔

ii۔ رواہ الترمذی، ابواب الزہد، عن المقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ۔

iii۔ مر بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم رجل فقال رجل انی لأحبہ فی اللہ عز وجل فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعلمتہ قال لا قال فاعلمہ قال فلقیت الرجل فاعلمتہ فقال احبک اللہ الذی احببتنی لہ رواہ الحاکم فی المستدرک، رقم الحدیث 7321، عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ۔

iv۔ رواہ احمد فی المسند صفحہ نمبر 156 جلد 3۔

v۔ رواہ ابن حبان صفحہ نمبر 389 جلد نمبر 1۔

24۔ ان للہ سبعین الف حجاب من نور وظلمۃ۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 195، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 58)۔

i۔ رواہ ابونعیم فی الحلیۃ، صفحہ نمبر 64 جلد نمبر 5، عن انس رضی اللہ عنہ۔

ii۔ رواہ ابن حبان۔ بحوالہ مشکوٰۃ صفحہ نمبر 71، 510 (بالفاظ مختلفہ)۔

25۔ اویس قرنی خیر التابعین ہیں۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 196، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 58)۔

رواہ المسلم، کتاب الفضائل، باب من فضائل اویس قرنی رضی اللہ عنہ، عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ۔

26۔ وان لم تبکوا فتباکوا۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 203، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 61)۔

i۔ رواہ ابن ماجۃ، ابواب الزہد، باب الحزن والبکاء، عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

ii۔ رواہ ابن ابی شیبۃ فی المصنف، کتاب الزہد، رقم الحدیث 16284۔

27۔ تو دنیا ہی قید خانہ ہے۔ (مومن کیلئے)۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 210، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 64)۔

صحیح حدیث: الدنیا سجن المؤمن وجنۃ الکافر کی طرف اشارہ ہے۔

i۔ رواہ المسلم، کتاب الزہد، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

ii۔ رواہ الطبرانی، فی الکبیر عن سلمان فارسی رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث 6041 جلد 6۔

iii۔ رواہ الحاکم فی المستدرک، عن سلمان فارسی رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث 6545۔

28۔ الاسلام بدا غریباً۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 210، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 65)۔

i۔ رواہ المسلم، کتاب الایمان، باب ان الاسلام بدا غریبا، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

ii۔ رواہ ابن ماجۃ، ابواب الفتن، باب بدء الاسلام بدا غریبا، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

iii۔ رواہ الترمذی، ابواب الایمان، عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔

iv۔ رواہ الطبرانی، فی الکبیر، عن عبداللہ رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث 1008 جلد 10۔

v۔ رواہ احمد فی المسند صفحہ نمبر 184 جلد نمبر 1 طبع بیروت۔

(نوٹ) اس حدیث میں اسلام کی بجائے ایمان کا لفظ ہے۔

29۔ لن یومن احد کم حتی یقال لہ مجنون ۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 211، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 65)۔

i۔ رواہ ابن حبان صفحہ نمبر 93 جلد 2، عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ (باختلاف یسیر)۔

ii۔ رواہ احمد، عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ (باختلاف یسیر)۔

(الجامع الصغیر صفحہ نمبر 53 جلد نمبر 1)

iii۔ رواہ ابن سنی فی عمل الیوم واللیلۃ صفحہ نمبر 7، رقم الحدیث 4 طبع بیروت 1988ء

iv۔ رواہ الحاکم فی المستدرک، عن ابی سعید رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث 1839۔

30۔ زمانوں میں بہترین زمانہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کا ہے۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 214، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 66)۔

خیر امتی قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم۔

رواہ المسلم، کتاب الفضائل، باب فضل الصحابۃ ثم الذین، عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ۔

31۔ قلب المؤمن بین اصبعین ۔الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 215، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 67)۔

رواہ المسلم، کتاب القدر، باب تصرف اللہ تعالیٰ القلوب کیف یشاء، عن عبداللہ ابن عمرو ابن عباس رضی اللہ عنہما۔

32۔ رب اشعث مدفوع بالابواب ۔الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 216، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 68)۔

i۔ رواہ المسلم، کتاب البر والصلہ، باب فضل الضعفاء، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

درج ذیل حدیث اس کی مؤید ہے۔

ان من عباد اللہ من لو اقسم علی اللہ ابرہ۔

ii۔ رواہ احمد فی المسند، صفحہ نمبر 128 جلد 3)۔

33۔ من تواضع للہ رفعہ اللہ ۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 218، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 69)۔

i۔ رواہ ابن ماجۃ، ابواب الزہد، باب البراۃ من الکبر والتواضع عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ۔

ii۔ رواہ ابی نعیم فی الحلیہ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

iii۔ رواہ ابن حبان صفحہ نمبر 475 جلد نمبر 7۔

34۔ لایسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المؤمن۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 219، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 70)۔

ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ نے الموضوعات الکبیر میں ان الفاظ کے ساتھ اس روایت کو نقل کیا ہے۔

ما وسعنی ارضی ولا سمائی ولکن وسعنی قلب عبدی المومن۔

(الموضوعات الکبیر صفحہ نمبر 206 طبع کراچی)۔

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ اس روایت کے متعلق لکھتے ہیں:

ذکرہ فی الاحیاء وقال العراقی لم ارلہ اصلا وقال ابن تیمیہ ہو مذکور فی الاسرائیلیات ولیس لہ اسناد معروف۔

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفی الذیل وھو کما قال ومعناہ وسع۔

قلبہ الایمان بی ومحبتی والا فالقول بالحلول کفر، وقال الزرکشی وضعہ الملاحدہ، وقال السیوطی اخرجہ احمد فی الزہد، عن وھب بن منبہ ان اللہ فتح السموات لحزقیل حتی نظر الی العرش فقال حزقیل سبحانک ما اعظم شانک یا رب فقال اللہ ان السموات والارض ضعفن عن ان یسعننی ووسعنی منہا العبد المؤمن الوداع الین انتہیٰ و فیہ ایماء الی معنی قولہ تعالیٰ انا عرضنا الامانۃ علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنہا واشفقن منہا وحملہا الانسان۔

(الموضوعات الکبریٰ صفحہ نمبر 206)۔

35۔ ماالدنیا والآخرۃ الاضرتان ۔الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 224، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 73)۔

یہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

(الاحیاء علوم الدین للامام غزالی صفحہ نمبر 204 جلد نمبر 3)۔

36۔ علامۃ اعراضہ تعالیٰ ۔الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 225، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 73)۔

i۔ رواہ ابن ماجۃ ،ابواب الزہد، باب من یرجی من رحمۃ اللہ یوم القیامۃ ،عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

ii۔ رواہ الترمذی ابواب الزہد عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ (بالفاظ مختلفہ)۔

37۔ ہلک المسوفون ۔الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 227، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 73)۔

یہ حدیث درج ذیل الفاظ سے مروی ہے۔

لعن اللہ المسوفات ۔الخ

i۔ رواہ الطبرانی عن ابن عمر رضی اللہ عنہ۔

(الجامع الصغیر 123 جلد 2)۔

ii۔ رواہ الخطیب، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

التسویف شعار الشیطان یلقیہ فی قلب المؤمن۔

iii۔ رواہ الدیلمی، عن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ۔

ایاک والتسویف۔ الخ

iv۔ رواہ البخاری فی التاریخ، عن عکرمہ، رواہ الدیلمی عن ابن عباس رضی اللہ عنہ۔

لعن اللہ المفسلۃ۔

v۔ رواہ ابو یعلی، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ (ضعیف)۔

(الجامع الصغیر مع شرح الفیض القدیر صفحہ نمبر 272 جلد نمبر 5 طبع بیروت)۔

38۔ ان اشد الناس عذابا یوم القیامۃ۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 230، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 73)۔

یہ حدیث مختلف الفاظ سے درج ذیل محدثین نے روایت کی ہے۔

i۔ رواہ ابن عساکر، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

ii۔ رواہ الطبرانی فی الصغیر۔

iii۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔

iv۔ رواہ الحاکم فی المستدرک، رقم الحدیث 5269، عن جبیر بن نفیر۔

v۔ رواہ ابن حبان صفحہ نمبر 537 جلد نمبر 7، عن عائشہ رضی اللہ عنہا۔

39۔ لا نہم جلساء اللہ سبحانہ۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 232، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 74)۔

یہ مضمون بخاری و مسلم کی درج ذیل حدیث سے ماخوذ ہے۔

i۔ انا عبدی اذا احوذ کرنی۔ الخ

رواہ البخاری، ابواب الزکر، باب فضائل الذکر، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

ii۔ انا معہ حین یذکرنی۔ الخ

رواہ المسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الذکر۔

iii۔ انا معہ اذا دعانی۔ الخ

رواہ المسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الذکر والتقرب الی اللہ۔

40۔ و ہم قوم لا یشقی جلیسھم ۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر **232**، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر **74**)۔

ھم قوم لایشقی بھم جلیسھم ۔

i۔ رواہ المسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل مجالس الذکر، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

درج ذیل احادیث اس کی تائید کرتی ہیں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل الجلیس الصالح کمثل العطار ان لم یحذک من عطرہ علق بک من ریحہ۔

ii۔ رواہ الحمیدی فی المسند، رقم الحدیث **770**، عن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ۔

iii۔ رواہ المسلم فی کتاب البر والصلہ، باب استحباب مجالسۃ الصالحین۔

قال انما مثل جلیس الصالح وجلیس السوء کحامل المسک ونافخ الکیر فحامل المسک اما ان یحذیک واما ان تبتاع منہ وان تجد منہ ریحا طیبا ونافخ الکیر۔ الخ

عن مرداس الاسلمی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یذھب الصالحون۔

iv۔ رواہ الحاکم فی المستدرک، کتاب الایمان صفحہ **75** جلد اوّل۔

لا تصاحب الا موءمنا۔ الخ

v۔ رواہ الترمذی، ابواب الزہد۔

41۔ یستفتح بصعالیک المھاجرین۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر **232**، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر **74**)۔

i۔ رواہ البغوی فی شرح السنۃ، عن امیہ بن خالد عبداللہ بن اسد رضی اللہ عنہم (للبغوی) مشکوٰۃ صفحہ نمبر **447** طبع کراچی۔

درج ذیل احادیث اس کی مؤید ہیں۔

ii۔ انما تنصرون بضعفائکم۔

رواہ ابونعیم عن ابی عبیدۃ رضی اللہ عنہ۔

iii۔ وھل ترزقون وتنصرون الا بضعفکم۔

رواہ احمد فی المسند، عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، صفحہ نمبر **173** جلد **1** طبع بیروت)۔

iv۔ قال: من قال حین یخرج الی الصلوٰۃ اللھم انی اسئلک بحق السائلین علیک۔ الخ

رواہ احمد فی المسند صفحہ نمبر **21** جلد **3**، عن ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ۔

42۔ فی شانھم رب۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر **232**، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر **74**ب)۔

دیکھیے حدیث نمبر **32**۔

43۔ ذکر رجل عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعبادۃ و اجتھاد و ذکر۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر **235**، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر **76**)۔

رواہ الترمذی فی الجامع، عن جابر رضی اللہ عنہ، ابواب صفۃ القیامۃ۔

44۔ ملاک دینکم الورع۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر **236**، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر **76**)۔

i۔ رواہ ابن ابی شیبۃ فی المصنف، کتاب الزہد، عن مطرف رضی اللہ عنہ۔

علاوہ ازیں یہ حدیث درج ذیل مختلف الفاظ سے بھی مروی ہے۔

ii۔ خیر دینکم الورع۔

رواہ ابوالشیخ فی الثواب، عن سعد رضی اللہ عنہ۔

iii۔ ملاک الدین الورع۔

رواہ الطبرانی، فی الکبیر عن ابن عباس، رقم الحدیث 10969 جلد 11۔

iv۔ رأس الدین الورع۔

رواہ ابن عدی فی الکامل، عن انس رضی اللہ عنہ۔

(الجامع الصغیر مع شرح الفیض القدیر صفحہ نمبر 76 جلد نمبر 2 طبع بیروت)۔

45۔ من حام حول الحمیٰ ۔الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 236، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 76)۔

(ہذا الحدیث طویل وہذا قطعۃ)۔

رواہ المسلم، کتاب المساقات والمزارعۃ، باب اخذ الحلال وترک الشبہات عن نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ۔

46۔ من کانت لہ مظلمۃ ۔الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 237، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 76)۔

رواہ البخاری، کتاب الرقاق، باب القصاص، یوم القیامۃ، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

47۔ اتدرون ما المفلس ۔الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 237، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 76)۔

رواہ المسلم، کتاب البر والصلہ، باب تحریم الظلم، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

48۔ لایزال طائفۃ من امتی ۔الخ

...... (مکتوبات صفحہ نمبر 238، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 76)۔

i۔ رواہ ابن ماجۃ، باب اتباع سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، عن قرہ وابی ہریرۃ رضی اللہ عنہما۔

ii۔ رواہ الحاکم فی المستدرک، عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ۔

رقم الحدیث 2392 الجزء 2۔ 8391 الجزء 4۔

iii۔ رواہ احمد فی المسند، عن معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ صفحہ نمبر 97 جلد 4۔

49۔ اسی طرح پہلی امتوں میں بعض پر نماز فجر فرض تھی۔ الخ

...... (مکتوبات صفحہ نمبر 244، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 79)۔

رواہ الطحاوی فی معانی الآثار، عن عائشہ رضی اللہ عنہا (جلد اوّل)

50۔ **الذین هم علی ما انا علیه و اصحابی ۔**

...... (مکتوبات صفحہ نمبر 246، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 80)۔

رواہ الترمذی، ابواب الایمان، عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما۔

51۔ **لایجتمع امتی علی الضلالة ۔**

...... (مکتوبات صفحہ نمبر 251، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 80)۔

رواہ الترمذی، ابواب الفتن، عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما۔

52۔ **الصلوٰة عماد الدین** ۔ الخ

...... (مکتوبات صفحہ نمبر 256، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 85)۔

i۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان (مرفوعاً) عن عمر رضی اللہ عنہ۔

ii۔ رواہ الدیلمی، فی المسند الفردوس عن علی رضی اللہ عنہ (الصلوٰۃ عماد الایمان)۔

درج ذیل حدیث اس کی مؤید ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی الاسلام علی خمس شہادت ان لا الہ الا اللہ وان

محمداً عبدہ ورسولہ واقام الصلوٰة۔

مسلم کتاب الایمان ارکان الاسلام صفحہ نمبر 30 جلد نمبر 1 مترجم۔

(الجامع الصغیر صفحہ نمبر 50، طبع فیصل آباد)

53۔ عبادة فی الهرج کهجرة الی ۔الخ

(مکتوبات صفحہ نمبر 257، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 85)۔

i۔ رواہ المسلم، کتاب الفتن، باب فضل العبادة فی الهرج، عن مغفل بن یسار رضی اللہ عنہ۔

ii۔ رواہ ابن ماجة، ابواب الفتن، باب الوقوف عند الشبهات، عن مغفل بن یسار رضی اللہ عنہ۔

iii۔ رواہ الطبرانی، فی الکبیر، رقم الحدیث 488 جلد 20، عن مغفل بن یسار رضی اللہ عنہ

54۔ من تواضع لغنی ۔الخ

(مکتوبات صفحہ نمبر 258، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 85)۔

ذکرہ ابن الجوزی فی الموضوعات۔

قال السیوطی ولم یصب فقد روی البیهقی فی شعب الایمان عن عبداللہ بن مسعود و انس رضی اللہ عنہما۔

بلفظ من دخل علی غنی فتواضع لہ ذهب ثلثا دینہ وقال فی کل منهما اسنادہ ضعیف۔

(الموضوعات الکبریٰ صفحہ نمبر 237)۔

55۔ من شاب شیبة فی الاسلام غفرلہ ۔

(مکتوبات صفحہ نمبر 259، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 88)۔

یہ حدیث درج ذیل الفاظ سے منقول ہے۔

i۔ من شاب شیبة فی الاسلام فی سبیل اللہ کانت لہ نوراً یوم القیامة۔

رواہ النسائی، کتاب الجہاد، باب من ای فی سبیل اللہ، عن کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ۔

ii۔ من شاب شیبة فی الاسلام کانت لہ نوراً یوم القیامة۔

رواہ الطبرانی، فی الکبیر، عن عمر بن خطاب، رقم الحدیث 58 جلد 1۔

رواہ ابن حبان، عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، صفحہ نمبر 279 جلد نمبر 4۔

رواہ الترمذی، ابواب الجہاد، باب ما جاء من شاب شیبة فی سبیل اللہ، عن کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ۔

iii۔ من شاب شیبة فی الاسلام کانت لہ نوراً ما لم یغیرھا۔

رواہ الحاکم فی الکنی، عن ام سلیم۔ (حسن)

(الجامع الصغیر صفحہ نمبر 172 جلد نمبر 2)۔

56۔ فطوبیٰ لمن طال۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 260، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 89)۔

من طال عمرہ وحسن عملہ۔

رواہ الترمذی، ابواب الزہد، عن عبداللہ بن قیس وعن ابی بکرة رضی اللہ عنہما۔

57۔ فان المیت کالغریق۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 261، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 89)۔

رواہ البیہقی فی شعب الایمان، عن ابن عباس رضی اللہ عنہما۔

58۔ ان اللہ تعالیٰ خلق اٰدم علی صورتہ۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 266، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 95)۔

یہ ایک طویل حدیث کا ایک جز ہے۔

i۔ رواہ البخاری، کتاب الاستئذان، باب بدء السلام، عن ابی ہریرة رضی اللہ عنہ۔

ii۔ رواہ المسلم، کتاب البر والصلة، باب نہی عن ضرب الوجہ، عن ابی ہریرة رضی اللہ عنہ۔

59۔ ان اللہ رفیق یحب الرفق۔الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 273، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 98)۔

i۔ رواہ البخاری فی الادب المفرد، باب الرفق، عن انس رضی اللہ عنہ۔

ii۔ رواہ المسلم، کتاب البر والصلہ، باب فضل الرفق، عن عائشہ رضی اللہ عنہا۔

iii۔ رواہ الدارمی، باب فی الرفق، عن عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث 2793 (مترجم)۔

iv۔ رواہ الطبرانی، فی الکبیر، عن معذان، رقم الحدیث 856 جلد 20۔

(ان اللہ یحب الرفق فی الامر کلہ) (ان اللہ یحب الرفق)۔

v۔ رواہ الترمذی ابواب استئذان، عن عائشہ رضی اللہ عنہا۔

vi۔ رواہ ابن ماجہ، کتاب الادب، باب الرفق، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

vii۔ رواہ ابن حبان صفحہ نمبر 381 جلد 1۔

60۔ علیک بالرفق وایاک والعنف۔الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 273، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 98)۔

رواہ المسلم، کتاب البر والصلہ، باب فضل الرفق۔

مشکوٰۃ صفحہ نمبر 431 طبع کراچی۔

61۔ من یحرم الرفق۔الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 273، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 98)۔

i۔ رواہ المسلم، کتاب البر والصلہ، باب فضل الرفق، عن جریر رضی اللہ عنہ۔

ii۔ رواہ الطبرانی، فی الکبیر، عن جریر، رقم الحدیث 2449 جلد 2۔

iii۔ رواہ احمد فی المسند صفحہ نمبر 366 جلد نمبر 4۔

iv۔ رواہ ابن حبان صفحہ نمبر 380 جلد نمبر 1۔

62۔ ان من احبکم ۔الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 274، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 98)۔

رواہ البخاری فی کتاب الادب، باب، حسن الخلق والسخاء عن ابن عمر رضی اللہ عنہما، (ان خیارکم احاسنکم اخلاقا)۔

63۔ من اعطی حظه من الرفق ۔الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 274، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 98)۔

i۔ رواہ البخاری فی الادب المفرد، باب الرفق، عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ۔

ii۔ رواہ الترمذی، کتاب البر والصلہ، باب ماجاء فی الرفق۔

64۔ الحیاء من الایمان والایمان من الجنة۔الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 274، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 98)۔

i۔ رواہ البخاری فی الادب المفرد، عن ابی بکرۃ رضی اللہ عنہ۔

ii۔ رواہ المسلم، عن سالم، عن ابیہ رضی اللہ عنہما صفحہ نمبر 47 جلد نمبر 2 مترجم۔

iii۔ رواہ الترمذی، ابواب البر والصلہ، باب ماجاء فی الحیاء۔

iv۔ رواہ ابن ماجۃ، کتاب الزہد، عن ابی بکرۃ رضی اللہ عنہ۔

v۔ رواہ ابن خزیمۃ، رقم الحدیث 625۔

vi۔ رواہ الطبرانی، فی الکبیر عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث 1024 جلد 22۔

vii۔ رواہ الطبرانی، فی الکبیر عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث 409 جلد 18

viii۔ رواہ الحاکم فی المستدرک، عن ابی بکرۃ رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث 171۔

65۔ ان الله یبغض الفاحش ۔الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 274، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 98)۔

i۔ رواہ البخاری فی الادب المفرد باب الرفق، عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ۔

ii۔ رواہ الترمذی، کتاب البر والصلہ، باب ماجاء فی حسن الخلق۔

66۔ **الاخبرکم بمن یحرم علی النار وبمن یحرم النار علیہ۔الخ**

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 274، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 98)۔

i۔ رواہ الترمذی (مشکوٰۃ صفحہ نمبر 432 طبع مکتبہ امدادیہ ملتان) عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔

ii۔ رواہ احمد فی المسند، عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔

iii۔ رواہ الطبرانی، فی الکبیر عن ابن مسعود، رقم الحدیث 10562 جلد 10۔

iv۔ رواہ ابن حبان، عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، صفحہ نمبر 346 جلد 1۔

67۔ **المؤمنون هینون۔الخ**

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 274، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 98)۔

i۔ رواہ عبداللہ بن مبارک فی کتاب الزہد والرقاق من حدیث سعید بن عبد العزیز عن مکحول مرسلا۔

ii۔ رواہ البیہقی، عن عبداللہ بن عبدالعزیز بن ابی رداء، عن ابیہ عن نافع عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ قال العامری حسن۔

قال العقیلی فی الضعفاء ہذا الحدیث من منکرات عبدالعزیز۔

(الجامع الصغیر مع شرح الفیض القدیر صفحہ نمبر 258 جز 4 طبع بیروت)۔

68۔ **من کظم غیضا وهو یقدر علی ان ۔الخ**

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 274، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 98)۔

رواہ الترمذی، کتاب البر والصلہ، باب ماجاء فی کثرۃ الغضب، عن سہل بن معاذ عن ابیہ رضی اللہ عنہما۔

69۔ **اوصنی قال لاتغضب۔الخ**

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 275، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 98)۔

رواہ البخاری، کتاب الادب، پارہ نمبر 25، باب الحذر عن الغضب۔

70۔ الا اخبر کم باھل الجنة۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 275، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 98)۔

رواہ البخاری، کتاب الادب، باب الکبر، عن حارثہ بن وھب رضی اللہ عنہ۔

71۔ اذا غضب احد کم وھو قائم فلیجلس ۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 275، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 98)۔

i۔ رواہ ابوداؤد، کتاب الادب، باب مایقال عند الغضب، عن حرب بن ابی اسود وعن ابی ذر رضی اللہ عنہما۔

امام ابوداؤد نے فرمایا! دونوں احادیث میں سے حضرت ابوذر والی حدیث زیادہ صحیح ہے۔

(ابوداؤد کتاب الادب)۔

علاوہ ازیں اس حدیث کو مندرجہ ذیل محدثین کرام نے بھی روایت کیا ہے۔

ii۔ رواہ احمد فی المسند، عن ابی ذر رضی اللہ عنہ، صفحہ نمبر 152 جلد نمبر 5۔

iii۔ رواہ الخرائطی فی مکارم الاخلاق، عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ۔

(کنز العمال رقم الحدیث 5199 جلد 3)۔

72۔ ان الغضب لیفسد الایمان کمایفسد ۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 275، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 98)۔

i۔ رواہ البیہقی وابن عساکر، عن بہز بن حکیم، عن ابیہ، عن جدہ رضی اللہ عنہم۔

(کنز العمال صفحہ نمبر 522 جلد نمبر 3)۔

ii۔ رواہ الطبرانی، فی الکبیر عن بہز بن حکیم، عن ابیہ، عن جدہ رضی اللہ عنہم، رقم الحدیث

1007 جلد 19 (بتغیر قلیل)۔

73۔ یارب من اعز عبادک۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 276، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 98)۔

i۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ (ضعیف) قال سیوطی فی الجامع الصغیر صفحہ نمبر 84 جلد نمبر 2۔

ii۔ رواہ الدیلمی، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ لکن بیض وحدہ لسندہ (فیض القدیر صفحہ نمبر 504 جلد نمبر 6، بالفاظ مختلفہ)

iii۔ رواہ ابن ابی الدنیا فی ذم الغضب، عن علی رضی اللہ عنہ

(کنز العمال صفحہ نمبر 521 جلد نمبر 3)۔

74۔ من حزن لسانہ ستر اللہ عورتہ۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 276، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 98)۔

i۔ رواہ البیہقی من دفع غضبہ دفع اللہ عذابہ ومن حفظ لسان ستر اللہ عورتہ۔

ii۔ رواہ الطبرانی فی الاوسط، عن انس رضی اللہ عنہ۔

(کنز العمال صفحہ نمبر 521 جلد نمبر 3)، (الجامع الصغیر صفحہ نمبر 170 جلد نمبر 2)

75۔ من التمس۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 277، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 98)۔

رواہ الترمذی، ابواب الزہد، عن رجل اہل المدینۃ، رقم الحدیث 303 جلد دوم (مترجم طبع لاہور)۔

76۔ تنام عینای۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 281، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 99)۔

i۔ رواہ البخاری، کتاب التہجد، باب قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل فی رمضان

وغیرہ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا۔

ii۔ رواہ الحمیدی فی المسند عن سفیان رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث 473۔

iii۔ رواہ ابوداؤد، باب فی صلوٰۃ اللیل عن عائشۃ رضی اللہ عنہا۔

iv۔ رواہ ابن حبان عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، صفحہ نمبر 101 جلد نمبر 8۔

77۔ لی مع اللہ۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 281، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 99)۔

یذکرہ الصوفیہ کثیرا وھو فی رسالۃ القشیری۔ (طبع پاکستان 1984ء مترجم ڈاکٹر پیر محمد حسن مرحوم)

(الموضوعات الکبریٰ صفحہ نمبر 197)

نیز صحیح مسلم کی درج ذیل حدیث اس کی تائید کرتی ہے۔

انی لست کھیئکم انی اطعم واسقی۔

(رواہ المسلم، الجزء الاول)۔

78۔ رب صائم لیس لہ من۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 292، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 105)۔

i۔ رواہ ابن ماجۃ، کتاب الصیام، باب ماجاء فی الغیبۃ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

ii۔ رواہ حاکم فی المستدرک عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث 1571 (بالفاظ مختلف)

(نوٹ) ابن ماجۃ کی روایت میں ''واظما'' کا لفظ موجود نہیں۔

79۔ ابلیس صورت خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام میں متمثل نہیں ہوسکتا۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 296، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 107)۔

i۔ رواہ البخاری، کتاب الادب، پارہ 25، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

فان الشیطان لایتمثل بصورتہ۔

ii۔ رواہ المسلم، کتاب الرؤیا، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

iii۔ رواہ ابی شیبۃ فی المصنف، کتاب الایمان والرؤیا، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

iv۔ رواہ الترمذی، ابواب الرؤیا، عن عبداللہ رضی اللہ عنہ۔

80۔ **تخلقوا باخلاق اللہ۔**

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 296، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 107)۔

یہ صوفیاء کا قول ہے۔

(الجامع الصغیر مع شرح فیض القدیر صفحہ نمبر 172 جلد نمبر 5 طبع بیروت)

81۔ **الدنیا ملعونۃ وملعون مافیہا الاذکر اللہ تعالیٰ۔**

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 302، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 110)۔

i۔ رواہ الترمذی، ابواب الزہد، باب ماجاء فی ہوان الدنیا علی اللہ، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

ii۔ رواہ الدارمی باب فی فضل العلم والعالم، عن کعب رضی اللہ عنہ۔

iii۔ رواہ ابن ماجۃ، کتاب الزہد، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

iv۔ رواہ الطبرانی فی الاوسط، عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔

(الجامع الصغیر صفحہ نمبر 16 جلد نمبر 2)۔

82۔ **ان اللہ یحب معالی** ۔الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 308، دفتر اوّل، حصہ دوم، مکتوب نمبر 116)۔

ان اللہ یحب معالی الامور۔الخ

رواہ الطبرانی، فی الکبیر عن حسین بن علی رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث 2894 جلد 3۔

83۔ **حب الوطن من الایمان۔**

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 373، دفتر اوّل، حصہ سوم، مکتوب نمبر 155)۔

i۔ قال زرکشی لم اقف علیہ۔

امام سیوطی فرماتے ہیں میں اسکی سند سے واقف نہیں۔ الدرر المنتشرہ صفحہ 45 مترجم

ii۔ وقال السید معین الدین الصفوی لیس بثابت۔

وقیل انہ من کلام بعض السلف۔

iii۔ وقال السخاوی لم اقف علیہ ومعناہ صحیح۔

(الموضوعات الکبریٰ صفحہ نمبر 109)۔

(تذکرۃ الموضوعات صفحہ نمبر 11)۔

84۔ اذا افطر احد کم فلیفطر علی تمر ۔الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 386، دفتر اوّل، حصہ سوم، مکتوب نمبر 162)۔

i۔ رواہ ابن خزیمۃ، عن سلمان بن عامر الضبی، رقم الحدیث 2067 جلد 3۔

ii۔ رواہ احمد فی المسند، عن سلمان بن عامر صفحہ نمبر 17 جلد نمبر 4۔

iii۔ رواہ ابن حبان صفحہ نمبر 210 جلد نمبر 5۔

85۔ اکرموا عمتکم النخلة ۔الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 386، دفتر اوّل، حصہ سوم، مکتوب نمبر 162)۔

رواہ ابن عساکر ابن ابی حاتم ابن سنی ابو نعیم فی الطب ابن مردویہ، عقیلی فی الضعفاء ابن عدی فی الکامل، عن علی رضی اللہ عنہ۔

محدث ابن جوزی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند میں مسروق بن سعید منکر حدیث ہے۔ امام سیوطی لکھتے ہیں مسروق لم یتھم بکذب ولہ شاہد من:۔

حدیث ابی سعید خدری قال سالنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھماذا خلقت النخلة قال خلقت النخلة والرمان والعنب من فضل طینة ادم، اخرجہ ابن عساکر فی تاریخہ

(التعقبات علی الموضوعات صفحہ نمبر 31)۔

رواہ ابویعلی (ضعیف) الدرر المنتشرہ صفحہ نمبر 27 مترجم۔

اس لئے یہ حدیث موضوع نہیں بلکہ ضعیف ہے جو کہ عند المحدثین فضائل اعمال میں قابل قبول ہے۔

امام سخاوی لکھتے ہیں۔

قال شیخ الاسلام ابوزکریا النووی فی الاذکار قال العلماء من المحدثین والفقہاء وغیرھم یجوز ویستحب العمل فی الفضائل والترغیب والترھیب بالحدیث الضعیف ۔الخ

(القول البدیع صفحہ نمبر 258 از امام سخاوی (م 902ھ)، ناشر لاثانی کتب خانہ سیالکوٹ۔

86۔ نعم سحور المؤمن التمر ۔الخ

(مکتوبات صفحہ نمبر 386، دفتر اوّل، حصہ سوم، مکتوب نمبر 162)۔ ....

ابونعیم فی الحلیۃ، صفحہ نمبر 402 جلد نمبر 3، عن جابر رضی اللہ عنہ، طبع ملتان۔

(قال السیوطی ضعیف، الجامع الصغیر صفحہ 187 جلد 2) (طبع پاکستان 1394ھ)

رواہ ابن حبان صفحہ نمبر 197 جلد نمبر 5۔

87۔ سونا چاندی اور ریشمی لباس کی ممانعت ۔الخ

(مکتوبات صفحہ نمبر 390، دفتر اوّل، حصہ سوم، مکتوب نمبر 163)۔ ....

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی (مرد کو) پہننے سے منع فرمایا۔

i۔ رواہ الترمذی، ابواب اللباس، باب ماجاء فی کراھیۃ خاتم الذھب، عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ۔

نھانا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان نشرب فی آنیۃ الذھب والفضۃ وان ناکل فیھا وعن لبس الحریر والدیباج وان نجلس علیہ۔

ii۔ بخاری شریف، کتاب اللباس، باب افتراش الحریر، عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ۔

(نوٹ) عورتوں کیلئے ریشمی لباس جائز ہے۔ یوں ہی زیور کی شکل میں سونے کا استعمال مردوں کو منع ہے۔ عورتوں کیلئے جائز ہے۔ ہاں سونے چاندی کے برتنوں کے استعمال کی مرد و عورت دونوں کیلئے ممانعت ہے۔

(کذا فی رد المحتار، والدر المختار والفتاوی الخانیہ)۔

88۔ **التعظیم لا مر اللہ والشفقة علی الخلق ۔**

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 400، دفتر اوّل، حصہ سوم، مکتوب نمبر 170)۔

حضرت ابو بکر شبلی کا قول ہے۔

(حلیۃ الاولیاء صفحہ نمبر 55 جلد نمبر 1 مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)۔

اس قول کی تائید حضرت مرتعش کے قول سے بھی ہوتی ہے کہ تصوف حق تعالیٰ کے اوامر و نواہی کو بغیر ریا کے ادا کرنا ہے اور بڑوں کی عزت و تعظیم اور چھوٹوں پر مہربانی اور شفقت کرنا ہے۔

(خلاصہ) کشف المحجوب صفحہ نمبر 55)۔

89۔ **بحسب امرء من الشر ۔الخ**

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 402، دفتر اوّل، حصہ سوم، مکتوب نمبر 171)۔

رواہ البیہقی فی شعب الایمان، عن الحسن البصری مرسلاً۔

90۔ **حب الدنیا راس ۔الخ**

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 403، دفتر اوّل، حصہ سوم، مکتوب نمبر 171)۔

رواہ البیہقی فی شعب الایمان عن الحسن البصری مرسلاً۔

ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ اس روایت کے متعلق لکھتے ہیں۔

قال بعضھم موضوع، ومنھم ابن تیمیہ حیث جزم بانہ من قول جندب البجلی وقد رواہ البیہقی فی شعب باسناد حسن الی الحسن البصری رفعہ مرسلا وقال السیوطی وقد

عدالحدیث فی الموضوعات وتعقبہ شیخ الاسلام ابن حجربان ابن المدینی اثنی علی مراسیل الحسن والاسناد حسن الیہ وقداوردہ الدیلمی من حدیث علی بن ابی طالب فی مسندہ ولم یذکر لہ اسنادا وھوفی تاریخ ابن عساکر عن سعد بن مسعود الصدفی التابعی بلفظ حب الدنیاراس الخطاء انتہیٰ وھوعندابی نعیم فی ترجمۃ سفیان الثوری من الحلیہ من قول عیسیٰ علیہ السلام وعندابن ابی الدنیافی مکاید الشیطان لہ من قول مالک بن دینار اقول القائل بانہ موضوع لم یصرح باسنادہ والاسانید مختلفۃ والمرسل حجۃ عند الجمہور اذا صح اسنادہ ولہذا قال ابن المدینی مرسلات الحسن اذا رواہا عند الثقات صحاح وقال الدارقطنی فی مراسیلہ ضعف فالاعتماد علی عماد الاسناد۔

(الموضوعات الکبریٰ صفحہ نمبر 109)۔

ابن عساکر نے تاریخ میں سعد بن مسعود سے ان الفاظ میں روایت کی ہے۔

حب الدنیاراس کل الخطاء۔ (الدررالمنتشرہ صفحہ نمبر 44 مترجم از سیوطی)

91۔ من حسن الاسلام المرء ۔الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 410، دفتر اوّل، حصہ سوم، مکتوب نمبر 176)۔

i۔ رواہ المالک فی المؤطا، کتاب حسن الخلق، باب ماجاء فی حسن الخلق، عن علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم۔

ii۔ رواہ الطبرانی، فی الکبیر عن علی بن حسین رضی اللہ عنہما، رقم الحدیث 2886 جلد 3۔

iii۔ رواہ احمد فی المسند، عن علی بن حسین رضی اللہ عنہ، عن ابیہ رضی اللہ عنہ، صفحہ نمبر 201 الجزء الاوّل۔

iv۔ رواہ الترمذی، باب البر والصلہ، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

92۔ ذلک من کمال الایمان ۔الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 417، دفتر اوّل، حصہ سوم، مکتوب نمبر 182)۔

i۔ رواہ المسلم، کتاب الایمان، باب بیان الوسوسہ، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

"قال ذالک صریح الایمان"

ii۔ رواہ المسلم، کتاب الایمان بیان الوسوسہ، عن عبداللہ رضی اللہ عنہ (فقال ذلک محض الایمان)۔

93۔ من احدث فی امرنا ۔الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 422، دفتر اوّل، حصہ سوم، مکتوب نمبر 186)۔

رواہ البخاری، کتاب الصلح، عن عائشۃ رضی اللہ عنہا (الجزء الاوّل)۔

94۔ اما بعد فان خیر الحدیث ۔الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 423، دفتر اوّل، حصہ سوم، مکتوب نمبر 186)۔

دیکھیے حدیث نمبر 7۔

95۔ اوصیکم بتقوی اللہ ۔الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 423، دفتر اوّل، حصہ سوم، مکتوب نمبر 186)۔

i۔ رواہ ابن ماجۃ، باب اتباع سنت الخلفاء الراشدین (عن عرباض بن ساریۃ)

ii۔ رواہ احمد فی المسند، عن عرباض بن ساریۃ رضی اللہ عنہ (صفحہ نمبر 127 الجزء الرابع)۔

iii۔ رواہ الطبرانی، فی الکبیر عن عرباض بن ساریۃ رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث 617 جلد 18

iv۔ رواہ ابن حبان صفحہ نمبر 104 جلد نمبر 1۔

96۔ ما احدث قوم ۔الخ

...... (مکتوبات صفحہ نمبر 424، دفتر اوّل، حصہ سوم، مکتوب نمبر 186)۔

رواہ احمد فی المسند، عن غضیف بن الحرث رضی اللہ عنہ، صفحہ نمبر 105 جلد نمبر 4۔

97۔ ماابتدع قوم بدعۃ ۔الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 424، دفتر اوّل، حصہ سوم، مکتوب نمبر 186)۔

رواہ الدارمی فی سننہ باب اتباع السنۃ عن حسان رضی اللہ عنہ۔

(نوٹ) ھو ابن عطیہ و لیس ھو حسان الشاعر کما وہم الشیخ قاری و حسان بن عطیۃ من کبار التابعین۔

سنن داری صفحہ نمبر 58 حاشیہ نمبر 1 جلد نمبر 1 طبع کراچی۔

98۔ **من سن فی الاسلام ۔الخ**

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 432، دفتر اوّل، حصہ سوم، مکتوب نمبر 192)۔

i۔ رواہ المسلم، عن جریر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ، کتاب العلم، باب من سن سنۃ حسنۃ، الخ

ii۔ رواہ احمد فی المسند عن جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، صفحہ نمبر 357 جلد نمبر 4۔

iii۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر، عن جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث 2437 جلد 2

iv۔ رواہ الدارمی، عن جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، باب نمبر 44 (مترجم)۔

v۔ رواہ ابن ماجۃ، عن جریر، رقم الحدیث 209 جلد 1 (مترجم)

99۔ **الدنیا ملعونۃ ۔الخ**

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 440، دفتر اوّل، حصہ سوم، مکتوب نمبر 197)۔

دیکھیے حدیث نمبر 81۔

100۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے کہ اعمال لکھنے والے فرشتوں کے سوا خدا تعالیٰ کے چند ایسے فرشتے ہیں جو راستوں اور بازاروں میں اہل ذکر کی مجلس تلاش کرتے پھرتے ہیں۔الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 449، دفتر اوّل، حصہ سوم، مکتوب نمبر 203)۔

رواہ المسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ، باب فضل مجلس الذکر عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

101۔ کنت نبیا و آدم بین الماء والطین ۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 459، دفتر اوّل، حصہ سوم، مکتوب نمبر 209)۔

یہ حدیث ان الفاظ سے منقول ہے۔ کنت نبیا وآدم بین الروح والجسد ۔

i۔ رواہ الطبرانی، فی الکبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث 12571 جلد 12

ii۔ رواہ الترمذی، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، ابواب المناقب۔

iii۔ رواہ ابی نعیم فی الحلیۃ، عن میسرۃ الفجر رضی اللہ عنہ۔

قالوا متی وجبت لک النبوۃ؟ قال بین ادم بین الروح والجسد ۔

iv۔ رواہ الترمذی، ابواب المناقب، باب ما جاء فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

قال انی عند اللہ مکتوب خاتم النبیین وان ادم لمنجد فی طینتہ۔

v۔ رواہ احمد فی المسند صفحہ نمبر 127 جلد نمبر 4، المعجم الکبیر، رقم الحدیث 252 جلد 18 مسند البزار، رقم الحدیث 2365، عن عرباض بن ساریۃ رضی اللہ عنہ۔

vi۔ رواہ البغوی فی شرح السنۃ م 516ھ۔

102۔ لایدری اولہم خیر ۔الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 463، دفتر اوّل، حصہ سوم، مکتوب نمبر 209)۔

یہ حدیث اس طرح ہے۔

مثل امتی مثل المطر لا یدری اولہ خیر ام اخرہ

i۔ رواہ الترمذی ابواب الامثال عن انس رضی اللہ عنہ۔

ii۔ رواہ احمد فی المسند صفحہ نمبر 130 جلد نمبر 3، عن انس رضی اللہ عنہ، صفحہ نمبر 143 جلد نمبر 3، عن عمیر رضی اللہ عنہ

iii۔ رواہ ابن عسیاکر، عن علی رضی اللہ عنہ۔

iv۔ رواہ الطبرانی، عن ابن عمر رضی اللہ عنہ (حسن)۔

(الجامع الصغیر صفحہ نمبر 154 جلد 2 طبع پاکستان)۔

103۔ خیر القرون قرنی ۔الخ

(مکتوبات صفحہ نمبر 463، دفتر اوّل، حصہ سوم، مکتوب نمبر 209)۔

یہ حدیث درج ذیل الفاظ سے منقول ہے۔

i۔ خیر الناس قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ۔لخ

رواہ المسلم، کتاب الفضائل، باب فضل الصحابۃ ثم الذین، عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔

رواہ البخاری، کتاب المناقب، عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ، باب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

رواہ احمد فی المسند، عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔

ii۔ القرن الذی انا فیہ ثم الثانی ثم الثالث۔

رواہ المسلم، کتاب الفضائل، باب فضل الصحابۃ ثم الذین، عن عائشۃ رضی اللہ عنہا

iii۔ رواہ الطبرانی، فی الکبیر عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث 10058 جلد 10

خیر الناس قرنی ثم الثانی ثم الثالث۔

iv۔ خیر الناس قرنی الذین انا فیہم ثم الذین یلونہم ۔الخ

رواہ الحاکم فی المستدرک، عن جعدہ بن ھبیرہ رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث 4871۔

v۔ خیر الناس قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ثم یاتی من بعدھم ۔الخ

رواہ الترمذی، ابواب المناقب، باب ماجاء فی فضل من رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصحبہ عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔

رواہ الحاکم فی المستدرک، عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث 5988۔

رواہ ابن حبان صفحہ نمبر 177 جلد نمبر 9۔

104۔ الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 524، دفتر اوّل، حصہ چہارم، مکتوب نمبر 224)۔

i۔ رواہ الدیلمی، عن ابی رافع رضی اللہ عنہ۔

ii۔ رواہ الخلیلی فی مشیخہ وابن النجار، عن ابی رافع رضی اللہ عنہ، الشیخ فی اھلہ کالنبی فی امتہ

iii۔ رواہ ابن حبان فی الضعفاء۔

iv۔ رواہ الشیرازی فی الالقاب، عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، الشیخ فی بیتہ کالنبی فی قومہ۔

(الجامع الصغیر مع شرح الفیض القدیر صفحہ نمبر 85 جلد نمبر 4 طبع بیروت)۔

ملا علی قاری فرماتے ہیں ویقویہ من حیث المعنی حدیث صحیح المبنی۔

(الموضوعات الکبریٰ صفحہ نمبر 144)۔

105۔ حب الدنیا راس کل خطیئۃ۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 535، دفتر اوّل، حصہ چہارم، مکتوب نمبر 232)۔

(دیکھیے حدیث نمبر 90)۔

106۔ اسلم شیطانی۔

..... (مکتوبات صفحہ نمبر 542، دفتر اوّل، حصہ چہارم، مکتوب نمبر 234)۔

فاسلم فلا یامرنی الا بخیر۔

رواہ المسلم، کتاب صفات المنافقین واحکامہم باب فتنۃ الشیطان فی العرب من التحریش، عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔

107۔ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ۔

..... (مکتوبات صفحہ نمبر 544، دفتر اوّل، حصہ چہارم، مکتوب نمبر 234)۔

قال ابن تیمیة: موضوع

قال السمعانی انہ لا یعرف مرفوعا وانما یحکی عن یحییٰ بن معاذ الرازی من قولہ وقال النووی انہ لیس بثابت یعنی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم والا فمعناہ ثابت۔

(الموضوعات الکبریٰ صفحہ نمبر 238)۔

(تذکرۃ الموضوعات صفحہ نمبر 11)۔

108۔ **من فسر القرآن برائیہ فقد کفر۔ الخ**

(مکتوبات صفحہ نمبر 545، دفتر اوّل، حصہ چہارم، مکتوب نمبر 234)۔ …………

i۔ رواہ رزین، عن جندب رضی اللہ عنہ، من قال برائیہ فاخطأ فقد کفر۔

(جمع الفوائد صفحہ نمبر 121 جلد نمبر 2)۔

ii۔ من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوا مقعدہ من النار عن عباس رضی اللہ عنہ۔

رواہ الترمذی، ابواب التفسیر، باب ماجاء فی الذی یفسر القرآن برأیہ۔

109۔ **اللّٰھم ارنا حقائق الاشیاء کما ھی۔**

(مکتوبات صفحہ نمبر 548، دفتر اوّل، حصہ چہارم، مکتوب نمبر 234)۔ ……

مدارج النبوۃ صفحہ نمبر 99 جلد نمبر 2 (مترجم)، از شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔

110۔ اور اس امت میں جو خیر الامم ہے۔

(الف) (مکتوبات صفحہ نمبر 548، دفتر اوّل، حصہ چہارم، مکتوب نمبر 234)۔ ……

انکم وفیتم سبعین امة انتم خیرھا واکرمھا علی اللہ۔

رواہ ابن ماجة، باب صفت امة محمد صلی اللہ علیہ وسلم، عن بہز بن حکیم، عن ابیہ عن جدہٖ رضی اللہ عنہما۔

111۔ (ب) اس امت کے علماء میں سے ایک مجدد ہے۔

(مکتوبات صفحہ نمبر 548، دفتر اوّل، حصہ چہارم، مکتوب نمبر 234)۔ ……

ان اللہ یبعث الی ھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔

رواہ الحاکم فی المستدرک، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث 8596۔

112۔ اس امت کا پیغمبر خاتم الرسل ہے۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 548، دفتر اوّل، حصہ چہارم، مکتوب نمبر 234)۔

رواہ المسلم، کتاب الفضائل، باب ذکر کونہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

113۔ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 548، دفتر اوّل، حصہ چہارم، مکتوب نمبر 234)۔

قال الدمیری والعسقلانی: لا اصل لہ وکذا قال الزرکشی۔

وسکت عنہ السیوطی۔

(الموضوعات الکبریٰ صفحہ نمبر 159)۔

روی بسند ضعیف۔

(تذکرۃ الموضوعات صفحہ نمبر 20)۔

114۔ لو کان بعدی نبی لکان عمر (رضی اللہ عنہ)

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 574، دفتر اوّل، حصہ چہارم، مکتوب نمبر 251)۔

i۔ رواہ الحاکم فی المستدرک، عن عقبۃ بن عامر، رقم الحدیث 4495۔

ii۔ رواہ الترمذی ابواب المناقب، عن عقبۃ بن عامر۔

iii۔ رواہ الطبرانی، فی الکبیر، رقم الحدیث 475 جلد 17 عن عصمۃ۔

iv۔ رواہ احمد فی المسند صفحہ نمبر 154 جلد نمبر 4، عن عقبۃ بن عامر۔

115۔ اللھم علمہ الکتاب والحساب وقہ العذاب۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 579، دفتر اوّل، حصہ چہارم، مکتوب نمبر 251)۔

i۔ رواہ احمد فی المسند، عن عرباض بن ساریۃ رضی اللہ عنہ، صفحہ نمبر 127 جلد نمبر 4۔

ii۔ رواہ ابن خزیمۃ، رقم الحدیث 1938 الجزء الثالث۔

iii۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر، رقم الحدیث 628 جلد 18، عن عرباض بن ساریۃ رضی اللہ عنہ

iv۔ رواہ ابن حبان صفحہ نمبر 170 جلد نمبر 9۔

116۔ **اللھم اجعلہ ھادیا و مھدیاً۔**

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 580، دفتر اوّل، حصہ چہارم، مکتوب نمبر 251)۔

i۔ رواہ احمد فی المسند عبدالرحمٰن بن ابی عمیرۃ الازدی رضی اللہ عنہ صفحہ نمبر 216 جلد نمبر 4۔

ii۔ رواہ الترمذی، ابواب المناقب معاویۃ بن سفیان رضی اللہ عنہ عن عبدالرحمٰن بن
.... ابی عمیرۃ رضی اللہ عنہ۔

iii۔ رواہ الطبرانی، فی الکبیر، عن جریر، رقم الحدیث 2253 جلد 2۔

117۔ **اذا ملکت الناس فارفق بھم۔**

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 581، دفتر اوّل، حصہ چہارم، مکتوب نمبر 251)۔

''اذا ملکت فاحسن''

رواہ ابن ابی شیبۃ فی المصنف، عن معاویۃ رضی اللہ عنہ۔

118۔ **ایاکم وماشجر بین الصحابی۔**

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 581، دفتر اوّل، حصہ چہارم، مکتوب نمبر 251)۔

رواہ ابن اثیر الجزری فی ''نہایۃ الغریب''

119۔ **اللہ اللہ فی اصحابی لاتتخذوھم غرضاً۔**

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 581، دفتر اوّل، حصہ چہارم، مکتوب نمبر 251)۔

رواہ الترمذی، ابواب المناقب، عن عبداللہ بن مغفل۔

120۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام اذا ظھرت الفتن۔الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 582، دفتر اوّل، حصہ چہارم، مکتوب نمبر 251)۔

i۔ اخرجہ الخطیب فی الجامع۔

(الصواعق المحرقۃ صفحہ نمبر 3)۔

ii۔ اخرجہ نحوہ ابن عساکر عن معاذ کمافی زیادت۔

(الجامع الصغیر مع شرح الفیض القدیر صفحہ نمبر 401 جلد نمبر 1 طبع بیروت)۔

121۔ لواتزن الایمان ابی بکر مع ایمان امتی لرجح۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 589، دفتر اوّل، حصہ چہارم، مکتوب نمبر 256)۔

i۔ رواہ ابن عدی فی الکامل، عن ابن عمر رضی اللہ عنہ (مرفوعا)۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اہالیانِ روئے زمین اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ایمان کا اگر وزن کیا جائے تو (حضرت) ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ایمان کا پلہ بھاری ہوگا۔

ii۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان، عن عمر رضی اللہ عنہ۔

(تاریخ الخلفا للسیوطی صفحہ نمبر 121 طبع کراچی)۔

(الدرر المنتثرہ للسیوطی صفحہ نمبر 76 مترجم، عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ)۔

122۔ الایام ایام اللہ والعباد عباد اللہ۔

(مکتوبات صفحہ نمبر 591، دفتر اوّل، حصہ چہارم، مکتوب نمبر 256)۔

العباد عباد اللہ والبلاد بلاد اللہ۔

i۔ رواہ البیہقی فی السنن، عن عائشۃ رضی اللہ عنہا۔

ii۔ رواہ ابن الجارود والعسکری وغیرھما ضعفہ بعضہم۔

(الجامع الصغیر مع شرح الفیض القدیر صفحہ نمبر 373 جلد نمبر 4 طبع بیروت)۔

123۔ بنی الاسلام علی خمس۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 613، دفتر اوّل، حصہ چہارم، مکتوب نمبر 260)۔

i۔ رواہ المسلم، کتاب الایمان باب السوال، عن ارکان الاسلام، عن ابن عمر رضی اللہ عنہ .

ii۔ رواہ البخاری، عن ابن عمر رضی اللہ عنہ باب نمبر 2 پارہ نمبر 1 جلد نمبر 1 مترجم۔

iii۔ رواہ ابن حبان صفحہ نمبر 188 جلد نمبر 1۔

124۔ الصلوٰۃ معراج المؤمنین۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 614، دفتر اوّل، حصہ چہارم، مکتوب نمبر 260)۔

کتب احادیث میں یہ حدیث نہیں ملتی۔ صوفیاء کی کتابوں میں منقول ہے۔

125۔ اقرب مایکون العبد من الرب فی الصلوٰۃ ۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 614، دفتر اوّل، حصہ چہارم، مکتوب نمبر 260)۔

i۔ رواہ المسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب مایقال فی الرکوع والسجود، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

(نوٹ) مسلم کی روایت میں ''فی الصلوٰۃ'' کی بجائے ''وھو ساجد'' ہے۔

ii۔ رواہ ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب الدعاء فی الرکوع والسجود (وھو ساجد)۔

126۔ ارحنی یا بلال (رضی اللہ عنہ)

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 615، دفتر اوّل، حصہ چہارم، مکتوب نمبر 260)۔

i۔ رواہ ابوداؤد۔

ii۔ رواہ دارقطنی۔

iii۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر، عن عبداللہ بن محمد بن الحنفیۃ قال انطلقت مع ابی الی صہر لنا من اسلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسمعتہ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ارحنا بہا یا بلال (رقم الحدیث 6215 الجزء 6، طبرانی)۔

(الموضوعات الکبریٰ جدید 18)۔

(الاحیاء علوم الدین صفحہ نمبر 165 جلد نمبر 1 طبع مصر)۔

127۔ نماز دین کا ستون ہے۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 615، دفتر اوّل، حصہ چہارم، مکتوب نمبر 260)۔

دیکھیئے حدیث نمبر 52۔

128۔ نماز ہی کفر اور اسلام کے درمیان فرق ہے۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 615، دفتر اوّل، حصہ چہارم، مکتوب نمبر 260)۔

بین الرجل بین الشرک والکفر ترک الصلوٰۃ۔

i۔ رواہ المسلم، کتاب الایمان، باب ترک الصلوٰۃ، عن جابر رضی اللہ عنہ۔

ii۔ رواہ ابوداؤد، باب رد الارجاء، کتاب السنۃ، عن جابر رضی اللہ عنہ۔

iii۔ رواہ الدارمی، باب فی ترک الصلوٰۃ، عن جابر رضی اللہ عنہ۔

لیس بین العبد بین الشرک و بین الکفر الا ترک الصلوٰۃ۔

iv۔ رواہ الترمذی، عن جابر رضی اللہ عنہ، بین الایمان والکفر ترک الصلوٰۃ۔

v۔ رواہ ابن ماجۃ، باب اقامۃ الصلوٰۃ والسنۃ فیھا، باب ماجاء فیمن ترک الصلوٰۃ، عن انس رضی اللہ عنہ۔

129۔ خیارکم فی الجاھلیة خیارکم فی الاسلام اذا فقھوا۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 617، دفتر اوّل، حصہ چہارم، مکتوب نمبر 261)۔

رواہ الحمیدی فی المسند، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث 1045 صفحہ نمبر 296

130۔ قرۃ عینی فی الصلوٰۃ۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 624، دفتر اوّل، حصہ چہارم، مکتوب نمبر 261)۔

i۔ رواہ النسائی، کتاب عشرۃ النساء، عن انس رضی اللہ عنہ صفحہ نمبر 93 جلد نمبر 2 مترجم

ii۔ رواہ الحاکم فی المستدرک، عن انس رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث 2676۔

131۔ ماجعل اللہ فی الحرام شفاء۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 625، دفتر اوّل، حصہ چہارم، مکتوب نمبر 261)۔

i۔ رواہ الطبرانی، فی الکبیر عن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا، ماجعل اللہ شفاء فی رجس، عن
ابوالاموص رقم الحدیث 8910 جلد 9۔

نہی رسول صلی اللہ علیہ وسلم عن الدواء الخبیث:۔

ii۔ رواہ ابوداؤد، کتاب الطب، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

ان اللہ لم یجعل شفاء امتی حرام۔ الخ

iii۔ رواہ ابویعلی وابن حبان عن ام سلمہ (بالفاظ مختلفہ) (الدرر المنتشرہ صفحہ 29 مترجم

iv۔ رواہ الحاکم فی المستدرک، عن عبداللہ، رقم الحدیث 8260۔

132۔ الاسلام بدء غریباً۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 626، دفتر اوّل، حصہ چہارم، مکتوب نمبر 261)۔

دیکھیئے حدیث نمبر 28۔

133۔ ان للہ جنۃ لیس فیھا حور ولا قصور یتجلی فیھا ربنا ضاحکاً۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 630، دفتر اوّل، حصہ چہارم، مکتوب نمبر 263)۔

رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط، عن انس رضی اللہ عنہ (بالفاظ مختلفہ)۔

134۔ حق المسلم علی المسلم خمس۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 633، دفتر اوّل، حصہ چہارم، مکتوب نمبر 265)۔

رواہ المسلم، کتاب السلام، باب من حق المسلم۔ الخ

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

135۔ فخلقت الخلق لاعرف۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 642، دفتر اوّل، حصہ چہارم، مکتوب نمبر 266)۔

محدث طاہر پٹنی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

قال ابن تیمیۃ لیس من الحدیث ولا یعرف لہ سند صحیح ولا ضعیف وتبعہ الزرکشی وشیخنا وفی الدلیل قال ابن تیمیۃ موضوع وھو کما قال فی المقاصد۔

(تذکرۃ الموضوعات صفحہ نمبر 61)۔

ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:۔

قال ابن تیمیۃ لیس من کلام النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا یعرف لہ سند صحیح ولا ضعیف وتبعہ الزرکشی والعسقلانی لکن معنا صحیح مستفاد من قولہ تعالیٰ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ای لیعرفون کما فسرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ [1]

(الموضوعات الکبریٰ صفحہ نمبر 179)۔

136۔ شفاعتی لاھل الکبائر من امتی ۔

(مکتوبات صفحہ نمبر 664، دفتر اوّل، حصہ چہارم، مکتوب نمبر 266)۔

i۔ رواہ ابن ماجہ، ابواب الزہد، باب ذکر الشفاعۃ، عن جابر رضی اللہ عنہ۔

ii۔ رواہ الحاکم فی المستدرک، عن انس رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث 229-232۔

iii۔ رواہ ابن حبان صفحہ نمبر 131,132 جلد نمبر 8۔

137۔ امتی امۃ مرحومۃ لا عذاب لھا فی الأخرۃ ۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 665، دفتر اوّل، حصہ چہارم، مکتوب نمبر 266)۔

i۔ رواہ الخطیب وابن النجار، عن ابن عباس رضی اللہ عنہ۔

ii۔ رواہ الحاکم فی المستدرک، عن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث 8372۔

امتی امۃ مرحومۃ لا عذاب علیہا۔ الخ

---

[1] تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ صفحہ نمبر 329۔

138۔ **من احبھم فبحبی احبھم ۔الخ**

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 671، دفتر اوّل، حصہ چہارم، مکتوب نمبر 266)۔

رواہ الترمذی، ابواب المناقب، باب من یسب اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ۔

139۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو طرح کے علم سیکھے ہیں۔الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 678، دفتر اوّل، حصہ چہارم، مکتوب نمبر 267)۔

رواہ البخاری، کتاب العلم، باب حفظ العلم، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

140۔ **(الف) اللھم انت الاوّل فلیس قبلک ۔الخ**

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 713، دفتر اوّل، حصہ پنجم، مکتوب نمبر 272)۔

رواہ المسلم، کتاب الذکر والدعا والتوبۃ، باب الدعاء عند النوم، عن سہیل رضی اللہ عنہ

(ب) لا صلوٰۃ الابفاتحۃ الکتاب ۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 713، دفتر اوّل، حصہ پنجم، مکتوب نمبر 272)۔

i۔ رواہ البخاری فی الجامع، کتاب الاذان، باب وجوب القراۃ، عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ۔ (لاصلوٰۃ لمن لم یقراء بفاتحۃ الکتاب)

ii۔ رواہ الترمذی، ابواب الصلوٰۃ، عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ۔

(ج) لا ایمان لمن لا امانۃ لہ ۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 713، دفتر اوّل، حصہ پنجم، مکتوب نمبر 272)۔

i۔ رواہ احمد فی المسند، عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ صفحہ نمبر 135 جلد نمبر 3 طبع بیروت۔

ii۔ رواہ الطبرانی، فی الکبیر، عن عبداللہ رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث 10553 جلد 10۔

141۔ منقول ہے کہ ایک دن سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم امامین رضی اللہ عنہما کے بوسے لے رہے تھے۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 726، دفتر اوّل، حصہ پنجم، مکتوب نمبر 272)۔

i۔ رواہ البخاری، کتاب الادب، پارہ نمبر 24، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

(نوٹ) اس حدیث میں صرف امام حسن رضی اللہ عنہ کا نام ہے۔

ii۔ رواہ المسلم، کتاب الفضائل، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

iii۔ رواہ الترمذی، ابواب البر والصلہ، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

142۔ فان الشيطان لا يتمثل بصورته۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 730، دفتر اوّل، حصہ پنجم، مکتوب نمبر 273)۔

دیکھیئے حدیث نمبر 79۔

143۔ لان من مات فقد قام قيامته ۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 739، دفتر اوّل، حصہ پنجم، مکتوب نمبر 276)۔

رواہ الدیلمی، فی المسند الفردوس، عن انس رضی اللہ عنہ۔

144۔ من حام حول الحمىٰ ۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 772، دفتر اوّل، حصہ پنجم، مکتوب نمبر 286)۔

دیکھیئے حدیث نمبر 45۔

145۔ الفتنة نائمة۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 801، دفتر اوّل، حصہ پنجم، مکتوب نمبر 288)۔

رواہ الرافعی، عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ۔

146۔ لعنت المرجية على لسان سبعين نبيا۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 806، دفتر اوّل، حصہ پنجم، مکتوب نمبر 289)۔

(بالفاظ مختلفہ) درج ذیل احادیث اس کی مؤید ہیں۔

i۔ لعنۃ القدریۃ علی لسان سبعین نبیا۔

رواہ الدارقطنی فی العلل، عن علی رضی اللہ عنہ (ضعیف)۔

(الجامع الصغیر صفحہ 123 جلد نمبر 2)۔

ii۔ صنفان من امتی لیس لہما فی الاسلام نصیب المرجیۃ والقدریۃ۔

رواہ الترمذی، ابواب القدر، عن ابن عباس رضی اللہ عنہ۔

رواہ الطبرانی، فی الکبیر عن ابن عباس، صنفان، عن امتی لا سہم لہما فی الاسلام۔ الخ

رقم الحدیث 11682 جلد 11۔

iii۔ صنفان من ھذہ الامۃ لیس لھا فی الاسلام نصیب المرجیۃ والقدریۃ۔

رواہ ابن ماجۃ، باب الایمان، عن ابن عباس رضی اللہ عنہ۔

147۔ اللھم اعطنی ایماناً صادقاً۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 823، دفتر اوّل، حصہ پنجم، مکتوب نمبر 290)۔

i۔ رواہ الطبرانی، فی الکبیر، رقم الحدیث 10668 جلد 10۔

ii۔ رواہ البیہقی فی الدعوات، عن ابن عباس رضی اللہ عنہ۔

148۔ اعوذ بک من الفقر والکفر۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 823، دفتر اوّل، حصہ پنجم، مکتوب نمبر 290)۔

i۔ رواہ الحاکم فی المستدرک، عن ابی بکرۃ رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث 927۔

ii۔ رواہ النسائی فی السنن، باب الاستعاذہ من شر الکفر، عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ

iii۔ رواہ ابن خزیمۃ، عن ابی بکرۃ رضی اللہ، رقم الحدیث 747 الجزء الاوّل۔

iv۔ رواہ ابن حبان صفحہ نمبر 182 جلد نمبر 2۔

148۔ لو کنت متخذا۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 826، دفتر اوّل، حصہ پنجم، مکتوب نمبر 290)۔

i۔ رواہ الترمذی، مناقب ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ، عن عبداللہ، حدیث حسن صحیح۔

ii۔ رواہ المسلم، کتاب الفضائل، عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔

iii۔ رواہ الطبرانی، فی الکبیر، رقم الحدیث 10106 جلد 10۔

150۔ امام مہدی کی بشارت۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 848، دفتر اوّل، حصہ پنجم، مکتوب نمبر 293)۔

رواہ الترمذی، باب ماجاء فی مہدی، عن عبداللہ رضی اللہ عنہ، ابواب الفتن۔

151۔ افلا اکون عبداً شکورا۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 875، دفتر اوّل، حصہ پنجم، مکتوب نمبر 302)۔

i۔ رواہ الترمذی فی الشمائل، عن المغیرۃ بن شعبۃ وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہما۔

ii۔ رواہ الحمیدی، فی المسند، عن المغیرۃ بن شعبۃ، رقم الحدیث 759۔

iii۔ رواہ ابن حبان صفحہ نمبر 265 جلد نمبر 1۔

152۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جنت میں درخت نہیں ہیں اس میں درخت لگاؤ۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 878، دفتر اوّل، حصہ پنجم، مکتوب نمبر 302)۔

رواہ الترمذی، ابواب الدعوات، عن ابن مسعود رضی اللہ

153۔ نمازی فرض نماز کے بعد سو دفعہ سبحان اللہ اور الحمدللہ اور اللہ اکبر اور کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھے۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 882، دفتر اوّل، حصہ پنجم، مکتوب نمبر 304)۔

رواہ المسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلوٰۃ، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

154۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عمل سہو کی مثال یہ ہے کہ ایک دفعہ آپ نے بطور سہو چار رکعت والی فرض نماز میں دو رکعت پر سلام پھیر دیا۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 884، دفتر اوّل، حصہ پنجم، مکتوب نمبر 305)۔

i۔ رواہ المسلم، کتاب المساجد، باب سہو فی الصلوٰۃ، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

ii۔ رواہ ابن خزیمۃ، رقم الحدیث 1055، الجزء الثانی۔

155۔ سبحان اللہ ملء المیزان۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 889، دفتر اوّل، حصہ پنجم، مکتوب نمبر 307)۔

سبحان اللہ نصف المیزان سبحان اللہ ملء المیزان واللہ اکبر ملء السموات والارض۔ الخ

رواہ ابن عساکر، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

(الجامع الصغیر مع شرح الفیض القدیر صفحہ نمبر 85 جلد نمبر 4 طبع بیروت)۔

156۔ سبحان اللہ وبحمدہ وعدد خلقہ ورضاک نفسہ وزینۃ عرشہ، الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 889، دفتر اوّل، حصہ پنجم، مکتوب نمبر 307)۔

i۔ رواہ الترمذی، ابواب الدعوات، عن جویریۃ بنت حارث رضی اللہ عنہا (بلفظ تغیر قلیل)

ii۔ رواہ المسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ، باب التسبیح اوّل النہار، عن جویریہ رضی اللہ عنہا۔

157۔ الحمد للہ اضعاف ماحمدہ جمیع خلقہ۔

...... (مکتوبات صفحہ نمبر 889، دفتر اوّل، حصہ پنجم، مکتوب نمبر 307)۔

درج ذیل احادیث اس کی مؤید ہیں:

i۔ سبحان اللہ اعظم من احد۔ الخ

رواہ الطبرانی فی الکبیر، عن عمران بن حصین، رقم الحدیث 398 جلد 18۔

ii۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

سبحان اللہ کہنا نصف ترازو ہے الحمد للہ اسے بھر دے گی۔

رواہ الترمذی، ابواب الدعوات، باب نمبر 473 مترجم، عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ۔

(عن جویریۃ رضی اللہ عنہا)۔

مزید تحقیق کیلئے المنار المنیف للامام ابن قیم صفحہ نمبر 34-35 کا مطالعہ کریں۔

158۔ کلمتان خفیفتان ۔الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 890، دفتر اوّل، حصہ پنجم، مکتوب نمبر 308)۔

i۔ رواہ البخاری، کتاب التوحید، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ پارہ 30۔

ii۔ رواہ المسلم، کتاب الذکر والدعاء، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

iii۔ رواہ ابن ماجۃ، باب نمبر 676 (مترجم) فضل التسبیح عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

159۔ لعن الرجل یلبس ۔الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 910، دفتر اوّل، حصہ پنجم، مکتوب نمبر 313)۔

i۔ رواہ الحاکم فی المستدرک، کتاب اللباس، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث 7415۔

ii۔ رواہ ابوداؤد، کتاب اللباس، باب فی لباس النساء پارہ 26، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

160۔ ان اللہ کما یحب ان یوتی بالعزیمۃ یحب ان یوتی بالرخصۃ ۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 912، دفتر اوّل، حصہ پنجم، مکتوب نمبر 313)۔

یہ حدیث درج ذیل طرق سے مروی ہے۔

i۔ ان اللہ یحب ان تقبل رخصہ کما یحب ان توتی عزائمہ (عن عبداللہ رضی اللہ عنہ)

ii۔ ان اللہ یحب ان توتی رخصہ کما یحب ان توتی عزائمہ (عن عبداللہ رضی اللہ عنہ)

iii۔ ان اللہ یحب ان توتی رخصہ کما یحب ان توتی عزائمہ (مسروق)۔

i۔ رواہ ابن ابی شیبۃ فی المصنف، کتاب الادب، باب فی الاخذ بالرخص۔

ii۔ رواہ الطبرانی، فی الکبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث 11880 جلد 11

161۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ہم سب سے آخر ہیں لیکن قیامت میں سب سے آگے ہوں گے۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 937، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر 1)۔

یہ دو احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات کا مجموعہ ہے۔

i۔ رواہ الدارمی، عن عمرو بن قیس رضی اللہ عنہ (باب نمبر 8) مترجم۔

ii۔ رواہ الترمذی، ابواب المناقب، عن انس رضی اللہ عنہ۔

162۔ الکبریاء ردائی ۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 938، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر 1)۔

دیکھیئے حدیث نمبر 18۔

163۔ لی مع اللہ وقت۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 960، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر 7)۔

دیکھیئے حدیث نمبر 77۔

164۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں اور تو جو کچھ تیرے سوا ہے تیرے لئے پیدا کیا۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 960، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر 7)۔

قال الصغانی انہ موضوع کذا فی الخلاصۃ لکن معناہ صحیح۔

درج ذیل حدیث اس کی تائید کرتی ہے۔

فقد روی الدیلمی عن ابن عباس مرفوعا واتانی جبریل فقال یا محمد لولاک ما خلقت الجنۃ ولولاک ما خلقت النار وفی روایت ابن عساکر لولاک ما خلقت الدنیا۔

(الموضوعات الکبریٰ، صفحہ نمبر 194، رقم الحدیث 755)۔

نیز حضرت آدم علیہ السلام کی بارگاہ الٰہی میں التجاء کرنے والی حدیث مبارکہ میں ہے رب عظیم نے فرمایا:۔

اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں نہ تم کو پیدا کرتا نہ کائنات کو۔

i۔ رواہ الحاکم فی المستدرک، رقم الحدیث 4228، عن عمر بن الخطاب

ii۔ رواہ البیہقی۔

iii۔ رواہ الطبرانی فی الصغیر ابونعیم وابن عساکر عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ۔

(الخصائص الکبریٰ صفحہ نمبر 18 جلد نمبر 1، مترجم)۔

165۔ اگر ساتوں آسمان اور میرے سوا ان کو آباد کرنے والی ہر چیز اور ساتوں زمین ایک پلڑے میں رکھی جائیں اور کلمہ طیبہ۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 963، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر 9)۔

دیکھیئے حدیث نمبر 21۔

166۔ من تشبه بقوم فهو منهم ۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 979، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر 15)۔

i۔ رواہ ابوداؤد، کتاب اللباس، باب فی لبس الشہرۃ، عن ابن عمر رضی اللہ عنہ۔

ii۔ رواہ الطبرانی فی الاوسط، عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ (حسن)۔

(الجامع الصغیر مع شرح الفیض القدیر صفحہ نمبر 104 جلد نمبر 6 طبع بیروت)۔

167۔ اتقوا من مواضع التهم ۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 979، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر 15)۔

دیکھیئے حدیث نمبر 5۔

168۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر ابوبکر (رضی اللہ عنہ)

پھر عمر (رضی اللہ عنہ) پھر ایک اور آدمی۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 980، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر 15)۔

یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔

رواہ البخاری، عن محمد بن حنفیۃ رضی اللہ عنہ، پارہ نمبر 14، کتاب المناقب، رقم الحدیث 868 جلد 2 (مترجم)۔

169۔ اللہ اللہ فی اصحابی لاتتخذوھم۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 981، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر 16)۔

دیکھیے حدیث نمبر 119۔

170۔ الانبیاء یصلون فی القبور۔

i۔ رواہ الموصلی والبزار عن انس رضی اللہ عنہ۔

(جمع الفوائد صفحہ نمبر 308 جلد نمبر 2)۔

ii۔ رواہ البیہقی فی حیاۃ الانبیاء۔

171۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قبر میں نماز پڑھنا۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 983، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر 16)۔

i۔ رواہ المسلم، کتاب الایمان، باب الاسراء، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

ii۔ رواہ احمد فی المسند، عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ، صفحہ نمبر 148 جلد نمبر 3 طبع بیروت،

172۔ پہلی امتوں کیلئے طاعون تھا ۔ تھا اور اس امت کیلئے شہادت کا ذریعہ ہے۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 985 [illegible]وم، حصہ ششم، مکتوب نمبر 17)۔

i۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے طاعون کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

یہ وہ عذاب ہے، یا اس عذاب کا بقیہ ہے جو بنی اسرائیل پر بھیجا گیا۔ الخ

رواہ الترمذی، ابواب الجنائز، باب ماجاء فی کراہیۃ الفرار من الطاعون، عن اسامۃ ابن زید رضی اللہ عنہ۔

ii۔ والمطعون فی سبیل اللہ شہید۔

رواہ النسائی، باب مسألۃ الشہادۃ عن عقبۃ بن عامر۔

iii۔ المطعون شہادۃ۔ الخ

رواہ ابن ماجۃ، باب ما یرجی فیہ شہادۃ، عن جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ۔

iv۔ المطعون شہید۔

رواہ الرزین، عن جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ۔

(جمع الفوائد صفحہ نمبر 13 جلد نمبر 2)۔

v۔ ان الطعن شہادۃ۔ الخ

رواہ الطبرانی، فی الکبیر عن ربیع بن ایاس الانصاری رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث 4607 جلد 5۔

173۔ (الف) نماز دین کا ستون ہے۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 989، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر 20)۔

دیکھیئے حدیث نمبر 52۔

(ب) نماز مومن کی معراج ہے۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 989، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب بر 20)۔

دیکھیئے حدیث نمبر 124۔

174۔ لا یسعنی ارضی۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 990، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر 21)۔

دیکھیئے حدیث نمبر 34۔

175۔ ان فی الجسد مضغة ۔الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 990، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر 21)۔

رواہ المسلم، کتاب المساقات والمزارعہ، عن نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ۔ .

176۔ اللهم یا مقلب القلوب ثبت قلبی ۔الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 992، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر 21)۔

i۔ رواہ ابن ماجۃ، ابواب الدعاء، عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ (تغیر بالفاظ قلیل)

ii۔ یا مقلب القلوب ثبت قلوبنا علی دینک ۔الخ

رواہ ابن سنی فی کتاب عمل الیوم واللیلۃ، عن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا۔

177۔ متواصل الحزن دائم الفکر ۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 994، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر 21)۔

دیکھیئے حدیث نمبر 3۔

178۔ یسعنی قلب عبدی المؤمن۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 994، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر 21)۔

دیکھیئے حدیث نمبر 34۔

179۔ انه لیغان علی قلبی ۔الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 995، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر 21)۔

i۔ رواہ المسلم، باب استحباب الاستغفار ۔الخ، عن اعزمزنی رضی اللہ عنہ کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار۔

ii۔ رواہ ابن حبان صفحہ نمبر 141 جلد نمبر 2۔

180۔ من وقر صاحب بدعة ۔الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 999، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر 23)۔

i۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان، عن ابراہیم بن میسرۃ رضی اللہ عنہ۔

ii۔ رواہ الطبرانی، فی الکبیر، عن عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ۔

(الجامع الصغیر صفحہ نمبر 182 جلد نمبر 2)۔

181۔ کل بدعة ضلالة ۔الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 999، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر 23)۔

رواہ ابن ماجہ، باب اتباع سنۃ الخلفاء الراشدین، عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

182۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ ہے۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1021، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر 36)۔

رواہ احمد فی المسند، عن علی رضی اللہ عنہ (مشکوٰۃ باب مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ)۔

183۔ من احبھم ۔الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1022، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر 36)۔

دیکھیے حدیث نمبر 138۔

184۔ اذا ذکر اصحابی فامسکوا ۔الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1025، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر 36)۔

i۔ رواہ الطبرانی، فی الکبیر عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث 448 جلد 10۔

ii۔ رواہ ابن عدی فی الکامل، عن عمر رضی اللہ عنہ (الجامع الصغیر صفحہ نمبر 25 جلد نمبر 1)

185۔ اللہ اللہ فی اصحابی ۔الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1025، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر 36)۔

دیکھیے حدیث نمبر 119۔

186۔ اصحابی کالنجوم ۔الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1025، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر 36)۔

رواہ رزین، عن عمر رضی اللہ عنہ (مشکوٰۃ باب مناقب الصحابۃ)۔

187۔ الخلافۃ بعدی ثلاثون سنۃ۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1027، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر 36)۔

رواہ الترمذی، ابواب الفتن، باب ما جاء فی الخلافۃ، عن سفینہ رضی اللہ عنہ۔

188۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے فہم علم کے بارے میں۔

قال ابو ہریرۃ حضرت مجلسا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال عن الخ۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1029، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر 36)۔

رواہ الترمذی، ابواب المناقب (باب) مناقب ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

189۔ (الف) جس نے ان سے بغض کیا اس نے دراصل میرے ساتھ بغض کی وجہ سے بغض کیا۔الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1034، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر 36)۔

دیکھیئے حدیث نمبر 138۔

(ب) قاتل زبیر فی النار ۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1034، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر 36)۔

یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

(مسند احمد صفحہ نمبر 103 جلد نمبر 1 طبع بیروت)۔

190۔ (الف) جس نے علی سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے علی سے بغض کیا۔الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1039، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر 36)۔

رواہ البزار، عن ابی رافع رضی اللہ عنہ۔

(جمع الفوائد صفحہ نمبر 368 جلد نمبر 2)۔

(ب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ نے مجھے چار افراد سے محبت رکھنے کا حکم دیا ہے اور یہ بھی خبر دی ہے کہ وہ بھی ان سے محبت رکھتا ہے۔ الخ

i۔ رواہ الترمذی، ابواب المناقب، مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، عن ابن بریدۃ عن ابیہ رضی اللہ عنہ۔

ii۔ رواہ الحاکم فی المستدرک، عن ابن بریدۃ رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث 4649۔

191۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

علی کو دیکھنا عبادت ہے۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1039، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر 36)۔

i۔ رواہ الحاکم فی المستدرک، عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث 4682۔

ii۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر، عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث 10006 جلد 10 النظر الی علی عبادۃ، عن طارق بن محمد (جمع الفوائد صفحہ نمبر 367 جلد نمبر 2)۔

iii۔ رواہ ابن عساکر فی تاریخہ، عن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ (تاریخ الخلفاء صفحہ نمبر 64 للسیوطی)۔

192۔ حضرت براء بن عازب سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جبکہ آپ کے کندھے پر حسن تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے اے اللہ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1039، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر 36)۔

رواہ المسلم، کتاب الفضائل، باب من فضائل الحسن والحسین رضی اللہ عنہما، عن براء بن عاذب رضی اللہ عنہ۔

193۔ بے شک میرا بیٹا سید ہے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے دو (2) گروہوں میں صلح کرائے گا۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1039، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر 36)۔

رواہ البخاری، عن ابی بکرۃ رضی اللہ عنہ، کتاب الفتن، پارہ نمبر 29۔

194۔ اے اللہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1040، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر 36)۔

رواہ الترمذی، ابواب المناقب، مناقب ابی محمد الحسن والحسین رضی اللہ عنہما الخ، عن اسامۃ بن زید رضی اللہ عنہ۔

195۔ آپ کو آپ کے اہل بیت میں سے سب سے زیادہ کس سے محبت ہے؟
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسن اور حسین رضی اللہ عنہما سے۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1040، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر 36)۔

رواہ الترمذی، ابواب المناقب، عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ۔

196۔ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) میرے گوشت کا ٹکڑا ہے۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1040، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر 36)۔

رواہ المسلم، کتاب الفضائل، باب من فضائل فاطمۃ رضی اللہ عنہا، عن مسور ابن مخرمۃ رضی اللہ عنہ۔

197۔ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا:
کہ فاطمہ مجھے تجھ سے زیادہ محبوب ہے۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1040، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر 36)۔

رواہ الحاکم فی المستدرک، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

198۔ بے شک لوگ حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) کو باری کے دن ہدیے بھیجنے کا قصد کرتے تھے۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1040، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر 36)۔

رواہ المسلم کتاب الفضائل، باب فضائل عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا، عن عائشۃ۔

199۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی پر رشک نہیں آیا۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1041، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر 36)۔

رواہ المسلم، کتاب الفضائل، عن عائشۃ رضی اللہ عنہا۔

200۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عباس مجھ سے ہے اور میں عباس سے۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1041، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر 36)۔

رواہ الطبرانی، فی الکبیر، عن ابن عباس، رقم الحدیث 12395 جلد 2۔

201۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ اس شخص پر سخت ناراض ہے جس نے میری عترت (اہل بیت) کے بارے میں مجھے اذیت دی۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1041، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر 36)۔

رواہ الدیلمی، عن ابی سعید رضی اللہ عنہ۔

درج ذیل حدیث اس کی مؤید ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعلی وفاطمۃ والحسن والحسین رضی اللہ عنہم انا حرب لمن حاربتم وسلم لمن سالمتم۔

(جمع الفوائد صفحہ نمبر 409 جلد نمبر 2)۔

202۔ جس نے میرے اہل بیت سے نیک سلوک کیا قیامت کے روز میں اسے بدلہ دوں گا۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1041، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر 36)۔

رواہ ابن عساکر، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

203۔ تم میں سے پل صراط پر زیادہ ثابت قدم وہ ہوگا جو میرے اہل بیت اور میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) سے زیادہ محبت رکھتا ہوگا۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1041، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر 36)۔

i۔ رواہ ابن عدی فی الکامل، عن علی رضی اللہ عنہ۔

ii۔ رواہ الدیلمی فی المسند الفردوس، عن علی رضی اللہ عنہ۔

204۔ من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1044، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر 37)۔

i۔ رواہ ابن حبان صفحہ نمبر 196 جلد نمبر 1۔

ii۔ رواہ الطبرانی، فی الکبیر، عن سلمۃ الاشجعی، رقم الحدیث 6348 جلد 7۔

205۔ نہیں معلوم کیا جاسکتا کہ ان کے پہلے بہتر ہیں یا پچھلے۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1047، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر 39)۔

دیکھیئے حدیث نمبر 102۔

206۔ خیر القرون قرنی۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1047، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر 39)۔

دیکھیے حدیث نمبر 103۔

207۔ ان للہ سبعین الف حجاب۔الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1048، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر 40)۔

دیکھیے حدیث نمبر 24۔

208۔ آپ ہمیشہ غمگین اور متفکر رہتے تھے۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1065، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر 43)۔

دیکھیے حدیث نمبر 3۔

209۔ رجعنا من الجهاد الاصغر۔الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1090، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر 50)۔

دیکھیے حدیث نمبر 9۔

210۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ وہ تو نور ہے میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1114، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر 51)۔

i۔ رواہ المسلم، کتاب الایمان، عن ابی ذر رضی اللہ عنہ۔

ii۔ رواہ الترمذی، ابواب التفسیر القرآن، عن ابی ذر رضی اللہ عنہ۔

211۔ یہی لوگ اللہ تعالیٰ کے جلیس ہیں۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1115، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر 52)۔

دیکھیے حدیث نمبر 39۔

212۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بہت سے قرآن پڑھنے والے ایسے ہوتے ہیں کہ خود قرآن ان پر لعنت کرتا ہے۔

اور کتنے ہی ایسے روزہ دار ہیں جن کو روزے سے سوائے بھوک و پیاس کے اور کچھ نصیب نہیں ہوتا۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1116,17، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر 53)۔

دیکھیے حدیث نمبر 2۔

213۔ جس کو قرآن پڑھنے نے میرے ذکر اور مجھ سے دعا مانگنے سے روک دیا اس کو سوال کرنے والوں سے زیادہ دوں گا۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1134، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر 57)۔

i۔ رواہ الترمذی، باب القرأت، عن ابی سعید رضی اللہ عنہ۔

ii۔ رواہ الدارمی، باب نمبر 1325 (مترجم)، عن ابی سعید رضی اللہ عنہ۔

214۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس نے کوئی اچھا طریقہ رائج کیا۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1134، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر 57)۔

دیکھیے حدیث نمبر 98۔

215۔ کل قیامت کے روز علماء کی سیاہی کو شہداء فی سبیل اللہ کے خون سے وزن کریں گے اور اس سیاہی کا وزن شہید کے خون سے بڑھ جائے گا۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1136، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر 57)۔

i۔ احیاء علوم الدین للامام غزالی، صفحہ نمبر 6 جلد نمبر 1، طبع مصر۔

ii۔ وزن حبر العلماء بدم الشہداء فرجح علیہم۔

تاریخ بغداد: صفحہ نمبر 193 جلد نمبر 2 کنز العمال: صفحہ نمبر 287 جلد نمبر 4

وقال السخاوی: رواہ ابن عبد البر من حدیث ابی الدرداء مرفوعاً بلفظ یوزن یوم القیامۃ مداد العلماء بدم الشہداء۔

(الموضوعات الکبریٰ صفحہ نمبر 208)۔

216۔ میرے دل پر غبار آ جاتا ہے اور میں دن رات میں اپنے اللہ سے ستر (70) مرتبہ بخشش مانگتا ہوں۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1154، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر 66)۔

دیکھیئے حدیث نمبر 179۔

217۔ جو آدمی گناہ کرے پھر کھڑا ہو اور وضو کرے اور نماز پڑھے۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1154، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر 66)۔

i۔ رواہ ابن حبان، عن ابی بکرۃ رضی اللہ عنہ، صفحہ نمبر 622 جلد نمبر 2۔

ii۔ رواہ ابن سنی فی کتاب عمل الیوم واللیلۃ، عن ابی بکرۃ رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث 359

218۔ جو آدمی کوئی گناہ کرے پھر اس پر اسکو ندامت ہو تو وہ ندامت اس گناہ کا کفارہ ہے۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1154، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر 66)۔

قال الندم توبۃ التائب کمن لا ذنب لہ۔

i۔ رواہ البغوی فی شرح السنۃ (مشکوٰۃ صفحہ نمبر 206 باب الاستغفار والتوبۃ)۔

ii۔ رواہ البیہقی، عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔

iii۔ رواہ الطبرانی، فی الکبیر، عن ابی سعید الانصاری، رقم الحدیث 1028 جلد 8۔

iv۔ رواہ القشیری فی الرسالۃ وابن النجار، عن انس رضی اللہ عنہ۔

v۔ رواہ ابن حبان صفحہ نمبر 6 جلد نمبر 2۔

vi۔ رواہ الحکیم ترمذی فی نوادر الاصول، عن ابی سعید رضی اللہ عنہ۔

(کنز العمال صفحہ نمبر 207 جلد نمبر 4)۔

219۔ جب بندہ کہتا ہے میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اور تیری جناب میں توبہ کرتا ہوں الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1155، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر 66)۔

i۔ رواہ الدیلمی، فی المسند الفردوس، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

ii۔ رواہ احمد فی المسند، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

220۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مسوف لوگ ہلاک ہوگئے جو کہتے ہیں عنقریب توبہ کرلیں گے۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر **1155**، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر **66**)۔

دیکھیے حدیث نمبر **37**۔

221۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے تو میرے لئے فرائض ادا کر تو سب سے زیادہ عبادت گزار ہوگا۔ الخ

...... (مکتوبات صفحہ نمبر **1155**، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر **66**)۔

رواہ الترمذی، ابواب الزہد، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ (تغیر بالفاظ قلیل)۔

222۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:۔

تو پرہیزگار بن جا تو سب سے زیادہ عبادت گزار بن جائے گا۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر **1155**، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر **66**)۔

رواہ الترمذی: ابواب الزہد، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

223۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

کہ جو آدمی میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت سے اختلاف دیکھے گا۔ الخ

... (مکتوبات صفحہ نمبر **1171**، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر **67**)۔

رواہ ابن ماجۃ، باب اتباع سنۃ الخلفاء الراشدین رضی اللہ عنہم الخ، عن عرباض بن ساریۃ رضی اللہ عنہ۔

224۔ جب حضرت عبداللہ (رضی اللہ عنہ) کے نطفہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی

صورت میں آمنہ (رضی اللہ عنہا) کے رحم میں قرار پکڑا۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1174، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر 68)۔

مدارج النبوۃ صفحہ نمبر 21 جلد نمبر 2 (مترجم)۔

225۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی رات کسریٰ کا محل کانپ اٹھا۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1174، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر 68)۔

مدارج النبوۃ صفحہ نمبر 28 جلد 2 (مترجم)۔

رواہ البیہقی، ابونعیم، خرائطی، ابن عساکر، یہ روایت ابو ایوب نے ابو یعلی سے روایت کی۔

(الخصائص الکبریٰ صفحہ نمبر 131 جلد نمبر 1، مترجم)۔

226۔ مہدی اس وقت تک ظاہر نہ ہوں گے جب تک کفر غالب نہ آ جائے۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1174، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر 68)۔

i۔ رواہ ابن ماجۃ، باب خروج المہدی، عن عبداللہ رضی اللہ عنہ۔

ii۔ رواہ الترمذی، ابواب الفتن، عن عبداللہ رضی اللہ عنہ (تغیر بالفاظ قلیل)۔

227۔ فتنہ کے زمانہ میں عبادت کرنا میری طرف ہجرت کرنے کی طرح ہے۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1174، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر 68)۔

دیکھیے حدیث نمبر 53۔

228۔ قیامت سے پہلے سیاہ رات کے ٹکڑے کی طرح فتنے ہوں گے ان میں آدمی صبح کے وقت مومن ہوگا اور شام کو کافر۔ الخ

صحابہ (رضی اللہ عنہم) نے پوچھا آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں تو آپ نے فرمایا اپنے گھروں میں بیٹھے رہنا۔

ایک روایت میں ہے اپنے گھروں کی کوٹھڑیوں میں چلے جانا۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1175، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر 68)۔

i۔ رواہ ابوداؤد، عن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ، کتاب الفتن، باب النہی عن السعی فی الفتنۃ، پارہ نمبر 27۔

ii۔ رواہ الترمذی، ابواب الفتن، عن ابی ہریرۃ وانس بن مالک رضی اللہ عنہما۔

229۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا وہ نماز پڑھ رہا ہے اور رکوع و سجود پورا نہیں کرتا تھا۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1176، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر 69)۔

i۔ رواہ ابوداؤد، باب صلوٰۃ من لایقیم صلوٰۃ فی الرکوع والسجود، عن ابی مسعود البدری

ii۔ رواہ ابن ماجۃ، باب الرکوع فی الصلوٰۃ، عن علی بن شیبان رضی اللہ عنہ، ابواب اقامۃ الصلوٰت والسنۃ فیہا۔

iii۔ رواہ الدارمی، عن رفاعہ بن رافع، باب نمبر 254 (مترجم)۔

230۔ تم میں سے کسی کی اس وقت تک نماز نہیں ہو سکتی جب تک کہ رکوع کے بعد پوری طرح کھڑا نہ ہو جائے۔

جب تک دو سجدوں کے درمیان نہ بیٹھے اور اپنی پیٹھ کو سیدھا نہ کرے۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1177، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر 69)۔

رواہ البخاری، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، باب نمبر 513، پارہ نمبر 3 (مترجم)۔

آپ نے فرمایا اگر اس حالت میں مرا تو دین محمدی پر نہ مرے گا۔

یہ حذیفہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

(بخاری باب نمبر 510، پارہ نمبر 3، مترجم)۔

231۔ نماز کا بدعا دینا۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1177، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر 69)۔

رواہ الطبرانی فی الاوسط، عن انس رضی اللہ عنہ۔

232۔ جو شخص میری کسی سنت کو اس کے مردہ ہونے کے بعد زندہ کرے اس کیلئے 100 شہیدوں کا ثواب ہے۔

…… (مکتوبات صفحہ نمبر 1178، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر 69)۔

i۔ رواہ البیہقی، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ (مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)۔

ii۔ رواہ الطبرانی، فی الکبیر عن کثیر بن عبداللہ المزنی، عن ابیہ، عن جدہ، رقم الحدیث 10 جلد 17۔

233۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے صفیں درست فرماتے۔ الخ

…… (مکتوبات صفحہ نمبر 1178، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر 69)۔

i۔ رواہ البخاری، کتاب الاذان، عن انس رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث 686، باب نمبر 467 جلد نمبر 1 (مترجم)۔

ii۔ رواہ المسلم، کتاب الصلوٰۃ، عن النعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ۔

iii۔ رواہ ابن ماجۃ، باب نمبر 273، رقم الحدیث 1042 (مترجم)، عن النعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ۔

234۔ صفوں کا برابر کرنا بھی اقامت نماز ہے۔

…… (مکتوبات صفحہ نمبر 1178، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر 69)۔

i۔ رواہ البخاری، کتاب الاذان، عن انس رضی اللہ عنہ، باب نمبر 465، رقم الحدیث 684 جلد 1 (مترجم)۔

ii۔ رواہ المسلم، کتاب الصلوٰۃ، عن انس رضی اللہ عنہ، باب تسویۃ الصفوف واقامتھا۔

iii۔ رواہ ابن ماجۃ، عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ، باب اقامۃ الصفوف، باب نمبر 273، رقم الحدیث 1041 جلد 1 (مترجم)۔

235۔ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ اس نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1179، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر 69)۔

رواہ ابن ماجۃ، باب نمبر 777 ذکر التوبۃ، عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، رقم الحدیث 2051 (مترجم)۔

236۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں آیا کہ جو کوئی کسی مقام پر اترے پھر یہ کلمے کہے۔

اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق۔

تو اسے کوئی چیز تکلیف نہ دے گی یہاں تک کہ وہ اس منزل سے کوچ کرے۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1179، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر 69)۔

رواہ الترمذی، ابواب الدعوات، باب ماجاء مایقول اذا منزل الخ، عن خولہ بنت الحکیم السلیمۃ۔

237۔ اذا راوا ذکر اللہ۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1185، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر 73)۔

i۔ رواہ البخاری فی الادب المفرد، باب نمبر 150، رقم الحدیث 323۔

ii۔ رواہ ابن ماجۃ، باب نمبر 751 جلد نمبر 2 (مترجم)، عن اسما بنت یزید رضی اللہ عنہا

238۔ ان اللہ خلق ادم علی صورتہ۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1187، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر 74)۔

دیکھیے حدیث نمبر 58۔

239۔ میرے آسمان اور میری زمین مجھے نہیں سما سکتیں۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1191، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر 76)۔

دیکھیے حدیث نمبر 34۔

240۔ المرء مع من احب۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1196، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر 78)۔

دیکھیے حدیث نمبر 10۔

241۔ **هم قوم لا یشقی جلیسهم ۔**

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1196، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر 78)۔

دیکھیے حدیث نمبر 40۔

242۔ ملاک دینکم الورع ۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1200، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر 81)۔

دیکھیے حدیث نمبر 44۔

243۔ پرہیزگاری کے ساتھ کسی کو برابر نہ کرو۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1200، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر 81)۔

رواہ الترمذی، ابواب صفۃ القیامۃ، عن جابر رضی اللہ عنہ۔

244۔ جو آدمی بھی سنتوں میں سے کسی مردہ سنت کو جو متروک العمل ہو۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1205، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر 87)۔

دیکھیے حدیث نمبر 232۔

245۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مخلوق اللہ تعالیٰ کے عیال ہیں۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1207، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر 90)۔

رواہ البیہقی فی شعب الایمان، عن انس رضی اللہ عنہ (مشکوٰۃ باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق) ابویعلی نے حضرت انس سے روایت کیا۔ (الدرر المنتثرہ صفحہ 47 مترجم)

246۔ منقول ہے کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن راستہ میں جا رہے تھے ایک بدوی نے آ کر معجزہ طلب کیا۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1214، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر 92)۔

رواہ الدارمی، عن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، باب نمبر 4 (مترجم)۔

147۔ (الف) ایتونی بقرطاس ۔الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1223، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر 96)۔

(ب) حسبنا کتاب اللہ ۔الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1223، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر 96)۔

رواہ البخاری، کتاب المغازی، پارہ نمبر 18 (مترجم)، عن ابن عباس رضی اللہ عنہ

248۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اگر عذاب نازل ہوتا تو سوائے عمر اور سعد بن معاذ کے اور کوئی نجات نہ پاتا۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1224، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر 96)۔

رواہ احمد فی المسند، بحوالہ تفسیر کبیر صفحہ نمبر 387 جلد نمبر 4 طبع بیروت از امام فخر الدین رازی۔

249۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار رکعت والی فرض نماز میں دو رکعت پر سلام پھیر دیا۔الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1224، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر 96)۔

i۔ رواہ المسلم، کتاب المساجد، باب السہو فی الصلوٰۃ، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

ل قاضی عیاض مالکی اندلسی (م 544ھ) فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نسیان و سہو کی حالت آنا وہ علم اور بیان شرح کا سبب ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا میں خود بھولتا ہوں یا بھلایا جاتا ہوں تا کہ تمہارے لئے سنت بن جائے بلکہ ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ میں خود نہیں بھولتا مگر بھلایا جاتا ہوں تا کہ اشتباہ جاتا رہے اور حکمت کا فائدہ ظاہر ہو جائے۔ (الشفاء، (مترجم) صفحہ نمبر 204 جلد نمبر 2)۔

امام مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی صاحب قاموس (م 817) فرماتے ہیں: آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امت مسلمہ پر دیگر احسانات کے علاوہ نماز میں گاہے بگاہے سہو و نسیان بھی ایک احسان ہے۔ جو تشریع کی خاطر معرض وجود میں آیا۔ (سفر سعادت صفحہ نمبر 42 طبع لاہور)

ii۔ رواہ ابن خزیمۃ، رقم الحدیث 1055، الجز الثانی۔

250۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کہ ان لوگوں میں سے ایک بھی دوزخ میں نہ جائے گا جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1226، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر 96)۔

i۔ رواہ المسلم، کتاب الفضائل، باب من فضائل اصحاب الشجرۃ اہل بیعۃ الرضوان، عن ام مبشر رضی اللہ عنہا۔

ii۔ رواہ الترمذی ابواب المناقب، عن جابر رضی اللہ عنہ۔

251۔ بہترین زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تھا اور آپ کے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) (انبیاء علیہم السلام) کے بعد بنی آدم میں سے بہترین انسان ہیں۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1229، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر 96)۔

رواہ المسلم، کتاب الفضائل، باب فضل الصحابۃ ثم الذین، عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔

252۔ فمن احبھم فبحبی۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1228، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر 96)۔

دیکھیے حدیث نمبر 138۔

253۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اگر تم میں سے کوئی آدمی احد پہاڑ جتنا سونا خیرات کردے۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1239، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر 99)۔

i۔ رواہ المسلم، کتاب الفضائل، باب تحریم سب الصحابۃ، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

ii۔ رواہ الترمذی، عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ، ابواب المناقب۔

254۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔

……… (مکتوبات صفحہ نمبر 1246، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر 99)۔

دیکھیے حدیث نمبر 196۔

255۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مخاطب ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

تمہارے باپ پر صرف یہی محنت ہے اور اس کے بعد کوئی ناپسندیدہ بات نہ ہوگی

……… (مکتوبات صفحہ نمبر 1246، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر 99)۔

رواہ البخاری، عن انس رضی اللہ عنہ، کتاب المغازی پارہ نمبر 18، باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووفاتہ۔

256۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

جتنی ایذا مجھے دی گئی ہے اتنی اور کسی کو نہیں دی گئی۔

……… (مکتوبات صفحہ نمبر 1248، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر 99)۔

دیکھیے حدیث نمبر 4۔

257۔ المرء مع من احب۔

……… (مکتوبات صفحہ نمبر 1250، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر 99)۔

دیکھیے حدیث نمبر 10۔

258۔ ایک گھڑی کا تفکر کرنا ایک سال یا ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

……… (مکتوبات صفحہ نمبر 1279، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر 4)۔

i۔ ذکر السیوطی فی الجامع۔

(الموضوعات الکبریٰ صفحہ نمبر 97 للامام ملا علی قاری حنفی طبع کراچی)۔

ii۔ تذکرۃ الموضوعات صفحہ نمبر 188 از طاہر پٹنی۔

iii۔ احیاء علوم الدین مع تخریج باب فضیلۃ التفکر صفحہ نمبر 410 جلد نمبر 2 طبع مصر

(اسناد ضعیف)۔

درج ذیل احادیث اس کی مؤید ہیں۔

i۔ تفکر ساعۃ خیر من عبادۃ ثمانین سنۃ (ضعیف)۔

رواہ ابو منصور الدیلمی، فی المسند الفردوس، عن انس رضی اللہ عنہ۔

ii۔ تفکر ساعۃ من عبادۃ سنۃ۔

رواہ ابن حبان فی کتاب العظمۃ۔

(تخریج احادیث الاحیاء صفحہ نمبر 409 جلد نمبر 4)۔

iii۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

فکر ساعۃ خیر من قیام لیلۃ (نقلہ الخطابی)۔

رواہ ابو الشیخ و ابن حبان۔

(الموضوعات الکبریٰ صفحہ نمبر 97)۔

(تخریج احادیث الاحیاء صفحہ نمبر 410 جلد نمبر 4)۔

259۔ تمہارے دین کا سرمایہ پرہیز گاری ہے۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1284، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر 9)۔

دیکھیے حدیث نمبر 44۔

260۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

پرہیز گاری کے برابر کسی چیز کو نہ سمجھو۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1284، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر 9)۔

دیکھیے حدیث نمبر 243۔

261۔ حدیث قدسی میں آیا ہے۔

اپنے نفس سے دشمنی رکھ کہ یہ میری دشمنی پر کھڑا ہے۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1284، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر 9)۔

درج ذیل آیت قرآنی اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی مؤید ہیں۔

i۔ ان النفس لامارۃ (القرآن، سورۃ یوسف آیت نمبر 56)۔

"بے شک نفس ہمیشہ برائی کا حکم دیتا ہے"۔ (القرآن)

ii۔ سب میں زیادہ تیرا دشمن تیرا نفس ہے جو تیرے پہلو میں ہے۔

رواہ البیہقی فی کتاب الزہد، عن ابن عباس رضی اللہ عنہ۔

262۔ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والے ہیں۔ اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو بناتا۔

ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے دریچہ کے سوا سب دریچے اس مسجد کے بند کر دو۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1303، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر 17)۔

رواہ المسلم، کتاب الفضائل، عن ابی سعید رضی اللہ عنہ۔

263۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اللہ نے مجھے تمہاری طرف بھیجا ہے۔ کیا تم میرے لئے میرے اس ساتھی کو چھوڑ نہیں سکتے۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1304، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر 17)۔

رواہ البخاری، عن ابی الدرداء، کتاب المناقب، پارہ نمبر 14 (مترجم)۔

264۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1305، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر 17)۔

دیکھیئے حدیث نمبر 123۔

265۔ جو آدمی ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1306، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر 17)۔

i۔ رواہ ابن السنی فی کتاب عمل الیوم واللیلۃ، عن ابو امامۃ الباھلی رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث 124۔

ii۔ رواہ الطبرانی، فی الکبیر، عن ابو امامۃ رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث 7532 جلد 8۔

iii۔ رواہ النسائی، عن ابی امامۃ رضی اللہ عنہ۔

iv۔ رواہ ابن حبان، عن ابی امامۃ رضی اللہ عنہ

(بلوغ المرام صفحہ نمبر 85 حصہ اوّل، طبع 1344ھ)۔

266۔ ہر نماز کے بعد 33 بار سبحان اللہ۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1306، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر 17)۔

رواہ الترمذی، ابواب الصلوٰۃ باب ماجاء فی التسبیح عن ابن عباس رضی اللہ عنہ۔

267۔ ایک بار یہ کلمہ پڑھیں:۔

لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ۔ الخ

رواہ ابن السنی فی کتاب عمل الیوم واللیلۃ، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث 36

268۔ سبحان اللہ وبحمدہ ہر دن اور رات 100 بار پڑھیں۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1307، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر 17)۔

رواہ ابن السنی فی کتاب عمل الیوم واللیلۃ، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث 74

269۔ اللھم ما اصبح لی من نعمۃ ۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1307، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر 17)۔

رواہ ابن السنی فی کتاب عمل الیوم واللیلۃ، عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، رقم الحدیث 41۔

270۔ روزہ آتش دوزخ سے ڈھال ہے۔

………… (مکتوبات صفحہ نمبر 1307، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر 17)۔

رواہ ابن ماجۃ، ابواب ماجاء فی الصیام، باب ماجاء فی فضل الصیام، عن عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہ۔

271۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

حج اپنے سے پہلے کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

………… (مکتوبات صفحہ نمبر 1308، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر 17)۔

i۔ رواہ الترمذی، باب ماجاء فی ثواب الحج والعمرۃ، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

ii۔ رواہ المسلم، باب فضل الحج والعمرۃ، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

iii۔ رواہ ابن ماجۃ، باب فضل الحج والعمرۃ، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

iv۔ رواہ الدارمی، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، باب نمبر 501 (مترجم)۔

v۔ رواہ البخاری، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، باب فضل حج المبرور، کتاب المناسک۔

272۔ **من مات فقد قامت قیامتہ۔**

………… (مکتوبات صفحہ نمبر 1308، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر 17)۔

دیکھیئے حدیث نمبر 143۔

273۔ علماء کی نیند عبادت ہے۔

………… (مکتوبات صفحہ نمبر 1310، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر 17)۔

نوم العالم عبادۃ۔

(الموضوعات الکبریٰ صفحہ نمبر 255)۔

درج ذیل احادیث اس کی مؤید ہیں

نوم علیٰ علم خیر من صلوٰۃ علیٰ جہل۔

رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ، صفحہ نمبر 429 جلد نمبر 4، عن سلمان رضی اللہ عنہ۔

نوم الصائم عبادۃ۔

رواہ ابونعیم فی الحلیۃ، صفحہ نمبر 96 جلد نمبر 5، طبع ملتان۔

274۔ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ ستر ہزار آدمی بغیر حساب وکتاب کے میری امت میں سے جنت میں جائیں گے۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1315، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر 21)۔

رواہ الدارمی، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، ابواب صفۃ القیامۃ باب 1194 مترجم

275۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کے گھر سے کھانا کھایا۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1316، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر 22)۔

رواہ الدارمی، عن جابر رضی اللہ عنہ، باب نمبر 11 (مترجم)۔

276۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مشرک کے برتن سے وضو کیا۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1316، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر 22)۔

عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابہ توضوا من مزادۃ امراۃ مشرکۃ (متفق علیہ)۔

(بلوغ المرام صفحہ نمبر 10 از ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ) (فی حدیث طویل)۔

277۔ میری امت میں سے میری امت پر سب سے زیادہ مہربان ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہیں۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1326، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر 24)۔

i۔ رواہ احمد فی المسند، عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ۔

ii۔ رواہ الترمذی، عن انس رضی اللہ عنہ، مناقب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، الخ (جلد نمبر 2، مترجم)۔

278۔ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر (رضی اللہ عنہ) ہوتے۔

(مکتوبات صفحہ نمبر 1326، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر 24)۔

دیکھیے حدیث نمبر 114۔

279۔ اللہ تعالیٰ نے بدر والوں پر جھانکا اور کہا جو چاہو عمل کرو یقینا میں نے تمہیں بخش دیا

(مکتوبات صفحہ نمبر 1330، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر 24)۔

i۔ رواہ ابو داود، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ (جمع الفوائد صفحہ نمبر 72 جلد نمبر 2)۔

ii۔ رواہ الدارمی، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، باب نمبر 1157 (مترجم)۔

iii۔ رواہ البخاری، کتاب المغازی، باب فضل من شہد بدرا۔

280۔ بدر کے موقع پر حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کو اپنی بیوی کی تیمارداری کیلئے چھوڑنا۔

(مکتوبات صفحہ نمبر 1331، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر 24)۔

رواہ الترمذی مناقب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، عن عثمان بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ،

281۔ میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) کے متعلق اللہ سے ڈرو۔ الخ

(مکتوبات صفحہ نمبر 1332، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر 24)۔

دیکھیے حدیث نمبر 119۔

282۔ اللہ تعالیٰ کے نور کے پردے۔ الخ

(مکتوبات صفحہ نمبر 1339، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر 26)۔

دیکھیے حدیث نمبر 24۔

283۔ جو آدمی مر گیا اس کی قیامت قائم ہوگی۔

(مکتوبات صفحہ نمبر 1350، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر 31)۔

دیکھیے حدیث نمبر 143۔

284۔ اے اللہ میں تجھ سے وہ ایمان مانگتا ہوں جس کے بعد کفر نہیں۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1356، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر 33)۔

رواہ الترمذی، ابواب الدعوات، عن ابن عبا ضی اللہ عنہما۔

285۔ حدیث میں ہے کہ کوئی بھی آدم کا بیٹا نہیں جس کے ساتھ ایک جن ساتھی نہ ہو۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1356، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر 33)۔

رواہ المسلم باب تحریش الشیطان وبعثہ (صفحہ نمبر 376 جلد نمبر 2 مترجم)۔

286۔ **تفترق امتی** .... **ایک کے علاوہ سب دوزخ میں جائیں گے۔**

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1365، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر 38)۔

رواہ الترمذی، باب افتراق ھذا الامۃ، عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، ابواب الایمان۔

287۔ **فقراء اغنیاء سے پانچ سو برس پہلے جنت میں جائیں گے۔**

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1366، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر 38)۔

i۔ رواہ ابن ماجۃ، ابواب الزہد، باب منزلۃ الفقراء، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

ii۔ رواہ الترمذی، ابواب الزہد، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

288۔ میری امت میں شرک چیونٹی کی اندھیری رات میں سیاہ پتھر پر چلنے کے نشان سے بھی زیادہ مخفی ہے۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1369، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر 41)۔

رواہ ابن السنی، فی کتاب عمل الیوم واللیلۃ، رقم الحدیث 286، عن ابی بکر و حذیفۃ رضی اللہ عنہما،

289۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

چھوٹے شرک سے بچو، صحابہ نے پوچھا چھوٹا شرک کیا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ریا

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1369، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر 41)۔

i۔ رواہ احمد فی المسند، عن محمود بن لبید رضی اللہ عنہ۔

ii۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان، عن محمود بن لبید رضی اللہ عنہ۔

(احیاء علوم الدین صفحہ نمبر 435 جلد نمبر 3)۔

290۔ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1371، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر 41)۔

i۔ رواہ الترمذی، باب ماجاء فی فضل الصوم، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

ii۔ رواہ ابن ماجۃ، باب ماجاء فی فضل الصوم، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

iii۔ رواہ البخاری، باب ھل یقول انی صائم اذا شتم، کتاب الصیام، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

iv۔ رواہ المسلم، کتاب الصیام، باب فضل الصیام، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

v۔ رواہ النسائی، باب فضل الصیام، کتاب الصیام، عن علی رضی اللہ عنہ۔

291۔ نماز کا چور۔ الخ

(مکتوبات صفحہ نمبر 1373، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر 41)۔

رواہ احمد فی المسند، عن ابی قتادہ رضی اللہ عنہ۔

292۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اے آدمیوں کے گروہ زنا سے پرہیز کرو۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1374، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر 41)۔

i۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔

ii۔ رواہ ابونعیم فی الحلیۃ۔

293۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

آنکھوں کا زنا محرمات کو دیکھنا ہے۔

اور ہاتھ کا زنا محرمات کو پکڑنا ہے۔

اور پاؤں کا زنا محرمات کی طرف چلنا ہے۔

(مکتوبات صفحہ نمبر 1374، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر 41)۔

رواہ المسلم، کتاب القدر، باب قدر علی ابن آدم حظہ من الزنا، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

294۔ حج اپنے سے پہلے تمام گناہوں کو کاٹ دیتا ہے۔

(مکتوبات صفحہ نمبر 1376، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر 41)۔

دیکھیے حدیث نمبر 271۔

295۔ ملاک دینکم الورع۔

(مکتوبات صفحہ نمبر 1376، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر 41)۔

دیکھیے حدیث نمبر 44۔

296۔ نہ کوئی بدشگونی اور نہ کوئی متعدی مرض۔ الخ

(مکتوبات صفحہ نمبر 1377، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر 41)۔

رواہ المسلم، کتاب السلام، عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ۔

297۔ لایرد القضاء الا الدعاء۔

(مکتوبات صفحہ نمبر 1390، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر 47)۔

رواہ الترمذی، ابواب القدر، باب ماجاء لایرد القدر الا الدعاء، عن سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ۔

298۔ فقیر مہاجرین کے توسل سے دعا مانگنا۔

(مکتوبات صفحہ نمبر 1390، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر 47)۔

دیکھیے حدیث نمبر **41**۔

299۔ فقر دونوں جہانوں میں روسیاہی کا باعث ہے۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر **1390**، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر **47**)۔

درج ذیل احادیث اس کی مؤید ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

i۔ آدمی ہمیشہ سوال کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ قیامت کے دن ایسی صورت میں آئے گا کہ اس کے منہ پر گوشت کا ایک ٹکڑا بھی نہ ہوگا۔

(سنن نسائی صفحہ نمبر **141** جلد نمبر **2**، مترجم)۔

ii۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تمہیں معلوم ہوتا کہ سوال کرنا کتنا عیب ہے تو کوئی شخص دوسرے کے پاس مانگنے کیلئے نہ جاتا۔

(سنن نسائی صفحہ نمبر **141** جلد نمبر **2**، مترجم)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

iii۔ مالدار اور ہٹے کٹے شخص کیلئے جائز نہیں کہ وہ صدقہ لے (جو محنت مزدوری کر سکے)۔

(سنن نسائی صفحہ نمبر **142** جلد نمبر **2**، مترجم)۔

300۔ شہیدوں کے خون کو علماء کی سیاہی سے وزن کرنا۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر **1390**، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر **47**)۔

دیکھیے حدیث نمبر **215**۔

301۔ **لا یسعنی ارضی ولا سمائی ۔الخ**

.... (مکتوبات صفحہ نمبر **1393**، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر **48**)۔

دیکھیے حدیث نمبر **34**۔

302۔ المرء مع من احب ۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1397، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر 50)۔

دیکھیئے حدیث نمبر 10۔

303۔ خیار کم فی الجاھلیۃ خیار کم فی الاسلام ۔الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1400، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر 52)۔

دیکھیئے حدیث نمبر 129۔

304۔ میں بھی تمہارے جیسا بشر ہوں مجھے بھی اسی طرح غصہ آتا ہے جیسے دوسرے لوگوں کو آتا ہے (انما انا بشر مثلکم اغضب ۔الخ)۔

رواہ البخاری والمسلم، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ (باختلاف الفاظ) اصل موجود ہے۔

(احیاء علوم الدین صفحہ نمبر 248 جلد نمبر 3 طبع لاہور)۔

305۔ المؤمن القوی خیر من المؤمن الضعیف ۔

... (مکتوبات صفحہ نمبر 1409، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر 56)۔

i۔ رواہ المسلم، کتاب القدر، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

ii۔ رواہ ابن حبان، عن ابی ہریرۃ صفحہ نمبر 490 جلد نمبر 1۔

306۔ حدیث قدسی میں آیا ہے:۔

جو میری تقدیر پر راضی نہ ہوا اور میری مصیبت پر صبر نہ کرے وہ میرے سوا اور رب بنالے اور میرے آسمان کے نیچے سے نکل جائے۔

...... (مکتوبات صفحہ نمبر 1417، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر 59)۔

یہ حدیث درج ذیل الفاظ سے منقول ہے۔

i۔ من لم یرض بقضاء اللہ و یومن بقدر اللہ فلیلتمس الھا غیر اللہ۔

(رواہ الطبرانی فی الاوسط، عن انس رضی اللہ عنہ)۔

ii۔ لم یرض بقضائی فلیتخذ ربا سوائی۔

(رواہ الطبرانی فی الکبیر، رقم الحدیث 807 جلد نمبر 22)۔

iii۔ من لم یرض بقضائی ویصبر علیٰ بلائی فلیلتمس ربا سوائی انسادہ ضعیف۔

(احیاء علوم الدین صفحہ نمبر 335 جلد نمبر 4)۔

307۔ حدیث قدسی میں آیا ہے اپنے نفس سے دشمنی رکھو۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1419، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر 60)۔

دیکھیے حدیث نمبر 19۔

308۔ النظرۃ الاولیٰ لک (پہلی نگاہ تیرے لئے فائدہ مند ہے)۔

النظر الثانیہ علیک (دوسری نگاہ تجھ پر وبال ہے)۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1421، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر 61)۔

i۔ رواہ الترمذی، باب ماجاء فی نظرۃ الفجاءۃ، عن ابن بریدۃ رضی اللہ عنہ، ابواب الاستیذان۔ الخ (تغیر بالفاظ قلیل)۔

ii۔ رواہ الدارمی، باب نمبر 1055 (مترجم)۔

309۔ ماجعل اللہ سبحانہ فی الحرام شفاء۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1422، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر 61)۔

دیکھیے حدیث نمبر 131۔

310۔ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1433، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر 66)۔

دیکھیے حدیث نمبر 107۔

311۔ تخلقوا باخلاق اللہ۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1440، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر 68)۔

دیکھیے حدیث نمبر 80۔

312۔ اوّل ما خلق اللہ العقل ۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1475، دفتر سوم، حصہ نہم، مکتوب نمبر 76)۔

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہمارے شیخ علامہ عسقلانی نے فرمایا:۔

والوارد فی اوّل ما خلق حدیث، اوّل ما خلق اللہ القلم

وھواثبت من حدیث العقل (الموضوعات الکبریٰ صفحہ نمبر 82)۔

i۔ رواہ ابوداؤد، ان اوّل ما خلق اللہ القلم الخ (جمع الفوائد صفحہ نمبر 236 جلد نمبر 2)

ii۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر، عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث 12227 جلد 11۔

iii۔ مرواہ ابونعیم فی الحلیۃ، صفحہ نمبر 281 جلد نمبر 5، عن عائشۃ صدیقۃ رضی اللہ عنہا۔

313۔ اوّل ما خلق اللہ نوری ۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1475، دفتر سوم، حصہ نہم، مکتوب نمبر 76)۔

درج ذیل علماء نے اس کو نقل کیا ہے۔

i۔ ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ (م 1014ھ) شرح قصیدہ امالی۔

ii۔ علامہ زرقانی علیہ الرحمۃ شرح مواہب۔

iii۔ تفسیر نیشاپوری صفحہ نمبر 55 جلد نمبر 8۔

درج ذیل حدیث اس کی تائید کرتی ہے۔

ان اللہ تعالیٰ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ۔ الخ

رواہ عبدالرزاق فی المصنف، عن جابر رضی اللہ عنہ (مواہب الدنیہ صفحہ نمبر 9 جلد نمبر 1)، مصنف عبدالرزاق، رقم الحدیث 18 قلمی۔

314۔ ان للہ سبعین الف حجاب ۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1476، 1477، دفتر سوم، حصہ نہم، مکتوب نمبر 76)۔

دیکھیے حدیث نمبر 24۔

315۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر جا اللہ تعالیٰ نماز پڑھ رہا ہے۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1480، دفتر سوم، حصہ نہم، مکتوب نمبر 77)۔

(الیواقیت والجواہر صفحہ نمبر 35 جلد نمبر 2 للامام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ)۔

316۔ ما اوذی نبی۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1502، دفتر سوم، حصہ نہم، مکتوب نمبر 88)۔

دیکھیے حدیث نمبر 4۔

317۔ الاطال شوق الابرار الی لقائی و انا الیهم ۔الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1502، دفتر سوم، حصہ نہم، مکتوب نمبر 88)۔

یہ حضرت ہرم بن حیان کا قول ہے کہ ایماندار اپنے رب کو پہچان لیتا ہے تو وہ حق تعالیٰ سے محبت کرنے لگتا ہے اور جب وہ محبت حق تعالیٰ سے کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

(احیاء علوم الدین صفحہ نمبر 539 جلد نمبر 4)

نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے یہ الفاظ اس کی تصدیق کرتے ہیں اے اللہ جو کوئی مجھ پر ایمان لایا اور میری تصدیق کی اور جو لایا تیرے پاس سے (قرآن) اسے حق جانے تو اس کے مال اور اولاد کو کم کر دے اور اسے اپنی ملاقات کا شوق دے۔

(ابن ماجۃ صفحہ نمبر 542 جلد نمبر 2، مترجم)۔

318۔ فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق ۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1503، دفتر سوم، حصہ نہم، مکتوب نمبر 88)۔

قال الصغانی انہ موضوع۔

کذا فی الخلاصۃ لکن معناہ صحیح۔

درج ذیل احادیث اس کی مؤید ہیں۔

فقد روی الدیلمی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوعا واتانی جبریل فقال یا محمد لولاک ما خلقت الجنۃ ولولاک ما خلقت النار وفی روایت ابن عساکر لولاک ما خلقت الدنیا۔

(الموضوعات صفحہ نمبر 194)۔

حضرت آدم علیہ السلام کی بارگاہ الٰہی میں التجاء کرنے والی حدیث مبارکہ میں ہے اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا نہ کائنات کو۔

رواہ الحاکم والبیہقی والطبرانی فی الصغیر وابونعیم وابن عساکر، عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث 4228، فی المستدرک۔

(الخصائص الکبریٰ صفحہ نمبر 18 جلد نمبر 1، مترجم)۔

319۔ لولاک لما أظهرت الربوبية ۔

(مکتوبات صفحہ نمبر 1523، دفتر سوم، حصہ نہم، مکتوب نمبر 93)۔

یہ حدیث صوفیاء کی کتابوں میں اکثر پائی جاتی ہے جو کہ مفہوماً صحیح ہے۔

320۔ من سن سنة۔ الخ

(مکتوبات صفحہ نمبر 1527، دفتر سوم، حصہ نہم، مکتوب نمبر 94)۔

دیکھیئے حدیث نمبر 98۔

321۔ جس کے دونوں دن برابر ہوں وہ خسارہ میں ہے۔

(مکتوبات صفحہ نمبر 1531، دفتر سوم، حصہ نہم، مکتوب نمبر 94)۔

رواہ الدیلمی، عن علی رضی اللہ عنہ

من استوی یوماہ فھو مغبون۔ (الدرر المنتشرہ للسیوطی صفحہ 83 طبع لاہور، مترجم)

(الموضوعات الکبریٰ صفحہ نمبر 218)۔

322۔ تم میرے لئے وسیلہ کا سوال کرو۔ الخ

(مکتوبات صفحہ نمبر 1531، دفتر سوم، حصہ نہم، مکتوب نمبر 94)۔

i۔ رواہ المسلم، کتاب الصلوٰۃ، عن عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ۔

ii۔ رواہ ابن السنی فی کتاب عمل الیوم واللیلۃ باب کیف مسئلۃ الوسیلۃ، عن عبداللہ رضی اللہ عنہ۔

323۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غریب مہاجرین کے وسیلہ سے دعا مانگا کرتے تھے۔

(مکتوبات صفحہ نمبر 1531، دفتر سوم، حصہ نہم، مکتوب نمبر 94)۔

دیکھیئے حدیث نمبر 41۔

324۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

کہ بہشت میں تسبیح وتہلیل وتحمید سے درخت لگاؤ۔ الخ

(مکتوبات صفحہ نمبر 1543، دفتر سوم، حصہ نہم، مکتوب نمبر 100)۔

i۔ رواہ الترمذی، ابواب الدعوات، عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔

ii۔ رواہ ابن ماجۃ، باب فضل التسبیح، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

325۔ **خلقت من نور اللہ۔ الخ**

(مکتوبات صفحہ نمبر 1553، دفتر سوم، حصہ نہم، مکتوب نمبر 100)۔

درج ذیل احادیث اس کی مؤید ہیں۔

i۔ انا من اللہ والمؤمنون منی۔

رواہ الدیلمی بلا اسناد، عن عبد بن جراد (مرفوعا)

(الموضوعات الکبریٰ صفحہ نمبر 72)۔ (الدرر المنتشرہ صفحہ نمبر 15، مترجم)۔

ii۔ ان اللہ تعالیٰ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ۔ الخ

رواہ عبدالرزاق فی المصنف، عن جابر رضی اللہ عنہ۔

326۔ **ان اللہ تعالیٰ جمیل و یحب الجمال۔**

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1554، دفتر سوم، حصہ نہم، مکتوب نمبر 100)۔

i۔ رواہ المسلم، کتاب الایمان تحریم الکبر و بیانہ، عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

ii۔ رواہ الترمذی، ابواب البر والصلہ جلد نمبر 2 (مترجم)۔

iii۔ رواہ الطبرانی، فی الکبیر عن عثمان بن محمد بن قیس، رقم الحدیث 936 جلد 18۔

327۔ اپنی پھوپھی کھجور کی عزت کرو۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1557، دفتر سوم، حصہ نہم، مکتوب نمبر 100)۔

دیکھیئے حدیث نمبر 85۔

328۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے بھائی یوسف علیہ السلام زیادہ صبیح تھے اور میں (صلی اللہ علیہ وسلم) زیادہ ملیح ہوں۔

i۔ (مدارج النبوۃ جلد اوّل، مترجم)۔

ii۔ حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور اب کوئی زمین پر سوا میرے آپ کو دیکھنے والوں میں کوئی نہیں رہا جوری نے کہا میں نے پوچھا تم نے دیکھا کیسے تھے انہوں نے کہا آپ سفید رنگ تھے اور ملیح تھے درمیانہ قد تھا۔

رواہ المسلم، کتاب الفضائل، عن ابی الطفیل رضی اللہ عنہ۔

329۔ اور جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے قطع ہذا البلعوم فرمایا تھا۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1559، دفتر سوم، حصہ نہم، مکتوب نمبر 100)۔

رواہ البخاری، کتاب العلم، باب حفظ العلم، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

330۔ حدیث میں آیا ہے کئی آدمیوں کے دل خدا کی بارگاہ کی طرف کھنچے چلے جاتے ہیں۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر **1562**، دفتر سوم، حصہ نہم، مکتوب نمبر **103**)۔

دیکھیئے حدیث نمبر **317**۔

331۔ جو شخص سنت کو زندہ کرے بعد اس کے کہ اس سنت سے عمل اٹھ چکا ہو۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر **1564**، دفتر سوم، حصہ نہم، مکتوب نمبر **105**)۔

دیکھیئے حدیث نمبر **232**۔

332۔ قرآن کریم کی جو بھی آیت اتری ہے اس کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہے۔ الخ

...... (مکتوبات صفحہ نمبر **1589**، دفتر سوم، حصہ نہم، مکتوب نمبر **118**)۔

حدثنا شیخنا ابوالنجیب السہروردی قال انبانا الرئیس ابوعلی بن نبہان قال انا الحسن بن شاذان قال انا دعلج بن احمد قال انا ابوالحسن ابن عبدالعزیز البغوی قال انا ابوعبید بن القاسم بن سلام قال حدثنا حجاج عن حماد بن سلمۃ عن علی بن زید عن الحسن یرفعہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما نزل من القرآن آیۃ الا ولہا ظہر و بطن۔ الخ

(عوارف المعارف برحاشیہ احیاء علوم الدین صفحہ نمبر **237** جلد نمبر **1** طبع مصر)،

333۔ **اوّل ما خلق اللہ نوری ۔**

...... (مکتوبات صفحہ نمبر **1608**، دفتر سوم، حصہ نہم، مکتوب نمبر **122**)۔

دیکھیئے حدیث نمبر **313**۔

334۔ میں اللہ کے نور سے پیدا ہوا ہوں اور مومن میرے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔

(مکتوبات صفحہ نمبر **1608**، دفتر سوم، حصہ نہم، مکتوب نمبر **122**)۔

قال السخاوی ھو عند الدیلمی بلا اسناد عن عبد بن جراد۔ مرفوعا

انا من اللہ والمؤمنون منی۔

(الموضوعات الکبریٰ صفحہ نمبر 72)۔

335۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اے کاش رب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پیدا نہ کرتا۔

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1620، دفتر سوم، حصہ نہم، مکتوب نمبر 122)۔

درج ذیل احادیث اس کی مؤید ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

بخدا تمہاری نسبت میں اللہ تعالیٰ کا خوف زیادہ رکھتا ہوں۔

رواہ البخاری، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح، عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (کاش) میں ایک درخت ہوتا جو کبھی کٹ جاتا۔

(رواہ الترمذی، ابواب الزہد، عن ابی ذر رضی اللہ عنہ)۔

336۔ جتنی مجھے ایذا دی گئی ہے۔ الخ

.... (مکتوبات صفحہ نمبر 1620، دفتر سوم، حصہ نہم، مکتوب نمبر 122)۔

دیکھیے حدیث نمبر 4۔

الحمد للہ رب العالمین

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہُ ؕ

ابوکلیم فانی

۱۲ ربیع الاول شریف

۳ رمئی ۲۰۰۴ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

حضرت مجدد الف ثانی اور تحفظ ناموسِ رسالت

ڈاکٹر سید ریاض الحسن گیلانی

☆☆

امام ربانی شیخ احمد سرہندی رضی اللہ عنہ یقیناً مجدد الف ثانی ہیں کیونکہ مقصودِ کائنات اور سرورِ کائنات محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا شرعی وروحانی مقام جرأت اور وضاحت کے ساتھ کسی رعایت اور ابہام کے بغیر نہ صرف علمی لحاظ سے متعین فرمایا ہے، بلکہ شریعت اور طریقت کے مؤثر طبقات کے دل ودماغ میں اُسے مستحکم کیا ہے۔

اگر کوئی مجھے کہے کہ امام ربانی کے اس مہتم بالشان کام کو ایک جملے میں بیان کریں تو میں یہ کہوں گا کہ آپ نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مدار نجات ماننے والوں کی ’’بھی‘‘ کی ’’ب‘‘ کو دلائل وبراہین کے تیروں سے اُڑا دیا ہے اور ’’بھی‘‘ کو ’’ہی‘‘ میں بدل دیا ہے......یعنی مدارِ نجات صرف اور صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات بابرکات ہے......آپ کی تشریف آوری کے بعد ہدایت ونجات کے تمام چشمے نہ صرف سوکھ گئے بلکہ شرعاً وقانوناً معدوم ہوگئے ہیں......حضرت مجدد دیگر تمام شرائع وادیان کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ ’’منسوخ ہو چکے ہیں‘‘......مکتوبات شریفہ کے دفتر دوم مکتوب نمبر ۶۷ میں فرماتے ہیں:۔

> ’’تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے خاتم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور آپ کا دین تمام گزشتہ دینوں کا ناسخ ہے، اور آپ کی کتاب تمام گزشتہ کتابوں سے بہترین ہے......آپ کی شریعت منسوخ نہ ہوگی بلکہ قیامت تک قائم رہے گی۔ حضرت عیسیٰ علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نزول فرما کر آپ کی شریعت پر عمل کریں گے اور آپ کے اُمتی ہو کر رہیں گے۔

حضرت مجدد اس امر کی وضاحت فرما رہے ہیں کہ تمام ادیان کو برحق، اور مدارِ نجات ماننے والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تاج ختم نبوت کے اوصاف، اور تخت ناموس رسالت کے لوازم کا کما حقہ، شعور نہیں رکھتے۔ سرکار کے خاتم النّبیین ہونے کا مطلب ہی یہ ہے کہ دیگر تمام ادیان منسوخ یعنی کالعدم ہو چکے ہیں، اور قصہٗ ماضی بن چکے ہیں۔ اب ان کی پیروی شرعاً وقانوناً بے سود اور نجات کے معاملے میں غیر مؤثر ہے۔ اور آئندہ کے لیے آسمانی ہدایت کے دروازے بند ہو چکے ہیں۔ لہٰذا اب صرف اور صرف آپ کی ذات سرچشمۂ ہدایت اور مدارنجات ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ تورات کے چند اوراق لگ گئے۔ وہ ان کا مطالعہ کرتے ہوے حضور کے ہاں آئے، سرکار نے اس کو ناپسند فرمایا اور آپ کا چہرہ مبارک غصّے سے سُرخ ہو گیا...... حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر فاروق کو متنبہ کیا تو وہ نادم ہوے، اور تورات کے اوراق پھینک دیے...... سرکار نے فرمایا:

''اگر موسیٰ علیہ السلام موجود ہوتے تو میری اتباع کے سوا انہیں کوئی چارہ نہ ہوتا۔''

دوسرے ہزار سال کا آغاز ہوتے ہی کارکنان قضاء وقدر نے سرکار ہمہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے موثر اثبات اور ناموس رسالت کے قائدانہ تحفظ کے لیے امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی اور سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کو چُن لیا، جس کے سالار اعظم حضرت ابوبکر صدیق ہیں...... جب بھی جھوٹی نبوت نے سر اُٹھایا صدیق اکبر کی تلوار نقشبندی مجددی مجاہد کی صورت میں میان سے نکل آئی...... تحفظ ختم نبوت کے ہر فیصلہ کن معرکے کی قیادت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے حصّے میں آئی...... میں یہاں اس امر کی وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں دوسرے سلاسل کے مشائخ اور علماء کی مساعی کو میں نظر انداز نہیں کر رہا، میں صرف یہ گزارش کر رہا ہوں کہ اس سلسلے میں قیادت کا سہرا سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے سر ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اُسے سلطنتِ برطانیہ کی سرپرستی اور پُشت پناہی حاصل تھی...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ غیرت مدعیِ نبوت سے ہوتی ہے...... آپ کو سب سے زیادہ اذیّت دعویٰ نبوت سے ہوتی ہے...... ختم نبوت کے پروانے اور ناموس رسالت کے دیوانے مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف سرگرم عمل ہو گئے۔ اُسے اُس کے منطقی انجام تک پہنچانے میں قائدانہ

کردار سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کی مشہور و معروف شخصیت امیر ملّت پیر جماعت علی شاہ صاحب کے حصے میں آیا۔

۱۸۹۹ء میں مرزا غلام احمد قادیانی نے اعلیٰ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑہ شریف کو للکارا مگر وہ لاہور نہ آیا لہٰذا میدان نہ سجا ... بادشاہی مسجد میں تمام سرکردہ علماء و مشائخ کا اجلاس ہوا ..... مرکزی خطاب امیر ملّت پیر جماعت علی شاہ محدّث علی پوری کا تھا۔ اور دعا اختتامی دُعا حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑہ شریف نے کی۔

۱۹۰۸ء میں لاہور میں فیصلہ کن معرکہ برپا ہوا حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑہ شریف سے تشریف لائے اور حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب حیدرآباد دکن سے پہنچ گئے۔ مرزا غلام احمد قادیانی لاہور میں برانڈرتھ روڈ پر قیام پذیر ہوا ..... اُسکی رہائش گاہ کے بالمقابل خالی میدان تھا۔ جہاں آج اسلامیہ کالج ہے..... امیر ملّت پیر جماعت علی شاہ صاحب نے اپنے ایک ٹمبر مرچنٹ مرید کو فرمایا کہ وہ مرزا کی رہائش گاہ کے بالمقابل ایک بلند اسٹیج بنائے۔ جہاں بعد نماز عشاء روزانہ علماء و مشائخ خطاب فرماتے تھے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب نے امیر ملّت پیر جماعت علی شاہ صاحب سے گولڑہ شریف واپسی کی اجازت چاہی..... اس پر حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب نے فرمایا کہ

> ''میں مرزا کے شکار کے لیے آیا تھا مگر مجھے معلوم ہوگیا ہے کہ یہ شکار
> میرے مقدر میں نہیں آپ کے مقدر میں ہے''.....

ایک روز حضرت امیر ملّت نے اپنے رات کے خطاب کے آخر میں فرمایا کہ ''میں پیش گوئیاں نہیں کیا کرتا مگر آج پیش گوئی کیے بغیر نہیں رہ سکتا..... آج طلوع آفتاب سے پہلے اس جھوٹے مدعی نبوت سے نجات ہوجائے گی'' چنانچہ حضرت امیر ملّت کا خطاب ختم ہوتے ہی مرزا غلام احمد قادیانی ہیضے کے مرض میں مبتلا ہوکر طلوعِ آفتاب سے پہلے موت کی نیند سوگیا..... صبح اخباروں میں شہ سرخیاں لگی ہوئی تھیں کہ ''مرزا ہیضے سے مرگیا ہے''... بے شمار اہل لاہور۔ حضرت امیر ملّت کے ہاتھ پر بیعت ہوکر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل ہوے۔

اس وقت جو شخص آپ کے سامنے کھڑا ہے اور آپ سے مخاطب ہے اس کا تعلق بھی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سے ہے بلکہ دوہرا تعلق ہے..... حضرت خواجہ غلام مرتضےٰ قلعہ والے میرا مرشد خانہ ہے، اور مشائخ آلومہار شریف میرے نھیال ہیں ..... اب میری تحدیث نعمت سنیے:

تقریباً ایک صدی پر محیط امت محمدیہ کی پر جوش اور مسلسل جد و جہد کے نتیجے میں مرزا غلام احمد قادیانی

کی امت کو پارلیمنٹ نے آئینی ترمیم کر کے کافر قرار دیا، اور مزید قانون سازی کر کے قادیانیوں کا تعلق مساجد اور اسلامی شعائر سے ختم کر دیا گیا...... مگر کوئی آئینی ترمیم اور قانون سازی اُس وقت تک مستحکم نہیں ہوتی جب تک اُس پر اعلیٰ عدالتوں کی مہر ثبت نہ ہو جائے...... لہٰذا اس ضمن میں جنوبی افریقہ میں کیپ ٹاؤن کی سپریم کورٹ، پاکستان کی فیڈرل شریعت کورٹ، یو۔ این۔ او کے ہیومن رائیٹس کمشن اور آخر میں سپریم کورٹ آف پاکستان میں جب عدالتی معرکہ آرائیاں ہوئیں تو مرزا قادیانی اور امتِ مرزائیہ کے مقابلے میں مجھے منتخب کیا گیا اور مجھے اس میدان میں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ عنایت سے کامیابی نصیب ہوئی۔

☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدهٗ ونصلی علیٰ رسوله الکریم

حضرت مجدد اور عشق رسول ﷺ

ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی

☆☆

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مولانا محمد صالح کولابی کے نام ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:

> محبوب در نظر محبّ بلکہ در نفس امر ہمہ وقت محبوب است و ہمہ حال محبوب است۔ اگر ایلام فرماید محبوب است و اگر انعام نماید محبوب۔ نزدِ اکثر مردم کہ بدولت محبت مشرّف گشتہ اند در وقت انعام ازدیاد محبت محبوب است از وقت ایلامِ او یا در ہر دو وقت مساوات است۔ و نزد اقل عکس این معاملہ است و ایلام ازدیارِ محبت بخش است از انعام او۔[1]

> ”محبوب محبّ کی نظر میں بلکہ نفس الامر میں ہر وقت میں اور ہر حال میں محبوب ہوتا ہے۔ خواہ محبوب درد پہنچائے یا انعام دے وہ محبوب ہی ہوتا ہے۔ اکثر لوگ جو مقام محبت پر فائز ہیں ان کے نزدیک ایلام کے مقابلے میں محبوب کی طرف سے انعام کے وقت محبوب کے ساتھ زیادہ ہوتی ہے۔ یا پھر دونوں حالتوں میں محبت مساوی ہوتی ہے۔ لیکن کچھ اہل محبت کے نزدیک معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے۔ ان کے نزدیک محبوب کی طرف سے درد پہنچنے کی حالت میں حالت انعام کے مقابلہ میں محبوب سے محبت زیادہ ہوتی ہے۔“

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس عبارت اور اس کے بعد والے جملوں میں اس حقیقت کو سمجھانا چاہا ہے کہ محبّ کو چاہیے کہ وہ محبوب کے ہر کام کو اپنے لیے مفید سمجھے اپنی چاہت محبوب کی چاہت کے تابع کر دے لہٰذا اس کا کوئی حکم یا طریقہ بھی محبّ کے نزدیک ناپسندیدہ نہیں ہوگا اور محبّ محبوب کی ہر ادا کا بھی محب ہوگا چنانچہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا معنی ہی اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

آپ فرماتے ہیں:

> اُنس محبان بمشاھد محبوب است واُنس محبوباں بہ بندگی کی محبوب دریں اُنس ایشاں را بایں دولت میرسانند وبایں میسا نعمت سرفراز زند شہسوار یکہ ناز ایں میدان آں سرور دنیا ودین وسید اولین وآخرین حبیب رب العالمین است علیہ من الصلوٰۃ اتمھا من التحیات اکملھا۔[۲]
>
> ”محبین کی محبت کا شدید تقاضا محبوب کا دیدار ہے اور محبوبوں کی محبت کا تقاضا اپنے محبوب کی بندگی ہے محبوب اپنے محبوں کو بندگی کے ساتھ پیار کی دولت عطا کر دیتے ہیں اور اس نعمت سے ان کو سرفراز کر دیتے ہیں۔ اس میدان کے سب سے بہادر وہ سرور دنیا ودین سید اولین وآخرین حبیب رب العالمین ہیں جن پر اکمل صلوٰۃ اور تحیات ہوں“۔

عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم افکار مجدد علیہ الرحمۃ کے آئینے میں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کی شان یہ ہے کہ آپ کے محبّ اللہ تعالیٰ کے محبوب بنتے ہیں ملاحظہ ہو حضرت مجدد فرماتے ہیں:

> آں سرور محبوب رب العالمین است متابعان او بواسطۂ متابعت مرتبہ محبوبیت می رسند چہ محبّ در ہر کہ از شمائل واخلاقِ محبوب خودمی بیند آنکس محبوب خودی وارد و مخالفاں را ازیں جا قیاس باید کرد۔

محمد عربی کابروی ہر دوسرا ست
کسی کہ خاک درش نیست بر سر اوست[۳]

> ''آپ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں اور آپ کے پیروکار آپ کی متابعت سے محبوبیت کے مرتبہ تک پہنچ جاتے ہیں۔ کیونکہ محبّ اپنے محبوب کے اخلاق و عادات جس میں دیکھتا ہے اسے بھی محبوب بنالیتا ہے۔ مخالفین کو یہاں سے سبق لینا چاہیے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو دونوں جہانوں کی عزت ہیں جو آپ کے در کی خاک نہیں اس کے سر پر خاک ہو۔''

شیخ درویش کے نام ایک مکتوب میں فرماتے ہیں۔

> جب تک آدمی تعلقات غیر کے میل سے گندہ رہے گا محروم مہجور رہے گا حقیقت کے آئینے کو اللہ تعالیٰ کے ماسوا کی محبت کے زنگ سے صاف کرنا بڑا ضروری ہے۔ اس آئینے کو چمکانے والی سُنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے۔[4]

اس لیے آپ کے نزدیک نبوت کے عہد سے دوری فساد کا سبب ہے فیض نبوت کا قرب ہی اصلاح ہے کتاب اثبات النبوہ میں فرماتے ہیں۔

> لوگوں کے اعتقاد بگڑے اور ایمان کمزور ہونے کی وجہ صرف یہی ہے کہ یہ ''عہد نبوت'' سے دور ہوئے۔[5]

چنانچہ بار بار آپ نے علاج بھی یہی بتایا کہ واپس اس بارگاہ کی طرف بندہ متوجہ ہوتا کہ قرب ایزدی میسر آجائے۔

حضرت مجدد بحیثیت عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

۱... حضرت شیخ فرید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام جب ایک خط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف پر مشتمل لکھا تو اس کے آغاز میں لکھا۔

> آن سعادت نامہ را وسیلہ نجات اخروی خود سازد نہ آنکہ مدّاحی او علیہ الصلوٰۃ والتحیہ نماید بلکہ مقولہ خود بآں ستاید۔

ما ان مدحت محمدا بمقالتی
نکن مدحت مقالتی محمد صلی اللہ علیہ وسلم۶

’’اس خط کو فقیر اخروی نجات کا وسیلہ بنا رہا ہے نہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی کر رہا ہے بلکہ اپنے مقولہ کو ان کے ذکر سے تعریف دلوا رہا ہے‘‘۔

’’میں نے اپنی بات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف نہیں کی بلکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم شریف سے اپنی بات کو عظمت دی ہے‘‘۔

۲......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملات کو ہر لحاظ سے بلند و بالا سمجھنا چاہیے یہاں تک کہ آپ کے سہو کا مرتبہ اتنا بڑا ہے کہ ہم اس کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے فرماتے ہیں۔

ابوبکر طلب سہو پیغمبری نماید کہ یالیتنی کنت سہو محمد صلی اللہ علیہ وسلم۷

’’حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سہو کی جستجو میں ہیں کاش کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھول بن جاتا‘‘

۳......عمدۃ المقامات میں خواجہ فضل اللہ لکھتے ہیں:

آپ فرماتے ہیں کہ رمضان شریف کے آخری عشرہ میں تراویح کے بعد تھکان محسوس کی تو میں گیا کہ بستر پر آرام کروں۔ لیٹتے وقت بے خبری سے میں یہ بھول گیا کہ سنت کے مطابق دایاں پہلوں پہلے زمین پر رکھوں۔ لمبے پڑ جانے کے بعد مجھے آیا کہ میں ترکِ سنت کر بیٹھا ہوں۔ نفس نے بوجہ غفلت یہ بہانا بنایا کہ یہ بوجہ سہو کے ہوا ہے۔ لیکن مجھ پر ترک سنت کا خوف طاری ہوا بس فوراً اٹھا اور دائیں پہلو پر لیٹ گیا۔ اس کے فوراً بعد اللہ تعالیٰ کے کرم سے

انوار وتجلیات اور فیوضات کا غیر متناہی سلسلہ ظہور کو پہنچا اور مجھے اللہ تعالیٰ نے آواز دی تم نے جو سنت کا لحاظ کیا اس وجہ سے آخرت میں تجھ کو عذاب نہیں دونگا بلکہ اس وجہ سے تمہارے خادم جو تمہارے پاؤں مل رہا تھا معاف کردونگا۔[8]

ذات باری تعالیٰ اور عشق حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام:

حضرت مجدد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نور الخلائق میں فرماتے ہیں حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یامحمد انا وانت وماسواک خلقت لاجلک فقال محمد علیہ وعلیٰ الہ الصلوٰۃ والسلام اللّٰھم ماانت ومَاانا وماسواک ترکت لاجلک[9]

اے محبوب میں اور آپ اور جو کچھ آپ کے سوا ہے میں نے آپ کے لیے پیدا کیا بس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اے اللہ آپ نہ کہ میں اور جو تیرے سوا ہے میں ۔نے تیرے لیے چھوڑ دیا۔

☆…☆…☆

حواشی

۱…مکتوبات شریف جلد۲ مکتوب ۳۳

۲…مکتوبات شریف اول، مکتوب ۱۸

۳…مکتوبات شریف اول، مکتوب ۱۳

۴…مکتوبات شریف اول، مکتوب ۵

۵…اثبات نبوۃ: ص ۳

۶…مکتوبات شریف اول مکتوب ۱۰

۷…مبداء معاد، ص: ۷۵

۸…عمدۃ المقامات: ۱۶۳

۹…مکتوبات شریف جلد۲ نور الخلائق مکتوب: ۲۵

☆…☆…☆

صلی اللہ علیہ وسلم
۱۴۰۷ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

کشورِ پنجم

شمع رہِ عرفاں ہیں مجدد الف ثانی
ایماں کے نگہباں ہیں مجدد الف ثانی
(حفیظ قادری)

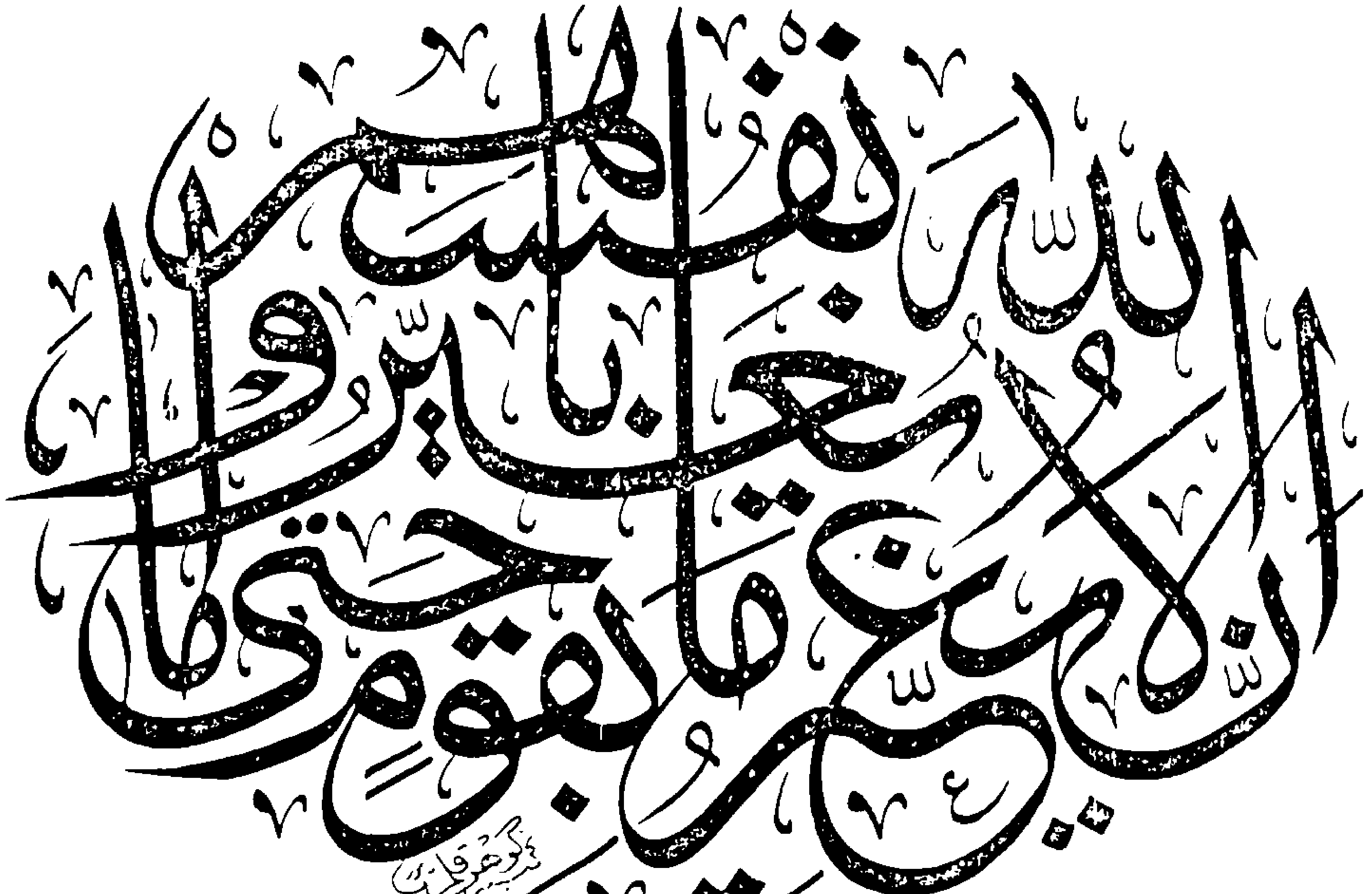
إن الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بأنفسهم

[illegible] ما بقوم حتى يغيروا ما بأنفسهم [illegible] الحكيم [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت مجدد الف ثانی اور ترویجِ شریعت

پروفیسر محمد احسان احمد

(صدر، شعبہ علوم اسلامیہ، ولایت حسین اسلامیہ کالج، ملتان)

☆☆

اولیاء، صالحین، اقطاب وابدال کی زندگی کا اگر صحیح تجزیہ کیا جائے، اور ان کی تعلیمات کو تحقیقی مراحل سے گزارا جائے تو براہینِ قاطعہ سے معلوم ہوگا کہ ترویجِ شریعت اور اتباعِ رسول کا وہ کام جو حضرت قبلہ مجدد الف ثانی کی تعلیمات نے کیا ہے وہ صرف آپ کا ہی حصہ رہا ہے۔ اولیاء سلف نے روحانی عرفان اور وجدانی علوم کو بلاشبہ حاصل کیا ہے، اور ان معارف کی اشاعت وتبلیغ میں بھی کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ لیکن ان معارف کے اصل الاصول یعنی شریعت کے احیاء اور حقیقت کی تہ تک جو رسائی حضرت مجدد الف ثانی نے کی ہے۔ اور اس میں جو انقلابی رنگ آپ کی کوششوں نے بھرا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔

اکبر کے دور میں عبادت خانوں کی تلخ اور ناعاقبت اندیش بحثوں اور ملاؤں نے جو ناپسندیدہ صورتحال اختیار کر لی تھی، وہ شریعت کی توہین کے مترادف تھی۔ اور خوشامدی ملاؤں نے جو جدت طرازیاں پیدا کر لی تھیں، انہیں روکنے کے لیے متعدد علماء وصوفیہ نے کارہائے نمایاں سرانجام دیے۔ لیکن جو کردار حضرت باقی باللہ اور حضرت کے مرید خاص بلکہ مراد خاص حضرت مجدد الف ثانی کا تھا وہ انتہائی موثر اور انقلابی نوعیت کا علمبردار تھا۔

ہندومت کا جارحانہ احیاء دار الخلافہ سے بڑھ کر پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے چکا تھا، الناس علی دین ملوکھم کے تحت لوگ اپنے بادشاہوں کے دین پر ہوتے ہیں، ہندوانہ تہذیب وتمدن ارتقاء پذیر تھا۔ مسلمانانِ ہند اپنے عقائد کو بچانے میں انتہائی مضطرب تھے۔ شعائر اسلام کی تضحیک ہو رہی تھی، ان

حالات میں حضرت مجدد الف ثانی کی کاوشوں اور مسلسل شبانہ روز محنت نے وہ کام کر دکھایا کہ صدیوں تک محیط دنیوی قائدین اور سیاسی بزرجمہروں سے نہ ہونے پائے۔

آپ نے اپنی تعلیمات کے ذریعے امرا اور سلطنت میں اعلیٰ عہدیداروں اور مملکت میں موثر مناصب پر فائز لوگوں کے اذہان بدلے، اور ان کے افکار میں تلاطم پیدا کیا، اور اس کے ساتھ ساتھ صوفیہ کرام اور علماء کرام کی بھی اصلاح فرمائی، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت مجدد الف ثانی کی کوششوں نے جو تمام تر دنیوی سہولیات اور مادی اسباب سے عاری تھیں، معاشرے میں وہ رنگ بھر دیا کہ ان صبغۃ اللّٰہی کوششوں نے اور آپ کے اخلاص سے مالا مال کارہائے نمایاں نے اکبری شان وشوکت اور شاہانہ کر وفر کے ذریعے پھیلنے والی بدعات کو بھسم کر کے رکھ دیا۔ حضرت مجدد کی ایک اہم خدمت یہ بھی ہے کہ آپ نے اُن تصوف کے سلاسل کی بھی اصلاح کی جن کے زعماء کے ذہن میں بھی یہ نہ تھا کہ تصوف کے میدان میں شناوری میں شریعت مطہرہ کا بھی عمل دخل ہے۔ وہ لوگ ولایت اور اس کی جُزیات کو صرف اور صرف طریقت اور تلوینات ومواجید سے زندہ کیے ہوئے تھے جبکہ آپ نے تمام تر قدیم روحانیت کے سلسلوں کو چھوڑ کر ایک ایسے سلسلہ کو ترویج دی جس کی بنیاد شریعت مصطفوی اور اتباع رسول پر قایم ہو۔

''جواہر مجددیہ'' کے مصنف لکھتے ہیں کہ:۔

> ''اس طریقہ کے تمام اُصول وفروع میں اتباع سنت اور اجتناب بدعت بدرجۂ کمال ہے، یعنی اصحاب کبار کا سالباس مشروط ہے، انہیں کی معاشرت ایسی ہی کم ریاضتیں اور فیضان کثیر ہے، نہ اس میں چلہ کشی ہے نہ ذکر بالجہر کی اجازت ہے نہ سماع بالمزامیر جائز ہے، نہ ہجومِ عورت نہ سجدہ تعظیمی!۔

نہ توحید وجودی اور نہ دعوی انا الحق! نہ مریدوں کی پیروں کی قدم بوسی، نہ مرید عورتوں کی پیر سے بے پردگی۔ سبحان اللہ! یہ انقلابی طریقہ اور اس کے سمندروں جیسی وسعت رکھنے والے اثرات کا ایسے دور میں پیدا ہونا جو فتنہ پرستی اور الحاد کا دور ہو، پیغامِ مسیحائی نہیں تو اور کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے آپ ایک قابل عالم شیخ طریقت تھے، جو تاویل وتشریح سے اور مخالف شرع احوال واقوال سے اپنے متبعین کو نکال کر احکامِ شریعت کی قید میں لے آئے۔ اس سے تصوف کی بنیادیں مزید مستحکم ہوئیں اور طریقت وشریعت کے اختلافات کم ہوے۔

جب آپ نے احوال ومواجید کی طغیانی میں بہ کر صوفیہ کو شریعت وحقیقت کو ترک کرتا دیکھا تو آپ نے برملا کہا کہ احوال ومواحید تلوینات مسکّرات شریعت کے تابع ہیں نہ کہ شریعت ان احوال ومواجید کے تابع۔

شریعت کی حمایت اور ترجمانی کے علاوہ آپ کا بڑا کام ردّ بدعت تھا۔ نئے طریقوں اور نت نئے فرقوں سے نہ صرف دین میں رخنے پیدا ہو رہے تھے، بلکہ اسلامیان ہند کے اجتماعی نظام میں بھی بڑا خلل واقع ہو رہا تھا۔ آپ نے رد بدعت میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا، اس زمانہ میں صفویوں کی وجہ سے شیعیت ایران میں عروج پر آئی ہوئی تھی۔ چونکہ مغلیہ دور میں ایران سے گہرے روابط پیدا ہو چکے تھے، اس لیے ہندوستان میں اس فرقۂ باطلہ کا اثر حلول کر رہا تھا، آپ نے اپنی تقریر وتحریر سے امراء وسلاطین کو اس فرقہ باطلہ کی ریشہ دوانیوں سے آگاہ کیا، اور ''رسالہ رد روافض'' لکھ کر اس فتنہ کی سرکوبی کی۔ شرع کی ترویج اور سلسلہ نقشبندیہ کی اشاعت، شریعت وطریقت میں تطبیق نے شعائر اسلام کی جڑیں مضبوط کیں اور آپ کی کوششوں نے ان دینی قوتوں کو مہمیز لگائی جو دیندار تو تھیں لیکن بادشاہ کی زندیقیت اور الحاد پھیلانے میں مداہنت کا لبادہ اوڑھ رہی تھیں۔ لہٰذا ان دینی قوتوں نے آپ کے طریقہ مبارکہ پر عمل کر کے رخصت کو چھوڑ کر عزیمت کو اپنایا اور پورے ہندوستان میں اکبری یلغار کو تہ وبالا کر دیا۔ اس طرح آپ کے صدہا خلفاء نے، اور آپ کے فرزندان ارجمندان نے طریقت میں شریعت کا رنگ بھر دیا، اور ہندوستان اور بیرونی دنیا میں ایک ایسی انقلابی تحریک اٹھی جس نے مفاسد کو زیروزبر کر دیا اور پیروان اسلام کو شیروشکر کر دیا۔

اس وقت کے الحادی دور اور اس کی فتنہ پردازیوں کے متعلق حضرت مجدد اپنے صاحبزادگان کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں

> ''قیامت قریب ہے، اور ظلمتوں کی گھٹائیں چھا رہی ہیں کہاں خیریت اور کہاں نورانیت۔ شاید حضرت مہدی رضوان اللہ علیہ خلافت ظاہر کی تائید پا کر اس کو رواج دیں گے''۔[۲]

آپ شریعت کی بالادستی بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

> شریعت کے تین اجزاء ہیں: علم، عمل اور اخلاص ان کا حصول اللہ کی رضا کا حصول ہے، اور یہی رضا دین اور آخرت کی تمام سعادتوں

سے بڑھ کر ہے۔ کوئی ایسا مطلب نہیں جس کے حاصل کرنے کے لیے شریعت کے سوا کسی اور چیز کی ضرورت پڑے احوال و مواجید جو صوفیہ کو اثنائے راہ میں حاصل ہوتے ہیں، اصل مقصود نہیں ہیں، بلکہ وہم وخیالات ہیں جن سے طریقت کے بچوں کی تربیت کی جاتی ہے۔[3]

اسی مکتوب میں آگے چل کر فرماتے ہیں:

''جو لوگ شریعت کو پوست خیال کرتے ہیں، اور حقیقت کو مغز کہتے ہیں، وہ اصل معاملہ سے بے خبر ہیں، اور صوفیہ کی بے ہودہ باتوں پر مغرور اور ان کے معاملہ سے بے خبر ہیں، ان حضرات کا طریقہ صراطِ مستقیم نہیں ہے۔''

اس طرح بنام شیخ درویش مکتوب میں لکھتے ہیں:

''اپنے ظاہر کو ظاہر شریعت سے اور اپنے باطن کو باطن شریعت یعنی حقیقت سے آراستہ کریں، شریعت اور حقیقت دونوں شریعت ہی کی حقیقت ہیں نہ کہ شریعت اور ہے اور طریقت اور ان کو علیحدہ کرنا الحاد اور زندیقیت ہے''۔[4]

اتباعِ اصول پر مزید زور دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''سیر انفسی اور سیر آفاقی حصول سید اولین و آخرین کی اتباع پر منحصر ہے جب تک اپنے آپ کو شریعت میں گم نہیں کریں گے، اور اوامر کو بجالانے اور نواہی سے بچنے میں کامیاب نہ ہوجائیں، اس دولت کا حصول ناممکن ہے۔ شریعت کی اتباع کے بغیر احوال ومواجید کا پایا جانا استدراج ہے۔''[5]

آپ کی سنت پر حد درجہ متابعت کا یہ حال تھا کہ ایک مرتبہ لیٹنے لگے۔ بستر پر پہلو رکھ کر پھر اٹھ بیٹھے۔ مریدین نے عرض کی: ''حضرت دوبارہ اٹھنے کی کیا وجہ تھی'' تو آپ نے فرمایا کہ ''میں نے سوتے ہوئے پہلے خلاف سنت بایاں پہلو بستر پر لگا دیا'' اس لیے میں دوبارہ اٹھا اور پھر دایاں پہلو بستر پر پہلے لگا کر سوونگا۔

آپ فرماتے ہیں کہ ''منصور حلاج کو حسن احوال کی بناء پر سولی پر لٹکایا گیا اگر ہمارے دور میں ہوتے تو ہم ان کو ان احوال و مواجید سے نکال دیتے۔''

☆……☆……☆

حواشی

۱……جواہر مجددیہ۔ رُودِ کوثر۔ شیخ محمد اکرام، صفحہ ۲۸۵
۲……مکتوبات مجدد الف ثانی دفتر سوم مکتوب ۹۶
۳……مکتوبات دفتر اول مکتوب نمبر ۲۶
۴……مکتوب دفتر اول نمبر ۴۲ بنام شیخ درویس
۵……مکتوب دفتر اول، ۲۹، بنام سید محمود

☆……☆……☆

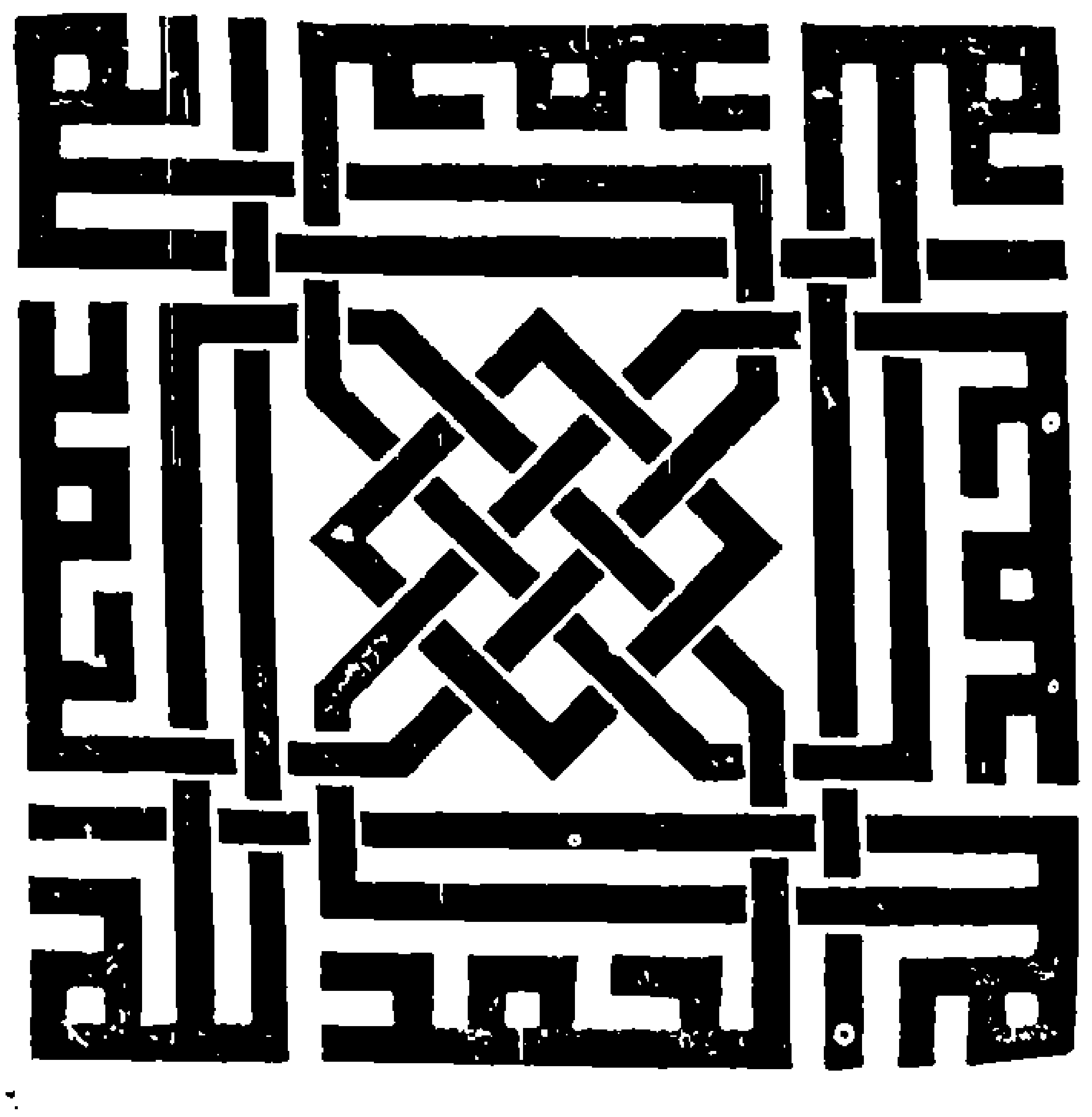

الحمد لله

○

مکتوب شریف بنام عبدالرحیم خان خاناں

وزیر جہانگیر بادشاہ

آپ کا مرحمت نامۂ گرامی جس سے آپ نے ہم فقیروں کو نوازا تھا اس کے مطالعہ سے مشرف ہوا آپ نے مولانا محمد قلیچ موفق کے خط میں تحریر فرمایا تھا کہ طالب علموں اور صوفیوں کیلئے کچھ خرچ بھیجا گیا ہے۔ طالب علموں کے ذکر کو صوفیوں (کے ذکر) پر مقدم کرنا آپ کی بلند ہمتی ہے بہت ہی اچھا معلوم ہوا۔ اَلظَّاهِرُ عُنْوَانُ الْبَاطِنِ (ظاہر باطن کا عنوان ہوتا ہے) کے مضمون کے مطابق امید ہے کہ آپ کے باطن شریف بھی اس بزرگ جماعت کو (صوفیوں پر) مقدم کرنا پیدا ہو گیا ہوگا كُلُّ اِنَاءٍ يَتَرَشَّحُ بِمَا فِيْهِ (ہر برتن سے وہی چیز نکلتی ہے جو اس کے اندر ہوتی ہے) ع

زکوزہ بروں ہماں تراود کہ دروست (نکلتا ہے وہی برتن سے جو کچھ اس کے اندر ہے)

اور طالب علموں کے مقدم کرنے میں شریعت کو رواج دینا ہے (کیونکہ) شریعت کے اٹھانے اور قائم کرنے والے یہی لوگ ہیں اور حضرت محمد مصطفی علیہ وعلی آلہ الصلوٰت والتسلیمات کا مذہب وملت انہی کے ساتھ قائم ہے۔ کل قیامت کے روز شریعت کی بابت پوچھیں گے تصوف کے متعلق نہیں پوچھیں گے۔ جنت میں داخل ہونا اور دوزخ سے بچنا شریعت کے احکام بجالانے پر منحصر ہے۔ انبیاء صلوٰت اللہ تعالیٰ وتسلیماتہ علیہم نے جو کہ تمام کائنات میں سب سے بہتر ہیں (اپنی اپنی) شریعتوں کی طرف دعوت دی ہے، اور نجات کا انحصار اسی پر رہا ہے اور ان بزرگوں کی پیدائش سے مقصود شریعتوں کی تبلیغ ہے پس سب سے بڑی نیکی شریعت

کے رواج دینے اور اسکے حکموں میں سے کسی حکم کے زندہ کرنے میں کوشش کرنا ہے خصوصاً ایسے زمانے میں جبکہ اسلامی شعائر (نشانات وارکان) بالکل مٹ گئے ہوں۔ اللہ تعالیٰ عزوجل کے راستہ میں کروڑوں روپیہ خرچ کرنا بھی شرعی مسائل میں سے کسی ایک مسئلہ کو رواج دینے کے برابر نہیں ہے کیونکہ اس فعل (شرعی مسائل کی ترویج) میں انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اقتدا (پیروی کرنا) ہے جو کہ مخلوقات میں سب سے زیادہ بزرگ ہیں اور اس فعل میں ان بزرگوں کے ساتھ شریک ہونا ہے۔ اور یہ بات ثابت ہے کہ سب سے کامل نیکیاں انہی بزرگوں کو عطا ہوئی ہیں اور کروڑوں روپیہ خرچ کرنا تو ان بزرگوں کے علاوہ دوسروں کو بھی میسر ہے۔

اور (ایک دلیل) یہ بھی ہے کہ احکامِ شریعت کے بجالانے میں نفس کی پوری پوری مخالفت ہوتی ہے کیونکہ شریعت نفس کے مخالف وارد ہوئی ہے اور اموال کے خرچ کرنے میں تو کبھی نفس بھی موافقت کرلیتا ہے ہاں البتہ اموال کا خرچ کرنا اگر شریعت کی تائید اور مذہب کی ترویج کیلئے ہو تو اس کا بہت بڑا درجہ ہے اور اس نیت کے ساتھ ایک جیتل (دام) کا خرچ کرنا کسی اور نیت سے کئی لاکھ (روپیہ) خرچ کرنے کے برابر ہے۔

یہاں کوئی یہ سوال نہ کرے کہ (ماسواء اللہ میں) گرفتار طالب علم (ماسواء اللہ سے) آزاد صوفی سے کس طرح مقدم ہوگا۔ ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ اس (آزاد صوفی) نے بات کی حقیقت کو حاصل نہیں کیا اور طالب علم باوجود (ماسوا اللہ کی) گرفتاری کے خلقت کی نجات کا سبب ہے کیونکہ احکام شرعی کی تبلیغ اس کو حاصل ہے اگرچہ وہ خود اس سے نفع حاصل نہیں کرتا اور صوفی نے (ماسوا اللہ سے) آزادی کے باوجود اپنے نفس کو خلاص کرلیا ہے۔ (اس لئے) خلقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں رہا ہے اور یہ بات ثابت ہے کہ جس شخص کے ساتھ بکثرت

لوگوں کی نجات وابستہ ہو وہ اس شخص سے بہتر ہے جو صرف اپنی نجات کے درپے ہو۔ ہاں البتہ جس صوفی کو فنا و بقا اور سیر عن اللہ و باللہ کے بعد دنیا (مخلوق) کی طرف لوٹا دیا گیا ہو اور خلقت کی دعوت (یعنی مخلوق کو راہ راست کی طرف لانے کا فریضہ انجام دینے) کے مقام میں لے آئے ہوں، اس کو مقام نبوت سے حصہ حاصل ہے اور شریعت کی تبلیغ کرنے والوں میں داخل ہے وہ بھی علمائے شریعت کا حکم رکھتا ہے، (یعنی وہ بھی عالم شریعت ہے) ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ (جمعہ ۶۲۔ آیت ۴)

(یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے)

(مکتوبات امام ربانی، جلد اول، مکتوب نمبر ۴۸، ترجمہ اردو، مطبوعہ کراچی، ص۔ ۱۷۴۔ ۱۷۶)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

مکتوب امام ربانی بنام شیخ فرید بخاری

☆☆

ثَبَّتَکُمُ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ عَلٰی جَادَّۃِ اٰبَاءِ کُمُ الْکِرَامِ (اللہ سبحانہ، آپ کو بزرگ آباواجداد کے راستہ پر ثابت قدم رکھے) سنا گیا ہے کہ بادشاہِ اسلام (جہانگیر) نے مسلمانی کی نیک فطرت پر ہونے کی وجہ سے جو کہ وہ اپنی ذات میں رکھتا ہے آپ سے فرمایا ہے کہ ”دیندار علماء میں سے چار شخص (علماء) مہیا کریں جو کہ دربارِ شاہی میں حاضر رہ کر شرعی مسائل بیان کیا کریں تا کہ (بادشاہ سے) خلافِ شرع کوئی امر واقع نہ ہو۔“ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سُبْحَانَہٗ عَلٰی ذٰلِکَ (اس پر اللہ سبحانہٗ کی حمد و ثنا ہے)

مسلمانوں کے لیے اس سے بڑھ کر اور کونسی خوشی ہوگی اور ماتم زدوں کو اس سے بہتر اور کونسی خوشخبری ہوگی، لیکن چونکہ یہ فقیر بھی اسی (دینی) غرض کے لیے آپ کی خدمتِ عالیہ کی طرف متوجہ ہے جیسا کہ کئی مرتبہ اس امر کا اظہار کیا جا چکا ہے اس لیے اس بارے میں کہنے اور لکھنے سے اپنے آپ کو ہرگز معاف نہیں رکھ سکے گا، امید ہے کہ مجھے معذور قرار دیں گے کیونکہ صَاحِبُ الْغَرْضِ مَجْنُوْنٌ (غرض مند دیوانہ ہوتا ہے)، (یہ فقیر) عرض کرتا ہے کہ ایسے دیندار عالم حُبِّ جاہ وریاست سے خالی ہوں اور شریعت کی ترویج اور ملتِ (اسلامیہ) کی تائید کرنے کے علاوہ اور کچھ مطلب نہ رکھتے ہوں بہت کم بلکہ کم سے کم ہیں۔ حُبِّ جاہ ہونے کی صورت میں ان علماء میں سے ہر ایک اپنی ایک الگ لائن اختیار کرے گا اور اپنی بزرگی کا اظہار کرے گا اور اختلافی باتیں درمیان میں لا کر اس کو بادشاہ کے قریب کا وسیلہ بنائے گا لامحالہ دین کی مہم ضائع ہو جائے گی...... گزشتہ زمانہ (عہدِ اکبری) میں بھی علماء کے اختلافات نے دنیا کو بلا و مصیبت میں ڈال دیا تھا اور (اب بھی) وہی برے علماء کی صحبت کا اندیشہ درپیش ہے، اس صورت میں (شریعت کی) ترویج کی کیا گنجائش ہے، بلکہ (یہ) دین کی خرابی کا باعث ہوگا۔ وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ سُبْحَانَہٗ مِنْ ذٰلِکَ وَمِنْ فِتْنَۃِ الْعُلَمَاءِ السُّوْءِ (اللہ تعالیٰ سبحانہٗ اس امر سے اور برے علماء کے فتنہ سے بچائے)...... اگر اس غرض کے

لئے (صرف) ایک عالم (دین) کا انتخاب کرلیں تو بہتر معلوم ہوتا ہے اور اگر علمائے آخرت میں سے (یعنی جو دنیا سے بے رغبت ہو) کوئی دستیاب ہو جائے تو بہت بڑی سعادت ہے کیونکہ اس کی صحبت سرخ گندھک یعنی اکسیر کی مانند) ہے اور اگر (ایسا عالم) نہ مل سکے تو صحیح غور وفکر کے بعد اس قسم کے علماء (یعنی علماء سوء) میں سے کسی بہتر کا انتخاب کرلیں، مَالَا یُدْرَکُ کُلُّهٗ لَایُتْرَکُ کُلُّهٗ (جو چیز پورے طور پر حاصل نہ ہو سکے اس کو بالکل نہیں چھوڑ دینا چاہیے، یعنی جس قدر بھی حاصل ہو سکے حاصل کرلی جائے)۔

میں نہیں سمجھتا کہ (اس کے سوا اور) کیا لکھوں (کہ) جس طرح مخلوق کی نجات علماء کے وجود کے ساتھ وابستہ ہے دنیا کا خسارہ بھی انہی پر موقوف ہے، علماء میں سے بہترین عالم تمام دنیا کے انسانوں میں سب سے بہتر ہے اور علماء میں سے بدترین عالم تمام دنیا کے انسانوں میں سے بدتر ہے۔ (کیونکہ) ہدایت اور گمراہی ان ہی کی ذات کے ساتھ وابستہ ہے...... کسی بزرگ نے ابلیس لعین کو دیکھا کہ فارغ و بیکار بیٹھا ہے، اس نے اس (بیکاری) کا سبب پوچھا۔ اس (ابلیس) نے جواب دیا کہ اس وقت کے علماء (سوء) میرا کام کر رہے ہیں اور بہکانے و گمراہ کرنے میں وہ کافی ہیں۔

عالم کہ کامرانی و تن پروری کُند
او خویشتن گم است کرا رہبری کند

ترجمہ:

عالم جو کامرانی و تن پروری کرے
بھٹکا ہوا ہے آپ وہ کیا رہبری کرے

غرض (امید ہے کہ) اس بارے میں صحیح و کامل غور وفکر سے کام لے کر کوئی قدم اٹھائیں گے، جب کام ہاتھ سے جاتا رہے تو پھر اس کا کوئی علاج نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ شرم آتی ہے کہ اس قسم کی باتیں صحیح دانائی و عقلمند حضرات کے سامنے ظاہر کرے لیکن (فقیر) اس مقصد کو اپنی سعادت کا وسیلہ جانتے ہوئے آپ کو تکلیف دیتا ہے۔ (مکتوبات امام ربانی، جلد اول، مکتوب نمبر ۵۳)

☆ ☆ ☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

شریعت، طریقت، حقیقت حضرت مجدد کی نظر میں

پروفیسر قاری مشتاق احمد نقشبندی مجددی

☆☆

شریعت:

شریعت کا مادہ شرع سے ماخوذ ہے جس کے معنی: ''راستہ'' کے ہیں۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

> شَرَعَ لَکُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَاوَصّٰی بِہٖ نُوْحاً وَّالَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ وَمَا وَصَّیْنَا بِہٖٓ اِبْرٰھِیْمَ وَ مُوْسٰی وَ عِیْسٰٓی اَنْ اَ قِیْمُوا الدِّیْنَ وَلَا تَتَفَرَّ قُوْا فِیْہِ ط (۴۲/الشوریٰ/۱۳)
>
> ''تمہارے لیے دین کی وہ راہ ڈالی جس کا حکم اُس نے نوح کو دیا، اور جو ہم نے تمہاری طرف وحی کی، اور جس کا حکم ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا کہ ''دین ٹھیک رکھو اور اس میں پھوٹ نہ ڈالو۔''

مزید ارشاد ہے کہ:

> لِکُلٍّ جَعَلْنَامِنْکُمْ شِرْعَۃً وَّ مِنْھَا جاً (۵/المائدۃ/۴۸)
>
> ''ہم نے تم سب کے لیے ایک، ایک شریعت اور راستہ رکھا۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

> ثُمَّ جَعَلْنٰکَ عَلٰی شَرِیْعَۃٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْھَا وَلَا تَتَّبِعْ اَھْوَآءَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ (۴۵/الجاثیہ/۱۸)
>
> ''پھر ہم نے اس کام کے عمدہ راستہ پر تمہیں کیا، تو اسی راہ پر چلو اور نادانوں کی خواہشوں کا ساتھ نہ دو۔''

جمہور مفسرین کے نزدیک بغیر کسی اختلاف کے بالاتفاق یہاں دین سے مُراد اسلام ہے، اور واضح مفہوم یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی اطاعت اور اس پر، اور اس کے رسولوں اور اس کی کتابوں پر، اور یوم آخرت پر اور جُملہ ضروریاتِ دین پر ایمان لانا لازمی ہے۔ اور یہ کہ یہ سبھی امور تمام انبیاء کی امتوں کے لیے یکساں لازم ہیں یعنی اصول دین میں تمام مسلمان خواہ وہ کسی عہد وزمانے یا کسی امت کے ہوں، برابر ہیں۔ اور ان میں کوئی اختلاف نہیں۔ البتہ احکام میں امتیں اپنے احوال وخصوصیات کے حوالے سے جداگانہ ہیں یعنی فروع واعمال ہر ایک کے مخصوص ہیں، اور اصول دین میں سب ایک ہیں۔ مؤخرالذکر آیہ مبارکہ سے واضح ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راستہ عمدہ اور منتہائے کمال ہے، اور اسی پر چلنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس لیے کہ آپ کی شریعت شرائع ماضیہ کے اصولوں کی جامع اور کامل واکمل ہے، اور ناسخ بھی ہے کہ اب اصول دین ہوں یا فروع اعمال اس شریعت محمدیہ کے سوائے ہرگز مقبول ومنظور نہیں۔ لہٰذا شریعت محمدیہ ہی قُرب الٰہی اور نجات اُخروی کی مکمل ضامن اور کفیل ہے۔ اور جو اس راہ سے ہٹا تو وہ راہ حق سے نہ صرف دور ہوا بلکہ ہلاکت میں پڑ گیا۔ اور اُس کے لیے کوئی خیر ممکن ہی نہیں۔ لہٰذا سب لوگ شرع محمدی کے محتاج ہیں، اور اس کے بغیر مقصود حقیقی تک رسائی محال ہے۔ مخدوم ابوالحسن علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کشف المحجوب میں فرماتے ہیں کہ انسان کے لیے ضروری ہے کہ اسے معرفت الٰہی اور امور الٰہی کا علم ہو، اور یونہی انسان پر مصلحت وقت کا علم بھی فرض ہے، اور وہ علم جو وقت ضرورت کام آتا ہے اس کا ظاہر و باطن دو قسم ہے: ایک علم اصول اور دوسرا علم فروع، علم اصول کا ظاہر حکم شہادت ہے، اور باطن معرفت الٰہی کی تحقیق ہے۔ اور علم فروع کا ظاہر دینی معاملات پر عمل ہے، اور اس کا باطن نیت کی مکمل صحت یعنی لوجہ اللہ کام کرنے کا پختہ ارادہ۔ لیکن ان میں سے ہر ایک کا قائم کرنا دوسری قسم کے بغیر محال ہے۔ حقیقت کا ظاہر باطن کے بغیر کھلی منافقت ہے اور باطن ظاہر کے بغیر بے دینی اور دھوکا ہے۔ اور شریعت کا ظاہر باطن کے بغیر خسارا اور باطن بغیر ظاہر کے محض ہوس ہے۔ تو علم حقیقت کے تین رکن ہوئے:

اول: ذاتِ الٰہی، اس کی توحید اور اس سے تشبیہ کی نفی کا علم

دوم: صفاتِ الٰہی اور اس کے احکام کا علم

سوم: افعال الٰہی اور ان کی حکمتوں کا علم

اسی طرح علم شریعت کا علم بھی تین رکن ہیں:

اوّل: اللہ کی کتاب کا علم

دوم: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت کا علم

سوم: اجماع امت کا علم

شریعت کے احکام کے اثبات کی دلیل یہ ہے کہ ایمان لائے اور یقین رکھے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے اس کے رسول معجزات وآیات وبیّنات لے کر آئے۔ اور جو کچھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوشیدہ اور ظاہر امور کی خبریں دی ہیں حق ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ملا حاجی محمد لاہوری کو اپنے مکتوب ۳۶ میں یہی تفصیل اپنے انداز سے تحریر کی ہے، جو شریعت کو واضح کرتی ہے آپ فرماتے ہیں:

> ''شریعت تین جزو ہیں: اول علم دوم عمل سوم اخلاص۔ جب تک یہ تینوں جزو نہ پائے جائیں امر شریعت متحقق نہیں ہوتا۔ اور جب شریعت متحقق ہو جائے یعنی یہ تینوں امور پائے جائیں تو رضائے الٰہی جو تمام دنیوی و اخروی سعادتوں پر فائق و اعلیٰ ہے خود بخود متحقق ہوگئی...... جیسا کہ ارشاد باری ہے: رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ اللہ کی تھوڑی رضامندی بھی بہت بڑی ہے...... شریعت تمام دنیوی واخروی سعادتوں کی ضامن اور کفیل ہے اور کوئی ایسا مطلوب ومقصود نہیں جو شریعت سے الگ یا جدا ہو، اور انسان کو اس کی ضرورت ہو، طریقت وحقیقت جو صوفیہ کی امتیازی شان ہے یہ دونوں شریعت کی خادم ہیں۔ ان دونوں سے شریعت کے تیسرے جزو اخلاص کی تکمیل ہوتی ہے، لہٰذا دونوں کا مقصد تکمیل شریعت ہے۔ اور کوئی دوسرا امر ہے جو شریعت کے علاوہ ہو۔''

حضرت مجدد ربانی رحمۃ اللہ علیہ سیّد محمود کے نام مکتوب میں رقمطراز ہیں:

> ''آپ نے فائدہ مند اور نصیحت کے امور کا کہا ہے مخدوم گرامی! نجات ابدی حاصل کرنے کے لیے آدمی کو تین چیزوں کے بغیر گزارہ نہیں۔ وہ تین چیزیں ہیں: علم، عمل اور اخلاص۔ پھر علم دو قسم ہے، ایک وہ علم جس سے مقصود عمل ہے، اس علم کے بیان کی کفیل فقہ ہے۔

دوسری قسم وہ ہے جس سے مقصود صرف اعتقاد اور یقین قلبی ہے۔ اس علم کی تفصیل اہل سنت و جماعت کے ائمہ کے مطابق علم کلام میں آ چکی ہے، اور اہل سنت ہی ناجی فرقہ ہے۔ اور ان ائمۂ ہدیٰ کی اتباع کے بغیر نجات کا کوئی تصور نہیں۔ اگر بال برابر بھی مخالفت ہے تو خطرہ ہی خطرہ ہے، اور یہ بات کشف صحیح اور الہام صریح سے یقین کے درجہ تک پہنچ چکی ہے۔ اور اس میں غلطی کا احتمال نہیں تو کس قدر مبارک ہے وہ شخص جسے ان کی متابعت اور تقلید کا شرف حاصل ہو گیا۔''

شیخ یوسف برکی کے نام رقمطراز ہیں:

''دوسری نصیحت یہ ہے کہ آپ شریعت پر استقامت اختیار کریں، اور اپنے احوال کو علوم واصول شریعہ کے مطابق درست کریں۔ اگر عیاذاً باللہ کسی قول وفعل میں شریعت کے خلاف پیدا ہو تو اس میں اپنی خرابی سمجھنی چاہیے، استقامت والوں کا یہی طریق ہے''۔

طریقت:

طریقت کا مادہ ''طرق'' سے ماخوذ ہے جس کے معنیٰ ''راستہ'' کے ہیں۔ سڑک وغیرہ کے ہیں۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

یھْدِی اِلیٰ طریق مستقیم (۴۶/الاحقاف/۳۰)

''یہ قرآن حکیم سیدھی راہ کی طرف ہدایت دیتا ہے''

طریقت دراصل شریعت کی عملی صورت کا نام ہے.... حضرت مجدد ربانی رحمۃ اللہ علیہ خضر خان لودھی کو اس ضمن میں لکھتے ہیں۔

''حق سبحانہ وتعالیٰ شریعت مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کے طریقہ پر استقامت نصیب فرمائے، وہ جو چیز اہم ہے۔ اور اس کے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں، وہ یہ ہے کہ اوّلاً مطابق آرائے صحیحہ اہل سنت وجماعت جو فرقہ ناجیہ ہے، اپنے عقائد درست کرنے چاہیں۔

پھر احکام فقہ کے موافق فرائض، سنتیں، واجبات، مستحبات، حلال وحرام اور مکروہ ومشتبہ سب ضروری احکام کا علم حاصل کرنے کے بعد اُن پر عمل پیرا ہونا چاہیے...... جب یہ دونوں اعتقادی اور عملی بازو میسر آ جائیں اور توفیق الٰہی مددگار ہو تو ممکن ہے عالم حقیقت کی طرف پرواز نصیب ہو جائے۔ ان دونوں بازوؤں کے حصول کے بغیر عالم حقیقت کی طرف پرواز ناممکن اور محال ہے۔

محال است سعدیؔ کہ راہِ صفا
تواں رفت جز در پئے مُصطفےٰ

''اے سعدی یہ بات ناممکن ہے کہ صفائی اور ہدایت کا راستہ حضرت مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلے بغیر نصیب ہو جائے۔''

اصطلاح قرآنی میں اس امر طریقت کا دوسرا نام ''اتباع واطاعت رسول ہے'' اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اللہ ہی کی اطاعت ہے۔

جیسا کہ ارشاد باری ہے:

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہ

شیخ درویش کے نام تحریر فرمایا:

''نجات کا طریق اور خلاصی کا راستہ اعتقادی اور عملی طور پر صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مکمل متابعت اور پیروی ہے۔ طریقت یعنی اہل اللہ سے تعلق صرف اسی لیے ہے کہ وہ امور شریعت کی طرف رہ نمائی کریں، اور اس کی پیروی کی ہدایت کریں...... ارشاد باری ہے: **اِنَّ ھٰذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل**'' ''بے شک یہی میرا سیدھا راستہ ہے تو اس کی ہی پیروی کرو اور اس کے علاوہ دوسرے مختلف راستے اختیار نہ کرو'' اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت کو صراط مستقیم فرمایا۔ آپ کی ملت کے

سوا دوسرے تمام راستوں کو مختلف راستے قرار دیا، اوران کی اتباع وپیروی سے منع فرمایا۔

امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے خان خاناں کو ہدایت فرمائی:

''مَالَا یُدرک کُلّہ لایترک کلّہ کے موافق اپنی چندروزہ زندگی کو صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابعداری میں بسر کرنا چاہیے۔ کیونکہ آخرت کے عذاب سے بچنا اور ہمیشہ کی نعمتوں سے کامیاب ہونا اسی تابعداری کی سعادت پر وابستہ ہے۔''

صوفی قربان کو تحریر فرماتے ہیں:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا ایک ذرہ تمام دنیوی لذتوں اور اُخروی نعمتوں سے بدرجہا بہتر ہے۔ فضیلت روشن سنت کی متابعت کے ساتھ وابستہ ہے، اور بزرگی آپ کی شریعت کی بجاآوری کے ساتھ مربوط ہے۔ مثلاً دوپہر کا قیلولہ جو متابعت سنت کی نیت سے ہو، کروڑ ہا راتوں کے نوافل سے اولیٰ اور افضل ہے، جو بے نیت متابعت ہوں۔''

حقیقت:

احکام الٰہی کے علم کو علم شریعت اور اس پر عمل کو طریقت اور ذات وصفات الٰہی کے علم کو علم حقیقت کہتے ہیں۔ شریعت کے اصول' اقرار توحید ورسالت ہیں اور فروع حقوق اللہ اور حقوق العباد ہیں۔ اور علم حقیقت کے اصول' ذات وصفات کی معرفت ہے، اور فروع خلوص، احسان، اور تطہیر قلب ہے۔ اور یہ دونوں علوم باہم لازم وملزوم ہیں۔ چنانچہ علم ظاہر باطن کے بغیر جہالت اور نفاق ہے اور علم باطن' ظاہر کے بغیر شیطانی وساوس میں پڑ کر راہ حق سے بھٹک جانا ہے۔

ابوسعید احمد بن عیسیٰ الحراز کتاب الصدق میں اور ابوالقاسم قشیری رسائل میں لکھتے ہیں:

''شریعت عبودیت کا التزام ہے اور حقیقت ربوبیت کا مشاہدہ ہے۔ پس ہر شریعت جس کی تائید حقیقت سے نہ ہو غیر مقبول بلکہ مردود ہے۔ اور ہر حقیقت جو مقید بالشریعت نہ ہو غیر محصول ہے۔''

امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ شیخ درویش کے نام لکھتے ہیں:

''یاد رکھو کہ باطن ظاہر کو تمام وکمال تک پہنچانے والا ہے۔ ظاہر و باطن آپس میں بال برابر بھی ایک دوسرے کے ساتھ مخالفت نہیں رکھتے۔ مثلاً زبان سے جھوٹ نہ بولنا شریعت ہے، اور دل سے جھوٹ کا خیال دور رکھنا طریقت اور حقیقت ہے۔ اگر دل سے یہ نفی تکلف اور مشقت سے ہے تو طریقت ہے، اگر بے تکلف میسر ہے تو حقیقت ہے''

شیخ فرید بخاری کی طرف صادر فرمایا:

''**کل حقیقة ردته الشريعة فهو زندقه**'' اور جس حقیقت کو شریعت نے رد کر دیا وہ زندقہ ہے، شریعت کو اپنی جگہ پر قائم رکھ کر حقیقت کو طلب کرنا بہادروں کا کام ہے''۔

سیّد احمد قادری کے نام تحریر فرمایا:

'شریعت وحقیقت ایک دوسرے کا بالکل عین ہیں' اور حقیقت میں ایک دوسرے سے الگ اور جدا نہیں۔ فرق صرف اِجمال وتفصیل، کشف واستدلال، غیبت وشہادت اور تکلف وعدم تکلف ہے''

اسی مکتوب میں مزید ہے کہ بعض مشائخ کا قول ہے:۔

'شریعت حقیقت کا پوست اور چھلکا ہے' اور حقیقت شریعت کا مغز ہے۔''

شیخ محمد چتری کو اسی حوالے سے تفصیلاً فرماتے ہیں:

''شریعت حقہ تین جزو علم، عمل اور اخلاص ہے، تو طریقت اور حقیقت دونوں اس جزو اخلاص کو کمال تک پہنچانے میں شریعت کی خادم ہیں۔ اصل بات یہی ہے، لیکن ہر شخص کا فہم و ادراک یہاں تک نہیں پہنچ سکتا۔ اکثر مخلوق خواب وخیال میں خوابیدہ محو آرام ہے، اور اخروٹ وناریل جیسی معمولی چیزوں پر اکتفا کر چکی ہے۔ شریعت کے کمالات کو کیا جانے، طریقت وحقیقت کی ماہیت کو کیا پائے۔ اکثر لوگ شریعت کو

پوست اور حقیقت کو مغز خیال کرتے ہیں۔ یہ نہیں جانتے ہیں کہ اصل معاملہ (حقیقت) نفس الامری کیا ہے۔ صوفیوں کے سُکر و مستی میں نکلی ہوئی باتوں کے دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور احوال و مقامات سے فتنہ میں پڑ چکے ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ انہیں راہ راست پر چلنے کی ہدایت و توفیق عطا فرمائے، ہم اور جملہ صالحین پر سلامتی کا نزول ہو"۔

آخر میں امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے فرمودہ کو جو بہادر خان کی طرف صادر فرمایا نقل کرتا ہوں جو سارے عنوان کا ماحصل ہے:

"شریعت و حقیقت' اپنے ظاہر و باطن کی جمعیت کو' شریعت و حقیقت کے ساتھ جمع کرنے پر ابھارتے ہیں۔ حق سبحانہ' و تعالیٰ متفرق تعلقات سے نجات عطا کر کے مکمل طور پر اپنی جناب قدس کا گرفتار کرے۔ بحرمۃ سید المرسلین علیہ و علیٰ الہ من الصلوات افضلہا و من التسلیمات اکملہا۔

ہر چہ جز عشق خدائے احسن است
کہ شکر خوردن بود جاں کندن ست

"خدائے احسن کے عشق کے سوا جو کچھ بھی ہے اگر چہ شکر ہی کھانا ہو، درحقیقت جان کو ہلاک کرنے والی بات ہے۔ ظاہر کو ظاہر شریعت غرّا (روشن شریعت) سے آراستہ و پیراستہ کرنا، اور باطن کو ہمیشہ حق تعالیٰ کے ساتھ رکھنا بہت بڑا کام ہے۔ دیکھیے کس صاحب قسمت کو ان دونوں عظیم نعمتوں سے مشرف کرتے ہیں۔ آج ان دونوں نسبتوں کا جمع ہونا بلکہ صرف ظاہر شریعت پر استقامت نہایت ہی نادر بات ہے۔ یہ چیز کبریت احمر سے بھی بڑھ کر نایاب ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے کمال کرم سے ظاہراً باطناً حضور سید الاولین والآخرین کی متابعت پر استقامت نصیب فرمائے علیہ و علیٰ آلہٖ الصلوات والتسلیمات"۔

☆......☆......☆

مکتوب شریف حضرت مجدد الف ثانی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

پوشیدہ نہ رہے کہ عبارت ''ہمہ وست'' **اگرچہ** متقدمین صوفیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم میں متعارف نہ تھی لیکن اَنَا الْحَقُّ ۔ سُبْحَانِیْ اور لَیْسَ فِیْ جُبَّتِیْ سَوَی اللہِ وغیرہ کے مانند بہت سی باتیں سرزد ہوئی ہیں لہٰذا اس کلمہ کا اور اس قسم کی دوسری عبارتوں کا حاصل ایک ہی ہے۔ ع

آب از سر چوں گذشتہ است چہ یک نیزہ چہ صد. (ترجمہ) سر سے پانی ہوگیا اونچا تو ایک نیزہ ہو یا سو نیزے۔ یہ مثل موزوں اور مشہور ہے اور متاخرین صوفیہ میں یہ عبارت شائع اور عام ہے اور وہ بے تکلف ''ہمہ اوست'' کہتے ہیں اور اس قول پر اصرار کرتے ہیں۔ اگرچہ ان میں سے بہت کم ایسے ہیں جو اس عبارت اور اس جیسی عبارتوں میں تردد رکھتے ہیں بلکہ اس کے انکار کی صورت کا اظہار کرتے ہیں اور جو کچھ کہ یہ فقیر ان کے اطلاقات یعنی ''ہمہ اوست'' سے سمجھا ہے وہ یہ ہے کہ تمام حادث متفرق جزئیات ایک ہی ذات تعالیٰ و تقدس کا ظہور ہیں جیسے کہ زید کی صورت مختلف آئینوں میں منعکس ہو اور وہاں اس کا ظہور پیدا کرے تو کہیں گے ''ہمہ اوست'' یعنی یہ تمام صورتیں جنہوں نے مختلف آئینوں میں اپنا ثبوت پیدا کرلیا ہے زید کی ایک ذات کا ظہور ہیں۔ اس مقام میں کون سی جزئیت اور اتحاد ہے اور کون سا حلول و تلون ہے۔ ان تمام صورتوں کے باوجود ذاتِ زید اپنی اصلی حالت کی صرافت پر ہے اور ان صورتوں نے اس میں نہ کوئی اضافہ کیا اور نہ کوئی کمی کی، بلکہ جہاں زید کی ذات ہے وہاں ان صورتوں کا نام و نشان تک نہیں ہے تاکہ اس کے ساتھ کوئی بھی جزئیت، اتحاد، حلول اور سریان کی نسبت پیدا کرسکیں۔ اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ (وہ اب بھی ویسا ہی جیسا

کہ پہلے تھا) کا راز اس مقام میں تلاش کرنا چاہئے، کیونکہ جس مرتبہ میں حق تعالیٰ ہے وہاں جیسا کہ ظہور سے پہلے عالم کی کوئی گنجائش نہ تھی اسی طرح ظہور کے بعد بھی عالم کی وہاں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ پس لازمی طور پر وہ اب بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ پہلے تھا۔ عجیب معاملہ ہے کہ متقدمین صوفیہ میں سے بہت سے اکابرین نے اس عبارت کے توحید آمیز معنی حلول واتحاد سمجھے ہیں اور اس عبارت کے ماننے والوں کی تکفیر اور تضلیل کی ہے اور ان میں سے بعض نے ان عبارتوں کی اس طرح توجیہ کی ہے جو قائلین کے مذاق سے کوئی نسبت اور مناسبت نہیں رکھتی۔

صاحب عوارف المعارف فرماتے ہیں کہ "منصور کا اَنَا الحق" (میں حق ہوں) کہنا، اور **بایزید بسطامی** کا سُبحَانِی (میں پاک ہوں) کہنا، حق جل سلطانہٗ کی طرف سے حکایت کے طور پر تھا، اور اگر بطریق حکایت نہ ہوتا بلکہ اس میں حلول واتحاد کا شائبہ بھی درمیان میں ہوتا تو ہم ان اقوال کے کہنے والوں کا رد کرتے جیسا کہ ہم نصاریٰ کا رد کرتے ہیں جو کہ حلول واتحاد کے قائل ہیں۔"

(مکتوبات امام ربانی، جلد سوم، (ترجمہ اردو) مطبوعہ کراچی، مکتوب نمبر ۸۹۔ ص۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹)

○

مکتوب شریف حضرت مجدد الف ثانی بنام شیخ محمد طاہر بندگی، (خلیفہ امام ربانی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی (تمام تعریف اللہ تعالیٰ کیلئے اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہو) ۔۔۔ مکتوب شریف موصول ہو کر خوشی کا باعث ہوا۔ دوستوں کی لذت وحلاوت کے بارے میں جو کچھ آپ نے تحریر کیا

تھا بہت زیادہ خوشی کا باعث ہوا۔

اے بھائی! حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے آپ کو یہ منصب عطا فرمایا ہے لہٰذا اس نعمت عظمیٰ کا شکر پوری طرح بجالائیں اور اس بات کی احتیاط رکھیں کہ کوئی ایسا امر صادر نہ ہو جو مخلوقات کی نفرت کا باعث بنے اور وبالِ عظیم ہو۔ (کیونکہ) مخلوق کی نفرت ملامتیہ جماعت کے حال کے مناسب ہے کہ وہ شیخی اور دعوت سے کوئی تعلق نہیں رکھتے، بلکہ ملامت کا مقام، شیخی کے مقام کے خلاف ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ان دونوں مقاموں کو (آپس میں) خلط ملط کردیں اور عین شیخی میں ملامت کی آرزو کرنا بہت بڑے ظلم کی بات ہے۔۔ اور مریدوں کی نظروں میں اپنے آپ کو ''متجمل'' (آراستہ وپیراستہ) رکھیں اور مریدوں کے ساتھ بہت زیادہ شیر وشکر اور بے تکلف نہ ہوں کیونکہ یہ سبکی اور حقارت کا باعث ہے جو کہ ''افادہ واستفادہ'' (فائدہ پہنچانا اور فائدہ حاصل کرنا) دونوں کے منافی ہے اور حدودِ شرعیہ کی محافظت میں بہت زیادہ احتیاط رکھیں۔ جہاں تک ممکن ہو سکے رخصت پر عمل نہ کریں کہ یہ بھی طریقۂ عالیہ کے منافی ہے اور روشن سنت کی متابعت کے دعوے کے مخالف ہے۔

ایک بزرگ نے فرمایا ہے: رِیَاءُ الْعَارِفِیْنَ خَیْرٌ مِّنْ اِخْلَاصِ الْمُرِیْدِیْنَ (عارفوں کی ریا مریدوں کے اخلاص سے بہتر ہے)۔۔ کیونکہ عارفوں کی ریا (دکھاوا) طالبوں کے دلوں کو حق جل سلطانہٗ کی جناب میں کھینچنے کیلئے ہوتا ہے لہٰذا لازماً (عارفوں کی ریا) مریدوں کے اخلاص سے بہتر ہوئی۔ اور اسی طرح عارفوں کے اعمال خاص طالبوں کے لئے اعمال کی بجاآوری میں تقلید کا باعث ہیں۔ اگر عارف خود عمل نہیں کریں گے تو طالبین بھی محروم رہیں گے۔ لہٰذا عارف اس لئے (ریا) کرتے ہیں تاکہ طالبین ان کی اقتدا کریں۔ یہ ریا عین اخلاص ہے بلکہ اُس اخلاص سے بھی بہتر ہے جو اپنے نفع کے لئے ہو۔۔۔ اس بات سے کوئی شخص یہ گمان نہ کرلے کہ عارفوں کا عمل صرف طالبوں کی تقلید کے لئے ہے اور عارفوں کو عمل کی ضرورت نہیں ہے، عِیَاذًا بِاللّٰہِ سُبْحَانَہٗ (اللہ سبحانہٗ کی پناہ) یہ بات خود عین الحاد وزندقہ ہے، بلکہ عارف اعمال کی بجاآوری میں تمام طالبوں کے ساتھ

برابر ہیں، اور اعمال کی بجا آوری میں کوئی شخص بھی مستثنیٰ نہیں ہے۔۔۔ خلاصۂ کلام یہ ہے بسا اوقات عارف کے اعمال میں طالبوں کا نفع بھی مدنظر ہوتا ہے جو ان کی تقلید پر مربوط ہے، اس اعتبار سے وہ اس کو ریا کا نام دیتے ہیں۔

غرض کہ اپنے قول وفعل میں بہت زیادہ محتاط رہیں کیونکہ اس زمانے میں اکثر لوگ فساد وہنگامے کے درپے ہیں، کوئی کام بھی ایسا سرزد نہ ہو جو اس مقام کے منافی ہو اور جاہل لوگوں کو بزرگوں پر طعن کرنے کا موقعہ ہاتھ آئے، اور حضرت حق سبحانہٗ وتعالیٰ سے استقامت طلب کرتے رہیں۔۔ دوسرے یہ کہ مشائخ کی نسبتوں کے حاصل کرنے کے بارے میں آپ نے لکھا تھا، اس کی وجہ کئی مرتبہ آپ سے بالمشافہ بیان ہو چکی ہے، اس کے علاوہ اور کچھ نہ سمجھیں کہ اس میں خیریت نہیں ہے، زیادہ کیا تحریر کیا جائے۔ والسلام

(مکتوبات امام ربانی، (ترجمہ اردو) جلد اول، مکتوب نمبر ۲۲۷، ص ۱۳۱۔۱۳۳)

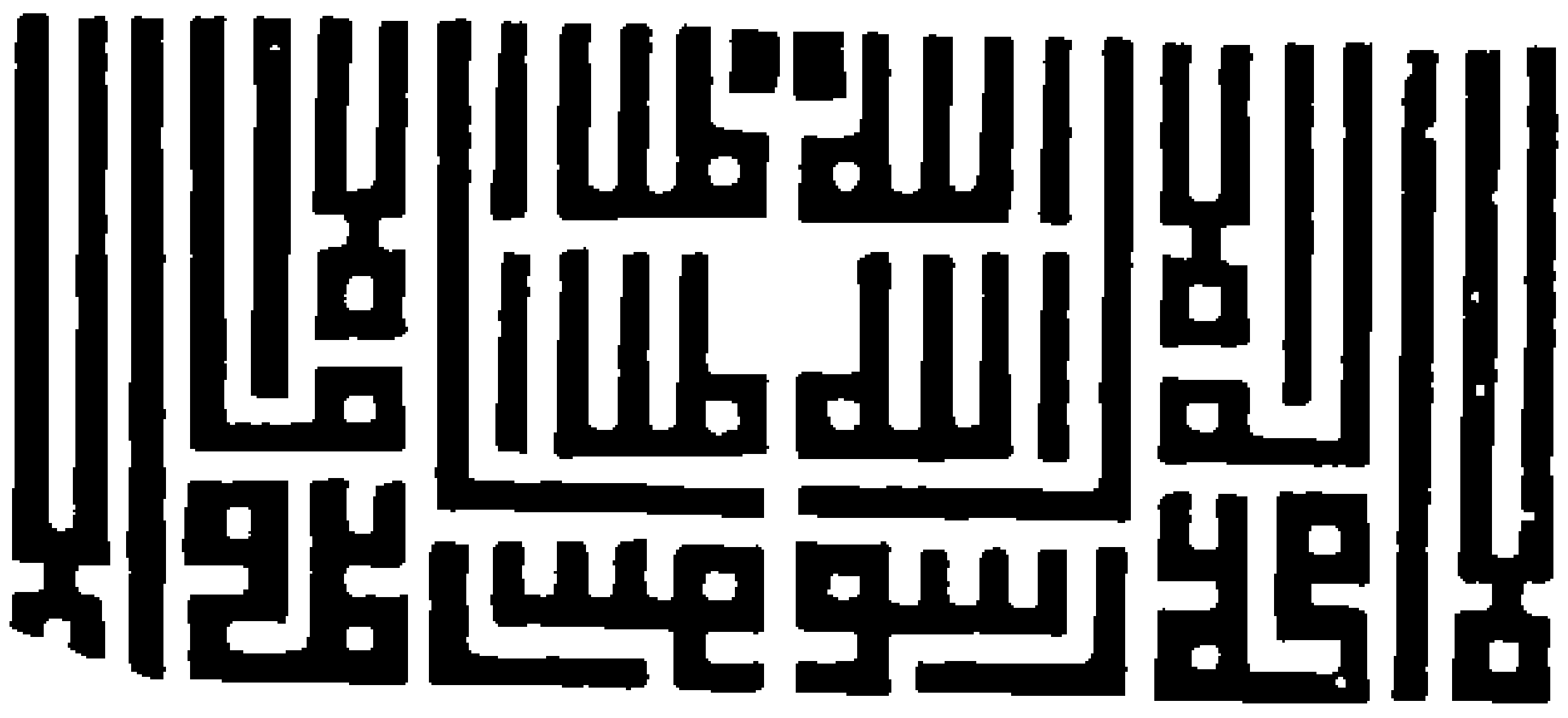
لا اله الا الله محمد رسول الله

مکتوب شریف حضرت مجدد الف ثانی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

وسعتِ قلب اطلاقِ اول (حقیقت جامعہ) کو لازم ہے اسی وجہ سے **حضرت جنید و بایزید** قدس اللہ تعالیٰ اسرار ہما نے قلب کی وسعت و فراخی کی خبر دی ہے اور عرش و مافیہ کو قلب کی عظمت کے مقابلے میں حقیر جانا ہے اور تنگی قلب اطلاقِ ثانی (مضغہ) کو لازم ہے۔۔ اس مقام میں قلب کی تنگی اس طرح پر ہے کہ جزء لایتجزی (وہ جزء جس کا مزید جز بنا ممکن نہیں) کو کہ تمام اشیا سے حقیر و صغیر چیز ہے اس میں اس کی کچھ بھی گنجائش نہیں۔ بعض اوقات (بنظرِ کشفی) جب تنگی قلب کو جزء لایتجزی کے ساتھ نسبت دی جاتی ہے وہ تو حقیر جزء (جزء لایتجزی) قلب کے مقابلے میں آسمان و زمین کے طبقات کے مانند (عظیم) ظاہر ہوتا ہے اور یہ معاملہ عقل کی نظر سے بلند تر ہے۔ پس تم شک کرنے والوں میں سے نہ ہو۔

جب یہ مقدمہ معلوم ہو گیا تو جاننا چاہئے کہ وہ ظہور جو حقیقتِ جامعہ کے ساتھ وابستہ ہے اس میں شک نہیں کہ وہ عرش کے ظہورِ تامہ کے مقابلے میں ایک لمعہ ہے اورس مقام میں کلی فضیلت صرف عرش ہی کو ہے۔۔ اور **شیخ بایزید و شیخ جنید** (رضی اللہ عنہما) جنہوں نے قلب کو سب سے وسیع تر کہا ہے اور عرش و مافیہ کو قلب کے مقابلے میں کمتر جانا ہے، یہ بات شے کو اس کے اپنے نمونے کے ساتھ مشتبہ ہونے کی قسم سے ہے، انہوں نے عرش و مافیہ کے نمونوں کو جامعیت قلب کے مقابلے میں حقیر جان کر اس کا حکم عرش و مافیہ کے حقائق پر کر دیا ہے۔ اس اشتباہ کا منشا اس فقیر نے اپنی مختلف کتب و رسائل میں بار بار تحریر کیا ہے۔۔ اور جو کچھ کہ حدیثِ قدسی میں آیا ہے وہ انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات کی زبان (ولغت) کے موافق ہے اور اس قلب سے مراد یہی مضغہ ہے اور اس میں بھی شک نہیں کہ ظہورِ اتم اسی جگہ ہے اور اس ذات مجردہ تعالیٰ کو احدیت کا آئینہ بننا اسی کیلئے مسلم ہے۔

(مکتوبات امام ربانی، جلد سوم، (ترجمہ اردو) مطبوعہ کراچی، مکتوب نمبر ۲۱، ص۔ ۷۲)

○

مکتوب شریف حضرت مجدد الف ثانی بنام شیخ محمد طاہر بندگی

(خلیفۂ امام ربانی)

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی نَبِیِّہٖ وَنُسَلِّمُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہِ الْکِرَامِ (ہم اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں اور اس کے نبی پر درود بھیجتے ہیں اور آپ پر آپ کی بزرگ اولاد پر سلام بھیجتے ہیں۔۔۔ آپ کے پے در پے بھیجے ہوئے گرامی نامے موصول ہوئے اور طالبعلموں کی گرما گرمی اور ان کا ذوق وشوق اور جمعیت کا حال معلوم ہوکر خوشی پر خوشی حاصل ہوئی۔۔۔ حاصل کلام یہ ہے کہ چونکہ اس طریقے کی ابتدا ہی میں اس کی انتہا درج ہے لہٰذا اس طریقۂ عالیہ کے مبتدیوں کو شروع میں اس قسم کے احوال ظاہر ہوتے ہیں جن پر منتہی حضرات کے احوال کا شبہ ہوتا ہے۔ اس حیثیت سے دونوں قسم کے احوال کے درمیان سوائے اس عارف کے جس کی نظر بصیرت تیز ہو کوئی فرق نہیں کر سکتا۔۔۔ پس محض اعتماد کرتے ہوئے ان احوال پر جو احوال انہوں نے حاصل کر لئے ہیں ان کو طریقہ سکھانے کی اجازت نہیں دینی چاہئے کیونکہ ایسی صورت میں اس صاحبِ احوال کا نقصان اس کے طالبوں کے نقصان سے زیادہ ہے (اور اس بات کا) احتمال ہے کہ اس کا اپنے خیال کے مطابق کامل ہونا اس کی ترقی کو روک دیگا اور بہت ممکن ہے کہ جاہ و مرتبہ جو ''مقامِ ارشاد'' کے لوازمات سے ہے اس کو کسی مصیبت میں گرفتار کر دے کیونکہ اس کا نفسِ امارہ ابھی تک اپنے کفر پر قائم ہے اور اس کا تزکیہ نہیں ہوا ہے۔ خیر جو کچھ ہوا سو ہوا، جس جماعت کو آپ نے اجازت دی ہے اس کو نرمی اور محبت سے سمجھائیں کہ اس طرح کی اجازت کمال پر منحصر نہیں ہے ابھی بہت کام کرنا باقی ہے۔ اس قسم کے احوال جو شروع میں ظاہر ہوتے ہیں ''اندراجِ نہایت در ہدایت'' (ابتدا میں

انتہا درج ہونے) کی قسم سے ہیں۔ اور مناسب نصیحتیں جو ان کے مناسب حال ہوں اختیار کریں اور ان کے نقائص سے ان کو مطلع کرتے رہیں۔۔۔۔ اب چونکہ آپ نے ان کو اجازت دیدی ہے اس لئے طریقہ کی تعلیم سے ان کو منع نہ کریں۔ ممکن ہے کہ آپ کی توجہ کی برکت سے ''مقامِ ارشاد'' کی حقیقت تک پہنچ جائیں۔۔ دوسرے یہ کہ جب آپ نے اس عظیم القدر کام کو شروع کر دیا ہے تو مبارک ہو۔ اس کام میں بڑی سعی و کوشش کریں اور سرگرم رہیں تاکہ طالبوں کی زیادہ سے زیادہ ترقی کا باعث ہو۔ والسلام

(مکتوباتِ امام ربانی (ترجمہ اردو)، جلد اول، مکتوب نمبر ۲۲۵، مطبوعہ کراچی، ص۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰)

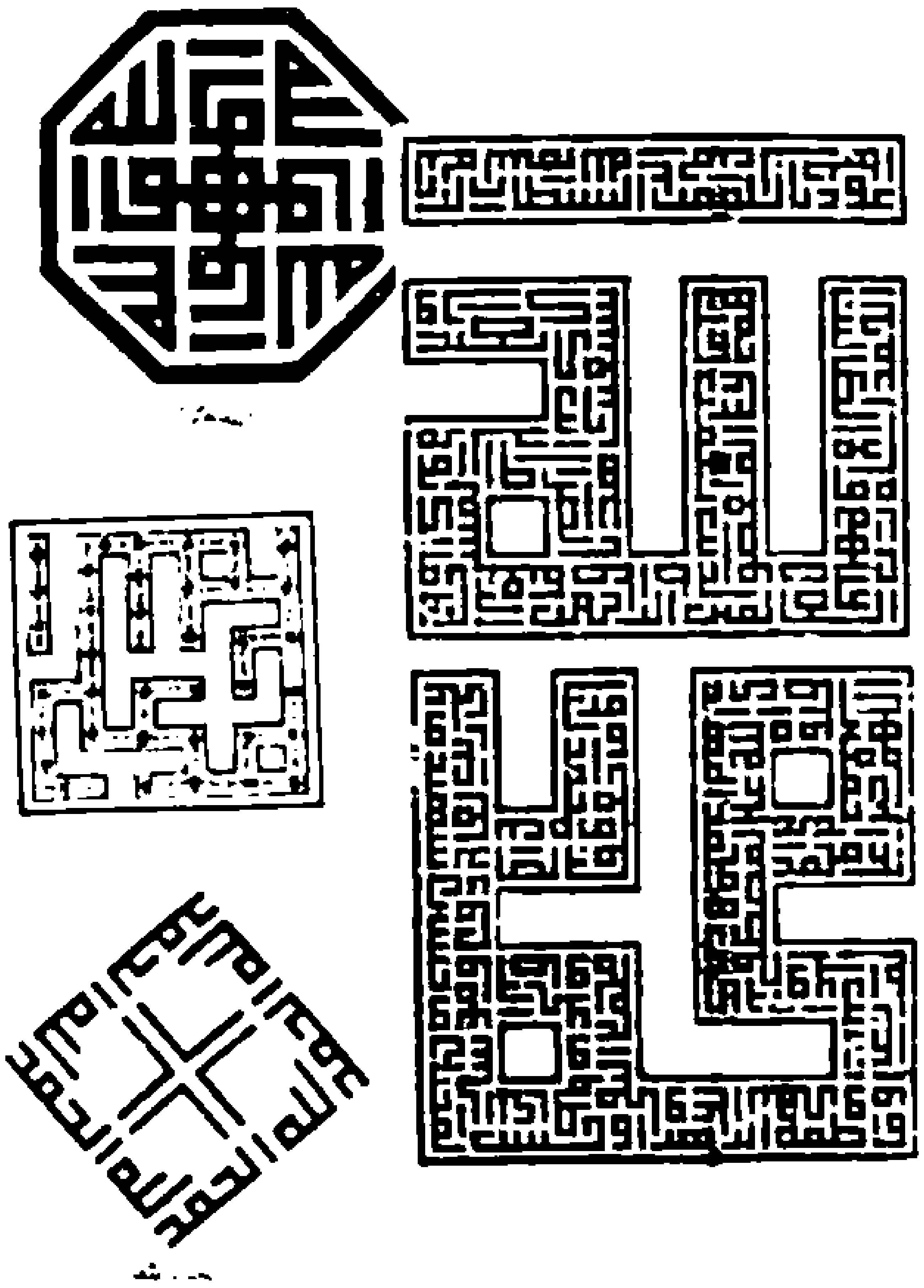

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

توحید شہودی و وجودی

چوہدری غلام غوث صمدانی

☆☆

توحیدِ شہودی و وجودی   ہر دو حالت وارداتِ دل بود
شور بازار است دین را مرکزے   اہلِ عرفان و یقیں را مرکزے
حضرتِ مُلا مرا ارشاد کرد   فکر تم را قصرِ نو بنیاد کرد
تا بگویم شرح توحیدِ شہود   و ز شہودی فرق توحید وجود
منظرش یک ہست، طرزِ دید دو   تو غلط پنداشتی توحید دو
فرقِ عین است ایں، نہ فرقِ نصبِ عین   شمس یک در مشرقین و مغربین
در مظاہر نیک دیدن عینِ ذات   یا شہودش از مقاماتِ صفات
ہر دو حالت وارداتِ دل بود   دیگراں را فہم آں مشکل بود
در شود اصلِ طریقت بنگرند   در وجودِ اصل حقیقت بنگرند
ہر دو عینک راست برچشمِ ولی   منظرش گردد زہر دو منجلی

(چوہدری غلام غوث صمدانی ”مثنوی صمدانی“، مطبوعہ لاہور، ص ۱۳۵)

☆……☆……☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

امامِ ربّانی اور تنفیذِ شریعت

علامہ محمد ذاکر اللہ نقشبندی افغانی

☆☆

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْقَائِلُ فِیْ کِتَابِہٖ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہُ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُاO وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا خَیْرَ الرُّسُلِ وَالْاَنْبِیَاءِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ الْکُرَمَاءِ وَعَلٰی اَوْلِیَاءِ اُمَّتِہِ الاُمَنَاصَلٰوۃً وَسَلَامًا یَّکُوْنَانِ لَنَا فِیْ اَھْوَالِ الْمَحْشَرِ نَعَمِ الْاَمَلِ وَالرَّجَاءِO

امابعد!

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اپنی معرفت سے غیر کو روشناس کرانے کی خاطر مخلوق کو پیدا فرمایا، پھر سب مخلوقات سے صرف اور صرف انسان کو اشرف المخلوقات بنایا، پھر ان ہی اشرف المخلوقات کی مزید ہدایت اور راہنمائی کے لیے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام مبعوث فرمائے، انہوں نے اپنی نبوت و رسالت کی تعلیمات کے ذریعے سے گم کردگان راہ مستقیم کو ہدایت اور اپنے برے اعمال کے سبب اللہ تعالیٰ جل جلالہ سے دور شدگان کو قرب الٰہی سے نوازا۔ ہادیین اور مہدیین کا یہ سلسلہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سلسلے کی آخری کڑی ہیں، فرق صرف اتنا ہے کہ زمانہ قدیم میں ایک پیغمبر کے تشریف لے جانے کے بعد دوسرا نبی آ کر وہ خلاء پُر کر دیتا تھا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ سلسلہ آپ کی امت کے اولیاء کرام کے سپرد ہوا۔ اور علماء حق نے یہ ذمہ داری بطریق احسن نبھالی۔ پس جس کی نسبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے جتنی قوی رہی اتنا فیض و برکت حاصل کر

گئے۔ کیونکہ ہر ولی کے کمالات ولایت اس کے نبی کے کمالات کے مرہون منت ہیں، جیسا کہ امام ملا علی بن سلطان محمد الافغانی المعروف بہ ملا علی قاری ''شرح فقہ اکبر'' (تصنیف امام اعظم ابوحنیفہ) میں فرماتے ہیں:

والکرامات الاولیاء حق ......ھی کرامة للولی و علامة صدق للنبی فان کرامةالتابع کرامةا لمتبوع
(شرح فقہ اکبر ص ۷۹)

''اور اولیاء کرام کی کرامت ثابت ہے۔ یہ ولی کی کرامت اور نبی کی سچائی کی نشانی ہوتی ہے۔ اس لیے کہ تابع فرمان کی کرامت دراصل مقتداء اور پیشوا کی کرامت ہوتی ہے۔''

جب یہ معلوم ہوا کہ غلام مطیع اور تابع فرمان کے کمالات سب کے سب مطاع آقا اور متبوع کی برکت سے ہوتے ہیں تو جو انسان وسیلہ جلیلہ اور انسان کامل واکمل حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت مطہرہ کا جتنا پابند ہو تو اتنا ہی رفیع القدر ولی اور صاحب کرامت انسان ہوگا، اس سربستہ راز کو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی کابلی ثم السرہندی نے اس طرح کشف فرمایا ہے:۔

لا جرم شریعت ہر پیغمبر مناسب ولایت او باشد و اتباع آن شریعت مستلزم وصول است بآن ولایت، واگر سوال کنند کہ بعضی متابعان شریعت آن سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام را از ولایت آن سرور نصیبی نسبت بلکہ برقدم انبیاء دیگرند واز ولایت ایشان نصیبی دارند جواب گویم کہ شریعت پیغمبر ما علیہ الصلوٰۃ والسلام جامع جمیع شرائع است وکتابیکہ بروے منزل شدہ است شامل تمام کتب سماوی است۔ پس اتباع این شریعت گویا اتباع جمیع شرائع است پس باندازۂ خود مناسبتیکہ بہ نبی از انبیاء دارد کہ ولایت را اخذ میکند ولا محذور فیہ۔[1]

اور اسی مفہوم کو ایک اور مکتوب شریف میں یوں فرمایا ہے:۔

''شرعتی کہ آن سرور را عطاء فرمودہ اند زبدہء جمیع شرائع ما تقدم است واعمالیکہ بمقتضائے این شریعت حقہ است منتخب اعمال شرائع سابقہ است۔[2]

مسطورہ بالا دو مکتوبات قدسی آیات سے واضح ہوا کہ ولایت اور کرامت ولی کو عمل بالشرع کی وجہ سے ملتی ہے۔ اور شرع محمدی پر عمل کرنے سے انسان اور جان عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے درمیان قوی تعلق پیدا ہوجاتا ہے۔ چونکہ اس سلسلے کے اصل واصول حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے تو آپ کی برکت سے دیگر انبیاء کی نسبتیں بھی انسان کو حاصل ہوجاتی ہیں۔

دیکھنے والوں نے شاید اس حقیقت کا مشاہدہ ضرور کرلیا ہوگا، امام مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلۃ الذہب سے وابستگان ولایت کی پُرخار وادیوں کو دوسرے مقدس سلاسل مطہرہ کی بہ نسبت سہولت اور نہایت سرعت کیساتھ عبور کرتے ہیں حتیٰ کہ ڈاکٹر اقبال لاہوری نے دوسرے سلسلوں کی نسبت سلسلہ نقشبندیہ کو ڈائنمک (Dynamic) قرار دیا ہے۔ غور وخوض بحث واقتراح کے بعد انسان کو یہ فارمولا اور نسخہ مکتوبات شریف میں نمایاں ہوجاتا ہے۔ کہ وہ عمل بالشرع شریف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دوسرے لوگ کوئی اپنے ارادتمند کو حصول دنیا حلال کی دعا دیتے ہیں، تو کوئی کرامت اور ولایت۔ لیکن حضرت مجدد رحمتہ اللہ علیہ عمل بالشریعت کی دعا دیتے ہیں۔ کیونکہ انہیں یہ حقیقت واضح ہوچکی ہے۔ کہ تمام اشیاء خود بخود حاصل ہوجاتی ہیں۔ جیسے آپ درج ذیل مکتوبات میں شریفہ میں ملاحظہ فرمائینگے:۔

> وفقنا اللہ وایاکم بمتابعۃ الشریعۃ المصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ [۳]
>
> ''اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو شریعت مصطفوی کی تابعداری کی توفیق دے۔''

اور جناب مرزا قلیج اللہ بن قلیج خان کے نام صادر ایک مکتوب شریف میں آپ فرماتے ہیں:۔

> ''حق سبحانہ تعالیٰ بر جادۂ شریعت سنیہ مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ و التسلیمات السرمدیۃ استقامت ارزانی فرماید۔ [۴]
>
> ''اللہ تعالیٰ آپ کو شریعت مصطفویہ (اسکے صاحب پر ہمیشہ صلوٰۃ وسلام ہو) کی مستقیم راہ پر استقامت عطا فرمائے۔''

نیز فرمایا ہے کہ:

> شریعت متکفل جمیع سعادات است و مطلبی نیست کہ بماورائے شریعت بآن احتیاج افتد۔ [۵]

''شریعت تمام سعادتوں کی ضامن ہے، اور کوئی ایسا مطلب نہیں جسمیں ماوراءِ شریعت کی ضرورت پڑے''۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ ایک مرید کے مکتوب کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

حق سبحانہ وتعالیٰ بر جادۂ شریعت مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام التحیۃ استقامت ارزانی فرماید مصرع: کار انیست وغیر ایں ہمہ ہیچ۔[۶]

''اللہ تعالیٰ شریعت کی سیدھی راہ پر مستقیم رکھے، اصل کام (ولایت یا کرامت) یہی ہے، اور اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں''۔

آپ رضی اللہ عنہ نے نہ صرف مریدین اور فقراء کے نام مکتوب لکھے ہیں' بلکہ خوانین اور مالدار لوگوں کو بھی عمل بالشرع کی طرف اپنے مکاتیب شریف کے ذریعے سے آگاہ فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ نے جناب خان خاناں کے نام متعدد مکتوب میں شریعت مطہرہ اور حاملین شریعت کی طرف ان کی توجہ مبذول کرائی ہے، جیسا کہ آپ تحریر فرماتے ہیں:

''بمقتضائے ''**مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ**'' زندگانی چندروزہ را بروفق اتباع صاحب شریعت علیہ وآلہ الصلوۃ والتحیۃ باید بسر برد کہ رستگاری از عذاب اخروی وفوز بنعمات سرمدی وابستہ بسعادت این اتباع است[۷]

''اگر کوئی چیز پوری حاصل نہیں ہوسکتی ہے تو مکمل طور اسے ترک بھی نہیں کیا جاتا ہے، چاہیے کہ چند دن کی زندگی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں گزاری جائے۔ (کیونکہ) جہنم کی آگ سے آزادی اور جنت کی دائم نعمتوں کا حصول اسی اتباع سے وابستہ ہے''۔

پھر اپنے مرید کو زکوٰۃ دینے کی ترغیب دیتے ہیں، اور پوری زندگی علماء سے ہر کام کے حوالے سے فتوٰی اور مشورہ لینے کا درس دیتے ہیں، چنانچہ اسی خان خاناں صاحب کو لکھتے ہیں،

''علیٰ ہذا القیاس در جمیع امور بمقتضائے فتوٰی علمائے دیندار کہ راہ عزیمت را اختیار نمودہ اند واز رخصت اجتناب کردہ زندگانی باید کرد۔

وسیلہ نجات ابدی باید دانست ما یفعل الله بعذ ابکم ان شکرتم و امنتم۔ ۸

''اسی طرح تمام امور میں ضروری ہے کہ آپ ان علماء کرام کے فتوٰی کے مطابق اپنی زندگی گذاریں جو دین پر عمل پیرا ہونے کے ساتھ ساتھ عزیمت کی راہ پر گامزن ہیں، اور رخصت اور آسانیاں تلاش کرنے سے اجتناب کرتے ہیں۔ اور اسی کو (قیامت کے دن عذاب خداوندی سے) ذریعہ نجات دائمی سمجھا جائے۔ اگر آپ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے شکر کو ادا کر کے ایمان لائیں، تو کیوں کر اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب دے گا''۔

چونکہ حضرت مجدد رضی اللہ عنہ کی غرض طریقت اور ارادت سے مرید کو اللہ تعالیٰ جل جلالہ سے وابستہ کرنا ہے، لہٰذا اُن جہلاء کی طرح نہیں کہ طریقت اور برائے تصوف کو عیش معاش کا ذریعہ بنائے ہوئے ہیں، اور ان کی کوشش ہوتی ہے کہ مریدین کو علمائے حق و دانشوران ملت سے دور رکھا جائے۔ مبادا کہیں حق اور علم کی کرن ان کے دل میں اتر جائے۔ کیونکہ خود پیر صاحب جو لباس فقر میں بے تاج بادشاہ ہیں، کیلئے وبال جان نہ بنیں، لیکن چونکہ جو شخص چور نہیں تو ڈرتا بھی نہیں۔ تو حضرت مجدد رضی اللہ عنہ ہر مسئلے میں علمائے حق کی طرف مریدین کو راغب فرماتے ہیں۔

مکتوبات شریف کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے، کہ آپ نے ترویج شریعت اسلامیہ کے لیے ہر صوفی و پیر و مرید و فقیر و امیر سے رابطہ کے لیے فرمایا ہے، بلکہ اراکین مملکت و اساطین دولت ہند اور اعضاء پارلیمان کے نام بیشتر مکتوبات بھیجے ہیں۔ اس بات سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ آپ شریعت اسلامیہ کی کس حد تک ترقی و فروغ اور ترویج و تنفیذ کرنا چاہتے ہیں، اراکین دولت شاہی میں سے آپ نے شیخ فرید بخاری صاحب کو یہ پیغام دیا ہے:

مکتوب پنجاہ و یکم نیز بسیادت پناہ شیخ فرید صدور یافت در ترغیب بترویج شریعت غراء علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام، از حق سبحانہ وتعالیٰ

> خواستہ می آید کہ بتوسل وجود شریف آن سلالہ عظام ارکان شریعت و احکام ملت زھراء قوت گیرند و رواج پذیرند۔ ۸
>
> ''اکاون واں مکتوب بھی سیادت پناہ شیخ فرید بخاری علیہ الرحمۃ، کے نام صادر ہوا، تابندہ شریعت کی ترویج کی طرف ان کو رغب کرنے میں صاحب شریعت پر صلوۃ وسلام ہو، اللہ تعالیٰ سے چاہتا ہوں کہ حکومت کے اندر آپ کے خاندان مقدسہ کے افراد کی موجودگی سے شریعت کے ارکان اور ملت اسلامیہ کے احکام قوی اور مضبوط ہو کر رواج پذیر ہو جائیں''۔

پتا چلا کہ سرزمین ہندوستان پر نظام شریعۃ مطہرہ نافذ کرنے کے حوالے سے جو بھی محنت بار آور ثابت ہو رہی ہے آپ رضی اللہ عنہ موقع سے استفادہ کر کے اسے بروئے کار لائے ہیں۔ **فجزاء کم اللہ عن اھل الشرع خیر الجزاء.**

ایک اور مقام پر آپ فرماتے ہیں:۔

> مقصود از بعثت این اکابر تبلیغ شرائع است پست بزرگ ترین خیرات وسعی در ترویج شریعت است ۹
>
> ''ان اکابرین ملت کی بعثت غرض صرف اور صرف شریعت اسلامیہ کے قوانین کو دوسروں تک پہنچانا ہے، تو تمام اچھے کاموں میں سے اچھا کام اسلامی شریعت کو قانون ملک بنا کر رعیت پر نافذ کرنا ہے۔''

افسوس صد افسوس! کہ آج کل شریعت اسلامیہ کی تنفیذ کی راہ آزاد خیال سیاستدانوں کے علاوہ ایک گروہ دعوٰی کنندگان علم وتقوٰی بھی ہیں۔ جو سلاطین وقت کے خلاف شرع قوانین اور فیصلوں کے لیے راہ ہموار کرتے ہیں، اور راہ جہاد سے روک کر لوگوں کو چند ابتدائی نیکیوں میں مصروف کرتے ہیں۔ اور اللہ ورسول اور مجدد الف ثانی جیسے واصل حق افراد کے فرامین شریعت اور جذبہ جہاد کو فراموش کیے ہوئے ہیں۔ یقیناً ایسے بادشاہ اور حکمران کی اطاعت حرام ہے جو اپنی عقل وخرد کو اسلامی قوانین سے بالاتر

سمجھتا ہو، اور حدود شرع قصاص، قطع ید سارق کو ظلم سے تعبیر کرتے ہوں۔ اور حکومت کے نظام کو دین سے الگ کرنا چاہتے ہوں۔ درحقیقت یہ کافروں کے نمائندے ہیں۔ فرق ہے فقط یہ کہ نام مسلمانوں کے اور ملک مسلمانوں کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صالح باشرع مومن قیادت عطا فرمائے۔

ایک اور مقام پر خواجہ جہان علیہ الرحمۃ کے نام مکتوب صادر فرما کر لکھتے ہیں کہ مسلمانوں کو ترک دنیا کرنا چاہیے۔ ایک یہ کہ حقیقتاً زاھد بنے اور ترک دنیا کردے۔ دوسرا یہ کہ حکماء بنے، تو حکماء تارکِ دنیا کی تشریح یوں فرماتے ہیں:

> وترک حکمی عبارت از آنست کہ در امور دنیویہ بمقتضائے حکم شریعت غراء محکوم باید شد و در مطاعم و مشارب و مساکن حدود شرعیہ را مراعات باید نمود و تجاوز زان حدود تجویز نباید کرد۔ ۱۰
>
> ''اور ترک حکمی کا مطلب یہ ہے کہ دنیاوی کاموں میں شریعت غراء کے فیصلے کے مطابق حکم کیا جائے، اور خورونوش اور رہائش سہائش میں شرعی حدود اور پابندیوں کا لحاظ رکھا جائے، اور اس حدود سے چاہیے کہ آگے نہ بڑھیں۔''

پھر آگے فرماتے ہیں:۔

> ''وچون تجلی باحکام شرعیہ میسر شد از مضرت دنیا نجاتی حاصل گشت۔''
>
> ''اور جب انسان شریعت اسلامی کے زیور سے آراستہ ہو جائے تو دنیا کے ضرر سے اسے نجات حاصل ہوگئی۔''

اور اسی مکتوب شریف کے آخر میں دعا فرماتے ہیں:۔

> **وفقنا الله واياكم بمتابعة الشريعت المصطفويه على صاحبها الصلوة والسلام والتحية.**
>
> اللہ ہمیں اور تمہیں مصطفوی شریعت کی تابعداری کی توفیق مرحمت فرماویں، اور صاحب شریعت پر صلوۃ وسلام اور تحیۃ ہوں۔''

اور ایک مکتوب میں شکر واجب کی ادائیگی کا طریقہ خان خانان کے فرزند کو یوں تحریر فرماتے ہیں:۔

> ”مکتوب ہفتا دو یکم بمیرزا داراب ابن خانخاناں صدور یافتہ در بیان آنکہ شکر منعم بر منعم علیہ واجب است و حصول شکر باتیان شریعت لاغیر ایدکم اللہ سبحانہ وتعالیٰ ونصرکم“۔ ۱۱
>
> ”اکہتر واں مکتوب مرزا داراب خان ولد خانخان کے نام صادر ہوا۔ اس بات کی وضاحت میں کہ نعمت دینے والے (اللہ تعالیٰ) کا شکر انسان پر واجب ہے، اور شکر صرف اور صرف شریعت پر عمل کرنے سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ تمہاری تائید اور معاونت فرمائیں“۔

یہاں سے اس بات کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ کہ بچے کی ولادت، شادی وغیرہ اللہ کی نعمتیں ہیں۔

ایک اور مقام پر اصلاح اعمال بروفق شرع شریف کے ساتھ اصلاح عقاید کا بھی توصیہ فرماتے ہیں، چنانچہ ایک مکتوب شریف میں آپ نے اسی خانخاناں صاحب کو لکھا ہے:۔

> **بالجملة طريق النجاة متابعت اهل سنت والجماعت كثرهم الله سبحانه فى الاقوال والافعال و فى الاصول والفروع فانهم الفرقة الناجية وما سواهم من الفرق فهم فى معرض زوال و شرف الهلاک علم اليوم أحد اولم يعلم اما فى الغد فيعلم كل أحد ولا ينفع** ۱۲
>
> ”بالجملہ نجات کا راستہ صرف اور صرف اہل سنت والجماعت کا ہے، اللہ انہیں زیادہ فرمائے۔ اقوال اور افعال اور عقائد و اعمال میں مندرج ہے۔ اس لیے کہ یہی فرقہ ناجیہ (خلاصی پانے والا گروہ ہے قیامت میں) اور ان کے علاوہ فرقے ختم ہونے اور ہلاکت کے قریب ہونے کی حالت میں ہیں۔ خواہ آج اس بات کو کوئی مانے

یا نہ مانے لیکن کل (بروز قیامت) اس بات کا علم ہو جائے گا، لیکن
اس وقت فائدہ نہیں دے گا۔"

معلوم ہوا کہ جیسے آپ فروع میں حنفیت کو پسند فرماتے ہیں، اور اسی پر زور دیتے ہیں۔ اس طرح عقاید میں بھی اھل سنت و جماعت کی تلقین فرماتے ہیں۔ اور بدعقیدہ لوگوں سے دور رہنے کا حکم دیتے ہیں۔

آپ نے اپنے مکتوبات شریفہ میں ہر کفر ارتداد زندیقیت و گمراہی کی تردید و تنقید فرمائی ہے، یہاں تک کہ خام خیال اور نام نہاد متصوفین کا بھی رد فرمایا ہے جو طریقت کو الگ اور حقیقت و شریعت کو جدا تصور کرتے ہیں۔ بلکہ آپ نے فرمایا۔ ہے کہ (کل حقیقة ردة الشریعة فهو زندیته)[۱۳] یعنی جس حقیقت کو شریعت اسلامیہ رد فرماتی ہے، وہ حقیقت نہیں بلکہ زندیقیت اور لادینیت ہے۔"

آپ نے ایک مکتوب شریف میں اپنے معتقد شیخ محمد یوسف کو یہ فرمان لکھا ہے:۔

"مکتوب پنجاہ و ہفتم بشیخ محمد یوسف صدور یافت در نصیحت رہ حق سبحانہ وتعالیٰ بر جادہ آباء کرام خود استقامت ارزانی فرماید بحرمت سید المرسلین علیہ وعلیٰ آلہ وعلیہم من الصلوت افضلہا ومن التسلیمات اکملہا، بزرگی در خاندان شما موروثی است برنہجی زندگانی نمایند کہ استحقاق این وراثت میسر گردد وظاہر را بظاہر شریعت و باطن را بباطن شریعت کہ عبارت از حقیقت است متحلّی ومتزین دارند چہ حقیقت وطریقت عبارت از حقیقت شریعت است وطریقت آن حقیقت نہ آنکہ شریعت امری دیگر است وطریقت وحقیقت دیگر کہ آن الحاد و زندقہ است[۱۴]

"ستاونواں مکتوب شیخ محمد یوسف صاحب کی طرف صادر ہوا، ایک خیر خواہی اور نصیحت کے متعلق اللہ تعالیٰ آپ کو تمہارے آباؤ اجداد کے راستے پر ڈٹ کر رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے۔ عظمت اور بزرگی آپ کے خاندان میں موروثی (وراثت میں ملی ہوئی) ہے۔ آپ کو ایسے طریقے کے مطابق زندگی گزارنی چاہیے۔ کہ اس وراثت کے سچے وارث ہو جائیں۔ اور اپنے ظاہر کو شریعت کے ظاہر سے اور باطن کو باطن شریعت سے کہ حقیقت ہے، آراستہ اور مزین فرمائیں۔ اس لیے حقیقت اور طریقت حقیقت شریعت سے عبارت ہے، اور طریقت یہی حقیقت

ہے۔ ایسا نہیں کہ شریعت الگ اور طریقت وحقیقت الگ۔ کہ ایسا کہنا الحاد اور زندیقیت ہے۔‘‘

ایک اور مقام پر فسادات دور اکبری بیان فرمانے کے بعد اسلامی حکومت بنانے کا عندیہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

> ’’امروز کہ نوید زوال مانع دولت اسلام و بشارت جلوس پادشاہ اسلام بگوش خاص و عام رسیدہ اہل اسلام برخود لازم دانستند کہ ممد و معاون پادشاہ باشند ودر ترویج شریعت وتقویت ملت‘‘۔[۱۷]
>
> ’’آج کے اسلامی حکومت قایم کرنے اور مسلمان بادشاہ بیٹھنے کے سامنے رکاوٹیں ختم ہونے کی خوش خبری ہر خاص و عام انسان کے کانوں تک پہنچتی ہے۔ اہل اسلام نے اپنے اوپر فرض کیا ہے کہ ملت اسلامیہ کی تقویت میں بادشاہ اسلام کے مدد گار اور معین ہوں گے‘‘۔[۱۸]

مذکورہ بالا مکتوبات صرف مشت نمونہ خروار ہیں، اسکے علاوہ کثیر تعداد کے مکاتیب شریفہ میں آپ رضی اللہ عنہ نے یہی حکم دیا ہے کہ شریعت کی پابندی کرنی چاہیے۔ اپنے گھر مدرسے، مسجد، خانقاہ، ادارے اور دفاتر اور حتی کہ حکومتی، سطح پر بھی تنفیذ شریعت کی محنت فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے مساعی قبول فرمائیں اور ہمیں قدم بقدم حضرت مجدد الف ثانی امام ربانی قدس سرہ العزیز کی اقتداء، اقتضاء، پیروی، کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

☆......☆......☆

ماٰخذ ومراجع:

۱......مکتوبات شریف جلد اول مکتوب نمبر ۷۷
۲......مکتوبات شریف جلد اول مکتوب نمبر ۷۹
۳......مکتوبات شریف جلد اول مکتوب نمبر ۷۲
۴......مکتوبات شریف جلد اول مکتوب نمبر ۷۳
۵......مکتوبات شریف جلد اول مکتوب نمبر ۳۶ نیز یہی مطلوب مکتوب نمبر ۷۰ میں بھی موجود ہے۔
۶......مکتوبات شریف جلد اول مکتوب نمبر ۸۰

۷......مکتوبات شریف جلداول ۱۵۷، مکتوب نمبر ۷۰
۸......مکتوبات شریف جلداول مکتوب نمبر ۵۱
۹......مکتوبات شریف جلداول مکتوب نمبر ۴۸
۱۰......مکتوبات شریف جلداول مکتوب نمبر ۷۱
۱۱......مکتوبات شریف جلداول مکتوب نمبر ۷۲
۲......مکتوبات شریف جلداول مکتوب نمبر ۶۹
۱۳......مکتوبات شریف جلداول مکتوب نمبر ۴۳
۱۴......مکتوبات شریف جلداول مکتوب نمبر ۵۷
۱۵......مکتوبات شریف جلداول مکتوب نمبر ۴۷

☆......☆......☆

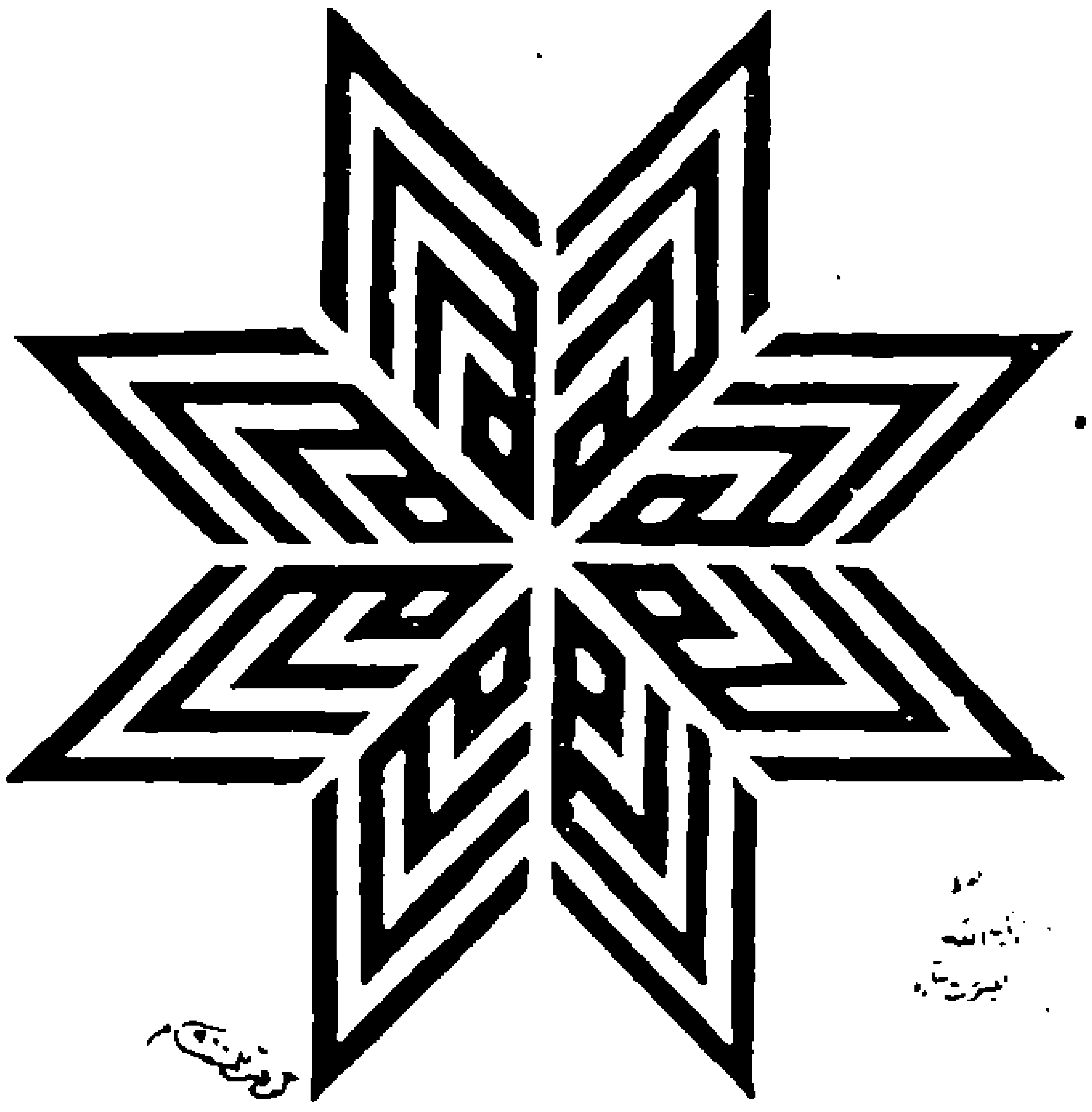

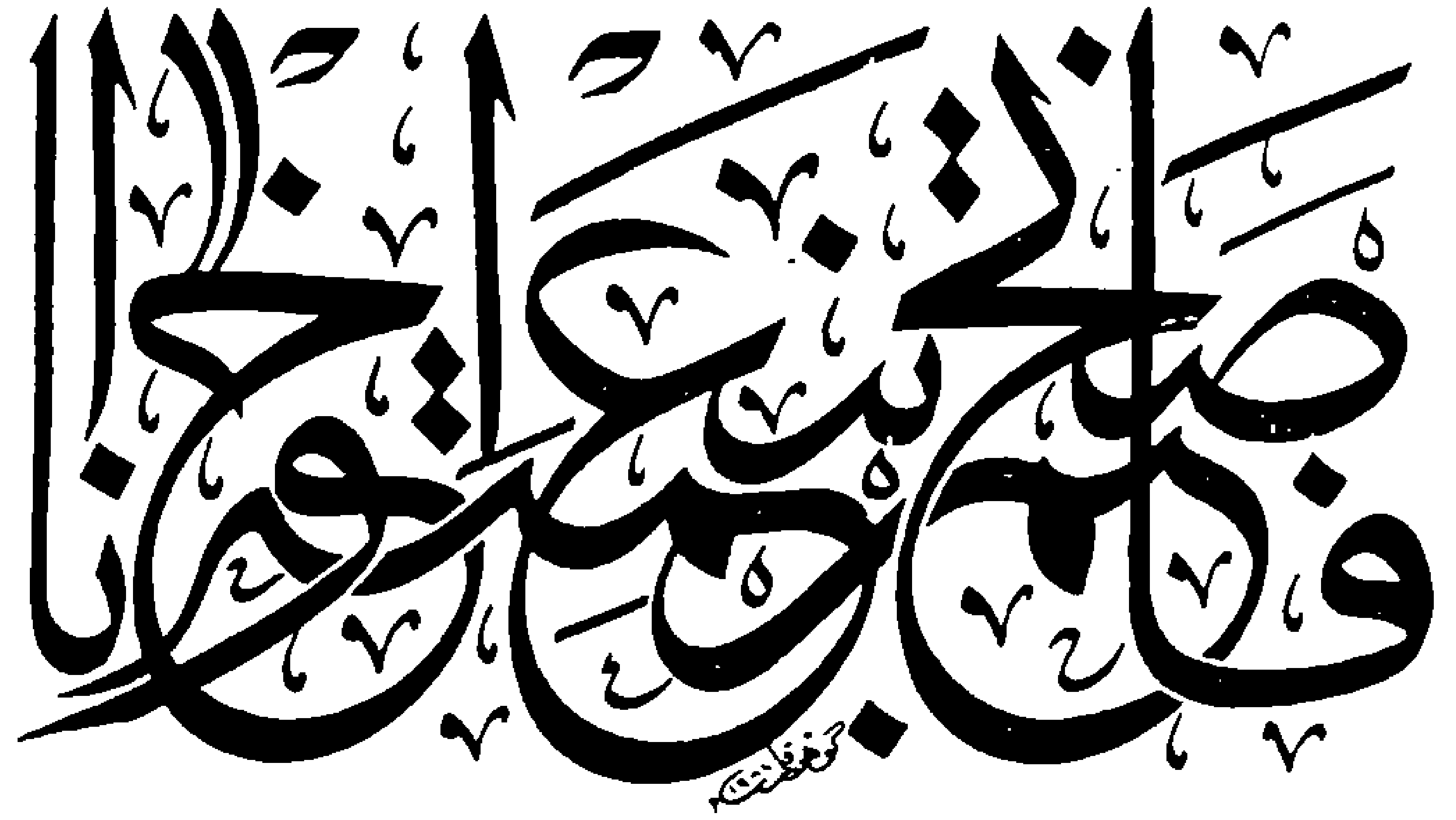

مشق "ج د ع" بخط ثلث رنگ قلم کے لیے ان الفاظ کی مشق ضروری ہے

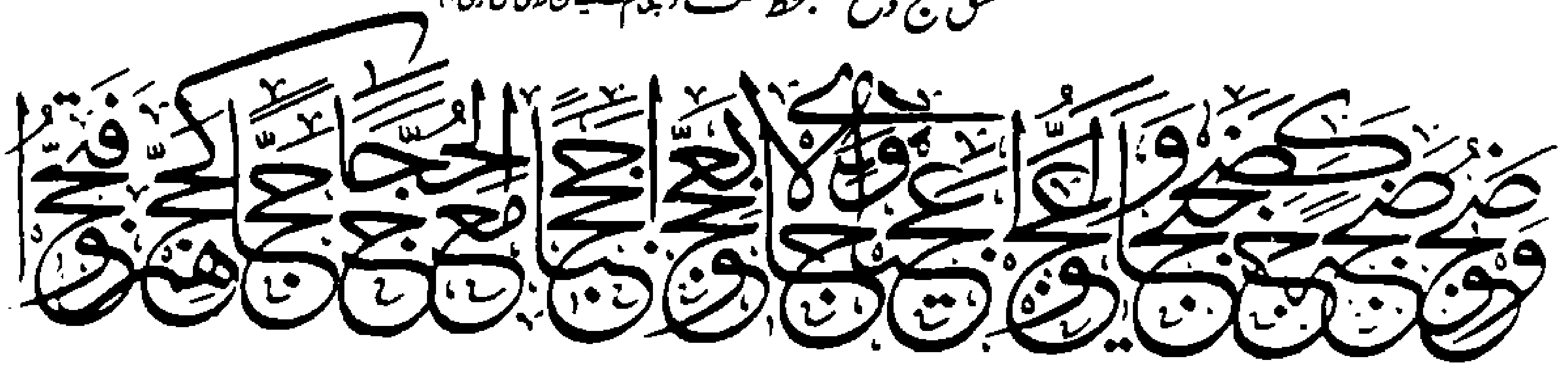

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرقعات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

۱...... عکس مخطوطہ، شرح التعریف لمذهب التصوف

۲...... المکتوبات المجددیه

۳...... مکتوبات امام ربانی، دفتر اول

۴...... دراسة تحلیلیه

۵...... Analytical Indexes

۶...... تهذیب المواهب السرمدیه

بسم الله الرحمن الرحيم

عکس اوراق

مخطوطہ شرح التعرف لمذهب التصوف

مخزونہ سردار جھنڈیر لائبریری، میلسی، پنجاب، پاکستان

(بشکریہ مقصود حسین قادری اویسی)

متن عربی:

ابوبکر محمد بن ابو اسحاق محمد بن ابراهیم بن یعقوب کلا بازی بخارائی (م۔ ۳۸۰ھ / ۹۹۰ء)۔

شرح فارسی:

ابو ابراهیم اسماعیل بن محمد بن عبداللہ بن احمد بن سہل بن ارزن آملی بخارائی مستمل (م۔ ۴۳۴ھ / ۱۰۴۳ء)۔

وضاحت:

یہ مخطوطہ خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہٗ (م۔ ۱۰۱۲ھ / ۱۶۰۳ء) کے مطالعہ میں رہا، اس کے بعد اُن کے صاحبزادے خواجہ عبداللہ المعروف خواجہ خورد (م۔ ۱۰۷۴ھ / ۱۶۶۳ء) کے مطالعہ میں آیا جیسا کہ مخطوطہ کے ایک صفحہ سے ظاہر ہے۔

خضر نوشاہی

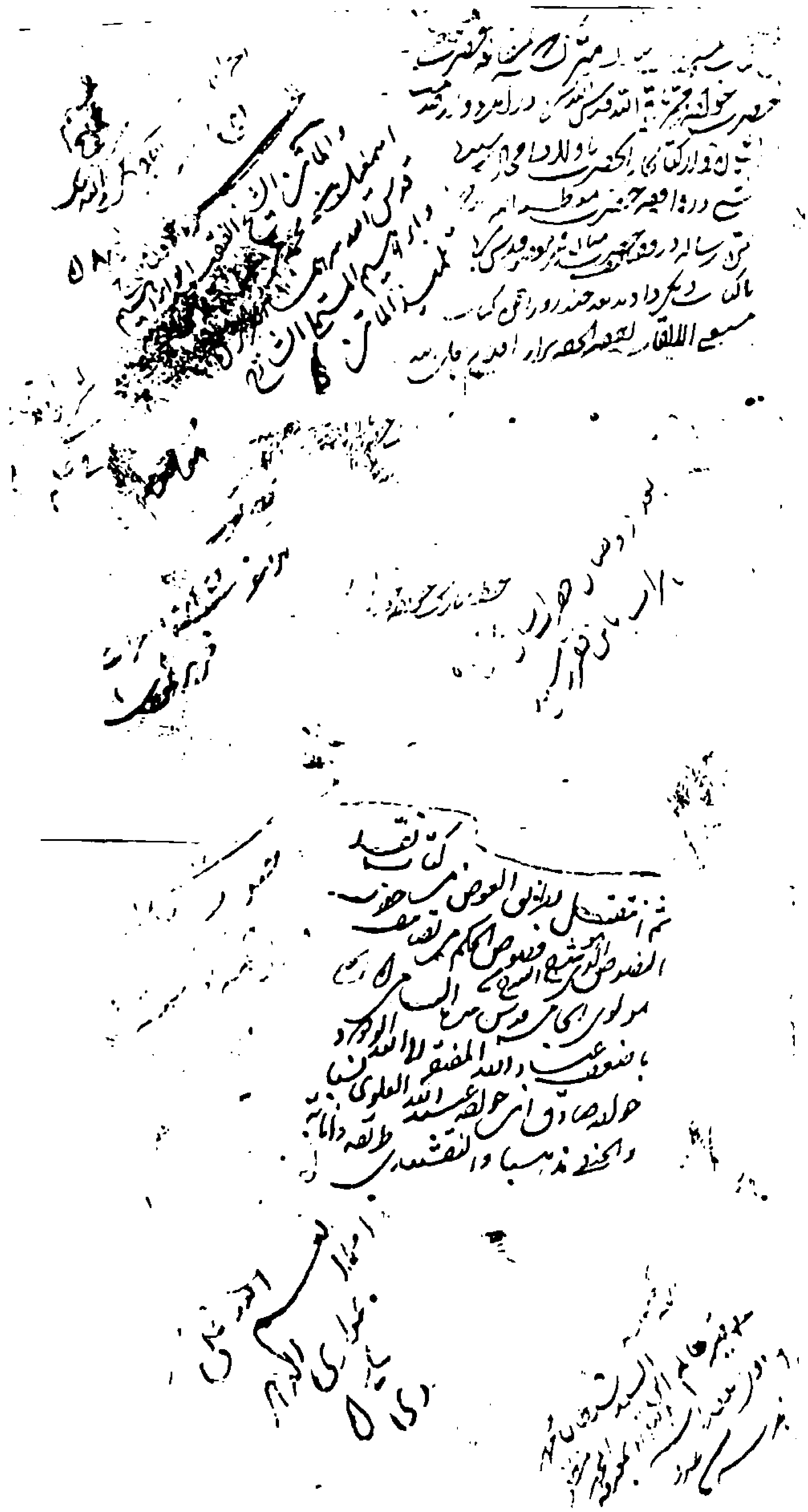

[illegible] حضرت
حضرت خواجه [illegible] قدس سره [illegible]
[illegible] الحضرت [illegible] والدا [illegible]
[illegible] در واقعه حضرت [illegible]
[illegible] سال [illegible]
[illegible] دیگر [illegible] چند روز [illegible]
[illegible]

کتاب تقیید
تم انتقل [illegible] العوض من [illegible]
الفصوص [illegible] الشیخ فصوص الحکم [illegible]
مولوی [illegible] مدرس [illegible]
بتعلیق عبد الله المفتقر الا الله [illegible]
[illegible] عبد الله العلوی [illegible]
والحنفی مذهبا والنقشبندی طریقه [illegible]

بســــم الله الرحمن الر

الحمد لله المحتجب بكبريائه عن درك العيون قال الشيخ الفقيه ابو ا
اسماعيل بن محمد بن عبد الله البخاري خداي عز و جل را محتجب شايد كفتن
و محجوب نشايد كفتن زيراك محجوب آن باشد كه حجابي او را منع كند و محـ
آن باشد كه بذات خويش خود را منع كند پس محتجب قاهر باشد و محـ
مقهور باشد و خداي عز و جل قاهر است و مقهور نيست. و اما
عن درك العيون از اينجا ديدار خواست اندر دنيا نه اندر عقبي زيراك
مومنان اندر عقبي خداي را ببينند اكر ازين سخن اندر يافتن خواست
هر دو جهان يكي باشد زيراك مومنان اندر آن جهان خداي را ببينند لكن
اندر دنيا نبينند زيراك اندر يافت را كيفيت بايد و رويت را وجود پس خد
عز و جل موجود است بتوان ديد و مر او را كيفيت نيست نتوان اندر يافتن
و رويت اندر آن جهان چنان است كه علم اندرين جهان اندرين جهان
شناختيم بي چون اندر آن جهان ببينيم بي چون و بي چكونه. المتعزز
بجلاله و جبروته عن لواحق الظنون قال الشيخ متعزز آن
باشد كه بخود عزيز باشد نه بغير خود پس خداي عز و جل بخود عزيز است.
و ما بغير عزيزيم او را رسد كه خود را بستايد كه بخود عزيز است و ما را نرسد
كه خود را بستاييم كه عز ما مستعار است. قوله عن لواحق الظنون خداي تعا
را بهيچ ظن نتوان يافتن زيراك يك طرف ظن شك است و يك طرف [illegible] جهل

وخداي را ازان شناختن مگر بیقین محض و دیگر معنی آنست که اگر خداي عز
ما را معرفت خویش عطا نکردي کمان هیچ خلق بوي نرسیدي زیراکه خداي
عز وجل را نهایت نیست و وجود او را اول نیست و بقاي او را آخر نیست و
صفات او را غایت نیست و بي نهایت و بي غایت را چون توان اندر یافتن
ولیکن پیدا کرد از صفات خویش ما را چندانک طاقت ماست تا بشناختیم
او را بتعریف او نه بقدرت خویش. المتفرد بذاته عن شبه ذوات
المخلوقین. قال الشیخ خداي تعالي فرد است از مانند این مخلوقان زیرا
ذات مخلوقان یا جسم است یا جوهر وخداي تعالي جسم و جوهر نیست یا
بوند یا ساکن وخداي تعالي متحرک و ساکن نیست یا اندر زمان اند و یا اندر
مکان وخداي ما نه اندر زمانست و نه اندر مکان از بهر آنک هرچه بچیزي
بماند از وجهي مشابه باشد او را اندر حکمش بدان وجه پس اگر خداي
عز وجل بچیزي ماندي و یا چیزي بدو ماندي او هم چون آن چیز محدث
بایستي یا آن چیز هم چون او قدیم پس خداي تعالي قدیم است [illegible] روا
وغیر خداي همه محدث اند [illegible] روا دانستي که خداي تعالي با هیچ [illegible] نماند
و هیچ کس بدو نماند. المتنزه بصفاته عن صفات المحدثین. قال الشیخ
پاک است بصفات خویش از صفات محدثان زیراکه صفت محدثان
یا عرض است و عرض مستحیل البقا باشد. زیراکه مر عرض را بدو وقت
بقا نبود و صفت خداي عز وجل قدیم است و قدیم واجب البقا
باشد پس مستحیل البقا با واجب البقا کي ماند و معني دیگر آنست که وي
پاک است بصفات خویش از صفات محدثان زیراکه خود هیچ محدث
او را صفت نکرد بلکه او خود را خود وصف کرد و باز محدثان گفتند او را بگفت

۳۸۷

بسم الله الرحمن الرحيم

المكتوبات المجددية

التى أنشأها الإمام الربانى

المجدد للألف الثانى

السرهندى الفاروقى قدس سره

فى العربية

* * *

جمعها ورتبها وقدم لها

فضيلة الشيخ المفتى

محمد عليم الدين

النقشبندى المجددى

۳۳۷۱

حامدًا وَّ مُصلّیًا

دفتر اوّل مکتوباتِ امامِ ربّانی رح حصہ اوّل

حضرت مجدّد الف ثانی الشیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ عنہ

سعادتِ طباعت

بفیضِ مجدّدانہ نیابت، سعیدِ ازل، نائبِ رسول، کوہِ استقامت حبیب الرحمٰن، حضرتِ اعلیٰ۔

و حضور قبلۂ عالم حضرت مولانا **سیّد محمّد حبیب اللہ شاہ** صاحب قدس سرّہٗ العزیز

ببرکتِ ظلِّ اصالت :۔ خلفِ اصدق حضرت صاحبزادہ سید محمد مسعود احمد صاحب انور حبیبی مدظلہ العالی

ترتیب و اہتمام :۔ محمد افتخار حسین حبیبی

آستانہ عالیہ حبیبیہ گجرات (شریف) پاکستان

سوانح :۔ محبتِ حبیب، قرطاسِ لبیب، مسمّٰی بہ ذکرِ سعید

دفتر اول **مکتوباتِ امامِ ربّانی**رحمۃ اللہ علیہ حصہ اول

حضرت مجدّ دالف ثانی الشیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہٗ السّامی

محشی ومصحح:۔ حضرت مولانا نور احمد رحمۃ اللہ علیہ پسروری ثم امرتسری

عکس نسخہ:۔ در مطبع ’’مجدّدی‘‘ امرتسر غرہ محرم ۱۳۲۷ھ مطبوع گردید
از کتب خانہ حضرت مولانا نصیر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ ۔
(مکتوبات) ۔ حضرت مولانا سیّد زوّار حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
(حواشی) ۔ ✿ صوفی محمد علی نقشبندی ✿ حافظ محمد اشرف مجددی
(دار العلوم الاثانیہ فتح گڑھ سیالکوٹ) (مدینۃ العلم جامعہ مجددیہ نور آباد سیالکوٹ)

تخریجِ احادیث:۔ ✿ ڈاکٹر محمد بابر بیگ مطالی (ایسوسی ایٹ پروفیسر گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ)

اسلوبِ تادیب ✿: ہر مکتوب شریف کے ’’حواشی اور بین السطور‘‘ عبارات کے تراجم بھی متعلقہ مکتوب شریف کے اردو ترجمہ کے ساتھ ہی فارسی متن کے صفحات ✿صہ✿ اور علامات (ـ) کی مطابقت میں دیئے گئے ہیں۔

✿ متن (فارسی) ۱ تا ۱۰۴ صفحات ✿ تراجم (اردو) ۱۰۵ تا ۲۵۱ صفحات
✿ تخریج احادیث ۲۵۶ تا ۲۷۹ صفحات۔ (مجموعی تعداد صفحات۔ ۳۱۳)

تاریخ اشاعت:۔ ۲۸ صفر المظفر ۱۴۲۵ھ

سعادتِ معاونت:۔ حاجی غلام رسول وحاجی خلیل احمد عفی عنہما پسران حاجی معراج دین رحمہ اللہ

ع۔ صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کیلئے۔

مسکن اس مسکین نمانے دا ڈھوڈا خاص پچھانو تحصیل ضلع مملوخوشی تھیں حسن زمستاں جانو
موضع پُر سرور کوٹ سیال
پسرور سیال کوٹ

٣٩٠

الجامعة الوطنية للغات الحديثة باسلام اباد
قسم اللغة العربية و ادابها

خطة البحث لنيل شهادة الماجستير فى اللغة العربية
المعنون بـ

دراسة تحليلية و نقدية لمكتوبات الشيخ أحمد السرهندي العربية

الاشراف

الدكتور سيد على انور

(رئيس قسم اللغة العربية)

الاعداد

محمد عتيق الر حمن

مايو 2005 الميلادى

٣٣٤٣

۳۹۱

ANALYTICAL INDEXES
FOR THE
COLLECTED LETTERS
OF
AHMAD SIRHINDI

Arthur F. Buehler

IQBAL ACADEMY PAKISTAN

۲۲ـ۵

٣٩٢

تهذيب المواهب السرمدية
في
أجلاء السادة النقشبندية

تأليف
الشيخ محمد أمين بن فتح الله زاده
الكردي الإربلي الشافعي النقشبندي
المتوفى ١٣٣٢هـ

اعتنى به
الشيخ الدكتور عاصم إبراهيم الكيالي
الحسيني الشاذلي الدرقاوي

منشورات
محمد علي بيضون
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

٣٣٧٦

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مختصر تعارف

جہان امام ربانی

اقلیم ہشتم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اقلیم ہشتم

☆☆

۞ ......نعت شریف — امام احمد رضا محدث بریلوی

۞ ......مناقب — خواجہ عبداللہ ابن خواجہ باقی باللہ

محمد جان سرہندی، غلام غوث، صمدانی، محمد سلیم جان مجددی

۞ ......ابتدائیہ — ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری

۞ ......تاثرات

کشور اول

۞ ......امام ربانی مجدد الف ثانی — محمد صادق قصوری

۞ ......حضرت مجدد بحیثیت فقیہ اسلام — علامہ محمد صدیق ہزاروی

۞ ......مسئلہ اشارہ سبابہ — مولوی سید احمد علی نقشبندی

۞ ......حضرت مجدد پر اعتراضات اور جوابات — ابوالرضا مفتی محمد نیر مجددی

کشور دوم

۞ ......قطعات تاریخ طبع مکتوبات امام ربانی — عبداللہ نقشبندی مجددی

۞ ......تاریخ مکتوبات امام ربانی — ابوالسرور محمد مسرور احمد

۞ ......جواہر مکتوبات مقدسہ — پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

۞......نرمی و آسانی (مکتوب امام ربانی کی روشنی میں)	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
۞......مسلک اہل سنت اور مکتوبات امام ربانی	علامہ عبدالحکیم شرف قادری
۞......احمد بن عبدالاحد کے نزدیک عقائد اہل سنت	ڈاکٹر محمود احمد غازی مترجم: پروفیسر عبدالرسول

کشور سوم

۞......امام ربانی کا سلسلہ ءنسب	سید زوار حسین شاہ
۞......حضرت مجدد کا شجرہ طریقت قادریہ صابریہ	مرزا غلام جیلانی پشاوری
۞......حضرت مجدد کے سلسلہ ہائے طریقت	سید محمد عبداللہ قادری
۞......حضرت مجدد کے اربعہ سلاسل طریقت	ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری
۞......مشائخ نقشبندیہ (ماہ وسال کے آئینہ میں)	محمد یوسف مجددی

کشور چہارم

۞......شیخ احمد سرہندی اور مستشرقین	ڈاکٹر محمد سلطان شاہ
۞......عہد حاضر اور حضرت مجدد الف ثانی (کام کی رفتار کا سرسری جائزہ)	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
۞......دور حاضر میں درپیش چیلنجز اور ان کا مقابلہ (حضرت مجدد کی دعوت حق اور طرز تبلیغ وارشاد کی روشنی میں)	پروفیسر محمد عامر بیگ
۞......حضرت مجدد اور ذرائع ابلاغ	صوفی غلام سرور نقشبندی

کشور پنجم

- ...... حضرت مجدد کا کارنامہ
  (علماء سوء کے کردار و عمل کے حوالے سے) — صاحبزادہ محمد عبد السلام
- ...... طالبان علم کے لیے مینارۂ نور — صاحبزادہ محمد بدر الاسلام صدیقی
- ...... حضرت مجدد کا حسن ادب — پروفیسر غلام مصطفیٰ مجددی
- ...... مجدد الف ثانی کا پیغام — مفتی علی احمد سندیلوی
- ...... مرقعات
- ...... مختصر تعارف اقلیم نہم

☆ ...... ☆ ...... ☆

سبحانہ وتعالیٰ